

# غہر پر

قرآن، حدیث اور ادب میں



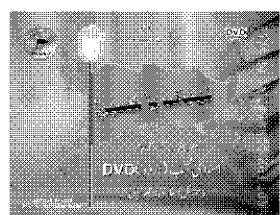
تألیف: حضرت علامہ عبدالحسین الامینی الحنفی

ترجمہ و تلخیص: ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔



سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کنیٰ



# لَبِيكَ يَا مُحَسِّنٌ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو)

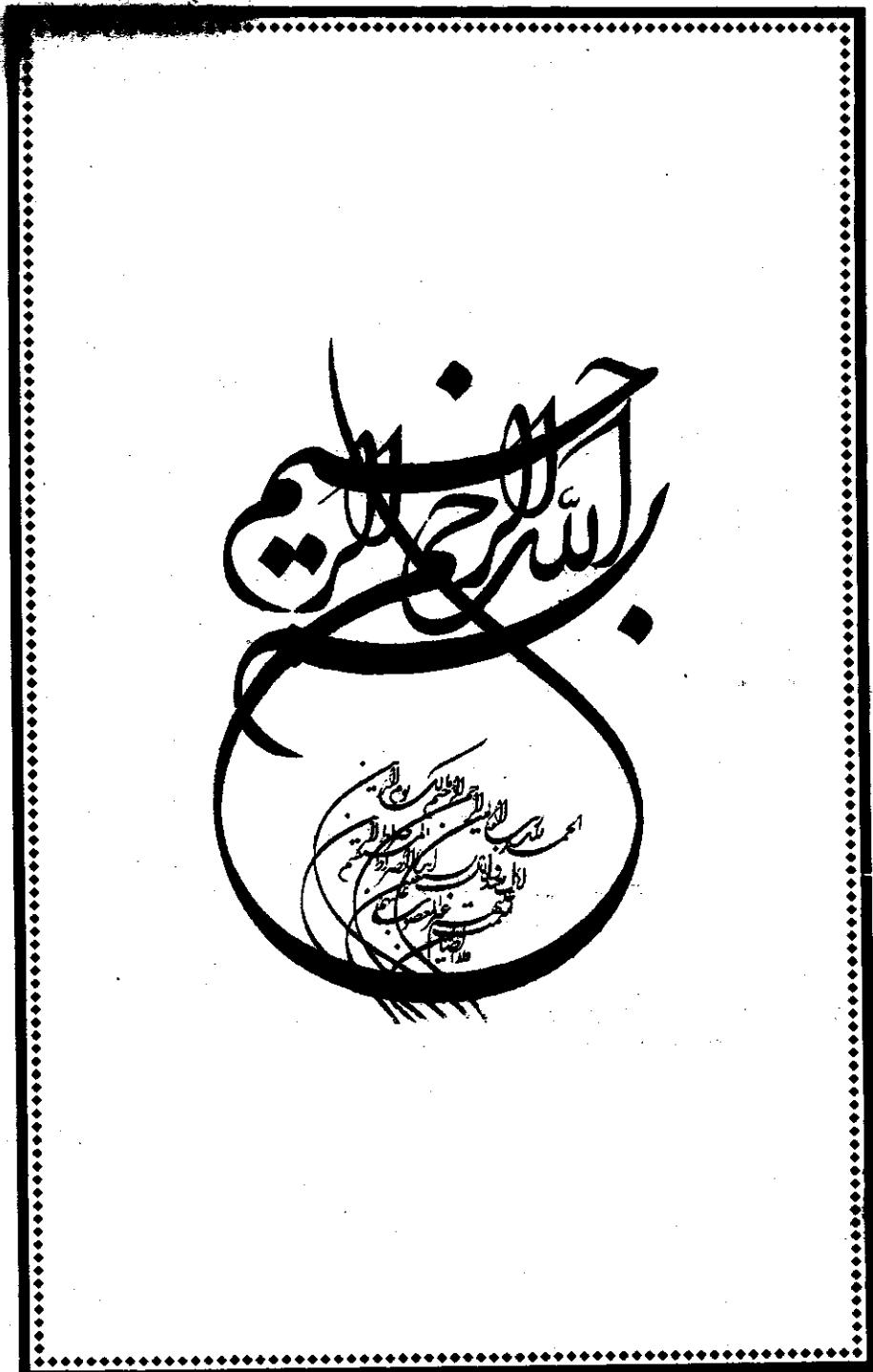
ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA  
Unit#8,  
Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.  
[www.sabeelesakina.page.tl](http://www.sabeelesakina.page.tl)  
[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

Presented by [www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

[www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

NOT FOR COMMERCIAL USE



قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم :  
يوم غدير خم الفضل اعياد امتى وهو اليوم الذى امرنى  
الله تعالى ذكره فيه بتنصب اخي بن ابي طالب علما  
لامتى ، يهددون به من بعدي وهو اليوم الذى اكمل  
الله فيه الدين و اتم على امتى فيه التعممة و رضى لهم  
الاسلام دينها

رسول خدا فرماتے ہیں :

”میری امت کے لئے افضل تین عید، غدرِ خم کی عید ہے، اس دن خدا  
نے مجھے اپنے بھائی ”علی بن ابی طالب“ کو امت کا امام نصب کرنے  
کی تاکید فرمائی تاکہ اسی کے ذریعوں میرے بعد بدلاجت پائیں، خدا  
نے اس دن کی بدوست دین کا مل کیا، امت پر اپنی فتحت تمام کی اور ان  
کے اسلام سے راضی ہوا۔“ (امانی صدوقی میں ۱۲۵ حجہ ۸)

حکیم

قرآن و حدیث اور ادب میں

پہلی جلد (۱)

تألیف

حضرت علامہ عبدالحسین الامین الجفی

ترجمہ و تلخیص

ادب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری

ائیں عبدالحسین، ۱۳۸۹-۱۴۰۱

[الفدریلی الکتاب والستہ والادب۔ اردو۔ ترجمہ تجھیں]

غیر، قرآن، حدیث اور ادب میں مولف عبدالحسین الائی لمحیٰ

ترجمہ تجھیں: سید علی اختر رضوی شورگوپال پوری۔ ۱۳۸۹=۲۰۱۰ ق-

جلد ۱

(جلد ۱) ۹۷۸-۹۶۰-۹۲۰۳۰-۴ (ISBN)

فرہست نویسی براساس اطلاعات مختصر

کتاب نام: حضرت زیرین

الفدریلی، علی بن ابی طالب (ع) امام اول، ۱۳۸۹ قمری، احتجت، حق، اثبات خلافت۔ علی اختر رضوی۔ شورگوپال۔ شعر مذکور عربی۔

مجموع مطالب، رضوی شورگوپال اختر رضوی مترجم۔ عنوان: الفدریلی الکتاب والستہ والادب۔ اردو۔ تجھیں

۱۹۶۷۵۲

BP۳۳۳۵۲، ۰۰۳۶۲

## شناختنے کتاب

کتاب کا نام: **فہدیو: قرآن، حدیث اور ادب میں (جلد اول)**

حالت: حضرت علام عبدالحسین الائی لمحیٰ

ترجمہ تجھیں: ادیب عصر مولا ناسیر علی اختر رضوی شورگوپال پوری

ماشر: گستان زیر ایمیلی پیشتر، لاہور

ماشر ہمکار: قرآن و معرفت فاؤنڈیشن (علمی مرکز، مدرسہ صحیہ، المقدس)

پیکش: مکتبہ میثار شورگوپال پور (سیدان بھار)

اشاعت: ۳۰ جن ۱۳۸۹ھ، ۲ جون ۲۰۱۰ء مطیع اول

تعداد: ۵۵۰ جلد

قیمت: ۵۰۰ روپے

## ملنے کا پتہ:

**پاکستان:** گستان زیر ایمیلی پیشتر، لاہور۔ ۵۳۰۰

**ایران:** (تمہارے) مکتبہ میثار شورگوپال، بہار، بن کوہ، ۱۲۸۶، چارہ شہادت المقدس۔

**ہندوستان:** (تمہارے) مکتبہ میثار شورگوپال، بہار، بن کوہ، ۱۲۸۶، چارہ شہادت المقدس۔

**۲۔ میتھی (تمہارے) مکتبہ میثار شورگوپال، بہار، بن کوہ، ۱۲۸۶، چارہ شہادت المقدس (متالی اجرام مخفی) اور گرفتی میٹی ۳۰۰۰۰۔**

..... جمل حقوق قرآن و معرفت فاؤنڈیشن کیلئے محفوظ ہیں .....

## فہرست مطالب

۱۳.....	عرض ناشر
۱۷.....	بیان اپنا
<b>گوشه شعور (مترجم کتاب کے متعلق علماء و دانشوروں کے تاثرات)</b>	
۲۹.....	حرف اول
۳۱.....	کتاب زندگی
۳۵.....	مولانا علی اختر صاحب میری نظر میں (از سرکار شیم الملہ مدظلہ)
۳۷.....	دلی کیفیات (از استاذ الاسلام مولانا شاکر حسین صاحب)
۳۹.....	لاکھوں میں ایک (از مولانا سید احمد حسن صاحب)
۴۱.....	شعور واقعی با شعور تھے (از مولانا سید جابر جورا ای صاحب)
۴۶.....	جهان تشیع کی مایہ نماز کتاب (از مولانا کلب جواد صاحب)
۴۸.....	کتاب اور مترجم و ناشر (از مولانا ناظم علی خیر آبادی صاحب)
۵۳.....	کتاب غدری؛ آیت اللہ مکارم شیرازی سے... از مولانا سید نیاز علی صاحب مجتبی
۵۸.....	مرد بی شعور (از مولانا ممتاز علی صاحب)
۶۱.....	شہسوار قلم و بیان (از مولانا سید ضمیر الحسن صاحب)
۶۵.....	آہ! ایابی (از ابن شعور گوپال پوری)
۶۷.....	دانش و تحقیق کاروشن منارہ؛ علماء امینی کی حیات و خدمات کا تفصیلی جائزہ

۶۷.....	خاندانی پس منظر
۶۹.....	علامہ امینی کی ولادت اور ابتدائی تعلیم
۷۰.....	نجف اشرف کی طرف روانگی
۷۱.....	اجازہ اجتہاد و روایت
۷۲.....	تحصیل علم کے سلسلے میں بے پناہ اشتیاق اور والہانہ پن
۷۳.....	ایک اہم واقعہ
۷۴.....	دوسری حیرت انگلیز واقعہ
۷۵.....	پسندیدہ اخلاق اور ذاتی خصوصیات کے نمونے
۷۶.....	تقریرو بیان
۷۸.....	تحقیقی سفر اور اس کی مشکلات
۷۹.....	کتب خانہ امیر المومنین پر ایک نظر
۸۰.....	آثار اور کارنائے
۸۳.....	القدیر آپ کا ناژش آفریں کارنامہ
۸۵.....	مؤلف و کتاب؛ علماء و دانشوروں کی نظر
۸۶.....	اولاد
۸۷.....	وفات
۸۹.....	گفتار مترجم
۹۲.....	انتساب
۹۲.....	خلاصہ کلمات مؤلف
۹۵.....	ابتدائیہ
۹۶.....	تاریخ صحیح

۹۸.....	واقعہ غدیر کی تاریخی اہمیت
۱۰۳.....	واقعہ غدیر
۱۰۸.....	واقعہ غدیر کی پر خصوصی توجہات
۱۱۱.....	رواۃ حدیث غدیر
۱۱۴.....	صحابہ
۱۳۶.....	تائیں
۱۵۲.....	عہد پہ عہد علماء
۱۶۳.....	مؤلفین حدیث غدیر
۲۰۱.....	مناشدہ و احتجاج
۲۰۱.....	مناشدہ امیر المؤمنینؑ بروز شوری
۲۰۲.....	مناشدہ امیر المؤمنینؑ زمان عثمان میں
۲۱۰.....	مناشدہ امیر المؤمنینؑ یوم رجب
۲۲۵.....	مناشدہ رجبہ کے گواہ
۲۲۶.....	مناشدہ امیر المؤمنینؑ ظلم سے
۲۲۸.....	حدیث رکبان
۲۳۲.....	غدیر کی بار
۲۳۳.....	روایت فرنین پر ایک نظر
۲۳۸.....	مناشدہ امیر المؤمنینؑ صفين میں
۲۳۹.....	صدیقہ فاطمہ کا احتجاج
۲۴۰.....	سبط اکبر کی لکار
۲۴۱.....	امام حسینؑ کا مناشدہ

۲۳۲.....	معاویہ سے ابن حفیض کا احتجاج
۲۳۵.....	بردنے عمر و عاص کو لٹڑا
۲۳۵.....	عمر و عاص کا معاویہ سے احتجاج
۲۳۹.....	عمار یا سر کا احتجاج
۲۴۷.....	اصفیہ ابن باتتہ کا احتجاج
۲۴۸.....	ایک جوان نے ابو ہریرہ کو لٹڑا
۲۴۹.....	زید بن ارقم سے منا شدہ
۲۴۹.....	عراتی کا جابر سے منا شدہ
۲۵۲.....	قیس بن سعد کا احتجاج
۲۵۳.....	دار میہ تج نیہ کا احتجاج
۲۵۴.....	عمر و اودی کا احتجاج
۲۵۵.....	عمر بن عبدالعزیز کا احتجاج
۲۵۶.....	خلیفہ مامون رشید کا احتجاج داشوروں سے
۲۵۹.....	مسعودی کا نقطہ نظر
۲۶۰.....	و قع غدر قرآن میں
۲۶۰.....	آیہ مبلغ
۲۶۸.....	دادخن
۲۶۲.....	ذیلی بحث
۲۷۷.....	امکال الدین
۲۸۳.....	عذاب واقع
۲۸۹.....	حدیث پر تقدیمی نظر

۲۹۰.....	پہلا اعتراض
۲۹۶.....	دوسرा اعتراض
۲۹۸.....	تیسرا اعتراض
۲۹۸.....	چوتھا اعتراض
۳۰۳.....	پانچواں اعتراض
۳۰۳.....	چھٹا اعتراض
۳۰۵.....	ساتواں اعتراض
۳۰۸.....	عید غدیر اسلام میں
۳۱۱.....	حدیث تہذیت
۳۱۶.....	آدم برس مطلب
۳۲۲.....	رسم تاجپوشی
۳۲۶.....	افادی بحث
۳۲۸.....	سندهدیث پر ایک نظر
۳۳۰.....	محاکمہ، سندهدیث
۳۳۹.....	ابن حزم سے متعلق عام رائے
۳۵۵.....	نظریات ابن حزم کے مزید نمونے
۳۶۶.....	حدیث غدیر کی افادی حیثیت
۳۷۱.....	مولیٰ بحقی اولی
۳۷۳.....	مشہوم حدیث پر رازی کا اعتراض
۳۷۹.....	اعتراض رازی علماء کی نظر میں
۳۸۲.....	امام رازی کا دوسرا اعتراض

۳۸۲.....	جواب رازی
۳۸۶.....	مولیٰ معنی ولی
۳۸۸.....	محانی مولا پر ایک نظر
۳۹۱.....	دوست اور مددگار
۳۹۳.....	حدیث غدیر کے ہمکنہ معانی
۳۹۷.....	قرآن مجید، متصل و منفصلہ
۳۹۷.....	پہلا قرینہ
۳۹۸.....	دوسرا قرینہ
۴۰۰.....	تیسرا قرینہ
۴۰۱.....	چوتھا قرینہ
۴۰۲.....	پانچواں قرینہ
۴۰۲.....	چھٹا قرینہ
۴۰۲.....	ساتواں قرینہ
۴۰۳.....	آٹھواں قرینہ
۴۰۳.....	نوواں قرینہ
۴۰۴.....	دوواں قرینہ
۴۰۵.....	گیارہواں قرینہ
۴۰۵.....	بارہواں قرینہ
۴۰۶.....	تیرہواں قرینہ
۴۰۶.....	چودہواں قرینہ
۴۰۷.....	پندرہواں قرینہ

فہرست مطالب

۳۰۷.....	سولہواں قرینہ
۳۰۷.....	سترہواں قرینہ
۳۰۸.....	اٹھارہواں قرینہ
۳۰۸.....	انیسوواں قرینہ
۳۰۹.....	بیسوواں قرینہ
۳۱۰.....	ذیلی بحث
۳۱۲.....	ولایت کی تفسیری احادیث
۳۱۷.....	مفہوم حدیث۔ محمد شن کی تالیفات میں
۳۲۷.....	توضیح واضح
۳۲۹.....	اعمال واورا و غدری
۳۲۹.....	حدیث صوم روز غدری
۳۳۱.....	رجال سند
۳۳۱.....	منابع تحقیق



## عرض ناشر

قارئین کرام!

امام حسن عسکری فرماتے ہیں:

”فمن هداه (الجاهل) و ارشده و علمه شریعتنا کان معنا فی الرفیق الاعلیٰ“ جو بھی کسی جاہل کی رہنمائی کرے اور اس کو شریعت اسلام کی تعلیم دے تو وہ خدا کے نزدیک ہم اہل بیت کے ہمراہ ہو گا۔

اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں صرف حصول علم کی نہیں بلکہ لا علم افراد کو زیور علم سے آراستہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

”قرآن و عترت فاؤنڈیشن“ نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے آج کے مسلم معاشروں میں علم دین سے جوانوں کی بے رغبتی اور بے توجہی کو دیکھتے ہوئے اپنی ذمہ داری کا بھرپور احساس کیا، کہ وہ علم بے کار ہے جو صرف اپنی ذات تک محدود ہے۔ البتہ! لا اُن ستائش ہے وہ علم جس سے دوسرے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

امتحتہ کی بے پناہ تاکید اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ہم نے جوانوں کو دینی تعلیم سے بہرہ مند کرنے کے لئے اسلامی و قرآنی دروس کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا۔ کسی بھی نئے کام کے شروع کرنے میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ خاص کر جب کسی دینی کام کو شروع کیا جاتا ہے تو بہت سی مشکلات سامنے آتی ہیں۔ ویسے ہی جب اس کام کو شروع کرنا چاہا تو ہمیں دشواریاں کا ایک بڑا پھاڑ سامنے نظر آ رہا تھا۔

درس کیسے لکھا جائے... انھیں کس انداز سے ترتیب دیا جائے... ترتیب شدہ درس کو کس طرح پیش کیا جائے

پھر اگر ان مقدمات کو فراہم بھی کر لیا جائے تو کہاں کیسے اور کیوں کریں دروس شروع ہوں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی مشکل جوانوں کی دنیاوی امور میں ہے پناہ مصروفیت بھی تھی چونکہ یہ دروس خاص طور سے انھیں کے لئے ترتیب دیئے گئے ہیں اس لئے انھیں کامیاب سے کامیاب تر بنانے میں جوانوں کے وقت و حالات کو پیش نظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

ان وجوہات کے پیش نظر ایک نیا سلسلہ شروع کرنا اور اسے جاری رکھنا بہت مشکل تھا لیکن ہم نے خداوند عالم پر توکل کیا تو اس کی توفیق بھی ہمارے شامل حال ہوئی۔ لہذا ہم نے ہر مشکل کو پس پشت ڈال کر اپنے ارادوں کو عملی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

عقائد، اخلاق اور احکام، دین اسلام کے تین اساسی علوم ہیں اور حقیقتاً دین اسلام انھیں علوم کا مجموعہ ہے۔ لہذا خصوصی مشکل میں سب سے پہلے ہم نے انہی علوم پر مشتمل دروس کو مرتب کیا اور پھر ہائی اسکول، انشا اور بی اے میں پڑھنے والے student کا خیال کرتے ہوئے ان تین مشتمل امور پر دروس کو مرتب کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، پھر برپناء ضرورت عمومی دروس (تعلیمات قرآن، معارف قرآن و عترت، مناسبات رمضان المبارک، احکام روزہ اور احکام خواتین) کو مرتب کیا۔

اور دوسرے مرحلے میں اسے علمی جامد پہنانے کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں میں تین ماہ میزبان اساتذہ کے ذریعے دروس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

”اس سلسلے میں ہندوستان کے بزرگ عالم دین مولا ناظم علی خیر آبادی فرماتے ہیں!

قرآن و عترت فاؤنڈیشن نے دیتی، علمی اور قومی خدمات کا ایک ایسا منصوبہ تیار کیا ہے جس کے تحت متعدد کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں جو دینی تعلیم و تربیت اور مذہبی ماحول سازی کی راہ میں بے حد مفید ثابت ہوئی ہیں اور ان کے ذریعہ نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا بھی ایک مشکلم نظام قائم ہوا ہے۔

ماہ رجب المجب، ماہ شعبان المعظم اور ماہ رمضان المبارک میں تین ماہ مختلف مقامات پر دروس کا انتظام کیا جاتا ہے جس میں نوجوانوں کی معتد بے تعداد شریک ہوتی ہے، اس میں ماہرین تعلیم اساتذہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں، کئی برس سے یہ سلسلہ جاری ہے اور سیکڑوں افراد فضیاب ہو چکے ہیں، ہمارا

عزم ہے کہ نہ صرف یہ سلسلہ جاری رہے بلکہ اس کا دائرہ عمل وسیع سے وسیع تر ہو اور ہندوستان کے مختلف صوبہ جات میں دینی تعلیم کا فیض پہنچا سکیں۔ خداوند عالم بطفیلِ محمد و آل محمد زیادہ سے زیادہ توفیق عنایت فرمائے۔

ہمیں امید ہے کہ خداوند عالم کے لطف و کرم سے ہمارے نوجوان اور جوان ان کلاسوں کے ذریعے دین اسلام سے بخوبی آشنا اور عمل پیرا ہونگے۔

اس ادارے نے اسکے علاوہ دیگر غیر درسی کتابوں کی اشاعت کا بزرگ سلسلہ بھی جاری رکھا ہے۔

لیجے اب ”الغدیر“، ”جیسی علمی، ادبی اور فنی کتاب کا اردو ترجمہ بھی پیش ہے، اس کے مترجم حضرت ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گو پال پوری کی عظیم شخصیت ہے جن کا نام نامی قلم و زبان اور فکر و فن کے قبیلے میں محتاج تعارف نہیں، وہ متعدد موضوعات پر بہت سی کتابوں کا ترجمہ کر چکے ہیں اور مختلف موضوعات پر کتابیں اور مصاہیں لکھ کر اپنی علمی، ادبی اور تحقیقی صلاحیت کا لوہا منوا چکے ہیں، ہندوستان و پاکستان کے اکثر جریدے اس کا واضح ثبوت ہیں، ان کی کچھ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور کچھ زیر طبع ہیں۔ خود اس ادارہ سے ان کی دو کتابیں شائع ہوئی جن میں ایک ”مصالحہ آل محمد“ ہے جس کی تقبیلت کا یہ عالم ہے کہ دو سال کے اندر اندر پہلے ایڈیشن کی دو ہزار کا پیاس فروخت ہو گئیں، اب وہ دوسرا مرتبہ شائع ہو رہی ہے۔

حضرت ادیب عصر کی اہل بیت کرام سے ارادت و عقیدت بڑی شدید، والہانہ اور فطری ہے، توارث و ماحول کے علاوہ ان کی اپنی تحقیق و کاوش، بہت وقیع ہے، پھر یہ کہ وہ وکیلِ آل محمد کی حیثیت سے تقریر و تحریر دونوں میدانوں میں سرگرم عمل رہے ہیں، آپ نے فضائل اہل بیت اور ولایت کو اپنی تحریر و تقریر میں بڑی شدت سے پیش کیا ہے، آپ ہمیشہ کوشش رہتے کہ اردو و اس طبق تحقیقی ولایت و فضائل اہل بیت سے آشنا ہو چنا چجہ آپ نے اس سلسلے میں متعدد مصاہیں قلم بند کئے، کچھ کتابیں بھی لکھ رہے تھے لیکن ادھوری رہ گئیں، اسی دوران آپ کی نظر ”القدر“، ”جیسی عظیم کتاب پر پڑی، آپ تمام اہم کام چھوڑ کر حضرت آپ اللہ اعظمی ناصر مکارم شیرازی کی فرمائش پر اس کے ترجمہ میں لگ گئے، اس سلسلے میں ان کو

جو زحمت ہوئی ہے اس کا کسی حد تک عین شاہد ہم بھی ہیں، دیہات کی زندگی میں وسائل کی کمی کے باوجود الغدیر کی تمام جلدوں کا ترجمہ کر لیتا، یقیناً دل گردے کا کام ہے۔ خدا آپ کے اس خلوص کی جزا عنایت فرمائے۔

ان تمام واقعات اور ان کے فکر و فن کی ایک جھلک آپ آئندہ صفات میں علماء کے نثارات کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں گے، ہمیں تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ادارہ قرآن و عترت فاؤنڈیشن کی طرف سے اس عظیم شیقی دائرۃ المعارف کی اشاعت، ادارہ کے لئے باعث صداقتار ہے۔

ہم مولانا شاہد جمال سلمہ کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس کی اشاعت کے لئے ادارہ کا انتخاب کیا، سلمہ اپنے والد کے کارنا موں کے حوالے سے بہت حساس ہیں، مولانا مرحوم کی اکثر کتابوں پر تمجیل و ترتیب کا کام کر رہے ہیں، خود بھی صاحب قلم ہیں، ان کا ادبی ذوق بہت اچھا ہے، ادارہ کی طرف سے شائع ہونے والے مجلہ "ایقان" کی بعض ذمہ داری ان کے سر ہے، خود الغدیر کی دو جلدیوں کا ترجمہ کیا ہے جو ان کے ذوق اور حوصلے کی قدر دانی کے لئے کافی ہے، ترجمہ جیسا بھی ہو لیکن اس عمر میں الغدیر جیسی کتاب کا ترجمہ کر لیتا، یقیناً قابل قدر ہے، اس کے علاوہ کچھ جلدیوں میں بھی تمجیل کا کام کیا ہے، اس لئے کہ ان کے کچھ صفات غائب ہو گئے تھے۔ خدا سے دعا ہے کہ سلمہ کی یہ خدمتیں یونہی جاری ساری رہیں۔

بہر حال کتاب حاضر ہے، خدا کرے اس کا خاطر خواہ استقبال کیا جائے تاکہ آہستہ آہستہ مولانا کی ساری کتابیں منظر عام پر آتی رہیں۔

والسلام على من اتبع الهدى

سید شیخ محمد رضوی بھیک پوری

بانی و مکری قرآن و عترت فاؤنڈیشن ممبئی

ام رمضان السارک ۱۴۳۷ھ

## بیاں اپنا

تاریخ عالم کا یہ واقعہ کس قدر حیرت انگیز ہے کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں نے نہایت محیر العقول طریقہ پر ترقی کی اور اپنے کارناموں کا نقش صفوی تاریخ پر اس طرح ثبت کیا کہ دنیا کی دوسری قومیں ان کی عظمت و برتری کے سامنے سراطاطاعت خم کر دینے پر مجبور ہو گئیں، اب وہی مسلمان ہیں جن پر فلاکٹ وادبار مسلط ہے، ان کا شیرازہ ملی پر اگنڈہ ہے، اب ان کی مغلوں میں علم و فن کے مذاکرے بہت کم ہوتے ہیں، دماغ قوت اختراع سے محروم اور ہاتھ سیاسی طاقت و قوت کی عنان سے نا آشنا ہے محض ہیں، مردم شماری کے لحاظ سے اتنے مسلمان پہلے کبھی نہیں تھے جتنے کہ اب ہیں مگر ساتھ ہی علم و عمل، ایمان و ایقان، اتحاد و اتفاق اور روحانیت و اخلاق کے لحاظ سے جتنے پت اور زبوب حال اب ہیں اتنے بھی کبھی نہیں تھے۔

تاریخ اسلام کا ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ آنحضرت (ص) کے اعلان رسالت کے پچھے ہی دنوں بعد مٹھی بھر مسلمانوں نے جزیرہ العرب سے نکل کر دنیا کے مختلف گوشوں میں پھینا شروع کر دیا اور سخت ترین عداوتوں اور حوصلہ فرستاقاً و متوں کے باوجود اس انداز سے آگے بڑھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے آدمی دنیا کو سخر کر کے اپنے خاک نہیں کملی والے تاج دار کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔

ان چند دنوں میں صرف سیاسی طاقت و قوت ہی حاصل نہیں کی بلکہ اسلام کی حقانی تعلیمات اور اسلامی تہذیب و تمدن کی ناقابل روکشی نے اپنا ایسا رنگ جمایا کہ اسلام سے شدید تعصب و عناد رکھنے والے افراد بھی آہستہ آہستہ اسلام کے موافق بن گئے۔ علوم و فنون، ایجادات و اختراعات، تہذیب نفس اور نظام اخلاقی کی ترتیب و تدوین میں انہوں نے اپنی ذہنی اور دماغی عظمت و برتری کا ایسا عمدہ ثبوت پیش کیا کہ بڑے بڑے معاند مورخین بھی ان کو جھلانے کی جسارت نہیں کر سکتے۔

لیکن اب حالت بالکل مختلف ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں ان پر ادبار و احاطات کا تسلط ہے اور علم و فن کے ہر سیدان میں سب سے پچھے نظر آتے ہیں۔ کہیں جہالت و نادانی کا دور دورہ ہے تو کہیں انڈھی تقیید کا انڈھار واج۔ اختلاف کے کالے بادل اسلامی معاشروں پر اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ مسلمان خود اپنی زمین پر بھی ٹلی کے مانند زندگی بس کر رہے ہیں اور اس اختلاف کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام دشمن طاقتیں آہستہ آہستہ سمجھم ہوتی جا رہی ہیں۔

امام علیؑ کا یہ فرمان ہر دور کے مسلمانوں کو دعوت فخر دے رہا ہے:

انسی واللہ لاظن هو لاۓ القوم سیدالون فيکم باجتماعهم علی ناطلهم و تفرقکم

علی حکمکم

”خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ عقریب یہ حکومت تم سے چھین لی جائے گی اس لئے کہ باطل پرست اپنے باطل پر متحد ہیں لیکن تم لوگ اپنے حق پر بھی اختلاف کے شکار ہو۔“ (۱)

آج افغانستان، فلسطین اور عراق کی بگڑی ہوئی حالت مولا کے اس قول کی تصدیق کر رہی ہے۔ عہد حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی، ضعف و کمزوری اور زندگی کے ہر شعبہ میں تھی دامانی کو دیکھ کر فلسفہ تاریخ کے ایک ادنیٰ طالب علم کو اس انقلاب عظیم کے اسباب و عمل کی جگتو ہوتی ہے جن کی بنیاد پر مسلمانوں کی ماہیت یکسر مقلب ہو کر رہ گئی ہے۔

اصل میں اس انقلاب عظیم کا اہم ترین سبب مسلمانوں کا اس نقطہ اعتدال و اتحاد سے محرف ہونا ہے جس سے نہ صرف اسلام و قرآن کی شہرہ آفاق ترقیاں وابستہ تھیں بلکہ مسلمانوں کا درخشش اور قابل قدر مستقبل بھی اسی سے مر بوطھا۔

”غیر“ اس محور اتحاد کا نام ہے جہاں رہبر اسلام نے کم و بیش سوا لاکھ حاجیوں کو مرکز دلایت علی پر متحکم کر کے ہر زمانے کے مسلمانوں کے ذہن و دل کو جھوڑا ہے کہ زندگی کی مشکلات و صعوبات اور اپنے سخت ترین وشنوں سے پشتے کے لئے ہر دور میں اس مرکز پر جمع ہونا بہت ضروری ہے۔ ﴿الیوم ینس اللذین﴾

کفروں کی قرآنی سند اس امر کی حقیقیت کو گواہی دے رہی ہے۔

”یوم غدیر“ تاریخ اسلام کا وہ اہم ترین دن ہے جس دن خداوند کریم نے مسلمانوں پر اپنی تعمیل تمام کر دیں، احکام دین کامل و استوار ہو گئے، بہادیت کے رسالتی سلسلوں کو امامت سے متصل کر دیا گیا، بندگی کی راہ پر گامز ن امت محمدی کو ولایت کی سر پرستی عطا ہوئی، مسلمانوں کا آئندہ رہبر مصین کیا گیا اور فرزندِ کعبہ مسند امامت پر جلوہ افروز ہوا۔

کتنا حسین اور خوش گواردن تھا، درختوں کے جنڈ میں ایک طرف مہارک، سلامت کی صدائیں تھیں تو دوسری طرف شعرائے اسلام اپنی فکر رساکے ذریعہ سریلا پیغامِ مؤودت لوگوں تک پہنچا کر دادِ حسین وصول کر رہے تھے، نظر ہو یا نظم سب اپنے اپنے انداز سے حضرت علیؑ کو مسند خلافت و امامت پر براجماں ہونے کی تبریک و تہنیت پیش کر رہے تھے۔ رسول اسلام کی خوشی تو قابل دید ہی ایک طرف ان کی تیس سالہ محنت شاقد بار آور ہو رہی تھی تو دوسری طرف اسلام و قرآن کا تابناک اور درخشاں مستقبل نگاہ تصور میں گردش کر رہا تھا۔

لیکن افسوس صد افسوس! ادھر رہبر اسلام کی آنکھیں بند ہوئیں اور ادھر مفاد پرست، نام نہاد مسلمانوں نے دین کی آڑ میں اپنا تو سیدھا کرنا شروع کر دیا۔ اونے پونے خلافت تقسم ہوئی اور دین کے ساتھ کھلوڑ کیا جانے لگا۔

اپنے لمبوں سے ”انا اول المظلومين“ کہنے والے حضرت علیؑ کی کیا حالت تھی اس کا اندازہ لگانا محال ہے لیکن آپ کی ولی کیفیت کی غمازی آپ کا یہ جملہ کر رہا ہے: زایست ان الصبر على هانا احتجى فصبرت و في العین قدى و في الحلق شجا ارى توانى نهبا“ پس میں نے دیکھا کہ صبر کرنا عقل سے نزدیک تر ہے اسی لئے میں نے صبر کیا جب کہ میری آنکھوں میں خس و خاشاک تھے اور میرے گلے میں ہڈی تھی اور میں اپنی میراث کو لٹتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ (۱)

آپ برابر آنحضرتؐ کے اصحاب و انصار سے روزِ غدیر سے متعلق سوال کرتے تھے اور لوگ سر جھکا

کراہیات کا اظہار کرتے۔ روایت میں ہے کہ انس ابن بالک نے جواب میں غدرخواہی کرتے ہوئے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ حضرت نے بدمغکی: خدا یا! اگر یہ شخص دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے تو ایسا مرض اس پر نازل فرما کہ یہ اسے چھپانے سکے۔ چنانچہ وہ برس کے مرض میں اس طرح بتلا ہوئے کہ ان کی پیشانی تک پہلیں گیا۔

جس ہے دشمنی بھی دوستی کی طرح اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے، تو اتر حدیث کی وجہ سے کچھ لوگوں کے بوڑھے دماغ میں یہ بات محفوظ بھی تھی تو خواہشات نفس سے مجبور ہو کر اپنے فرار کارانتینہ اس طرح اختیار کیا کہ کہہ دیا: چنبرہ اسلام کا اس قدر اہتمام اور اتنی تاکید صرف اس لئے تھی کہ آنحضرت لوگوں کو حضرت علیؑ سے دوستی کی طرف دعوت دینا چاہتے تھے.....

تجب ہے کیا دوستی بھی حکم کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے...؟؟

ایسے غلط اور بے نیا درپر گندوں سے غدر یا حفاظ رکھنا ہر اسلام دوست مسلمان کا فریضہ ہے۔

قابل مبارک باد ہیں وہ افراد جو ”الا فیبلغ الشاهد الغائب“ کو اپنی زندگی کا اہم ترین مقصد سمجھتے ہوئے زبان و قلم کے ذریعہ غدر یا صحیح تصویر اور حقیقی پیغام مؤودت و ولایت دنیا کے گوشے گوشے میں ہوں چاکر رسول اسلام کی تائید حاصل کر رہے ہیں۔

”الغدیر“ اسی سلسلہ کی عمده اور اہم ترین کڑی ہے، یہ صرف صاحبان تحقیق کی آرزو ہی نہیں بلکہ ایسا ابشار حقیقت اور بے نظریہ دائرۃ المعارف ہے جس کے ذریعہ ہر شخص غدر یا کوئی شناخت حاصل کر سکتا ہے۔

یہ کتاب علامہ امینیؒ کی عرقان انگلیز پیش کش اور محرکۃ الاراء کارنامہ ہے، یہ آپ کی خانوادہ عصمت و ظہارت سے بے پناہ عقیدت کا بین ثبوت بھی ہے، اس میں جہاں حق کی حمایت دیدہ زمینی اور عرق ریزی سے کی گئی ہے وہیں باطل پرستوں کے کریبہ چہروں سے نقاب کشائی بھی نہایت سلبجے اور موڑ انداز میں کی گئی ہے۔

اس کتاب یا مؤلف کتاب کے متعلق کچھ لکھنا یقیناً سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

بقول علامہ تہرانی ”صاحب الذریعہ“:

”میں اس عظیم کتاب کے اوصاف بیان کرنے سے قاصر ہوں، الغدیر کا مقام اس سے بالاتر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، تھا کام جو حقیر اس سلسلے میں انجام دے سکتا ہے وہ یہ کہ خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مؤلف کی عمر راز ہو اور ان کی عاقبت بخیر ہو۔ اور خلوص نیت کے ساتھ خدا سے چاہتا ہوں کہ میری باقیماندہ زندگی کو بھی مؤلف کی عمر شریف میں اضافہ فرمائے۔“ (۱)

### زیرِ نظر کتاب

ظاہر ہے جس کتاب میں حلقہ و معارف کا سندروم جن ہواں کا ترجمہ دنیا کی ہر ترقی یافتہ زبان میں ہونا چاہیے تا کہ یہ انوکھا پیغام مودت دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ سکے۔

زیرِ نظر ترجمہ و تخلیص کا اہم ترین سبب بھی یہی ہے۔ یہ کتاب دوران طالب علمی ہی سے والد علام مرحوم کی توجہات کا مرکز رہی ہے، چنانچہ گفتار مترجم میں آپ نے اس کتاب سے متعلق اپنے جذبات و احساسات اور والہانہ پن کا اظہار فرمایا ہے۔ غدری یا ولایت علیٰ سے متعلق آپ کی شدید وابستگی کے دوسرے مطلب سے نظائر اور نمونے پائے جاتے ہیں، نشر ہو یا لظم، ترجمہ ہو یا تالیف، قلم ہو یا زبان آپ نے ہر طریقہ سے یہ انوکھا پیغام مودت لوگوں کے درمیان پہنچانے کی بھرپور کوشش کی اور اس سلسلے میں جتنی مشقتیں اور جتھیں اور داشت کرتا ہیں، کی۔

خود اسی ترجمہ کو لے لجھے۔ دیہات کی زندگی میں آسائش و وسائل حیات کی کمی کے باوجود ”الغدیر“ کی گیارہ جلدوں کا ترجمہ بہت کم مدت میں کر دینا، آپ کے جذبہ و شوق اور غدری سے متعلق آپ کی شدید وابستگی کا واضح ثبوت ہے، یقین جانئے اس کے ترجمہ میں آپ نے جس جانشناہی کا مظاہرہ کیا ہے وہ اب بھی نگاہوں کے سامنے گردش کر رہا ہے۔

اس سلسلے میں یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیے: میرا بچپنا تھا، اس وقت ہم لوگ حسین گنج میں مقیم تھے، والد علام نماز صحیح کے بعد ترجمہ و تحقیق کا کام انجام دیتے تھے اور پھر محمد صالح ائٹر کانج چلے جاتے تھے، اس

وقت الغدیر کے ترجمہ کا کام جل رہا تھا، گرمی اپنے شباب پر تھی، جس سے نجات حاصل کرنے کا کوئی بر قی ذریعہ بھی نہیں تھا، صرف قدرتی ہوا بکھی بھی اپنے نرم جھونکوں سے جسم کو خندک ہو نچا دیتی تھی، ایک دن آپ دوپہر کے کھانے کے بعد الغدیر کے ترجمہ میں مشغول تھے، لیکن صرف دو کروں کا تھا جس میں چار بچوں کا شور ہنگامہ بھی اپنے عروج پر تھا۔ جب شور زیادہ ہوتا تو آپ ایک طویل ”ہوں“ کے ذریعہ شور روکتے اور پھر ترجمہ میں مشغول ہوجاتے تھے، لیکن تھوڑی دیر بعد اس ”ہوں“ کا اثر کم ہوتا تو ہنگامہ پھر شروع ہوجاتا تھا۔ آخر آپ نے نجک آکر اپنا سامان سمیٹا اور محمد صالح انشرکانج (جہاں ایک کمرہ آپ سے مخصوص تھا) روائے ہو گئے، جس کا فاصلہ آدھا کلو میٹر تھا، آپ وہاں جا کر اطمینان سے اپنے کام میں مشغول ہوجاتے۔ یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ نہیں بلکہ جب بھی ہمارے شور سے آپ کا سکون غارت ہوتا آپ ایک قائل بغل میں دباتے اور دوپہر کی شدید دھوپ میں آدھا کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے وہاں جاتے اور ترجمہ تحقیق کے کاموں میں مشغول ہوجاتے تھے۔

رات میں بھی آپ کو سکون میسر نہیں تھا، جب ہمارا شور کم ہوتا تھا تو آنکھوں کی اذیت شروع ہو جاتی ظاہر ہے بہر روز تین چار گھنٹے لاثین کی روشنی میں لکھنے پڑنے سے آنکھوں کو اذیت تو ہو گی ہی.....  
جب یہ تمام واقعات یادداشت کی سلسلہ پر ابھرتے ہیں تو والد علام کے کارنا می خصوصاً ترجمہ الغدیر کے متعلق احسان قدر دانی انگیز کر کے ان کی زحمتوں اور عظمتوں کو سلام کرنے کا دل کرتا ہے۔ والد علام کے کارنا میں کے متعلق میری حسایت ایک بار کے حوالے سے کم، ایک عالم دین کی پر خلوص اور بے پناہ زحمتوں کے حوالے سے زیادہ ہے۔

بہر حال دن و رات آپ کی محنت کا اصل مقصد یہ تھا کہ ولایت علیٰ کی مسحور کن خوشبوار دو داں طبقہ بھی محسوس کرے اور الغدیر کی علمی، فتنی اور ادبی حیثیت سے واقف ہو۔ اس کتاب کی پہلی جلد ۱۹۹۲ء میں شائع ہو چکی ہے، پھر وسائل و حالات کی تمثیلی کہہ لیجئے کہ اس کی دوسری جلد یہ اب تک مظر عام پر نہ آسکیں اور برسوں طاقوں کی زینت نی رہیں۔ انتقال کے کچھ دنوں پہلے آپ نے مجھے ہمراہ لے کر اس کے حوالوں کی ترتیب و تنظیم کا کام شروع کیا اور لوگوں کی فرمائش پر اسے دوبارہ شائع کرنے کا مصمم و مکمل

ارادہ کیا لیکن انہیں دنوں ان کی طبیعت ناساز ہو گئی جس کی وجہ سے اسے پھر سے بالائے طاق رکھنا پڑا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ والد علام اتنی جلدی ہمیں چھوڑ کر احساس تینی دے جائیں گے۔

چونکہ ان کی اولین و حسین خواہش تھی کہ یہ کتاب جلد از جلد منظر عام پر آئے لہذا ناجائز نہ اتنے بڑے کام کا بوجھا پڑنے کمزور کاندھ سے پر اس امید پر رکھا کہ ”خدا کے یہاں دیر ہے اندر ہی نہیں“۔ اور یہ بھی حق ہے کہ اگر جذبے نیک ہوں تو خدا کے کرم سے حالات بھی مساعد ہوتے چلتے جاتے ہیں، الحمد للہ اس کتاب کے ساتھ بھی بھی ہوا جیسے جیسے کام آگے بڑھا حالات سازگار ہوتے گئے۔ خدا کا شکر کہ اب یہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے۔

زیر نظر کتاب کے بارے میں کچھ باتیں لائق توجہ ہیں:

۱۔ والد علام نے یہ ترجمہ مرچ عالی قدر آیت اللہ اعظمی ناصر مکارم شیرازی رامت برکاتیہ کی فرمائش لفظی کیا تھا اور ان کی یہ خواہش تھی کہ اس کا اردو ترجمہ تھوڑی تلخیص کے ساتھ کیا جائے تاکہ اردو دان حضرات بھی اس کتاب اور اس کے وقیع مطالب سے آشنا ہو سکیں، اسی لئے انہوں نے اس کتاب کا تھوڑی تلخیص کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ تلخیص میں آپ نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ الغدیر کے اہم مطالب شائع نہ جائیں، آپ نے انہیں مطالب کو حذف کیا ہے جو غدیر و ولایت سے مربوط نہیں تھے۔ مثلاً کسی شاعر کا قصیدہ غدیر یہ ۵۰ راشعار پر مشتمل ہے تو آپ نے اس میں انہیں اشعار کا ترجمہ کیا ہے جو ولایت علی سے متعلق تھے اور بقیہ اشعار کی تلخیص کردی ہے یا انہیں حذف کر دیا ہے۔ اسی طرح شاعر کے حالات زندگی کے اہم اور قابل قدر گوشوں کو من و عن نقل کیا ہے اور بقیہ گوشوں کی تلخیص کردی ہے، مختصر یہ کہ اس کی بہت تھوڑی تلخیص کی گئی ہے۔ لیکن ہاں! اس تلخیصی ترجمہ کے باوجود آپ اس کتاب کو اول و آخر تک پڑھ جائیے تلخیص و حذف کی وجہ سے پیوند کاری کا احساس نہیں ہو گا ایسا محسوس ہو گا کہ علامہ امیٹی نے صرف انہیں مطالب کو نقل کیا ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ الغدیر کا کام کرتے وقت یہ خیال آیا کہ والد صاحب نے جو تھوڑی تلخیص کی ہے، اسے مکمل کر دیا جائے اور ترجمہ کا کامل نصاب شائع کیا جائے، اس سلسلے میں کام بھی شروع کر دیا

تھا اور تقریباً چار پانچ جلدوں کا ترجمہ بھی ہو گیا تھا لیکن پھر اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا کیونکہ ایک تو یہ کہ والد صاحب کی تحریر بہت مختلف تھی آپ نے آزاد ترجمہ کیا تھا لیکہ مطابقت کے باوجود کہیں کہیں پونڈ کاری کا احساس ہو ہی جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ وقت بہت کم تھا اور آہستہ آہستہ حالات بھی ناگفہتہ ہوتے جا رہے تھے۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا، انشاء اللہ حالات نے ساتھ دیا اور کوئی "صاحب دل" آگے بڑھا تو اس کا مکمل ترجمہ بھی شائع کر دیا جائے گا، الحمد للہ کام جاری ہے۔

۲۔ والد صاحب نے اس کا آزاد ترجمہ کیا ہے، اس طرح کہ آپ نے الغدیر کے عناوین کے تحت مذکور مطالب کا اول سے آخر تک مطالعہ کیا، پھر ان مطالب کو سلیمان اردو میں منتقل کیا ہے، یعنی آپ نے مفہومی ترجمہ کیا ہے۔ اگر آپ لفظی ترجمہ کے اعتبار سے کتاب حاضر کا مطالعہ کریں گے تو ممکن ہے اس میں کچھ خامیاں نظر آ جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے لفظی ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ الغدیر کے مطالب کو بہترین ادبی اردو میں منتقل کیا ہے، اسی لئے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو ترجمہ کے مجاہے تالیف و تصنیف کا مزرا آئے گا۔

۳۔ والد علام نے تقریباً ساری جلدوں کا ترجمہ مکمل کر لیا تھا لیکن اس کی صرف ایک جلد منظر عام پر آئی، کچھ برسوں بعد وسری جلدوں کی اشاعت کے سلسلے میں آپ سنبھلی تعریف لے گئے اور وہاں سے کتابت شدہ کچھ جلدیں نظر ہانی کے لئے لارہے تھے، جن میں چھٹی اور گیارہویں جلد کا اصل مسودہ بھی تھا، سو اتفاق کر اسی سفر میں کسی نے آپ کی وہ اپنی چوری کر لی جس میں چھٹی اور گیارہویں جلد موجود تھی، آپ کو زندگی بھر ان جلدوں کے ضائع ہونے کا افسوس رہا۔

ناچیز نے ٹوٹے چھوٹے الفاظ میں ان دو جلدوں کا ترجمہ اس لئے کیا تاکہ الغدیر کا یہ دورہ (نصاب) اردو زبان میں کامل ہو جائے اور ساری جلدیں سمجھا شائع ہوں۔ چھٹی اور گیارہویں جلد کے ترجمہ کی روشن کے متعلق اسی جلد کا "گفتار مترجم" اور "حوال واقعی" ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ زیر نظر کتاب میں ناچیز نے ان دو جلدوں کے ترجمہ کے علاوہ جو تکمیلی کام کیا ہے، ان میں

بعض یہ ہیں:

الف) اس میں پوری آیت نہیں لکھی تھی بلکہ کہیں صرف ترجمہ یا آیت کا ایک نکلہ لکھا گیا تھا، ناجائز نے اصل کتاب سے اخراج کر کے پوری آیت اور اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

ب) کتاب کافی دنوں سے طاق نیاں کی زینت نی ہوئی تھی، اس لئے اس کی اکثر جلدیوں کے درمیانی چند صفات غائب ہو گئے تھے جس کی وجہ سے مطالعہ کے وقت مطالبِ مہم اور غیر مربوط محسوس ہو رہے تھے میں نے اس ابہام کو ختم کرنے کے لئے ان غائب شدہ چند ایک صفات کا ترجمہ کر دیا ہے تاکہ مطالب غیر مربوط نہ ہوں، آپ سے گذارش ہے کہ اگر مطالعہ کرتے وقت کوئی ابہام نظر آئے تو اسے مجھناجیز کے تسامح پر محول کریں مترجم سے اس کا کوئی ربط نہیں۔

ج) کتاب میں والد صاحب نے پورا حوالہ نقل نہیں کیا تھا یعنی اگر کتاب کا نام تھا تو مولف کا نام نہیں تھا اسی طرح اکثر حوالوں میں جلد اور صفحہ نمبر غائب تھا، اسی لئے نئے سرے سے اس پر حوالے کا کام کرنا پڑا ہے۔ اس سلسلے میں اخراج منابع کے لئے ”مرکز الغدیر للدراسات الاسلامية“ کے تحقیق شدہ ایڈیشن کا انتخاب کیا گیا ہے کیونکہ اس میں جن کتابوں کے حوالے علامہ امینی نے دیے ہیں ان کے جدید ایڈیشن کے بھی حوالے اس کے حاشیے پر موجود ہیں، اس لئے کہ علامہ امینی کے زمانے میں جو کتاب ایک جلد میں تھی آج وہ دو یا تین جلدیوں میں طبع ہو رہی ہے، گویا ایک کتاب کے دو حوالے دیے گئے ہیں، یہ بات ملاحظہ ہے کہ جدید ایڈیشن کے حوالے تو سین کے درمیان ذکر کئے گئے ہیں نیز جن جگہوں پر خود علامہ امینی نے کتاب کے غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے صرف ان کے نام کے ذکر پر اتفاق کیا تھا اب ان کا بھی پورا حوالہ اس جدید ایڈیشن میں موجود ہے، منصف مزاد کی جب اس ایڈیشن پر نظر پڑے گی تو حوالے کے سلسلے میں پوری طرح مطمئن ہو جائے گا اور کوئی شک و شبہ اس کے ذہن میں باقی نہیں رہے گا۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ کتاب اغلاط سے قطعی پاک ہے ایام تحصیل میں کئے گئے کام کے متعلق ایسا دعویٰ کرنا بھی احتقار ہے مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ میں نے اپنی حتی المقدور کوشش کی ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک رہے پھر بھی آپ سے گذارش ہے کہ اگر کہیں غلطی نظر آئے تو بے دریغ مطلع کر دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

## تشکر و امتنان

”من لم يشكِّر المخلوق لم يشكِّر الخالق“

سب سے پہلے خال مختارم جب اللہ اسلام مولانا سید شیعہ محمد صاحب بھیک پوری کاشکر گذار ہوں جنہوں نے قدم قدم پر میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کام کو آگے بڑھانے کا شوق دلایا تھا ایسے تأافتہ حالات میں جب کہ اشاعت کے حوالے سے میری امید نوٹ چکی تھی، میرا بھرپور ساتھ دیا، الحمد للہ اب ان کی سماں سے یہ کتاب طبع ہو کر منتظر عام پر آ رہی ہے۔ ساتھ ہی برادر مختارم جب اللہ اسلام مولانا سید شجاعت حسین صاحب کاشکر گذار ہوں جنہوں نے اصل کتاب سے حوالوں کو نقل کرنے اور اس کی ترتیب میں میرا ساتھ دیا۔

اس مقام پر میں اپنے ان تمام احباب کاشکر گذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں تعاون فرمایا، خاص طور سے مولانا سید وقار احمد کاظمی صاحب، مولانا سید شاہ کار حسین زیدی کوثر صاحب، مولانا مسراج حیدر خان صاحب، مولانا محمد کیفی صاحب، مولانا قاسم علی صاحب، مولانا سید عباس صاحب اور قرآن و عترت کے دیگر افراد کاشکر گذار ہوں جنہوں نے ایام تحصیل کی مصروفیتوں کے باوجود میرے ہمراہ پروف ریڈیگ اور حوالوں کی ترتیب کے فرائض انجام دیئے۔ خدا انہیں جزائے خیر دے اور ان کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

آخر میں خدا نے متعال سے دعا گوہوں کہ اس پر آشوب اور پرفتن دور میں مسلمانوں کو مرکز ولایت امیر المؤمنین پر جمع ہونے کی توفیق دےتا کہ وہ مشکم ہو کر اپنے دشمنوں سے نبرد آزمائھوں سکے۔

”آمين یارب العالمین“

والسلام

تحراج دعا

سید شاہد بمال رضوی گوپال پوری

حوزہ علیہ قم (ایران)

ارشیبان معظم ایام

# گوشہ شعور

مترجم کتاب کے متعلق علماء و انشوروں کے تاثرات



## حرف اول

والد علام کے انتقال کے بعد سے لوگوں کی مسلسل فرمائش تھی اور میری بھی یہ خواہش تھی کہ ان کی حیات و خدمات پر مشتمل کوئی کتابچہ یا رسالہ شائع کیا جائے لیکن کوئی ذریعہ اور وسیلہ نہ ہونے کی وجہ سے میں لوگوں کی یہ فرمائش مسلسل ناتارہا۔ پھر ہزار جتن کے بعد ترجمہ الگدیر کی اشاعت کی صورت پیدا ہوئی تو میں نے والد علام کی حیات و خدمات کو شائع کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلے میں ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک منفصل کتابچہ بھی تحریر کر دیا۔ لیکن پھر برادر معظم "جذاب محمد اختر جنم صاحب" نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس سلسلے میں والد صاحب کے متعلق علماء کے تاثرات پیش کئے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا، اسی لئے وہ نوشتہ روک کر علماء کے تاثرات اور رشحات قلم کو شامل کیا جا رہا ہے، انشاء اللہ پھر کسی مناسبت سے وہ کتابچہ بھی شائع کیا جائے گا، ایک بات ملاحظہ خاطر رہے کہ ان کے علاوہ بھی کچھ علماء نے اپنے رشحات قلم ارسال کئے تھے لیکن چونکہ ان کے رشحات قلم تاخیر سے موصول ہوئے اس لئے ہم ان کی عدم اشاعت پر ان لوگوں سے مغدرت خواہ ہیں، اسے پھر بھی شائع کیا جائے گا۔

والسلام  
سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری  
حوزہ علیہ قم



# کتاب زندگی

ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی طاب ثراه شعور گوپال پوری

نام	: سید علی اختر رضوی
حصہ	: شعور
ولدیت	: سید مظہر حسین رضوی مرحوم
ولادت	: ۱۹۳۸ء مطابق ۱۴۵۷ھ
وطن	: گوپال پور، سیوان، بہار
علمی استعداد	: ممتاز الافتخار (جامعہ ناظمیہ، لکھنؤ)
مولوی، عالم، فاضل، فاضل ادب و فاضل فارسی (الله یا دبور ذیلی)	
فاضل فارسی، فاضل فلسفہ، فاضل فقہ شیعہ (بہار اکراز منیشن بورڈ)	
ڈپلوم زبان فارسی (انشی ثبوت اوف اسلامک الجوکیشن)	
مشغله	: لکچر احمد صاحب اختر کانج حسین گنج، سیوان بہار
اساتذہ گرام	: مفتی اعظم سرکار احمد علی طاب ثراه، فخر الاعظین مولا نار رسول احمد
صاحب، علامہ اختر علی تابہری صاحب، مولا نا محمد علی صاحب،	
مولانا محمد ایوب سرسوی صاحب، مولا ناروشن علی صاحب،	
مولانا شاکر حسین صاحب مدظلہ... وغیرہم۔	

سفرزیارت : آپ نے آیت اللہ العظیمی ناصر مکارم شیرازی دامت برکاتہ کی فرمائش پر الغدیر کے ترجیح کے سلسلے میں ایران کا سفر کیا اور قم و مشهد کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

### تبیینی خدمات

الف: مجالس عزا: آپ نے ہندوستان کے اکثر شہروں میں مجالس عزا خطاب کیں، ایک عرصہ تک میرٹھ کا عشرہ اولی خطاب کیا اور چہلم کے موقع پر حسین آباد میں عشرہ خطاب کیا۔  
ب: مذہبی کانفرنس: آپ نے دینی اور مذہبی کانفرنس کے سلسلے میں کئی کئی شہروں کا سفر کیا، مجلس علماء و اعاظین کی کانفرنسوں کی تنظیم و ترتیب میں بھی پیش پیش رہے۔

### دنیی خدمات

بجا گپور بہار میں ایک مسجد کی تاسیس، کرن پورہ سیوان بہار میں جامع مسجد کی بنیاد اور وہاں پر رسول امام جحد و جماعت کے فرائض انعام دیئے، الغدیر کے علاوہ دیگر کتابوں اور عربی و فارسی مقالوں کا ترجمہ، تصنیف و تالیف کے علاوہ سیکڑوں مذہبی اور دینی مضمایں۔

### ادبی خدمات

شعر و شاعری کے تقریباً ہر صرف پر طبع آزمائی فرمائی، ادبی مضمایں، غزلیں، انشائیے اور مختصر افسانے تحریر کئے جو سفر ارکانِ حنوتیز اور اک گوپاں پور میں کافی دنوں تک شائع ہوتے رہے۔

### الف: ترجمے:

- ۱۔ ترجمہ الغدیر (گلزارہ جلدیں)
- ۲۔ تاریخ اسلام میں عائشہ کا کردار (تین جلدیں)
- ۳۔ رسائل عملیہ امام حسین (دو جلدیں)

### آثار اور کارناٹے

۳۔ شہر شہادت

۵۔ مصائب آل محمد

۶۔ میت پر گریہ سنت رسول

۷۔ امام مہدی حدیث کی روشنی

۸۔ خوبیو بھار کی (یہ کتاب تقریباً دو برس تک الواقعہ میں شائع ہوئی)

۹۔ خانوادہ شیرازی بیسویں صدی میں

۱۰۔ ترجمہ الحیات (دو جلدیں)

۱۱۔ مساجد و امامبڑے (غیر مطبوعہ)

#### ب: تالیفات و تصنیفات:

۱۔ حیات آیۃ اللہ اعظمی شیرازی

۲۔ غدیر کے چار علمائی شاعر

۳۔ تحفہ کامعیار تہذیب (مطبوعہ در اصلاح)

۴۔ شور آخرت (مجموعہ ادعیہ و فضائل ماہ و سال، غیر مطبوعہ)

۵۔ دانشوار ان غدیر (ناکمل، غیر مطبوعہ)

۶۔ عطر و لایت (غدیر سے متعلق مضامین کا مجموعہ، زیر طباعت)

#### ج: مضامین و مقالے:

آپ نے بہت سے مضامین اور مقالے قلمبند کئے جو ہندو پاک

کے مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے جن میں الواقعہ، توحید،

اصلاح، الجود و سرفراز، تنظیم الکاتب اور راه اسلام سرفہرست ہیں۔

۱۔ آبشاروں کا ترنم (مجموعہ قصائد و قطعات)

شعری مجموعے

۲۔ موج و رموج (مجموعہ سلام و نوحہ)

۳۔ موح تمم (مجموعہ غزلیات)

اولاد :	سید محمد اختر رضوی، راقم الحروف سید شاہد جمال رضوی، سید محمد قیصر رضوی، سید کوثر علی رضوی، سید محمد افسر رضوی، سید ریاض جعفر رضوی و دختر
تاریخ وفات :	۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹۰۰ء ارجوفوری
مدفن :	شہر خوشاب، گوپال پور سیوان بہار

### پیام شعور

شک صحراؤں میں چھڑکاؤ ضروری ہے شعور  
 خون بہتا رہے پانی کی حفاظت کرنا  
 بھی انداز تو نفرت کی جزیں کائے گا  
 ہم نے سیکھا ہے بروں سے بھی محبت کرنا

والسلام

سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری

## مولانا علی اختر صاحب میری نظر میں

سرکار شیم الملہ جنتہ الاسلام والملین مولانا سید شیم الحسن صاحب قبلہ

(عید جامعہ جوادیہ، بنارس)

حُنفیۃ الاسلام مولانا سید علی اختر صاحب مرحوم گوپال پوری سے میری پہلی ملاقات جناب حکیم سید محمد صالح صاحب مرحوم (پشن) کے بیان ہوئی، موصوف خدا بخش لاہری ری، کچھ تحقیقی کام کے سلسلہ میں آئے ہوئے تھے، اسی وقت سے ان کی علمی اور اخلاقی چھاپ میرے اوپر پڑی، پھر تو ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ خصوصاً حسین گنج کے کالج میں مرحوم کا تدریسی سلسلہ اور میرا ایامِ عزا میں کئی سال تک کچھ دنوں کے لئے مجلسِ عزا کے لئے جانا ہوتا رہا۔ ان دنوں مختلف موضوعات پر مجھ سے گفتگو فرماتے رہے، تعلقات اور تاثرات اس منزل تک پہنچ کر آپ نے اپنے لائق فرزند جنتہ الاسلام مولانا سید شاہد جمال سلمہ کو میرے حوالے کر دیا اور سلمہ جامعہ جوادیہ بنارس سے تعلیم کی تکمیل کے بعد ایران گئے اور اپنے والد بزرگوار کے علمی و ارث بھی بنئے۔

یوں تو مولانا مرحوم کے مضامین مختلف ماہناموں میں خصوصاً ماہنامہ الجود بنارس میں مسلسل شائع ہوتے رہے اور ان کی بعض کتابیں بھی زیور طبع سے آراستہ ہوتی رہیں، جن سے مرحوم کی علمی اور تحقیقی صلاحیت اور جتوکی گہرائی میں ڈوبنے اور ابھر کر آبدار جواہر پاروں سے عوام کو فیضیاب کرنے کا سلیقہ واضح ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم میری خواہش پر جامعہ جوادیہ کی لاہری ری کی ترتیب دینے کے لئے مقیم رہے جس

سے قربت میں اور اضافہ ہوا۔

مولانا کے محرکۃ الاراء خدمات میں کتاب "القدر" کا ترجمہ ہے، ترجمہ کسی بھاری بھرم کتاب کا آسان کام نہیں ہے کہ مصنف کے لکھنے ہوئے مطالب کو کسی دوسری زبان میں بے کم و کاست پیش کر دیا جائے۔ اور سیکھ مترجم کا کمال مانا جاتا ہے اور یہ کام اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ جو اس زبان پر عبور نہ رکھتا ہو کہ جس زبان میں وہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس ترجمہ کی خوبی کے ساتھ مولانا کی عربی زبان پر عبور اور ان کی صلاحیتوں پر بھر پور دلیل ہے۔

ابتدی یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ آخر کی دو ایک جلدیوں کا ترجمہ خود ان کے نور چشم مولانا سید شاہد جمال سلمہ نے کیا ہے جو سلمہ کی علمی استعداد کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے، میں با رگاہ احادیث میں دعا گو ہوں کہ سلمہ کے علمی و دینی خدمات کو ادامہ نصیب ہو اور ہمارے انتخار کا سبب بنتے رہیں۔ خداوند عالم سلمہ کو طول عمر عطا کرے۔

"سید شیم الحسن رضوی"

۲۰ جولائی ۱۹۷۸ء

## دلی کیفیات

استاد الاماراتہ مولانا سید شاکر حسین صاحب امر ہوی وام ظلہ

(استاد جامعہ ناظمیہ، لکھنؤ)

نہ جانے کتنے میئن گذر گئے لیکن میں ابھی تک مولا ناعلیٰ اختر صاحب مرحوم کے نور نظر جنم سلمہ کی اتنی سی خواہش پوری نہ کر سکا کہ ان کے عظیم المرتبت والد ماجد کے لئے اپنے تاثرات کی دلوفظیں لکھے سکوں۔ اس سلسلے میں اپنی ضعیف العمری کو بھی سبب نہیں بنا سکتا۔ ہاں انسیاتی دنیا سے قربت رکھنے والے میرا عذر ضرور قبول کر لیں گے، کیوں کہ اکثر مواقع پر ضعیف کا عذر کام نہیں آسکتا، ظاہر ہے کہ ایک سوال کا بوڑھا باپ اپنے بیٹے کی بارات میں لاکھ منع کرنے کے بعد بھی پیدل چلنے کی آمادگی پر سرت محسوس کرے گا، اس کے برخلاف اگر کسی جوان العرباپ سے اپنے بیٹے کی مشایعت جتازہ کے لئے ہمت کا جائزہ لیا جائے تو بارغم سے دو ہری کر، زبان حال سے جواب دیتی نظر آئے گی کہ ہاں، ہاں اتمہارے جتازے کے ساتھ جہاں تک تم جاؤ گے میں بھی چلوں گا۔

یقیناً علیٰ اختر مرحوم کے سلسلے میں بھی کچھ ایسی ہی کیفیات سے دوچار ہوں، ایک وہ وقت تھا کہ جب ادبی، ثقافتی، صحفی مملکت کے اور مگک فصاحت و بلاغت پر مولا ناعلیٰ اختر صاحب مرحوم اپنی طرفافت آمیز لطائف سے الہی ذوق کو مستفیض فرمانے میں منہک تھے، ہر موضوع پر ان کا نازک مزاج قلم، اپنے طفر سے مخلوط افکار سے اپنے عقیدت مندوں کو محظوظ کر رہا تھا اور آج وہی علیٰ اختر مرحوم اپنے روایتی سادہ لباس کے بجائے دوسری دنیا کا لباس زیب تر کئے خاموش و ساکت آغوش لہد میں مو استراحت ہیں۔

ایے تصوراتی پُر مردہ و افسردہ غموں سے ڈوبے ہوئے ماحول میں مجھے اسی سال کے بوڑھے سے یہ توقع کرنا کہ میں اپنے تاثرات کو چھیڑوں، بہت بڑی ستم ظریغی ہوگی۔ آخر میں اللہ سے یہ دعا ہے کہ اللہ اکل ذوق کو مولا نا کے الغدیر مجھے عظیم کارنا مے سے مستفیض ہونے کا موقع عنایت فرمائے۔ آمین

”شاکر حسین امر ہوی“

۳۱ مئی ۲۰۱۰ء

## لاکھوں میں ایک

از: جیجہ الاسلام مولانا سید احمد حسن صاحب قبلہ (آل جواد العلماء)

(عمید جامعہ ایمانیہ بنارس)

چہرہ اور اس کے خدوخال، آنکھیں اور دیکھنے کا انداز، زبان اور طرزِ گفتگو انسان کے باطن کا حال کہے دیتے ہیں، پڑھنے والا ہونا چاہئے۔ شریعت نے باطن کی پاکیزگی پر جو اس قدر زور دیا ہے اس لئے کہ: تہ میں جوشیٰ ہو وہی آتی ہے سٹپ پر حسن ظاہر کے لئے باطن کو آئینہ کرو  
اس رحیم و کریم کے ستار العیوب ہونے میں کوئی کلام نہیں مگر آخر خدا کہاں تک اور کس کس چیز کی پرودہ پوشی کرے گا؟ کیا اسے ستاری کی زحمت دینا ضروری ہے؟ جس طرح آپ دوسروں کے بیہاں دنائت نفس دیکھ کر منفص ہوتے ہیں اسی طرح دوسرا بھی تو آپ کی خرامیاں دیکھ کر بدھظ ہوتا ہو گا؟  
آپ کو ہر نظر پڑھے گی ضرور آنکھوں آنکھوں میں تجزیہ ہو گا  
اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کے تنفس کو تو اہمیت دی جائے مگر دوسروں کے احساس کو کاحدم کر دیا جائے، کوئی آپ کی خدائی تو ہے نہیں۔

اس لئے بہتر نہیں ہے کہ بتوفیق پروردگار، بوسیلہ محزم و استقلال، بتعاون خوف خدا ”رشد فکری“ اختیار کرتے ہوئے دوسرے بندگان خدا کے لئے اپنے دل میں خلوص و وفا اور ہمدردی کے جذبات کی پرورش کی جائے اور خود کو نامحقول اثرات سے حتی الامکان دور رکھتے ہوئے توبہ و استغفار اور رجوع الی اللہ کے ذریعہ اپنے باطن کو صاف و شفاف اور آئینہ بنانے کی سعی چیزیں کی جائے۔

ہم یہ بات اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ مولانا علی اختر صاحب نہایت نیک نفس اور پاک باطن تھے، یہ خوبی جو بے انتہاء کیا ہے مولانا کے بیہاں ضرور پائی جاتی تھی، آدمی اپنی انفرادیت ہی کے

ذریعہ پچانا جاتا ہے لہذا اگر انہیں لاکھوں میں ایک کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔

صاحب علم تھے اور علم کو عمل میں ڈھالنے کے عادی تھے۔

صاحب قلم تھے، مقالوں اور کتابوں کی حکل میں ان کے آثار دیکھ لجھتے۔

بہت اچھے مترجم بھی تھے۔ آقا امینی کی الغدیر کی کئی جلدیوں کے ترجمے کئے اور اردو زبان پر اپنی دستِ رسم کے جو ہر دکھائے ہیں۔

شاعر بھی تھے اور بہت اچھی فکر کے مالک تھے۔

ذوقِ شعری بہت اچھا تھا جس کا مظاہرہ دوسروں کے اشعار سنتے وقت ہوا کرتا تھا۔ البتہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ مرحوم نے غزلیں بھی لکھیں ہیں یا نہیں۔

بے تکلف طرزِ زندگی، سادہ مزاج، منجان مرنج، بولنے میں معمولی سی لکھت تھی، یعنی کلام میں ہم شبیہِ کلیم اللہ اور قوت پرواز میں گردوں نہیں۔ ہمارے جب بھی آتے ملاقات کے لئے ضرور تشریف لاتے تھے، پر نہیں کیوں ہم سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ دعا سمجھتے کہ ہم ویسے ہی بن جائیں جیسا وہ ہمیں سمجھتے تھے۔ اچھے لوگ عموماً جلدی رخصت ہو جاتے ہیں البتہ ان کے آثار ان کی یاد نہ کرتے رہتے ہیں۔

آج وہ ہمارے درمیان نہیں مگر ان کا عکس ہمیشہ آنکھوں میں رہے گا۔

مرحوم کے لاائق فرزند مولا ناسید شاہد جمال سلمہ جو فی الحال قم میں مشغول تحصیل علم ہیں، اپنے باپ کی طرح یہک واقع ہوئے ہیں۔ سلمہ نے اپنی مقدور بھروسہ کر کے الغدیر کی غالب شدہ دو جلدیوں کا ترجمہ کیا ہے، ترجمہ نامعلوم کیا ہے لیکن اس عمر میں ان کا حوصلہ یقیناً قابل قدر ہے۔ خداوند عالم انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ باقی رکھتا کہ وہ اپنے والد مرحوم کی خدمات کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

”سید احمد حسن“

۲۹ جون ۲۰۱۵ء

## شَعْرُ، وَاقْتِي باشُور تھے

عالم باتب مولانا سید جابر باقری جوراںی

(مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنؤ)

عالم باسواں، اویب ذی استعداد مولانا سید علی اختر صاحب قبلہ شعور کو پال پوری طاب راہ سے  
میری واقفیت جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں زمانہ طالب علمی سے ہوئی، میں مبتدی تھا اور وہ وہاں کے درمیانی  
درجات کے طالب علم تھے، ایک آدھ درجہ کے تقاضت سے ان کے ہم عصروں میں مولانا سید احمد مظلوم  
تھے جو بعد میں مہاراشٹر میں ایم ایل ہوئے اور پھر وزیر بنے۔ مولانا سید قراضن تھے جو اپنے زمانہ  
طالب علمی ہی سے اردو ادب کے ترقی پسند ادیب کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے، مولانا سید علی خان  
ادیب الہندی تھے جو بعد میں بر صغیر کے مشہور عالم دین بنے، انقلابی شخصیت تھے، عراق و ایران میں ان  
کی اچھی شناخت تھی، مغربی ممالک میں بھی دینی خدمات انجام دیئے، مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے واں  
پنڈل اور مجلس علماء و اعلیٰ عظیں کے جزل یکریزی رہے، عمر نے زیادہ وفا نہ کی۔ ان کے ہم عصروں میں  
برادر معظم مولانا سید محمد غافر جوراںی بھی تھے جو جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں استاد ہیں، ان سے بھی سینیٹر طلباء میں  
مولانا سید سعید احمد سرسوی طاب راہ، مولانا محمد رضا چغفری، مولانا محمد رضا پاروی اور مولانا سید تنور  
حسین سرسوی اور دیگر چند حضرات تھے۔ جونیئر طلباء میں مولانا سید عارف حسین سرسوی مرحوم، مولانا سید  
حسن رضا سرسوی امام جمعہ سرسی تھے۔

حضرات اور بھی تھے، ان کا ذکر میں نے اس لئے کیا کہ ان کے مدرسہ میں گھرے روابط تھے اور  
بعض کے بعد میں بھی خصائص رابطے رہے۔

جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کا ماحول خالص دینی، علمی تا حوال تھا جس میں عربی، فارسی اور اردو ادب کی چائی بھی پائی جاتی تھی، جس کا سبب بعض نابغہ روزگار اساتذہ کی موجودگی تھی، جن میں مولانا سید ایوب حسین صاحب قبلہ سرسوی، مولانا سید ثاقب حسین صاحب قبلہ امر و ہوی، مولانا سید محمد شاکر صاحب قبلہ امر و ہوی اور مولانا سید ابن حیدر صاحب قبلہ لکھنؤ، کے اسماء گرائی بجا طور سے لئے جاسکتے ہیں، جامعہ کے سربراہ مفتی اعظم مولانا سید احمد علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے عقیری شخصیت، اردو ادب کے منتد نقاد مولانا سید اختر علی صاحب قبلہ تلمیری کے دری خدمات حاصل کر کے مدرسہ کے ادبی ماحول میں ایک تازہ روح پھونک دی، اس ماحول کا جن طلبانے بہت زیادہ اثر لیا ان میں مولانا سید سعیؒ احمد صاحب سرسوی، مولانا سید قمر احسن صاحب اور مولانا سید علی اختر صاحب قبلہ گوپال پوری کے اسماء بجا طور سے لئے جاسکتے ہیں۔ مولانا سید سعیؒ احمد صاحب کے صحافی خدمات قابل قدر تھے، انہوں نے ماہنامہ الوعظ لکھنؤ کو اپنی فنی مہارت سے چار چاند لگائے، مولانا قمر احسن صاحب جنہیں اب یہ قطعاً پسند نہ ہوگا کہ ان کے نام کے ساتھ مولانا لگایا جائے لیکن جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے تعلق سے ان کے نام کے ساتھ اس لفظ کا استعمال نامناسب بھی نہ ہوگا۔ بے شک ان کی تحریروں اور ادبی کتابوں سے اردو ادب کو مالا مال کیا اور مولانا سید علی اختر صاحب قبلہ شور گوپال پوری کے بہترین اشعار کی گونج صرف مدرسہ ہی میں نہیں بلکہ مدرسہ کے باہر بھی تھی۔ وہ اپنے اشعار اور اپنی تحریروں کے تحفظ کے سلسلہ میں بھی ذمہ دار نہیں مانے گئے، خداوند عالم نے مرحوم کو ایک بہت بڑی نعمت سے نواز اہے اور وہ ہے نیک و صالح اولاد۔ اگر وہ خود متوجہ ہوں تو بہتر ہے ورنہ میں متوجہ کر رہا ہوں کہ وہ منتشر ڈخیرہ میں سے ان کے اشعار جمع کر کے اگر سمجھا شائع کرادیں تو یہ ایک اچھی خدمت ہوگی، دیے مجھے اس کا تھوڑا اندازہ ہے کہ ان کے اشعار ہوں یا تحریری خدمات وہ سب محفوظ نہیں رہے پائے ہیں بلکہ کچھ ضائع ہوا ہے۔ اس کا ایک تجربہ مجھے بھی ہے۔ ۱۹۹۸ء میں جب کہ اصلاح صدی تقریبات کا اہتمام ہو رہا تھا، اس سلسلہ میں اصلاح کا ایک ضخیم خصوصی شمارہ بھی شائع ہوا۔ تجویز یہ تھی کہ بائی اصلاح فخر الحکماء علامہ سید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کی کوئی کتاب بھی مفترع امام پر آجائے، مولانا سید علی اختر صاحب قبلہ گوپال پوری نے پیش فرمائی کہ مرحوم کی ایک

معركة الاراء تصنیف ”کنز مکوم فی حل عقد امام کلثوم“ میرے پاس محفوظ ہے، میں اس کا خلاصہ مرتب کر دوں گا، اس موقع پر اس کی شاعت مناسب ہوگی، ان کی یہ تجویز مناسب تھی، انہوں نے کام بھی شروع کر دیا بلکہ مکمل کر لیا اور جب میں نے اسے شاعت کے لئے مانگا تو انہوں نے اکشاف فرمایا کہ بچوں نے مسودہ کے اوراق اور ہادر کر دیئے ہیں، انہیں تلاش و سمجھا کرنا ہے۔ وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے اور پھر صدی تقریباً کا وقت بھی گزر گیا۔ جس نے محنت کی ہوا سے محنت کے راگاں جانے کا افسوس زیادہ ہوتا ہے لیکن شاید مجھے اس سلسلہ میں ان سے زائد افسوس ہوا۔

مرحوم کی کچھ مختینیں دوسروں سے بھی ضائع ہوئیں انہوں نے اپنی حیات میں جو بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے وہ علامہ امینی<sup>ؒ</sup> کی لا جواب و مکت تالیف ”الغدیر“ کا اردو ترجمہ ہے، جس کی اشاعت ان کی حیات ہی میں شروع ہو گئی تھی، بعد میں مزید جلدوں کی فلک لائق اولاد کو ہوئی، جن صاحب کے پرد اشاعت کا کام حقاً ان سے ترجمہ کی چھٹی اور گیارہویں جلد ضائع ہو گئی۔ محمد اللہ چھٹی اور گیارہویں جلد کا اردو ترجمہ مولا ناصر حوم کے لائق فرزند جنتۃ الاسلام مولا ناصر شاہد جمال رضوی نے کر کے ”الولد سر لابیہ“ کی عملی تحریر پیش کر دی، معبوڈ انہیں جزاۓ خیر دے، میری لگا ہوں میں اس طرح کا ایک کام عجائب اسلام مولا ناصر شاہد علی حیدر صاحب قبلہ نے سیرت امیر المؤمنین کو دس جلدوں میں پیش کرنے کا اعلان فرمادیا تھا، انہوں نے کئی جلدیں لکھ دالیں لیکن کام بہت بڑا تھا، عمر نے وفات کی، ادھورے کام کو ان کے فرزند اکبر عجائب اسلام مولا ناصر شاہد باقر نقوی نے آگے بڑھایا اور جب یہ دیکھا کہ شاید میں بھی خیم وس جلدیں مکمل نہ کر سکوں تو انہوں نے اس موضوع پر دوسروں کی اہم کتابوں کی اشاعت کر کے دس جلدیں مکمل کر لیں، شامل شدہ کتابوں میں قضاۓ امیر المؤمنین اور ندائے عدالت انسانی بھی ہیں۔

آپ ہندوستان بالخصوص جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کی تعلیمی چیخگی کا اندازہ لگائیں کہ مولا ناصر علی آخر گوپاں پوری صاحب قبلہ طاب بر را نجف اشرف اور قم مقدسہ کے تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود عربی و فارسی بلکہ اردو پر بھی اتنا عبور رکھتے تھے کہ ”الغدیر“ کا ملیس اردو زبان میں ترجمہ پیش کر دیا، اللہ تعالیٰ کو

ان سے ایک کام لینا تھا اور اس نے لے لیا۔

۱۹۷۴ء میں مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ میں میرا داخلہ تیرے درجہ میں ہوا تھا، اس زمانہ میں مولانا علی اختر صاحب قبلہ درسیانی درجات میں تھے، اپنی باغ و بہار شخصیت کے ذریعہ ہر لمحہ میں بھری نگاہوں میں وہ منظر بھی ہے کہ وہ اس زمانہ میں شدید مریض ہوئے، ان کے منہ سے اتنا خون آتا تھا کہ کمرہ میں جگ جگہ پڑا ہوا تھا۔ سچ پوچھتے تو زیادہ تر طلباء ان کی زندگی سے مایوس تھے لیکن شافی مطلق کو ان سے کام لینا تھا لہذا اس نے انہیں ایسی شفادی کہ بعد میں ان کی محنت قابل رشک تھی۔

اللہ نے ان کی روزی روٹی کا بھی باعزت انتظام فرمایا، جامعہ ناظمیہ لکھنؤ سے فارغ ہونے کے پچھے عرصہ بعد محمد صالح اختر کانج حسین گنج سیوان بہار میں استاد ہو گئے، تعلیمی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد جب بھی کوئی موقع ملتا تو لکھنؤ تشریف لے آتے، کبھی دہلی آنے جانے میں لکھنؤ رک جاتے، استاد معظم جمیع الاسلام مولانا تحقیقی علی خاں ادیب الہندی طاب رواہ کے شریف کہہ پر کئی دن قیام رہتا، کتابوں کی فراہمی، علمی و ادبی ماحول میں ان کا بہت دل لگتا، آمد کی اطلاع پر میں بھی حاضر ہو جاتا اور اچھی نشست رہتی۔

میرا پہلے قیام مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں تھا، جہاں سے واعظ کی سند حاصل کرنے کے بعد ماہنامہ الواعظین لکھنؤ کا اڈیشن ہو گیا تھا، یہ بات ۱۹۸۰ء کی ہے، ۱۹۸۲ء میں ماہنامہ اصلاح کی ادارت بھی میرے ذمہ آگئی، ۱۹۸۸ء میں میں نے ماہنامہ الواعظین کی ادارت چھوڑ دی اور ماہنامہ اصلاح کی ادارت کے سلسلہ میں میرا مستقل قیام دفتر اصلاح مسجد دیوان ناصر علی مرحوم لکھنؤ میں رہنے لگا، مجھے نہیں یاد کہ مرحوم لکھنؤ تشریف لائے ہوں اور مجھ سے ملنے اور تحوزی دیر پیش کر کچھ باشیں کرنے کے لئے، مدرسۃ الواعظین لکھنؤ یا بعد میں مسجد ناصر علی لکھنؤ میں ن تشریف لائے ہوں، وہ میرے ہاتھ کی بنائی چائے پینے کے شائق تھے لیکن چائے کی بیالی سامنے رکھ کر باتوں میں ایسا مشغول ہوتے کہ باوجود یاد ہانی کے تحوزی چائے پینے اور تحوزی خندڑی ہو جاتی اور کبھی کبھی چائے دوبارہ بنائی جاتی۔

میرے زمانہ ادارت میں انہوں نے الواعظین لکھنؤ میں لٹائف کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا ”خوبصورتی“

جسے ان کے کچھ مغلص از راہ مراح "خوبیہار کی" پڑھتے تھے۔ دراصل یہ سلسلہ علامہ نعمت اللہ جازئی کی کتاب "زہر الرفع" کا اردو ترجمہ تھا، جتنی قسطیں شائع ہوئی تھیں انہیں سمجھا کر کے اگر کتابی شکل دے دی جائے تو یہ بھی ایک دلچسپ کتاب ہو گی۔

مجھے مرحوم کی جو ادا انتہائی پسند تھی وہ ان کا ہم جیسے خردوں سے مساوی انس بر تاذ تھا جب کروہ مجھ سے عمر میں بھی بڑے تھے اور ان کی تعلیمی لیاقت بھی بہت زیادہ تھی، غرور کا تو ان میں شایبہ تک نہیں تھا، بھی وجہ ہے کہ بعد مردن بھی ان کی شخصیت ناقابل فراموش ہے۔

نہ ہی ان کی عمر کوئی ایسی زیادہ تھی اور نہ ہی ان کی صحت تشویش ناک تھی لیکن وقت موعود آیا اور انہوں نے موت کو گلے گالیا اور موت سے پہلے تک ہم سب اسی غلط بھی میں رہے کہ ابھی تو انہیں زندہ رہنا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان جسمانی طور سے نہیں بلکہ اپنے کارناموں سے زندہ رہتا ہے اور بھگ نہ ان کے علمی کارنامے انہیں آج بھی زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

نقضہ والسلام

"سید جابر جورای"

## جہان تشیع کی مایہ ناز کتاب

حجۃ الاسلام والسلیمان مولانا سید کلب جواد نقی صاحب

(امام جماعت اصفی مسجد لکھنؤ)

انہائی سرست کا مقام ہے کہ جہان تشیع کی مایہ ناز کتاب ”الغدیر“ کا ترجمہ قرآن و عترت فاؤنڈیشن کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے۔ مترجم علامہ سید علی اختر شعور گوپال پوری صاحب قبلہ طالب رضاہ جیسی شخصیت ہے جن کے علم و فضل کے بارے میں بات کرنا، سورج کو چڑا غد رکھنا ہے۔

کتاب الغدیر کی تعریف و توصیف مجھے جیسے ناجائز طالب علم کے بس سے باہر ہے مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ایک غیر مخصوص کے قلم سے کسی مخصوص کے فضائل رقم کرنے کی آخری حد کا نام ”الغدیر“ ہے، کیونکہ کسی غیر مخصوص کے لئے محال ہے کہ وہ کسی مخصوص کے فضائل کا احاطہ کر سکے۔

علیؑ فضیلتوں کے اس سمندر کا نام ہے جس کی نہ کوئی تھاہ ہے اور نہ کوئی حد۔ مولا کے فضائل نفسانی اور کمالات روحانی حد و شمار سے باہر ہیں، آپ کے علم، حلم، زہد، تقوی، ورع، صبر، تواضع، حسن خلق، عفو، انفاق، رافت، شجاعت، سخاوت، عبادت، فدا کاری و جانبازی وغیرہ میں سے اگر کسی ایک صفت پر بھی کچھ تحقیق و تجویز کی جائے تو آخر میں اقرار کرنا پڑے گا.....

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست

کہ ترکنم سر انگشت و صفحہ بشمارم

مولانا علیؑ تاریخ انسانیت کی وہ نادر شخصیت ہیں جن میں متفاہ صفات جمع ہیں۔ اگر وہ میدان جنگ میں دنیا کے سب سے بڑے بہادر اور تیغ زن تھے تو ساتھ ساتھ دنیا کے ہر شخص سے زیادہ نرم دل اور رقیق القلب بھی تھے، جب کسی دشمن دین کا سامنا ہوتا تھا تو کردار میں پھر کسی صلابت اور جب کسی یقین

و پریشان حال کو دیکھتے تو انداز میں شبم کی سی لاطافت پیدا ہو جاتی تھی، ایک طرف اگر تاریخ میں ان سے بڑھ کر کوئی شجاع نہ تھا تو دوسری طرف دنیا نے انسانیت میں ان سے بڑا کوئی عالم بھی نہ تھا اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ وارث قرآن و علوم رسالت تھے۔

میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ادارہ قرآن و عترت فاؤنڈیشن کے بانی و سکریٹری جنتۃ الاسلام و مسلمین یہ شیع محمد رضوی کو جو روز و شب اس ادارے کی اہم فعالیتوں میں مصروف و مشغول ہیں اور متعلقین خصوصاً مرحوم کے فرزند عزیز جنتۃ الاسلام و مسلمین مولانا سید شاہد جمال صاحب قبلہ کو کہ جنہوں نے مرحوم کے اس عظیم کارناٹے میں اپنا تعاون پیش کیا اور پھر اور گیارہویں جلد کا ترجمہ گم ہو جانے کے سبب اپنے کئے ہوئے ترجمہ سے اس سلسلے کو پایہ تکمیل تک ہو نچالیا۔

میں قرآن و عترت فاؤنڈیشن کی فعالیتوں کے بارے میں بہت زیادہ تعریفیں سنائیں کرتا تھا، لیکن جب اس ادارے کے اعظم گڑھ کے بعد دوسرے اجلاس مبلغین جو سرز میں بہار کے چھپرہ شہر میں ہوا تو بہت چیزیں دیکھنے کو ملیں اور میں کافی متاثر ہوا۔

اس ادارے نے مختصر سے عرصے میں ہائی اسکول، ائمزاوری اے کے student کے لئے اصول دین، احکام دین، اخلاق اسلامی وغیرہ..... جیسے تعلیمی نصاب مرتب کر کے کوشش کی ہے کہ ہندوستان کے ہر شہر و دیہات میں معارف اسلامی کلاسز قائم کر سکے۔

سماں ہے اس ادارے نے درسی کتب کے علاوہ غیر درسی کتابیں بھی مرتب کی ہیں اور اب الغدیر جیسی اہم کتاب کے شائع ہونے میں کافی زحمت برداشت کر رہا ہے میں صیم قلب سے اس ادارے کی ترقی کے لئے دعا کرتا ہوں اور میری یہ بھی دعا ہے کہ علامہ مرحوم کو اس دینی و دنیاوی خدمت کا صلح مولائے غدیر کی بارگاہ سے ان کی خصوصی شفاقت کی شکل میں حاصل ہو۔

آمین یا رب العالمین و السلام، خادم طلاب علوم دینیہ

(و سخط) سید کلب جواد

۵ مرگی ۱۴۰۵ء

## کتاب اور مترجم و ناشر

عالی جناب مولانا اعلم علی خیر آبادی صاحب قبلہ  
(عسید جامعہ باب العلم خیر آباد)

اسلامی تاریخ کا وہ عظیم ترین واقعہ جس پر کسی طرح کے بیک و شبر کی کوئی منجاش نہیں ہے، ۱۸ روزی الحجت ایک کورسول اکرمؐ نے اپنی تبلیغی زندگی کا آخری خطبہ مقام غدریم میں حج آخر سے واپس لوٹنے ہوئے دیا، پھر ہزار سے لے کر سوا لاکھ تک اصحاب کے مجمع میں خداوند عالم کے حکم ہیا ایسا الرسول بلع ما انزل اليك من ربک ..... کے بعد جناب امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان فرمایا، اس خطبہ مکرانی میں رسول اسلام نے اپنی ۲۳ سالہ امن و صداقت سے معمور حیات طیبہ اور ۲۳ سالہ تبلیغی زندگی کے تمام امور کا خلاصہ پیان فرمایا، اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کیفیت اور کیست کے لحاظ سے رسول اسلام کو اس انداز کا مجمع کبھی نہیں ملا کہ کم و میش سوا لاکھ اصحاب سے نبی رحمت خطاب کر رہے ہوں جس میں مختلف خطہ برب سے تعلق رکھنے والے حاج م موجود ہے ہوں جو گھروں کو واپس جا کر اس کی رو داد و سروں کو سنا کیں گے، تاریخی بیانات کے مطابق پیغمبر نے اس میں مجمع سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ واقعہ کی خبر دوسروں تک یہو نچا کیں، مزید یہ کہ واقعہ کی نوعیت کچھ اس طرح کی تھی کہ اگر کچھ نا عاقبت اندلیش تھب زدہ اور عداوت کیش اسے چھپانا بھی چاہتے تو تقریباً ناممکن ہو گیا تھا کیونکہ تا خیر سے اپنے گھروں کو یہو شپنے والے حاجیوں سے افراد خان، سماج اور معاشرہ کے لوگوں، اعزہ و اقرباء کے سوا لات کی کثرت اس درجہ پر تھی کہ جواب دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا، اس طرح اس واقعہ کی شہرت اتنی ہو گئی تھی کہ انکار کے لئے کوئی راہ نہیں تھی اس کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرنے کی جہارت کرتا تو حاجج کے مجمع کا

کم و بیش، غدریم میں قیام کرنا، حضرت علیؑ کو امیر المؤمنین اور مولیٰ کے لفظوں کے ساتھ مبارک دینا، لوگوں کا تاخیر سے گھروں کو ہبھو نچنا، اہل خانہ کا مسلسل انتظار کرنا، دوش ہوا پا پیغام ”من کنت مولاہ فهذا علی مولاہ“ کا بلند ہو کر لوگوں کے گوش گذار ہونا، آنقباب دہاتاب کی گواہی، ارض و سما کی شہادت، بخ بخ لک یا بن ابی طالب کی صدا“ اصبحت مولای مولا کل مومن و مومنہ کی آواز، پیغام غدری کے عام ہونے کی واضح دلیل ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے اس خطبہ میں اسلامی عقائد، اعمال اور اخلاق اہم ترین امور، گمراہی کے اسباب اور امت مسلمہ کے لئے نجات کا ذریعہ، صلاح و فلاح کے اصول، نگاہ پروردگار میں پسندیدہ زندگی گذار نے کا طریقہ، دنیاوی زندگی سے لے کر آخری حیات تک میں کامیابی اور کامرانی سے متعلق تمام امور کی نشاندہی فرمائی جو ایک مسلمان کے لئے سُنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اس خطبہ میں پیغمبرؐ نے یہ

بھی فرمایا:

”پروردگار! تو نے وحی کے ذریعہ حکم دیا تھا کہ امامت علیؑ کے لئے ہے میں نے اس حکم مطابق علیؑ کو مقرر کر دیا جس کے بعد تو نے دین کو کامل کر دیا، نعمت کو تمام کیا اور اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا اور یہ اعلان کیا کہ جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے گا وہ مقبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں گھانا اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

لوگو! اللہ نے دین کی تحریک علیؑ کی امامت و ولایت سے کی ہے لہذا جو علیؑ اور ان کی صلب سے آنے والی میری اولاد کی امامت کا انکار کرے گا اس کے تمام اعمال خالی و بر باد ہو جائیں گے، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، نہ اس کے عذاب میں کوئی کمی ہوگی نہ خدا کی نگاہ رحمت اس پر پڑے گی۔

لوگو! اس مقام پر یہ میرا آخری قیام ہے میری بات سنو اور اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سرتیلیم خم کر دو، اللہ تمہارا رب، ولی اور پروردگار ہے اور اس کے بعد اس کا رسول تمہارا حاکم ہے جو آج تم بے خطاب کر رہا ہے اور اس کے بعد علیؑ تمہارا ولی اور بحکم خدا تمہارا امام ہے، اس کے بعد امامت میری ذریت ارواس کی اولاد میں تاریخ قیامت باقی اور قائم رہے گی۔“ (اقتباس از خطبہ

من کنت مولاه فهذا علی مولاہ کے رسالتی اعلان سے قبل پیغمبر نے سارے مجھے یہ کہہ کر "الست اولی بکم من انفسکم" اقرار اولویت لے لیا تھا جس کے جواب میں مجھ نے قالوا بملی یا رسول اللہ کاتا رسمی جملہ کہا تھا جو نبی اکرم کے مولاستیم کرنے کا واضح ثبوت ہے، اس اعلان کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس کے سلسلہ میں خداوند عالم کی وحی کا انداز یکسر بدلا ہوا تھا: **فِيمَا أَيْهَا الرَّسُولُ بَلَغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَانْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغَتِ رِسَالَتُهُ** والله یعصمک من الناس **بِهِ حَمْدُ خَدَا كَيْ تَلْبَقَ بِهِيْ كَرْنَى تَحْمِيْ اُورْنَهْ كَرْنَهْ كَرْنَهْ** کے پرسالت کے برپا ہونے کا خطرہ بھی تھا اور لوگوں کے خطرات سے بچانے کا خداوندہ بھی کر رہا تھا۔ دوسری جانب رسول نے وحی کے انداز کو پہچانتے ہوئے قولی اور عملی دونوں طریقہ تبلیغ کو استعمال فرمایا کہ زبان سے اعلان ولایت بھی کیا اور امیر المؤمنین کے بازوں کو پکڑ کر بلند کر کے سوالا کہ کے مجھ کو دکھا بھی دیا تاکہ کسی طرح کے فک و شبک کی گنجائش نہ رہ جائے۔

تاریخ آدم و عالم میں کسی واقعہ کے اتنے اور ایسے گواہ نہیں ملتے ہیں کہ کم و بیش سو لاکھ اصحاب عینی گواہ تھے اور سب نے فرد افراد امبارک یا وادی تھی۔ تاریخ کی بھول بھلیاں میں اگرچہ بہت سے نام گم ہو گئے یا عناد پرست مورخین کی منصوبہ بندسازش نے غائب کر دیئے، جن کو تلاش کر کے نکال لینا بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا لیکن علامہ امینی نے "القدر" نامی کتاب لکھ کر جہاں واقعہ کو ہر جہت سے واضح اور روشن کر دیا ہے، وہی تحقیق، تقدیم اور تشریح کو بھی با معرفت پر ہے وہ نچاہ دیا ہے۔ علامہ امینی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ غدر یک سو دس اصحاب اور ۸۲ تابعین نے نقل کیا ہے اور ۳۶۰ علماء و محققین الہ سنت نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ جن علماء نے ولایت امیر المؤمنین کے سلسلہ میں مستقل کتابیں تحریر کی ہیں، ان کا ذکر کہ بھی علامہ امینی نے کیا ہے، مستند شعراء کے منظوم کلام بھی واقعہ غدری کے تعلق سے نقل کئے ہیں۔ یہ لکھنا حق جانب ہو گا کہ واقعہ غدری کے سلسلہ میں یہ کتاب اپنی نظری آپ ہے اور علامہ امینی کی بے شل کدو کاوش اور علی تحقیق کا عظیم ترین مجموعہ ہے، یہ کتاب گیارہ جلدیوں پر مشتمل ہے۔

علامہ امیگی کی اس عظیم، اہم اور افادتی سے معمور کتاب ”الغدیر“ کے دنیا کی ہر اس زبان میں ترجمہ کی ضرورت تھی جس کے بولنے لکھنے اور پڑھنے والے پائے جاتے ہوں تاکہ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ الحمد للہ اس کا اردو ترجمہ محقق بصیر، ادیب بنے نظر، شاعر بنے مثل، مؤلف و مترجم بنے عدیل مولانا سید علی اختر صاحب ممتاز الافاضل نے نہایت معتبر انداز میں کیا، جس میں محاورات و ضرب الامثال کا برعکس استعمال، زبان و ادب کا استحکام، صنائع و بدائع کا توازن، بمحنت لفظی و معنوی کا تسلسل، تحریر کی روائی، الفاظ کے انتخاب و استعمال کی آبرومندی اور عربی سے اردو میں نکات و مفہوم کو بخطوط رکھتے ہوئے منتقل کرنے کی خوبی نے کتاب کو ترجمہ کے بجائے تالیف بنا دیا ہے، مولانا نے اسے سلیں، سادہ اور آسان اردو زبان میں پیش کر دیا ہے، ان کی علمی صلاحیت، تحقیقی بصیرت نیز زبان، بیان، تحریر و تقریر پر کمال قدرت روز روشن کی طرح ظاہر ہے، انہوں نے زبان و قلم سے دین کی جو خدمت کی ہے وہ ہمیشہ یاد گار رہے گی۔

یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ ایک سفر کے دوران ان کے ترجمہ کی دو جلدیں غائب ہو گئی تھیں لیکن پھر یہ سن کر انتہائی سرست ہوئی کہ انہیں کے نور نظر جنت الاسلام مولانا سید شاہد جمال رضوی سلمہ نے ان دو جلدوں کا ترجمہ کیا ہے، خدا ان کو جزاۓ خیر دے۔ سلمہ اپنے والد گرامی کے کارناٹے کے حوالے سے انتہائی حساس ہیں، معلوم ہوا ہے کہ وہ مولانا مرحوم کے ادھورے کام پر ترتیب و تجھیل کا کام کر رہے ہیں، خدا انہیں ان کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

اس کتاب کو منتظر عام پر لانے کا شرف ”قرآن و عترت فاؤنڈیشن“ کو حاصل ہے، اس ادارہ نے دینی، علمی اور قومی خدمات کا جو منصوبہ تیار کیا ہے جس کے تحت متعدد کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں جو دینی تعلیم و تربیت اور مذہبی ماحول سازی کی راہ میں بے حد مفید ثابت ہوئی ہیں اور ان کے ذریعہ نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا بھی ایک مضمون نظام قائم ہوا ہے۔ ماہ رب جب، ماہ شعبان اور ماہ رمضان المبارک میں تین ماہ مختلف مقامات پر دروس کا انتظام کیا جاتا ہے جس میں نوجوانوں کی معتقد پر تعداد شریک ہوتی ہے، اس میں ناہرین تعلیم اساتذہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں، کئی برس سے یہ

سلسلہ جاری ہے اور کمروں افراد فلسفیات ہو چکے ہیں، ہمارا عزم ہے کہ نہ صرف یہ سلسلہ جاری رہے بلکہ اس کا دائرہ عمل وسیع سے وسیع تر ہو اور ہندوستان کے مختلف صوبہ جات میں دینی تعلیم کا تغییر پیدا ہو چا سکیں۔

اس ادارے کے افراد اور اس کے سکریٹری سید شعیع محمد رضوی جو دن و رات مذہبی سرگرمیاں میں مصروف مشغول ہیں خداوند عالم انھیں بطفیلِ محمد و آل محمد زیادہ سے زیادہ توفیق عنایت فرمائے۔

”ناعلم علی خبر آبادی“

# کتاب غدیر؛ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی سے ادیب عصر علامہ سید علی اختر شعور گوپال پوری تک

جیۃ الاسلام مولانا سید نیاز علی صاحب بھیک پوری  
(مقیم مسینی)

کوچہ بیک دلی صفاتیہ قم المقدسہ اپنے گھر میں آیت اللہ اعتمادی کی درسی کیست میں مشغول تھا کہ  
یک گھر کی ٹھنٹی کی آواز سنائی دی ، دروازہ کھولا تو آیت اللہ مکارم شیرازی کے ڈرائیور جن کا نام  
”آبشار“ تھا، دکھائی دیئے ، ہم دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے اور ہم دونوں میں کافی  
زد کی سلام علیک بھی تھا۔ آبشار نے آقا کا پیغام مجھ تک ہیونچایا۔ انہوں نے کہا کہ سید نیاز سازھے تین  
بجے بعد از ظہر آقا نے تمہیں اپنے دفتر میں بلا یا ہے، لہذا وقت مقررہ پر آ جانا۔ میں وقت حینہ پر آقا کے  
دفتر میں ہیونچا۔ آقا تشریف فرماتھے۔ میں نے سلام کیا، آقا نے جواب سلام دیا اور فرمایا: سید نیاز!  
تمہیں یہاں اس لئے بلا یا ہے تاکہ ”القدیر“ جیسی اہم و نایاب کتاب کا اردو زبان میں بھی ترجمہ  
کیا جاسکے لہذا اس کام کے لئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو جو اردو کے ساتھ ملا تھا عربی و فارسی زبان پر  
بھی مہارت رکھتا ہو۔ میں نے اسی وقت آقا کی خدمت میں تین نام پیش کئے: مرحوم علامہ سید علی اختر  
طاب ثراه؛ مرحوم و مغفور شاہزادی عیم فاطمی اور استاذی الحلام جناب مولانا شاہ مظاہر حسین صاحب عمید  
جامعہ اسلامیہ بجودہ۔ آقا نے استخارہ پر حمل کیا۔ قرعہ فال مرحوم علامہ علی اختر کے نام آیا۔ آقا نے آن واحد  
میں حکم دیا کہ علامہ علی اختر کو ایران بلانے کا کام شروع کر دو۔ میں نے سروچشم کہا اور دفتر سے خدا حافظی

کے ساتھ لکھا۔

چونکہ کام نہایت ہی اہم تھا لہذا میں وہاں سے استاد محترم مولانا روشن علی صاحب کے پاس گیا۔ میں نے مرحوم استاد سے ساری باتیں دہرائی۔ مرحوم نے بر جستہ کہا کہ نیاز اپنے انتخاب کی داد دینی پڑے گی، علی اختر سے اچھا اس کام کے لئے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ استاد محترم روشن علی صاحب کا کہنا تھا کہ نیاز اپر صیری میں ہماری نظر وہ میں اگر کوئی ادیب ہے تو وہ علی اختر شور ہیں۔

میرا دل باغ باغ ہو گیا، میں علامہ کو حوزہ علیہ قم المقدسہ بلاسے کی تیاری میں لگ گیا، رابطہ قائم کیا۔ کچھ دنوں بعد مجھے کافی خوشی میسر ہوئی جب مرحوم علامہ کا جواب دستیاب ہوا، انہوں نے پیغام دیا کہ اس کام کے لئے میں ترجمہ رہا تھا اور تم نے ہماری وہ ترجمہ ختم کر دی، میں ہر طرح سے تیار ہوں اور اسی صحن زیارت کے شرف سے بھی شرف ہو جاؤں گا۔

میں نے زادراہ وغیرہ کا انتظام کیا اور مرحوم علامہ سرز میں خون و قیام، سرز میں ام انقلاب، سر زمین مہد انقلاب، سر زمین جوار مخصوصہ "قم" میں نہایت والہانہ طور پر ہو چکے۔ علامہ مرحوم کو لے کر اپنے گھر کو چہ بیک دلی قم جہاں سے الغدیر کے ترجمہ کا کام شروع ہوتا ہے، آیا۔ مرحوم علامہ نے خشنگی سافرت دور کی پھر ہم سے فرمایا: مخصوصہ کی زیارت کے بعد مرجمع تقیید کی زیارت کی جائے۔ میں نے آیۃ اللہ کوفون کیا کہ بر صیر کے جس ادیب کا تذکرہ کیا تھا، وہ تشریف لا جھکے ہیں، سر کار وقت تعین فرمائیں تاکہ آپ کی خدمت میں لے کر آؤں۔ آقانے نماز مغربین کے بعد بلا یا۔ میں نے علامہ مرحوم سے عرض کی کہ صحن حرم مخصوصہ قم میں مغربین کی نماز حضرت آیۃ اللہ عرضی نجیبی کی امامت میں ہوتی ہے، لہذا نماز صحن حرم میں پڑھی جائے اور نماز کے بعد زیارت کے فرائض انجام دے کر آقا مکارم کے پاس چلا جائے۔

مرحوم علامہ اور میں ذکورہ پروگرام کے تحت اپنے گھر سے نکلے۔ مرحوم وہی ہندوستانی تہذیبی لباس میں ملمس، سفید ٹوپی اور اوپنجی شیر و آنی اور گھبرا دار پامامہ پہننے ہوئے کوچہ بیک دلی کو ہمارے ساتھ ساتھ عبور کرتے ہیں، سرخیابان صفائیہ کو شوخ ایرانی جوان دکھائی دیئے، جن کی لگاہ علامہ مرحوم کی ٹوپی

اور شیر و انی پہنچی جو ایران کے لئے بجوبہ تھا۔ کہتے ہوئے گذر گئے کہ یہ ہے قم کا انقلاب۔ انقلابی دور تھا، ان جوانوں کا مفہوم و منطق کیا تھا، اللہ جانے یا وہ جوانان جانیں۔ البتہ میں نے مرحوم کو ان جوانوں کی باتوں پر مسکراتے ہوئے پایا۔

ہم لوگ صحیح مطہر میں ہیو چنے، علامہ مرحوم کی نگاہ جیسے ہی حرم مصوصہ پر پڑی، بلبلانے لگے، آنکھیں بھیگ گئیں، دل کی آواز زبان پر آگئی، کہتے ہوئے آگے بڑھے: ”یا فاطمة اشفعی لی فی الجنة“

اتنے میں گلدستہ اذان سے مودون نے اللہ اکبر کی صدائیں دیکھی، نماز کی صافیں گئی ہوئی تھیں، صفوں کو دیکھ کر مرحوم متین ہوئے، انہیں صفوں میں ہم لوگ نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوئے، علامہ نے نہایت ہی خصوص و خشور کے ساتھ حضرت آیۃ اللہ عرضی بخاری کی قیادت میں نماز ادا کی، نماز مغربین کے بعد داخل حرم حضرت مصوصہ ہوئے اور بار اول علامہ گرید وزاری، مناجات و دعا اور تشکر الہی و زیارت میں مشغول ہوئے، زیارتی تشرف کے حصول کے بعد صحیح مرحوم مطہر میں آکر تمام طلاب حوزہ علیہ قم سے ملاقات کی۔ پھر ہم لوگ وہاں سے دفتر حضرت آیۃ اللہ مکارم میں وقت معینہ پر ہیو چنے۔ آیۃ اللہ کو خبر دی گئی، آقا نے حکم دیا کہ میرے پاس لا لایا جائے۔ صندوق ذخیرہ علوم الہی بیت عصمت و طہارت حضرت آیۃ اللہ مکارم شیرازی مدظلما پر بیٹھے ترویج و تعریج کتب الہی بیت میں مشغول تھے۔ علامہ نے آیۃ اللہ کی خدمت میں متین و متشرع انداز میں سلام کیا، آقا نے جواب سلام دیا، مرحوم والہانہ انداز میں مصافی اور دست بوسی میں مشغول ہوئے۔

میں نے اجھا طور پر تعارف کرایا، آقا نے علامہ سفری حالات پوچھے، علامہ نے جواب دیا: سرکار نے ایک عظیم کارخیر کے لئے بلا یا ہے، بھلا سفر میں کیسے کوئی پریشانی ہوتی، گفتگو کے دوران خادم صاف و شفاف چکتے ہوئے لیوان میں زعفرانی رنگ کی ایرانی چائے لے کر آیا، آقا نے چائے کی طرف اشارہ فرمایا، مرحوم چائے پینے لگے، مرحوم کو چائے اتنی اچھی گئی کہ تقریباً ایک گھنٹے کی ملاقات میں تین لیوان چائے پی گئے۔ آخر کار آقا نے مرحوم سے فرمایا: آپ اپنے انداز میں اس کتاب پر کچھ روشنی

ڈالئے اور مجھ تک بیجئے۔ ہم لوگ خدا حافظی کے بعد وہاں سے باہر نکلے۔

انحضر وہاں سے ہم لوگ کوچ بیگ دلی اپنے گھر آئے اور اکل و شرب کے بعد مر جوم علامہ قلم و کاغذ لے کر بیٹھ گئے اور آقا کے حکم کے مطابق اپنے احساسات لکھنے میں مشغول ہو گئے۔ آیات کرام و جوار مقدسات نیز اہل بیت الہار (ع) کی دل میں رچی لبی فضیلتیں صفات پر لکھ کر ہمیں بنانے لگے، ہماری وجہی کیفیت کا یہ عالم ہوا کہ ہم فوراً تحریر لے کر آیہ اللہ کے دفتر پر چونکہ علامہ نے اردو میں تحریر کیا تھا، لہذا آقا نے حکم دیا کہ فارسی میں ترجمہ سناؤ، میں نے اسے اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا، آغا کے چہرے سے خوشی کے آثار جھلک رہے تھے، ہمارے خیال سے آقا نے مکارم شکر الہی بجالانے لگے کہ جیسے ترجم کی تلاش تھی ویسا ہی مل گیا، الغدیر جیسے کتاب کے ترجمہ کے لئے علامہ علی اختر سے بہتر شاید نہ ملتا۔ خوشی سے اچھل پڑے اور مجھ سے فرمایا کہ الغدیر کی ساری جلدیں ان تک ہوں پنجاد تا کہ اس امر کو جلد از جلد انجام دینے میں مشغول ہو جائیں۔

علامہ غدری کے ترجمہ میں مشغول ہو گئے اور اپنے ساتھ مجھے بھی شامل کیا، پہلی جلد کے ترجمہ میں مجھے شامل کیا، تقریباً بارہ پندرہ صفحات میں نے ترجمہ کر کے علامہ کو دیا تو جھومنے لگے اور خوش ہو کر فرمایا، ان کا جملہ آج تک مجھے یاد ہے کہ مر جوم نے فرمایا تھا: نیاز تمہارے اندر خداداد صلاحیتیں ہیں، تم انہیں نکھارو۔ میں نے سرسری جواب دیا کہ کیوں نہ ہو آخر آپ عی کا تو شاگرد ہوں۔

علامہ مر جوم کی کاوشوں کا نتیجہ "الغدیر" کی پہلی جلد منظر عام پر آئی جو نہایت ہی مقبول ہوئی اور دانشوران کے زیر مطالعہ رہی۔ کچھ ترجیحیں ممیز کے سفر میں گم بھی ہو گئے، اس کے باوجود علامہ نے اپنی محنت و مشقت سے ان امور کی انجام دی کی۔ چند دن افراد نے اس کتاب سے مال بھی کمایا اور نام بھی اور علامہ کو اتحصال بھی کیا جنہیں زیر قلم نہیں لانا چاہتا۔ میں علامہ سے برادر کہا کرتا تھا:

فلم گوید کے من شاه جہانم

فلم کش را بدولت می رسانم

ترجمہ بکس رہا، دوسرے ان کے قلم سے مالا مال ہو گئے لیکن خود علامہ دنیا سے گئے تو غالی ہاتھ گئے

یہ تو صحیح ہے کہ وہ رحمت الہی کی بیکار افساؤں اور مشیت ایزدی کی راحت رسال آغوش میں  
نہایت سکون و اطمینان سے ہیں۔ لیکن ہم لوگوں کو دائی جدائی کا مریشہ پڑھنے کے لئے چھوڑ گئے۔  
دل صد پارہ بخیہ گری سوزن خدمتِ اہل بیت عصت و طہارت کے سوا ممکن نہیں، اسی لئے  
خداؤند عالم نے ان کے فرزند ججۃ الاسلام و المسلمين جناب آقا سید شاہد جمال رضوی کو موروثی علم سے  
نوازا، الحمد للہ انہوں نے اپنے والد گرامی کے کارناۓ کو تحریک کے مرحلے تک ہو چاتے ہوئے چھٹی اور  
گیارہ ہویں جلد کا ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ سلمہ، ججۃ الاسلام و المسلمين جناب شیعہ محمد رضوی کی ہماہنگی میں  
پدری مکتبہ کو عوام کے سامنے پیش کرنے میں مشغول ہیں، خداوند عالم ان لوگوں کو حمزید تو فیقات عنایت  
فرمائے تاکہ یہ لوگ اپنی شرعی ذمہ داریوں کو بخواہسن انجام دے سکتیں۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سید نیاز علی رضوی

۲۰۱۴ء

## مرد با شعور

جیۃ الاسلام مولانا ممتاز علی صاحب قبلہ

(امام جمعہ امامیہ ہال دہلی)

آج سے تقریباً تیس سال پہلے مولانا مجتبی علی خاں ادیب الہندی صاحب سے مدرستہ الواعظین کی طالب علمی کے زمانے میں مولانا سید علی اختر صاحب شعور گوپال پوری کا نام سناتھا، وہ اکثر آپ کی زندگی کے پر لطف و اتفاقات سناتے رہتے تھے لیکن انہیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا کیونکہ ان کی طالب علمی کا زمانہ ہمارے مدرستہ الواعظین ہوئے پختے سے بہت پہلے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ وہ ادیب الہندی اور مشہور ادیب و افسانہ نگار برادر معظم جناب قراصن صاحب کے مدرسہ ناظمیہ میں دوست تھے، اس بنا پر ان دونوں حضرات کی زبانی ذکر خیر سے آگاہ ہوتا رہتا تھا۔

ایک دن ادیب الہندی صاحب نے خبر دی کہ آج شعور صاحب آرہے ہیں، وہ اپنے دوستوں اور مہانوں کی حسب توفیق پر دیں میں بھی بڑی خاطروں مبارات کرتے تھے، ان کی خبر پر میں سر اپا انتشار بن گیا۔ آخر دھڑکی آئی گئی، جب دوپٹیا نوپی، شیر والی اور بڑی موہری کے پاجائے میں لمبی مدرسہ الواعظین کے دروازے سے ایک مولوی صاحب کو اندر آتے دیکھا۔ میں نے دور سے یہ سمجھا کہ شاید رئیس الواعظین مولانا کرار حسین صاحب قبلہ واعظ تشریف لارہے ہیں، کیونکہ ان کی بھی وضع قطع کچھ ایسی ہی تھی، میں نے بڑھ کے جب قریب سے دیکھا تو یہ سمجھ میں آیا کہ نہ کہیں دھوکہ کھا گئیں۔ قریب ہوئے کر بعد سلام، میں آپ.....؟ کہا ہی تھا کہ انہوں نے فرمایا: مجھے علی اختر کہتے ہیں، میں گوپال پور سے ادیب الہندی صاحب سے ملتے آیا ہوں۔ بس اتنے میں وہ ساری یادیں تازہ ہو گئیں جن کا ذکر

ادیب الہندی صاحب کیا کرتے تھے۔

پھر کئی دنوں تک موصوف کا مدرسہ الوا عظیم میں قیام رہا، طالب علم ان کھانا، ناشت و غیرہ سب ساتھ ساتھ ہوتا رہا، وہ ہم سے بہت بزرگ تھے، گفتگو میں مجھے جھجک محسوس ہوتی تھی لیکن انہوں نے کچھ ایسا انداز اختیار کیا جو ظراحت سے لبریز تھا، پھر توبات کرنے میں کوئی جھجک باقی نہیں رہ گئی۔

ایران سے والہی کے بعد مولانا ادیب الہندی صاحب کے گھر پر محلہ ہیر بخارا میں کئی بار ملاقات ہوئی اس وقت بعض ناگزیر حالات کی بنا پر ادیب الہندی صاحب نے مدرسہ الوا عظیم آنا جانا بند کر دیا تھا، وہی شعور صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ خالی اوقات میں لکھتے یا پڑھتے رہتے تھے، سفر و حضر میں لکھنے پڑھنے کا کام جاری رہتا تھا۔

ای زمانہ میں آپ کے کئی تربیتیں اور تحقیقات مظفر عالم پر آچکے تھے، میں ان کی تحریروں کو پڑھنے اور پھر ان سے اس پر بحث کرنے کا عادی بن گیا تھا، بعض اعتراضات صرف چھیڑنے کی غرض سے کر دیا کرتا تھا لیکن وہ اس کا برائیں مانتے تھے اور سوال کا مراجح سمجھ کر بڑے ظریفانہ اور کبھی کبھی گوپاں پوری لب و لہجہ میں اس کا جواب دیا کرتے تھے۔ ہر علاقہ کے لہجہ کا اپنا ایک حسن ہوتا ہے جسے واقف کار افراد ہی محسوس کر سکتے ہیں لہذا اگر کبھی میں اسے محسوس نہیں کر پاتا تو وہ اس کی تشریف کے ساتھ اسے محسوس کرتے تھے جس سے لطف دو بالا ہو جاتا تھا۔

ان کے انتقال کے بہت دنوں کے بعد ان کے وارث مولانا سید شاہد جمال صاحب سے امامیہ ہاں دہلی میں ملاقات ہوئی، اس وقت شاید وہ اپنے والد کے ترجمہ الغدیر پر حوالوں کی ترتیب و ترتیب کا کام اپنے اعتبار سے کر رہے تھے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایران کے مرکز علم "قم" تشریف لے جا رہے تھے، جب انہوں نے اپنے والد کا نام بتایا تو ان کی یادیں تازہ ہو گئیں۔

اب شاہد جمال صاحب مصروف تعلیم ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ لکھنے پڑھنے کا کام بھی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ باپ کے میراث میں تازگی اور تابندگی آگئی ہے، ان کے ادھورے خواب کی تحریک کے لئے موصوف کو شاہ ہیں، کئی بار فون کر کے اس مرد باشور شخصیت پر قلم اٹھانے کی خدمت

کرچکے ہیں، میں اپنی کوتاہی قلم اور شعور صاحب کی اپنے سے کئی گناہنہ شخصیت کو دیکھ کر ہاتھوں میں قلم اٹھا کر رکھ دیتا تھا لیکن طاقت کی چند یادوں نے چند سطحیں لکھنے پر بجور کر دیا۔

یہ جان کر بڑی سرفت ہو رہی ہے کہ علامہ امینی کی کتاب ”القدر“ کا ترجمہ تھوڑی تلخیص کے ساتھ منظر عام پر آ رہا ہے جسے مولانا علی اختر صاحب شعور گوپا پوری نے کیا ہے۔ اگر کسی طرح تلخیص کے مجائے پوری کتاب منظر عام پر آ جاتی تو بڑا اچھا ہوتا۔ اس طرح کی کتابوں میں اتنی تفصیل پیش کر دی گئی ہے کہ مخالف کے لئے دام مارنے کی گنجائش باقی نہیں ہے۔

علامہ امینی کتاب لکھتے وقت حوالہ کی تلاش میں مختلف ملکوں اور شہروں سے گذرے، لکھنؤ میں ناصریہ اور مدرستہ الوعظین کی نادر لاجبری سے استفادہ کیا، قیام مدرستہ الوعظین کے زمانہ میں موصوف نے وہاں کے رہنرہ معافیہ پر اپنے قلم سے معافیہ بھی تحریر فرمایا تھا، اگر وہ کہیں مل جاتا تو علامہ امینی کی تحریر کے ساتھ ان کے تاثرات بھی ہوتے، جو اس ترجمہ میں اور وہ ترجمہ کے ساتھ شائع کے جاسکتے تھے جو علامہ امینی کی ایک نادر تحریر ہوتی، جس میں پرانے مدرستہ الوعظین کے حسن کی جملک نہیں تھی۔

یہ زماں تفصیل کا زمانہ ہے، قم اور دوسرے مرکز میں گذشتہ کاموں کو وسعت دی جا رہی ہے، احراق الحق کے بعض حصوں کو آقائے عرشی اعلیٰ اللہ مقامہ نے مزید تفصیل عطا کی ہے، اسی طرح دوسری کتابوں پر بھی حاشیہ لکھنے والے اگر موجود ہوں تو ماضی کی ان کتابوں کے حسن میں اضافہ ہو جائے گا، الحمد للہ اور دوزبان جانے والے طلباء بپہلے سے کہیں زیادہ بہتر اور کافی تعداد میں موجود ہیں۔

خداؤند عالم شاہد جمال سلمہ اور اس ادارے کے بانی اور سکریٹری سید شعیع محمد رضوی کو توفیق خیر اور خیرات روانی قلم عنایت فرمائے۔ شاہد جمال سلمہ نے الفدیر کے ان دو جلدوں کا ترجمہ بھی کیا ہے جو ایک سفر کے دوران مولانا مرحوم سے غائب ہو گئی تھی۔ یہ تمام افراد سے مستقبل میں امیدیں ہیں جو نظم و نثر میں خدمت لونج و قلم اور خدمت دین نہیں کر رہے ہیں اور شعور صاحب کو گلہ و نظر کی بلندی کا اجر عطا کرے۔

”متاز علی“

اما میہہ بال دہلی

## شہر سوار قلم و بیان

جنتۃ الاسلام مولانا سید ضمیر الحسن صاحب

(استاد جامعہ جوادیہ بنارس)

شیر و انبی پر سفید دو پلیٹوں پر رکھے ہوئے نہایت تحسین و ادب و فخر خصیت، گنگوہ کا الجہہ نہایت شیریں، جبیں کی سلوٹوں پر تنکر کی لکیریں، باقوں باقوں میں بھی تاریخ و روایت پر نقد و تبصرہ، جہل سے بر سر پیکار، علم کی دنیا میں گم صمیم ہستی کسی نہیں بلکہ زمانہ ان کو مولانا سید علی اختر کے نام سے جانتا ہے۔  
نجانے کتنے قرطاس مرہ گان قلم کے اٹک روشنائی سے مملو اور نہ جانے کتنے مجھے اور ماہنامے،  
مجموعہ الفاظ کو اپنے دامن میں موصوف کی علی میراث ہنا کر اپنے صفات کی زینت ہنانے ہوئے ہیں۔  
عربی و فارسی منثور کوار و وزبان و ادب کا جامعہ عطا کر گئے ہیں، وہ آج بنا مترجمہ کتب قارئین کی نظر و نظر  
کو جذب کئے ہوئے ہیں۔

میں ایسی شخصیت کے بارے میں کیا لکھوں اور کیسے لکھوں، کوتاہ قلمی اور بے مائیگی کا احساس  
شرمندہ کئے ہوئے ہے مگر فرمائش بھی عجیب ستم طریف ہوا کرتی ہے۔ کسی مخلص انسان کی بات ثالثاً بھی  
ایک گناہ ہے اور میں نے اس گناہ سے بچنے کے لئے خود کو نااہل مانتے ہوئے بھی مولانا موصوف کے  
بارے میں کچھ لکھنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

مولانا علی اختر صاحب قبلہ جنہیں اب مترجم الغدر یہ لکھتے ہوئے بروائخ ہو رہا ہے، بڑی جانشناختی اور  
وقت نظر سے تلخیصی ترجمہ کر گئے ہیں، جس کی پہلی جلد غالباً مولانا کی حیات میں ہی مظہر عام پر آچکی تھی،

بچیہ جلدیں آپ کے ہونہار فرزند کی سعی بیٹھ سے اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں، قارئین کرام اس کے محاسن پر خود ہی غور فرمائیں گے۔

آپ کا تعلق علماء پروردگار علم دوستی سے ہے جسے گوپال پور کے نام سے جانا جاتا ہے، آج بھی اس سرزین کے کافی علمائے ذوی الاحترام اپنی اپنی اچھے پر اپنا وقار و بد بے اجاگر کئے ہوئے ہیں۔

صوبہ بہار کا یہ معروف علاقہ ہر دور میں نامور شخصیتوں کو ملت کے رو بروکر تارہ ہے، خداۓ کریم اہل گوپال پور کو مزید تو قیق عطا کرے کہ وہ قدر رشاد و صاحب معرفت و مذہب ایضاً عوام کے پروردگر تر ہیں۔ آمین

مولانا سید علی اختر صاحب طاب ثراه ہرگز محتاج تعارف ہستی کا نام نہیں ہے بلکہ سرزین گوپال پور کی نایاب درہائے آبدار میں سے ایک گراں قدر روانہ اور با کمال ہستی ہے اور جس طرح سے آپ کے نام کا جزو ”اختر“ ہے اسی طرح سے آپ وہ علمی ستارہ تھے جو افق عالم پر درخشان ہوا تھا مگر بہت جلد اپنی خیامیں سمیت کر دو پوش ہو گیا۔ صفحہ گیتی پر اسی شخصیتیں نادر ہی عالم وجود میں آتی ہیں۔

آپ کس قدر ناشر معارف اہل بیت اور علم و آگئی و بینش و دانش کے فروع میں کوشش تھے، اس کی گواہی کے لئے مضمائیں و ترجمے اور اشعار کے مجموعے خود ہی کافی ہیں، آخری کوشش کا نام ترجمہ الغدیر ہے۔ ایک جھاکش اور نام و نمود سے دور، نہ تھنکنے والا شہسوار قلم و بیان آج ہمارے درمیان نہ رہا، صاف و سلیس اور آسان لفظوں میں لکش اور جاذب نظر ترجمہ پیش کرتے رہتے ہیں کوئی اہل اور آسان بات نہیں ہے، اس کے لئے علمی لیاقت و مہارت تامہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے، وسعت فکر و نظر اور ذوق تخلیل کی احتیاج ہوتی ہے، جو آپ میں یقیناً پائی جاتی تھی۔

آپ کی چند ملاقاً تاقوی نے میرے نگارخانہ و الاقات میں اپنے حسین نقش جو قائم کر دئے تھے، وہ آج بھی خواب نیم بیداری کی طرح محفوظ ہیں۔ اور وہ بھی اس قدر حسین ہیں کہ ذہن سے غسلک ہو کر رہ گئے ہیں۔

ذکاوت و فراست کے ساتھ ساتھ اپنے ظرف قلب میں معاشرے کے تین ایک اصلاحی جذبہ

ہمیشہ سرگرم عمل رکھا اور سماج کو سدھارنے کا بیڑا تحریر وں کی شکل میں اٹھائے رکھا۔ کم تھا مگر پیش تازہ پیش نویں قلمکار کی حیثیت سے بڑی سادگی کی زندگی بصری۔ خود ہی ہمیز نہ ہوئے بلکہ اس راہ و روشن کی وصیت و نصیحت اپنے فرزند سے بھی کرتے رہے۔

ضد ورت زبانہ کے تحت گرچہ ایک مشاق خلیب دواعظ کی صورت میں آپ مسرووف و شہرت یا ب نہ ہوئے مگر منبر رسول اور محراب کی زینت ضرور بنتے رہے اور علمی بیانات اور مسائل شرعیہ سے پورے معاشرے کو روشناس کرتے رہے۔ موصوف نے اپنے ظرف اخلاق سے بھی کسی کو ہٹکایت کا موقع نہیں دیا، لوگ ہمیشہ آپ کے حسن سلوک کے لئے شاخواں نظر آئے، ماحول میں رائج تفرقات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اپنے وظائف پر نظر رکھتے تھے اور کسی معاملہ میں اس حد تک دخل نہ ہوئے کہ خود ہی ایک فریق بن جائیں۔ ہاں حق کو حق اور غلط کو غلط کہنے میں بے باکی کا مقابلہ ہوہ ضرور فرماتے تھے۔

میر ا سابقہ مولانا موصوف سے گوہت زیادہ نہیں رہا مگر ہم عصر وں اور بزرگوں سے مولانا کی مدح و ستائش ساتھ توں تک اس تدریج پوچھی کہ قلم یا لکھتے ہوئے ہرگز جھجک نہیں محسوس کرتا کہ مولانا مر حوم نے سرکار ختمی مرتبت کے خلائق نقوش سے خود کو اس طرح مزین کر رکھا تھا کہ آپ کا طرز عمل جیتا جائے تبلیغ مکار اخلاق کا نمونہ نظر آتا ہے۔

مولانا طالب ثراہ کا زمانہ طالب علمی اور اس کے عہد کے مشاغل سے واقفیت قوان کے ہم درسوں اور ہم عصر وں کو ہو گا ظاہر ہے کہ حقیر اس سلسلہ میں واقف ہی نہیں ہے کہ قلم اٹھا کے۔ ہم نے تو چھلی بار شایق المقدس کی سر زمین پر ہی دیکھا تھا مگر والہانہ انداز اور مشقناہ طریقہ ملاقات نے کافی قریب کر دیا پھر تو مدرسہ جوادیہ میں بارہا شرف زیارت حاصل ہوا اور اکثر تادری گفتگو بھی ہوتی رہی۔

آخر کلام میں یہ عرض کردوں کہ کتاب الغدیر کے ترجمہ کا اختیاب خود ہی واضح ثبوت ہے کہ جادہ ولایت سے دابستہ فکر و قدم نے آپ کو واقعی سچا مولائی ثابت کیا ہے، دیا میر کا گدائی کشکوں معرفت میں اتنی دولت مودودت رکھتا تھا کہ خود ہی کردار کا امیر بن کر زمانے کو ہمیز راہ ولایت و امامت کرنے کے لئے جو کچھ بھی اپنی بساط میں رکھتا تھا انہیں الفاظ کے جائے میں اور پھر کتاب کی شکل دے کر اپنی عافیت کا

سامان کیش فراہم کر گیا۔

اس کی دوجلوں کے لئے مولانا شاہد جمال صاحب نے اپنی محنت و تلاش صرف کر کے تجھیل سے ہمکنار کر دیا اور بتادیا کہ ارش پدر سے ہم محروم نہیں ہیں نہ تو مولانا لا اور ث خصیت و کردار کا نام ہے۔ حالانکہ اپنے انہاں دو ٹھیکی سے جس چیزے کو اٹھایا تھا، مولانا نے بتائید اپنی خود ہی تجھیل تک یہو نچادیا تھا مگر سوء اتفاق سے عالم سفر میں اس کی دوجلوں کا صفائیا مال کے دشمنوں یعنی لیڑوں نے کر دیا جس کا آپ کو بے حد قلق تھا مگر حسن اتفاق سے آپ کے وارث علم و علمی مولانا شاہد جمال نے اس کو بھی تجھیل تک یہو نچادیا اور زیور طبع سے آراستہ ہو کر آج کتب فروشوں کے پاس موجود ہے۔

قابل ستائش ہیں مولانا شاہد جمال صاحب جنہوں نے پدر کی روح کو شادماں کر دیا اور قرآن و عترت فاؤڈیشن جس نے اس کے نشر ہونے کے لئے ایک اہم قدم اٹھایا۔ میں مجھیں پر اس ادارے کے سلسلے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس ادارہ نے جو اپنی بساط کے مطابق چند عرصے میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں دینی اور مذہبی فعالیتیں انجام دی ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے۔

قرآن و عترت فاؤڈیشن کے بانی اور سکریٹری سید شمع محمد رضوی نے سر زمین ہند کے مختلف مقامات پر معارف اسلامی کلاسز قائم کرنے کے علاوہ انہیں دانش آموختگان جامعۃ المصطفیٰ کی تاسیس اور پہنچ، اعظم گڑھ، دہلی چیسے شہر میں اس کی کانفرنس، اجلاس مبلغین، ایقان اور سلسلہ رسائل کی اشاعت کر کے فعالیت کا ایک نیارخ اپنایا، خدا موصوف کی نیز حیرکی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

آمین یارب العالمین  
”سید ضیر الحسن رضوی“

## آہ! یا ابی

ابن شعور گوپال پوری

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس  
پوں تو دنیا میں بھی آئے ہیں مرنے کے لئے

زندگی کے آگے ایک مرحلہ، ایک منزل ہے جسے ”موت“ کہتے ہیں، جب کسی کا کوئی عزیز اس دار قافیٰ سے دار بقا کی طرف کوچ کر جاتا ہے تو اس کا وجود خاموشی کی تصوری اور غم کا فسانہ بن کر انگوں کے حصار میں، بے قرار دل اور بے جین و مفطر ب روح کے ساتھ نہیں لگائے اس کائنات کو دیکھتا ہے تو ایک ہوک سی اٹھتی ہے، انگوں سے نہیں پانی کا دریا جاری ہو جاتا ہے، اس وقت ایسا لگتا ہے جیسے خاموشی، اداسی، بے نوازی، بے حسی اور درد والی اسی کے لئے معرض وجود میں آئے ہوں، اندر ہیرے اور سنائے اس کے اپنے ہوں، تیرگی اور ترسندگی اسی کے وجود خاکی کا حصہ ہوں..... گریہ جس کی پہلی منزل اور آنسو جس کا پہلا مقام..... لیکن اس گریہ کی بھی دو قسمیں ہیں: کوئی کہہ کر روتا ہے اور کوئی خاموشی سے انگوں کا دریا پانی جاتا ہے۔ مگر ہاں! اس وقت سنائے اور بڑھ جاتے ہیں، اندر ہیروں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور گریہ مزید شدت اختیار کر لیتا ہے جب کسی کا باپ دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور کوئی پدرانہ شفقت سے محروم ہو جاتا ہے۔

آنکھیں اداں اداں ہیں چہرے اجڑے

کنبہ ہے چور چور غنوں کے پھاڑے

آہ! قلم میں لرزش ہے، ذہن پریشان ہے..... سمجھ میں نہیں آتا کہ بچپن کی شفقوں کو کیسے لکھوں،

ایام طھلی کے پیار بھرے انداز کو کیسے تحریر کروں، دور کسی کے طریقہ محبت کو قلمبند کروں تو کیسے...؟ اس لئے کہ جب ماضی کی حسین کتاب کھولتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ آج میں اتنی ودق صحراء میں یکہ و تھا کھڑا ہوں، دیرانیاں میری گردیدہ ہیں اور ادا سیاں اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں.....

آہ! وہ مار میں پیار کی آمیزش، لمحے میں تعبیہ کی سوزش، آنکھوں میں محبت، ہاتھوں میں شفقت، بذلہ سخی میں سنجیدگی، سنجیدگی میں اعساری اور اعساری میں وقار کی جھلکیاں جب یاداشت کی سطح پر ابھرتی ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ دنیا دیران، اندھیری اور میری ذات کے لئے ادھوری ہو گئی ہو۔

اب تو صد نات کی کڑی دھوپ ہے، غنوں کی تاریک اور ہولناک وادیاں ہیں، احساس ہے مگر اس میں شدت نہیں، پیاس ہے مگر طلب سے عاری.....

ہاں! میرے مستقبل کا انحصار اسی ذات پر تھا، میرے مستقبل کی روشنی اسی ذات سے پھوٹی تھی... مگر اسی نے اس وسیع و عریض دنیا میں یکہ و تھا، ورتا بلکہ، آزمائش کے لئے چھوڑ دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ جب باپ کا عظیم سایہ انسانی وجود پر برقرار رہتا ہے تو محبتوں کی شیرینی معلوم ہوتی ہے، الفتوں کی لذتِ ذائقہ دیتی ہے، پیار و شفقت، وجود کو اضطرابی کیفیت سے محفوظ رکھتے ہیں۔ لیکن جب یہ عظیم سایہ اٹھ جاتا ہے تو الفتوں، محبتوں اور شفقوں کے بجائے صرف آہوں کی خطابات اور آنسوؤں کی شاعری ہوتی ہے، بتاہی و بے فوائی کا احساس ہوتا ہے، اندھیرے اور مہیب سناؤں کا راجح ہوتا ہے اور لیل و نہار ظالم بن کرڈنے کو تیار رہتے ہیں۔

کرب، ٹیس، آہ و نالے، اشک غم، رنج و فراق

رُخْ كَتَنَ سَاتَحَهُ مِيرَے سَهْ گَنِي شَامَ الْمَ

لقطشی اپنے دامن میں کلتی دیرانیاں اور تلخیاں آباد کئے ہوئے ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب دس فروری کی شام، الٰم بن کر و جود پر چھا گئی، اس وقت معلوم ہوا کہ دکھوں میں کلتی کرواہٹ ہوتی ہے، ایسا نہیں تھا کہ تسلیاں، دلاسے اور صبر کی تلقین کرنے والے نہیں تھے، لیکن صبر کی تلقین کرنا بہت آسان ہے مگر صبر کرنا.... اللہ اکبر۔ دل میں ایک احساس تو بہر حال کروٹ لیتا رہتا ہے کہ ”ہم تیم“ ہو گئے۔

## دانش و تحقیق کاروشن منارہ

### علامہ امینی کی حیات و خدمات کا تفصیلی جائزہ

علامہ امینی کی حیات و خدمات کے اجمالی سے تقریباً ہر کتاب دوست شیعہ واقف ہے لیکن ان کی تفصیلی حیات سے تقریباً اکثر لوگ ناواقف ہیں خاص طور سے اردو و اس حضرات۔ اسی لئے ناجائز نے ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک مقالہ تحریر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اردو و اس حضرات بھی دانش و تحقیق کے اس روشن منارہ کی حیات و خدمات سے آشنا ہو سکیں، اس سلسلے میں میں نے والد علام کی تحریر کردہ کتاب دانشور ان غدری کے بعض اقتباسات، تحقیق شدہ کتاب الغدیر، فارسی زبان میں ایک جلد میں شائع ہونے والی جامع تخلیص "برگزیدہ جامع از الغدیر" (جس کا اردو ترجمہ بھی ناجائز نے کیا ہے اور عنقریب شائع ہونے والا ہے)، الغدیر کا ایک جائزہ، مقدمہ کتاب فاطمہ زہرا اور پچھہ دوسری کتابوں سے استفادہ کیا ہے، اس میں میں نے علامہ امینی کی زندگی کے اہم اور قابل تدریت امام گوشوں کو لمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ سید شاہد جمال رضوی

خاندانی پس منظر

آپ کا نام شیخ عبدالحسین امینی بھی تھا، چوتھی پشت تک آپ کا شجرہ یوں ہے: عبدالحسین بن شیخ احمد

بن شیخ نجف علی بن شیخ عبداللہ (سرست) بن الحاج محمد بن اللہ یار۔

آپ کے دادا شیخ نجف علی پر آپ کے خاندان کا نام پڑا کیونکہ ان کا لقب "امین الشرع" تھا، وہ اپنے وقت کے ظیم علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ امین الشرع شیخ نجف علی ۷۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زندگی تبریز کے ایک دیہات "سردھا" میں گذری، پھر وہ تبریز آگئے۔ وہاں زندگی کی آخری سالوں تک قیام پذیر رہے، وہیں دینی علوم کا اکتساب کیا۔ وہیں شعری و ادبی صلاحیتیں پروان چھیسیں، ان کے زیادہ تر شعری آثار مدح ائمہ مصومین میں ہیں۔ مکارم اخلاق، تقویٰ اور صلاح و سواد سے آراستے تھے۔ واقعی خلاص تھا۔

انہوں نے ۸۳۰ھ رسال عمر پائی اور شب جمعہ ۷/ جمادی الاولی ۱۲۵۰ھ وقت نماز صبح سے ایک ساعت قبل وفات پائی اور تبریز ہی میں وفن کئے گئے۔

علامہ امینی اپنے جدا بحمد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بارہ سال بعد جب ان کی لاش نجف اشرف منتقل کرنے کے لئے کھودی گئی تو جمد اطہر بالکل صحیح و سالم تھا، یہاں تک کہ آپ کے بالوں پر بھی کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ انہیں وادی السلام نجف اشرف میں وفن کیا گیا۔

علامہ کے والد شیخ احمد امینی ۷۵۰ھ میں آبائی دیہات "سردھا" میں پیدا ہوئے اور سترہ سال کی عمر میں ۱۲۵۰ھ تبریز مہا جرت فرمائی، وہ اپنے وقت کے علماء و فضلاء میں شمار کئے جاتے تھے، زہد و تقویٰ سے آراستے تھے، اس قدر خلیق تھے کہ نہ ہی مسائل کے علاوہ کسی نے انہیں غصے کی حالت میں نہیں دیکھا، ان کے حسن اخلاق پر لوگوں کو حیرت ہوتی تھی، علمی کمال کے باوجود ہمیشہ شہرت سے دور رہے۔ قصع، ریا کاری اور ظاہرداری ان میں نام کوئی تھی، آیۃ اللہ سید میرزا ابو الحسن تبریزی (وقات ۷۵۰ھ) جو مراجع عظام میں شمار کئے جاتے تھے، شیخ احمد کے بارے میں فرماتے ہیں:

شیخ میرزا احمد امینی از کسانی است که در زهد و تقویش شکی نیست و بدون تردید فردی محتہد است منتها از خوف ظاهر به ریا از ترس شهرت طلبی همیشه فضائل خویش را مخفی می نماید "شیخ میرزا احمد امینی ان افراد میں سے ہیں جن کے

زہد و تقوی میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں اور بلا تردید وہ ایک مجتهد ہیں، لیکن ریا کاری کے اظہار اور شہرت طلبی کے خوف کی وجہ سے ہمیشہ اپنے فضائل کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔

شیخ احمد نے ابتدائی تعلیم حضرت اپنے والد شیخ نجف علیؑ سے حاصل کی پھر وہاں کے دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا اور خاص طور سے میرزا اسد اللہ بن حسن تبریزی سے استفادہ کیا جو اپنے وقت کے معقول و منقول کے میدان میں سندھمار کئے جاتے تھے۔

ان کے علمی آثار میں حاشیہ مکاسب اور حاشیہ شرح المعد خاص طور سے لائق ذکر ہیں۔ انہیں مندرجہ ذیل علماء نے اجازہ مرحمت فرمایا تھا:

۱۔ آیۃ اللہ میرزا علی شیرازی (وفات ۱۳۵۵ھ)؛

۲۔ آیۃ اللہ ابو الحسن اصفہانی (وفات ۱۳۶۵ھ)؛

۳۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین غروی اصفہانی (وفات ۱۳۶۶ھ)؛

۴۔ آیۃ اللہ سید حسین طباطبائی بروجردی (وفات ۱۳۸۰ھ)؛

۵۔ آیۃ اللہ الشیخ میرزا علی ایروانی (وفات ۱۳۵۲ھ)؛

۶۔ آیۃ الشیخ میرزا راضی بن محمد حسن زنوڑی تبریزی (وفات ۱۳۶۰ھ)؛

۷۔ آیۃ اللہ الشیخ میرزا الحمد تبریزی قراچداغی؛

۸۔ آیۃ الشیخ میرزا افتخار شہیدی (وفات ۱۳۶۲ھ)؛

شیخ میرزا غلیل آقابن میرزا حسن (وفات ۱۳۶۸ھ)؛

آپ نے بھی اپنے والد کی طرح ۸۳ سال کی عمر میں ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ تہران میں وفات پائی اور قم کے قبرستان نو میں دفن کئے گئے۔

علامہ امینی<sup>ؒ</sup> کی ولادت اور ابتدائی تعلیم و تربیت

نازش آفریں جدو پدر کے چشم و چراغ علماء عبدالحسین امینی بختی ۱۳۶۰ھ میں شہر تبریز میں پیدا

ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اولاد اپنے والد ماجد میرزا الحمد بن علی سے حاصل کی، انہوں نے اس لعل گرائی بھاکی پورش و پرواخت اور تعلیم و مدرسیں میں ہر ممکن سعی کی پھر اس شہر کے مدرسہ ”طالبیہ“ میں رسمی تعلیم کے لئے داخل کر دیا۔ آپ نے دورہ سطحی تک دینی علوم اسی مدرسہ میں حاصل کئے، وہاں جن علماء کے سامنے زانوئے تلمذتھ کیا جیا: جن دوسرے علمی ہر اکثر میں آیات عظام کے حضور علم حاصل کیا، ان کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ آیۃ اللہ سید محمد بن عبدالکریم موسوی (وفات ۱۳۲۳ھ)؛ یہ تبریز میں مرحج تقیید تھے۔

۲۔ آیۃ اللہ سید مرتضی بن احمد بن محمد حسین خرسرو شاہی (وفات ۱۳۲۷ھ)؛ علم کے علمبردار، فقہ کے ماہر اور تبریز کے بزرگ علماء میں سے تھے۔

۳۔ آیۃ اللہ شیخ حسین بن عبد علی توتوچی (وفات ۱۳۲۰ھ)؛ فقہ و اصول اور کلام کے بر جستہ عالم تھے، علمی اور فقہی میدان میں عظیم مرتبہ حاصل تھا۔

۴۔ علامہ شیخ میرزا علی اصغر کلکی؛ عظیم فقیہ اور بلند مرتبہ ادیب تھے۔

## نجف اشرف کی طرف روانگی

اپنا دورہ سطح علوم دینی پورا کر کے علامہ نے نجف اشرف کارخ کیا، آپ کا یہ عنفو ان شباب تھا تاکہ علی تعلیم (درس خارج) فقہ و اصول، حدیث اور علوم حدیث کے اساتذہ کے سامنے جاری رکھیں اور باب مددیہ العلم سے معنوی و روحانی علوم بھی حاصل کر سکیں؛ اسی لئے انہوں نے علمائے فقہ و اصول کے درس میں شرکت کی اور ان کے سامنے زانوئے ادب تھہ کیا؛ ان علماء میں بعض یہ ہیں:

۱۔ آیۃ اللہ سید محمد بن محمد باقر حسینی فیروز آبادی (وفات ۱۳۵۳ھ)

۲۔ آیۃ اللہ سید ابوتراب بن ابوالقاسم خوانساری (متوفی ۱۳۳۲ھ)

۳۔ آیۃ اللہ میرزا علی بن عبد الحسین ایروانی (متوفی ۱۳۵۶ھ)

۴۔ آیۃ اللہ میرزا ابوحسن بن عبد الحسین مشکنی (متوفی ۱۳۵۷ھ)

علامہ ایمنی نجف میں دروس میں شرکت کرنے، طلاب علوم دینی سے مباحثہ کرنے اور علوم و

معارف شریعت سے مکمل طور پر مستفیض ہونے کے بعد ایک طویل مدت کے بعد اپنے وطن تبریز واپس آئے اور وہاں ایک مدت تک وعظ و نصیحت، تدریس اور علمی مبارجے میں مشغول رہے، اسی زمانے میں آپ نے سورہ حمد کی تفسیر مکمل کی اور اس تفسیر کی تدریس کی۔

تبریز میں علامہ کا قیام بہت طولانی نہ تھا، وہ ہمیشہ زیادہ علوم و معارف حاصل کرنے کے متعلق رہتے تھے، ان کی روح ہمیشہ نجف اشرف ہی میں لگی رہی، وہ مقدس شہر جو علم و دانش کا سرچشمہ تھا، چنانچہ ان کا یہی اشتیاق اور والہانہ پتن تھا جس نے دوبارہ نجف اشرف میں قیام پر مجبور کیا تاکہ نجف اشرف میں اپنی علمی ترقی کو دور کر سکیں۔

### اجازہ اجتہاد و روایت

نجف اشرف میں واپس آنے کے بعد آپ نے دوبارہ حوزہ علیہ نجف کے دروس خارج میں شرکت کی اور بزرگ علماء سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے تاکہ درجہ اجتہاد پر پہنچ سکیں، چنانچہ بہت سے علماء نے ان کو اجتہاد کے اجازے مرحت فرمائے، جن میں بعض یہ ہیں:

۱۔ آیۃ اللہ سید میرزا علی بن محمد دشیرازی (متوفی ۱۳۵۵ھ)؛

۲۔ آیۃ اللہ شیخ میرزا حسین نائی بخاری (متوفی ۱۳۵۵ھ)؛

۳۔ آیۃ اللہ شیخ عبدالکریم بن ملا محمد جعفریزیدی حائری (متوفی ۱۳۵۵ھ)؛

۴۔ آیۃ اللہ سید ابو الحسن بن سید محمد موسوی اصفہانی (متوفی ۱۳۶۵ھ)؛

۵۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین بن محمد حسن اصفہانی بخاری معروف بہ کپانی (متوفی ۱۳۶۶ھ)؛

۶۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین بن علی آل کاشف الغطا (متوفی ۱۳۷۳ھ)؛

جس طرح نقہ و اصول کے اساتذہ نے ان کو اجتہاد کے اجازے دئے اور ان کے اجتہاد کا اقرار کیا، اسی طرح بعض علمائے نجف نے اجازہ روایت بھی عطا فرمایا، اس طرح وہ حدیث کے راویوں کے صاف میں داخل ہو گئے، انہوں نے اپنے اجازوں کو اپنی تحریر و عبارت میں مرتب کیا جو روایت و درایت

حدیث کے سلسلے میں علامہ کی صلاحیت پر واضح دلیل ہے۔ ان علماء میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ آیۃ اللہ سید ابو الحسن موسوی اصفہانی؛

۲۔ آیۃ اللہ سید میرزا علی حسینی شیرازی؛

۳۔ آیۃ اللہ شیخ علی اصغر بکی تبریزی؛

### تحصیل علم کے سلسلے میں بے پناہ اشتیاق اور والہانہ پن

علامہ تحصیل علم اور علی مباحثت کے بے پناہ مختار رہتے تھے، اس راہ میں وہ حتی المقدور کوشش سے فروغ نہیں کرتے تھے، دقيق مطالب کو واضح کرنے کے بہت زیادہ حریص تھے۔ بے پناہ صبر و حوصلہ کے ساتھ ساتھ حکمکن سے عاری ان کی یہ کوشش، ذخیرہ علم اور علی مباحثت کے متعلق بحث و مناظرہ کے لئے تھی۔

اس دعویٰ کی واضح دلیل یہ ہے: انہوں نے کتاب الغدیر کی تدوین و ترتیب کے وقت نجف اشرف کے اکثر کتب خانوں کی کتابوں اور علماء کی تحریروں کا مطالعہ کیا۔

اس کے لئے آپ نے کربلا، بغداد، کاظمین، سامرا، ایران، ہندوستان، شام اور ترکی کا سفر کیا تاکہ علمی جتوں اور ضروری معلومات فراہم کر سکیں، نیز اہم ترین علمی آخذنگ تک رسائی حاصل کریں تاکہ الغدیر کی تدوین و تالیف میں ان سے استفادہ کر سکیں اور موضوع بحث معلومات کا نوٹ بن سکیں۔

دنیا کی کتابوں اور کتب خانوں کے سلسلے میں ان کے بے پناہ اشتیاق اور والہانہ پن کے متعلق، انہیں سے مقول ہے کہ وہ علمی اہداف تک رسائی حاصل کرنے کی راہ میں کسی طرح کی مشکلات اور مصائب پر توجہ نہیں دیتے تھے؛ اسی لئے ان کی زندگی میں مطالعہ کتب اور ان کے مطالب سے نتیجہ گیری کرنے سے زیادہ کوئی اور چیز لذت بخش نہیں تھی، وہ زندگی کے اہم ترین لذائز سے بھی منہ موز چکے تھے، اپنی عمومی صحّت اور اہل و عیال کی حالت کے لئے بھی خصوصی اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

انہیں سے مقول ہے: مسلسل کئی گھنٹے گذر جاتے تھے اور وہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے

تھے اور اپنے روزانہ کا کھانا بھی تناول نہیں کرتے تھے، ہاں! جب دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ان کے اہل و عیال کی مرتبہ آواز دیتے تھے تب آکر کھانا تناول فرماتے۔ وہ کتابوں اور کاپیوں میں اتنے متفرق رہتے کہ ان کے لئے یہ بات اہم نہیں ہوتی کہ کھانا تھنڈا ہو گیا ہے یا جو کھانا کھا رہے ہیں وہ کل کا ہے، بلکہ ان کے لئے یہ بھی اہم نہیں ہوتا تھا کہ کیا کھا رہے ہیں اور کیا پی رہے ہیں یہاں تک کہ کھانا کھاتے ہوئے بھی روایات اور واقعات کے سلسلے میں غور و فکر کے سمندر میں غوطہ زن رہتے تھے۔

وہ خطی نشوون سے منقول مطالب پر اعتماد نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے اوپر ضروری سمجھتے تھے کہ ان علمی آخذ کو خود ہی دیکھیں تاکہ اس کے ذریعہ عذر تراشیاں ختم، شک و تردید باطل اور اہل تشكیک کے تمام دعوؤں کا قلع قمع کیا جاسکے۔

عظمیم جاہدین بھی اپنے کاندھے پر ایسا تھجیں عملی بوجھ اٹھانے سے قاصر ہیں؛ اس لئے کہ واضح بات ہے کہ علمی آخذ و منابع دنیا کے مختلف گوشوں کے کتب خانوں میں بکھرے پڑے ہیں، لیکن یہ مشکل بھی شک کرنے چند اس اہمیت کی حوال نہیں تھی، اسی لئے ضروری منابع و آخذ کے حصول اور اسلام کے فکری میراث سے فیضیاب ہونے کے لئے دنیا کے دور و راز علاقوں کا سفر کیا۔

اس سلسلے میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا اور کافی دنوں تک وہاں کے عظیم کتب خانوں کی چھان بین کی، کتابوں سے ضروری نوٹ بنائے اور ان کتابوں کا تجزیہ و تحلیل کیا جو صرف ہندوستان ہی میں مستیاب ہو سکتی تھیں۔

### ایک اہم واقعہ

علامہ امیتی کے بعض قریبی افراد سے ایک واقعہ منقول ہے جو بحث و تحقیق کے سلسلے میں ان کی بے پناہ جدوجہد کی نشاندہی کرتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک دن علامہ گریہ کر رہے تھے؛ اس لئے کہ ان کی ضرورت کی بعض اہم کتابیں مستیاب نہیں ہو پائی تھیں، علامہ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مصادر و آخذ کے لئے امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے متول ہوتے تھے۔ ایک دن امیر المؤمنین سے متول ہوئے اور کہا: یہ کتاب ”الغدیر“ آپ کی کتاب ہے، غدیر آپ کا

ہے، لہذا آپ کو اس مقام و مرتبہ کا واسطہ جو خدا کی بارگاہ میں ہے، جن کتابوں کی مجھے ضرورت ہے اسے فراہم کرنے میں مدد کریں۔ علامہ امینی کا بیان ہے: محققی نیند کے بعد میں بیدار ہوا، احساس ہوا کہ کوئی دق الباب کرو رہا ہے، میں نے دروازہ کھولا دیکھا کہ میرا پڑوی ”بیما“ ہے، اس نے کہا: میں نے ایک نیا گھر خریدا ہے جو میرے گھر سے بہت بڑا ہے، جب ہم گھر کے وسائل کو دہاں منتقل کر رہے تھے تو دیکھا کہ ایک پرانے گوشہ میں یہ کتاب پڑی ہے، میری زوج نے کہا: یہ کتاب آپ کے کام کی نہیں، اسے شیخ امینی کو ہدیہ کر دیں۔ علامہ نے وہ کتاب دیکھی، معلوم ہوا کہ یہ وہی کتاب ہے جس کی تلاش میں وہ مہینوں سے سرگرد ایا تھے۔

### دوسری حیرت انگیز واقعہ

کتاب کی فرمائی کی مشکل کے سلسلے میں ایک دوسرا واقعہ بھی منقول ہے جو پہلے والے واقعہ سے کم حیرت انگیز نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ علامہ امینی کو مختصری کی کتاب ”ریج الابرار“ کی شدید ضرورت تھی، یہ کتاب طباعت سے پہلے بہت نادر و نایاب تھی اور اس کے تین ہی خطی نسخے موجود تھے، ایک نسخہ میں میں موجود امام شیخی کے پاس تھا، دوسرا شام کے کتب خانہ طاہریہ میں اور تیسرا بحف اشرف کے ایک آئیۃ اللہ کے پاس تھا، جن کے انتقال کے بعد ان کا کتب خانہ ان کے فرزند تک منتقل ہو گیا تھا۔

علامہ امینی اس عالم کے گھر پہنچے، علامہ نے ان کے فرزند سے صرف تین دن کے لئے اس کتاب کو عاریثہ مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا، علامہ نے خواہش کی کہ صرف دو دن کے لئے دے دیں لیکن انہوں نے اس سے بھی منع کر دیا، حتیٰ ایک دن کے لئے دینے سے منع کر دیا۔ علامہ کا بیان ہے: میں نے ان سے کہا: صرف تین گھنٹے کے لئے عاریثہ دے دیں لیکن انہوں نے اس کی بھی مناعت کر دی، میں نے کہا: اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں آپ ہی کے گھر میں آپ کے سامنے اس کتاب کا مطالعہ کر لوں لیکن انہوں نے یہ بھی قبول نہ کیا، چنانچہ میں ان سے اور کتاب کے حصول سے پوری طرح مایوس ہو گیا۔

علامہ کا بیان ہے: اس کے بعد میں مرجع عالیٰ قدر آئیۃ اللہ سید ابو الحسن اصفہانی سے ملاقات کے

لئے گیا تاکہ وہ اس کتاب کے لئے میری سفارش کر دیں، لیکن صاحب کتاب نے پھر بھی کتاب دینے سے انکار کر دیا، اس کے بعد میں آیۃ اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطا کے پاس گیا تاکہ ان کے احترام میں وہ کتاب عاریہ مل جائے لیکن پھر بھی انہوں نے کتاب دینے سے انکار کر دیا، اس کے بعد تو میں کتاب سے بالکل مالیوس ہو گیا، امیر المؤمنین کے حرم طہرہ گیا اور اس سارے واقعہ کی شکایت کی، اس کے بعد پریشان حال اپنے گھر پہنچا، اس پریشان حالی میں میری نیند بھی اڑ گئی تھی، تھوڑی دریسویا تھا کہ خواب میں امام کو دیکھا، کتاب کے سلسلے میں جور نجع و غم اٹھائے تھے اس کی شکایت کی، امام نے جواب دیا: ان جواب سوالِ کَ عَنْدَ وَلَدِ الْحُسَيْنِ "تمہارے سوال کا جواب میرے فرزند حسین کے پاس ہے۔"

میں فوراً ہی بیدار ہوا، وضو کیا اور طلوعِ نیم کے وقت سید الشہداء امام حسین کے حرم کی زیارت کی غرض سے کربلا کے لئے روانہ ہو گیا، نماز صبح اور زیارت پڑھنے کے بعد میں نے امام حسین سے ان پریشانوں کی شکایت کی جو کتاب کے حصول کے سلسلے میں اٹھائی تھیں، پھر وہاں سے حضرت عباس کے حرم کی زیارت کے لئے نکلا، زیارت کے بعد ان کے اور ان کے عظیم بھائی کے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور ایک صحن میں بیٹھ کر سوچ رہا تھا کہ اچاکٹ شیخ حسن ابوالحب جو اس وقت کربلا کے بر جستہ خطیب تھے، میری طرف آئے اور احوال پر سی کے بعد گھر میں آ کر آرام اور ناشتہ کرنے کی دعوت دی، میں نے ان کی دعوت قبول کر لی، وہ گرفتی کا زمانہ تھا۔

میں ان کے گھر کے پائیں باغ میں بیٹھا تھا، تھوڑی دریا آرام کرنے کے بعد ان سے کہا: آپ کا کتب خانہ کہاں ہے، مجھے اپنے کتب خانے تک راہنمائی کریں، دیکھا کہ ان کے کتب خانے میں بہت زیادہ اور نصیف کتابیں موجود تھیں، میں ان کی کتابیں دیکھتا رہا اچاکٹ مطلوبہ کتاب "ریبع الابرار" دستیاب ہوئی، کتاب اٹھائی اور مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ بالکل وہی کتاب ہے، ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، میں بلند آواز سے رو نے لگا، شیخ ابوالحب حیران و پریشان میرے پاس آئے اور رو نے کی وجہ پوجھی، میں نے پورا واقعہ ان کے گوش گزار کیا، پورا واقعہ سننے اور یہ بات کہ امیر

المومنین نے یہاں تک آنے کی راہنمائی فرمائی ہے، سخنے کے بعد شیخ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، مجھ سے کہا: یہ خطی نسخہ کیتاب ہے، قاسم محمد رجب اس کتاب نے خرید و طباعت کے لئے مجھے ایک ہزار دینار (دو بیان) دینا چاہتے تھے لیکن میں نے ان کی فرمائش رد کر دی، پھر شیخ نے اپنا قلم نکال کر اس کتاب پر علامہ امینی کے لئے ہدیہ لکھ دیا اور کہا: یہ دو ائمہ امام علی اور امام حسین (علیہما السلام) کا جواب ہے۔

### پسندیدہ اخلاق اور ذاتی خصوصیات کے نمونے:

۱۔ علامہ امینی نے اپنے آپ کو تدریس، تالیف اور تحقیق کے لئے وقف کر دیا تھا، اپنی زندگی کے اکثر اوقات مطالعہ، کتابوں کی جستجو اور اسلام کے علمی میراث سے مستفیض ہونے کی کوشش کرتے تھے، چنانچہ اسلامی علوم کی مشکلات میں آپ ہی سے سوال کیا جاتا تھا، آپ فکری سوالات کو حل کرنے کی پاہ گاہ تھے، تفسیر و حدیث اور تاریخ و رجال کے علوم میں صاحب نظر کی حیثیت حاصل تھی، آپ دانشوروں، محققوں، مؤلفوں کی پناہ گاہ تھے۔

۲۔ وہ ایک متقلی، پرہیزگار اور عابد انسان تھے، دینی صلابت، کرامت نفس، شرح صدر اور بہترین اخلاق کے مالک تھے، وہ کسی سے بدظن نہیں رہتے بلکہ دوسروں کے ساتھ حسنطن سے پیش آتے تھے، نہ ہی اختلاف کے باوجود بھی، صاحب فضل و مرتبہ کی تعریف و توصیف کرتے تھے، عالی ہمت تھے، خوراک و پوشانک میں تواضع کا مظاہرہ کرتے، دنیا و ما فیہا سے قلعی بے نیاز تھے، صرف آخرت پر نگاہ تھی اور اسی کے لئے جدوجہد کرتے تھے۔

۳۔ ان کو قرآن و دعا اور نماز سے والہانہ عشق تھا، ان کی عام زندگی بھی مکمل نظام کے مطابق تھی: ناشتے کے بعد اپنے ذاتی کتب خانے میں جاتے اور تلامذہ کے آنے تک مطالعہ میں مشغول رہتے تھے، اس کے بعد اذان ظہر تک درس و بحث میں مصروف رہتے تھے اور پھر نماز کے لئے اٹھ جاتے تھے پھر کھانا کھانے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آدمی رات تک اپنے کتب خانے میں مشغول رہتے تھے۔

۴۔ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے حرم مبارک کی بہت زیادہ زیارت کرتے اور مختلف اوقات میں

حرم شریف کی زیارت کے لئے جاتے تھے۔ امام علی اور امام حسین (علیہما السلام) کے حرم کے درمیان اسی کیلومیٹر کی مسافت تھی جسے آپ تین دن میں طے کرتے تھے تاکہ راستے میں لوگوں کی تبلیغ و پدایت، امر بالمعروف اور نبی عن المکر کر سکیں۔

۵۔ اس تبلیغی اور عبادی روشن کے ساتھ ساتھ، اپنی معاشرتی ضروریات کو فراموش نہیں کرتے تھے اور فقراء و مساکین کی ضرورتیں بھی پوری کرتے تھے، اپنے جانے والوں اور دینی بھائیوں کے ساتھ نیکی سے پیش آتے اور خود کو ان کی مشکلات میں شریک بھجتے تھے، ان کے ساتھ برابر سے پیش آتے تھے، وہ کبھی کسی سائل کو داپس نہیں کرتے اور حاجتمند کو حرم نہیں کرتے تھے، فقراء و مساکین کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال لیتے تھے۔

۶۔ ان کے بعض نظائری حالات و خصوصیات اس طرح تھے:

وہ بلند قامت، خوبصورت اور سرفی مائل سفید چہرے کے مالک تھے، ان کی آواز بہت زم و نازک تھی، روحانیوں کا لباس زیب تن کرتے، سفید رنگ کے شنیتے اور طلائی رنگ کے فریم کا چشمہ لگاتے تھے، ان کا چہرہ عابدوں اور زاہدوں کے چہرے کی طرح تھا، عربی، فارسی اور ترکی تینوں زبانوں میں بات کرتے تھے۔

### تقریرو بیان

علامہ الحسینی کی ذاتی خصوصیات میں ان کا حیرت انگیز طرز بیان بھی شامل ہے، حتیٰ جب وہ عالم اور معمولی مخلوقوں سے بھی خطاب کرتے تو ان کا اخلاص، منطق کی گہرائی اور ان کی شعلہ بیانی محفل پر چھائی رہتی۔ جب وہ منبر پر جاتے تو ایک قوی اور بے مثال خطیب کی حیثیت سے گرجتے تھے۔

ان کی تقریر سننے کے لئے ہزاروں بلکہ دسیوں ہزار کا مجمع ہوا کرتا تھا، ان کی تاریخی تقریروں میں ہمدان، اصفہان، مشهد، کرمانشاہ، تہران کے علاوہ ہندوستان کے شہر کانپور اور حیدر آباد و کن وغیرہ میں کی گئی تقریریں ناقابل فراموش ہیں۔

## تحقیقی سفر اور اس کی مشکلات

علامہ امینی نے ۱۳۸۰ھ میں ہندوستان کی اسلامی میراث اور وہاں کے کتب خانوں میں موجود فکری آثار سے استفادہ کرنے کے لئے ہندوستان کا سفر کیا۔

اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ وہاں چار مہینے مقیم رہے، کبھی کبھی بعض کتب خانوں میں شب و روز کسی حکملن کے احساس کے بغیر رہ جاتے تھے، اس جدوجہد میں انہوں نے گذشتہ لوگوں کی علمی میراث سے استفادہ کیا، ان کو اپنی صحت و سلامتی کی بھی فکر نہیں تھی۔

وہ کتب خانے میں ہمیشہ رہے اور کتب خانے کے کام کے آخری لمحے تک ہندوستان میں مقیم رہے، پھر اپنے وطن واپسی تک وہاں سے فراہم کی گئی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے۔

کتاب و مطالعہ کے علاوہ علامہ نے وہاں دینی ذمہ داری کے پیش نظر اپنے اوپر واجب کر لیا تھا کہ منبروں سے وعظ و نصیحت اور مسلمانوں کی ہدایت کریں، ان کو قرآن و سنت سے وابستگی کی دعوت دیں حالانکہ ان کا محاںہ کرنے والے ڈاکٹروں نے تدریس کی تخت سے ممانعت کر دی تھی اور ان کو خصوصی تائید کی تھی کہ اپنی صحت و سلامتی کا خیال رکھیں اور اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالیں۔

پھر اسی مقصد کے حصول کے لئے علامہ ۱۳۸۳ھ میں شام گئے، وہاں چار مہینے مقیم رہے، اس زمانے میں انہوں نے اس ملک کی فکری دولت اور وہاں کے کتب خانوں میں چھپے ہوئے تاریخی خزانے معلوم کئے، جن بعض کتب خانوں سے علامہ نے خطی نئے حاصل کئے ان میں بعض یہ ہیں: دارالكتب الوطنيه ( دمشق )، کتب خانہ جامع للغۃ العربیۃ ( دمشق )، کتب خانہ الاوقاف الاحمدیۃ ( حلب )، المکتبۃ الوطنیۃ ( حلب )۔ علامہ امینی ہر کتاب کی تفصیل لکھتے تھے، ان کتب خانوں میں دستیاب ہونے والے مآخذ و مصادر کی تعداد ایک سو پچاس ( ۱۵۰ ) تھی۔

اس کے بعد قدیمی مآخذ و منابع کی معلومات حاصل کرنے کے لئے ۱۳۸۵ھ میں ترکی تشریف لے گئے اور بہت سی فکری میراث اور اسلامی مباحث پر مشتمل کتابوں پر دسترسی حاصل کی، آپ یہاں بھی ( بیماری کے باوجود) صحت و سلامتی سے بے فکر، علمی جدوجہد میں مصروف رہے تاکہ ان کا اہم ترین ہدف

یعنی کتاب الفدیر کمل ہو سکے، اسی لئے وہ استانبول میں پندرہ دن مقیم رہے، پھر بورسیہ گئے اور دس دن وہاں مقیم رہے، وہاں علامہ نے جن کتب خانوں کی چھان میں کی، ان کی تعداد تو تھی، ان میں سے بعض یہ ہیں: کتب خانہ سلیمانیہ، کتب خانہ جامع آیا صوفیا، کتب خانہ جامع نو عثمانیہ، کتب خانہ اولی، کتب خانہ چلی وغیرہ۔

صحت گرنے کی وجہ سے وہاں تمام کتب خانوں کی چھان میں نہ کر سکے اور مطبوعہ و خطی (۵۵) منابع کی جمع آوری پر ہی اتفاق آیا: ان میں سے بعض کتابیں یہ ہیں: صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیم، مولف محمد بن اسحاق نیشاپوری، الفضعاء، مولف محمد بن اساعیل بخاری، مسند عبد بن حمید، مولف امام ابو محمد عبد بن حید کشی، الجمیل الکبیر طبرانی، الجنم الشاقب فی اشیاع المناقب، مولف: حسن بن عمر بن جبیب حلی، الکامل مولف حافظ عبد اللہ بن عدی جرجانی، اللواء المکون تالیف: عبد الغنی نابلسی..... وغیرہ۔

### کتب خانہ امیر المؤمنین پر ایک نظر

علامہ امیتی نے اپنے تبلیغی ہدف کی راہ میں صرف تالیف و تحقیق، خطابت اور لوگوں کی ہدایت و رہبری پر ہی اتفاق نہیں کیا بلکہ عالم اسلام کے گہوارہ ”نجف اشرف“ میں ایک کتب خانہ کی شدید ضرورت محسوس کی: اسی لئے آپ نے ایک کتب خانہ بنانے اور اسے مرتب کرنے کا عزم بالجزم کیا تاکہ جو یہ دکان علم و تحقیقت وہاں جمع ہوں اور حتی الامکان کتابوں، منابع اور خطی شخوں سے استفادہ کر سکیں۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے نجف اشرف میں اپنے محلے کے بغل میں دو گھر خریدے، وہ آہستہ آہستہ آس پاس کی زمینیں بھی خرید رہے تھے کہ ایک عظیم کتب خانہ بنانے کی مقدمہ سازی ہو سکے، جو نجف اشرف کے لائق ہو اور تحقیق و تالیف کے لئے ایک علی مرکز بھی فراہم ہو۔

اس طاقت فرسا کام کے سات سال گذرنے کے بعد کتب خانہ کی بنیاد کا پہلا مرحلہ ختم ہوا اور غدری خم کے دن، اس دن کے ناجدار کے نام کی برکت کے پیش نظر ”کتب خانہ امیر المؤمنین“ کے نام سے اس کا افتتاح ہوا۔

کتب خانہ کی افتتاح اور اس کے لئے عراق کے سرکاری مراحل انجام دینے کے بعد علامہ امینی اپنے فرزند "شیخ رضا" کے ہمراہ ہندوستان روانہ ہوئے تاکہ وہاں دسیوں ہزار کتابوں سے بھر پور عظیم کتب خانوں اور یونیورسٹیوں کا مشاہدہ کر سکیں خاص طور سے علی گڑھ کا جامع کتب خانہ۔ وہاں آپ چار مہینے تک وقوع منابع و مأخذ کی فیلم بنا کر واہیں آگئے۔

اسی مقصد کے پیش نظر آپ نے ایران اور شام کا بھی سفر کیا۔

علامہ امینی نے تقریباً ایک ہزار آٹھ سو (۱۸۰۰) بڑے صفات پر ان کتابوں سے نسخہ برداری کی جو تاریخی منابع میں اہمیت کی حامل ہیں اور جن سے بہت زیادہ استناد کیا جاتا ہے۔ علامہ نے تمام خطی کتابوں کو سیکر فیلم کے ذریعہ ڈیوں میں تصویر برداری کی پھر انہیں ایک واضح صفحہ پر ظاہر کیا تاکہ اس پر اصل کا گمان ہو۔

## آثار اور کارنائے

علامہ امینی نے بہت سے علمی آثار یادگار کے طور پر چھوڑے ہیں جو اسلامی فرہنگ و ثقافت میں بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ علمی آثار، تالیف و تحقیق اور تعلیق جیسے مختلف میدانوں میں دیکھے جاسکتے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

### ۱۔ شہداء الفضیلۃ

یہ کتاب ۹۵۳ھ میں نجف اشرف میں شائع ہوئی۔

یہ تاریخی کتاب ہے جس میں چوتھی صدی سے لے کر عہد حاضر تک کے اسلام کے شہید علماء کے حالات زندگی مذکور ہیں، علامہ نے ایک سو تیس ان شہیدوں کے نام گنائے ہیں جنہوں نے حمایت دین اور دفاع اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کر دی ہے۔

علامہ نے اس کتاب میں ان شہداء کو شمار کیا ہے: چوتھی صدی کے چار شہداء، پانچوں صدی کے پانچ شہداء، پھٹی صدی کے پندرہ شہداء، ساتویں صدی کے چار شہداء، آٹھویں صدی کے بارہ شہداء،

نوبیں صدی کے ایک شہید، دسویں صدی کے سترہ شہداء، پندرہویں صدی کے سات شہداء، بارہویں صدی کے بائیس شہداء، تیرہویں صدی کے انہیں شہداء، چودھویں صدی کے تیرہ شہداء۔ جن مشہور علماء کے حالات زندگی کو علامہ امینی نے اس کتب میں بیان کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: علامہ ادیب ابو الحسن تہامی معروف پیر علی بن محمد حسن عاملی شامی، امام ابوالمحاسن روبیانی طبری، ابوعلی قفال نیشاپوری، ابن راوندی، طفرائی، علامہ طبری جن کی شہادت مشہور نہیں تھی اس لئے کہ ان کی شہادت ذہر سے واقع ہوئی تھی۔ شہید اول محمد بن کی عاملی بخطی جزئی، یہ سب سے پہلے شیعوں میں اس القب سے مشہور ہونے، علی بن ابوالفضل حلی، سید الحکماء ابوالمعالی، سید فاضل امیر غیاث الدین، علامہ محقق کرکی، شہید ثانی زین الدین بن علی عاملی، شہید ثالث شہاب الدین بن محمود بن سعید تسری خراسانی، شیخ جلیل ملا احمد، علامہ قاضی تسری عرشی، علامہ سید محمد موسن، علامہ مدرس ابوالفتح، فقیہ شیخ محمد، علامہ شیخ محمد حسین اعسم، علامہ شیخ فضل اللہ ابن ملا عباس نوری، اور ایسے ہی دیسیوں افراد جنہوں نے درخت اسلام کی آبیاری کی اور اپنا خون، دین اور اہل دین کی راہ میں خیش کیا۔

## ۲۔ سیو تنا و منتنا :

یہ کتاب نجف اشرف میں ۱۳۸۲ھ میں اور تہران میں ۱۳۸۴ھ میں شائع ہوتی۔

یہ کتاب علامہ امینی کے ان درویں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے شام میں ۱۳۸۲ھ کو بیان کیا تھا۔ اس میں ان سوالوں کا مکمل اور جامع جواب ہے جو اہل بیت کی محبت کے مسئلے میں شیعوں کے غلو آمیز روایہ اور امام حسین کی عزاداری کے متعلق ان سے کئے گئے تھے۔

علامہ نے ان تھتوں کا جواب دیا ہے جیسے یہ کہ شیعہ کربلا کی بیٹی کو بحدہ گاہ قرار دیتے ہیں،

انہوں نے اس کا جواب دیا:

”شیعہ کربلا کی تربیت پر بحدہ کو واجب نہیں سمجھتے بلکہ جائز جانتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح تمام زمین پر بحدہ کو جائز سمجھتے ہیں، غیری بات صرف یہ ہے کہ شیعہ حضرات امام حسین کی تربیت پر بحدہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ رسول خدا کی بیٹی کے فرزند سے محبت کریں اور یہ اعلان کریں کہ شیعہ امام حسین

کی سیرت کے مطابق زندگی گذارتے ہیں۔ علامہ امینی کے مطابق: شیعہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ہماری محبت ہے، یہ ہمارے حسین ہیں اور یہ ہے ان کی عز اداری، یہ ہے ان کی تربت جو ہماری سجدہ گاہ ہے، خدا ہمارا خالق ہے اور رسول خدا کی سنت و سیرت ہی ہماری سنت و سیرت ہے۔

### ۳۔ تصحیح کامل الزیارات:

یہ شیخ الطاہرۃ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ (متوفی ۱۳۲ھ) کی کتاب ہے، اس کی سند صحیح اور روایتیں متواتر ہیں، جنہیں موثق علماء نے نقی کیا ہے، مختلف طرق سے ابھہ طاہرین کی طرف نسبت دی گئی ہے، اس کے راوی چھ سو سے زائد ہیں جو سب کے سب موثق ہیں۔

علامہ امینی نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے اور اس کی صحیح میں کتاب میں مذکور قابل اعتماد تمام مأخذ (وسائل الشیعہ، مدرسہ الشیعہ، بخاری الانوار، اور دوسری معتبر رجالی کتابوں) کی طرف رجوع کیا ہے۔

### ۴۔ تفسیر فاتحة الكتاب: ۱۳۵۹ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔

یہ کتاب علامہ کی پہلی تالیف اور تالیف و تحقیق کے میدان میں ان کا پہلا قدم ہے، اس سورہ کی آیات پر مشتمل ان کی تفسیر میں واضح اور اہم ترین مطالب، توحید، قضاؤ قدر، جبر و تقویض میںے مسائل مذکور ہیں، یہ تمام مطالب رسول خدا اور اہل بیت کرام کی روایتوں سے مستفاد ہیں، علامہ امینی نے اس تفسیر میں چند مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے: صفات یعنی صفات ذاتی و صفات فعلی، علم انجامی و تفصیل، مشیت ازلی و محدث، ارادۃ تکونی و تشریعی، اور بھی دوسرے کلام اور فلسفہ کے پیچیدہ مسائل۔ جن میں سے بعض کامکل اور مناسب جواب دیا گیا ہے۔

### ۵۔ ادب الزائر لعن یعم الحال: ۱۳۶۲ھ میں نجف اشرف سے شائع ہوئی۔

امام حسین کے زائر کے لئے جو اعمال ضروری ہیں، ان اعمال پر مشتمل یہ مختصر رسالہ ہے، اس میں امام حسین کے حرم میں وعاء کے آداب کو بیان کیا گیا ہے، اس میں وعاء علقہ کی شرح بھی موجود ہے۔

### ۶۔ تعالیق فی اصول الفقه علی کتاب الرسائل، تالیف شیخ الصاری: خطی

کتاب ہے۔

۷۔ المقاصد العلية في المطالب السنية: قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر پر مشتمل یہ خطی کتاب ہے۔

۸۔ ریاضن الانس: دو جلدیں میں خطی نہیں ہے۔

۹۔ رجال آذربایجان: خطی ہے۔

۱۰۔ ثمرات الاسفار: خطی ہے۔

۱۱۔ العترة الطاهرة في الكتاب العزيز:

۱۲۔ موسوعة الهدیو: جو علامہ کی نصف صدی کی تلاش و کوشش کا شرہ ہے۔

### ”الغدیر“ آپ کا نازش آفریں کارنامہ:

”الغدیر“ علامہ امینی کا نازش آفریں کارنامہ ہے، آپ کی تمام عمر کی تلاش و کاوش کا حاصل، نیز آپ کی خانوادہ عصمت و طہارت سے والہانہ عقیدت کا ثبوت۔ اس کتاب کی تالیف میں آپ نے نجف اشرف کے تمام کتب خانے چنان مارے، ایران، ہندوستان، شام، ترکی اور دیگر ممالک کا سفر کیا۔ ان ممالک کے اہم کتب خانوں کا عرق ریزی سے مطالعہ کیا اور جو کچھ بھی موضوع دلایت سے متعلق مواد مطابق اس میں جمع کر دیا ہے۔ یہ شیعیت کا انسائیکلو پیڈیا کیمی جا سکتی ہے، شاندار عربی ادب کا نمونہ ہے، علمی و ادبی پایہ دونوں ہی بلند ہے، میں جلدیں میں یہ کتاب ترتیب دی ہے اور ابھی تک صرف گیارہ جلدیں طبع ہوئی ہیں۔ تقریباً (۵۵) سال پہلے کتاب ”الغدیر“، لکھی گئی تھی، یہ بات جرأتمدانہ کیمی جا سکتی ہے کہ اسلامی تحقیقی کی دنیا میں کوئی نہیں جو الغدیر کے علامہ امینی سے ناقص ہو گا۔

حالانکہ الغدیر کے مطالب بہت سے لوگوں کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں لیکن چونکہ اسے قابل اعتماد منابع و مآخذ کے ذریعہ لکھا گیا ہے، اسی لئے ان ۵۵ برسوں میں کوئی بھی فرقہ الغدیر کی تردید یا اعتقاد نہیں کر پایا، یا حتی اس کے ایک صفحہ کی بھی تردید نہیں کر پایا۔ خود علامہ امینی فرماتے ہیں: میں نے الغدیر لکھنے کے لئے دس ہزار کتابوں کو (جن میں سے ہر ایک ممکن ہے کہ جلدیں پر مشتمل ہو) اول سے آخر

تک پڑھا ہے، (۱۰۰) ہزار کتابوں کی طرف کئی مرتبہ رجوع کیا ہے۔  
 کتاب الغدیر میں جن منابع و مصادر سے استناد کیا گیا ہے وہ سب کے سب علمائے اہل سنت کے  
 منابع ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اہل سنت کی کتابیں علامہ کی نظر میں معتبر، اور علمائے شیعہ کی کتابیں  
 ناقابل اعتماد تھیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مناظرے میں حریف کے سامنے جوابات پیش کی جائے  
 اسے مطلق اعتبار سے انہیں کے علماء کی کتابوں کے ذیل میں پیش کی جائے، آپ نے اسی مسلمہ منطق  
 اصول پر الغدیر کھی ہے، وہ خود فرماتے ہیں: الغدیر میں جو مطالب لکھے گئے ہیں وہ مذہبی نہیں بلکہ اسلامی  
 ہیں۔ یعنی یہ ایسے سائل نہیں جو صرف شیعوں کا عقیدہ کہے جائیں بلکہ یہ وہ سائل ہیں جو تمام مذاہب و  
 فرق اسلامی میں متفقہ اور مسلمہ ہیں۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں: شیعہ، اہل سنت کے ساتھ مناظرہ کرتے وقت، انہیں قائل کرنے کے لئے  
 انہیں کی احادیث سے احتجاج و استناد کرتے ہیں؛ اس لئے کہ خود اہل سنت کی حدیث، انہیں قائم کرنے  
 کے لئے زیادہ مقبول ہے، ورنہ شیعوں کو ان کی احادیث کی تعلیٰ ضرورت نہیں، مناظرہ و احتجاج کا معقول  
 و مقبول طریقہ بھی تھا ہے، نہ وہ راستہ جسے وہ خود اختیار کرتے ہیں؛ اس لئے کہ وہ سب ہر ایک مسئلہ میں  
 اپنے ہی علماء اور اپنی ہی کتابوں کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور ایسا استدلال، بحث و مناظرہ  
 کے قوانین سے خارج ہے۔

اگر کتاب ”الغدیر“ کا دلیل نظری سے مطالعہ کیا جائے تو اس کی بعض خصوصیات کھل کر سامنے  
 آئیں گی، مثلاً:

۱۔ علامہ امیتی نے جدل کی روشن پر مباحثت کی مذویں و ترتیب کی ہے، یعنی حریف کو انہیں کے عقائد  
 کے ذریعہ مغلوب کیا ہے۔

۲۔ انہوں نے بحث و مناظرہ کے میدان میں مطالب و احتجاجات کو مستند بنایا ہے۔

۳۔ تمام مباحثت میں بلغ، سادہ و سلیس اور بہترین نثر سے استفادہ کیا ہے۔

۴۔ مطالب میں جا بجا عربی محاوروں کو بمحل استعمال کیا ہے۔

- ۵۔ مطالب کے اختتام یا ان کے درمیان قرآنی آیات سے استفادہ کیا ہے۔
- ۶۔ حدیث، تاریخ، عقائد، اخلاق، فقہ، رجال و... پر مشتمل اساسی مسائل کے سلسلے میں مفصل بحث پیش کی ہے اور حق مطلب کی ادائیگی کی ہے۔

### مولف و کتاب؛ علماء و دانشوروں کی نظر میں

کتاب "الغدیر" کی اشاعت کے بعد عالم اسلام کے نامور علماء اور محققین نے اسے ایک باعظیت اور عالی کتاب پایا۔ دیہوں بلکہ سیکڑوں ادیب، شاعر، عالم، محقق، مورخوں اور مفسروں نے اس کتاب پر تقریبیں لکھیں، شعر کہے اور تعریف و تجید کے پیغام روانہ کئے۔ قاہرہ سے لبنان تک، بغداد سے ٹیونس تک، تہران سے دہلی تک اور اسلام آباد سے شام تک دنیا کے بہت سے علمی اور تحقیقاتی مرکاز کی طرف سے اس کتاب کی تعریف و تجید ہوئی، اگر ان سب کے تاثرات اور خیالات لکھے جائیں تو ایک فہیم کتاب تیار ہو جائے گی، اسی لئے یہاں بعض علماء کے بعض اقتباسات قلمبند کیا جا رہے ہیں:

۱۔ آیۃ اللہ سید حسن حسین اور آیۃ اللہ سید حسین حمای اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں: ﴿لَا يَسْتَهِي

الباطل من بين يديه﴾۔

۲۔ آیۃ اللہ سید عبد الہادی شیرازی، شیخ محمد رضا آل یاسین اور علامہ اردو بادی کہتے ہیں: ﴿لَا

رِبْ فِيهِ هُدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ﴾۔

۳۔ علامہ بزرگ تہرانی صاحب الذریعہ فرماتے ہیں:

”میں اس عظیم کتاب کے اوصاف بیان کرنے سے قاصر ہوں اور الغدیر کا مقام اس سے بالاتر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ تھا کام جو حقیر اس سلسلے میں انجام دے سکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مولف کی عمر دراز ہو اور ان کی عاقبت بخیر ہو اور خلوص نیت کے ساتھ خدا سے چاہتا ہوں کہ میری باقیمانہ زندگی بھی مولفؐ کی عمر شریف میں اضافہ فرمائے۔“

کچھ میں علماء و دانشوروں نے کتاب کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند کئے ہیں، وہ خطوط کی شکل میں

- الغدیر میں شائع ہوئی ہیں، یہاں ان کا اقتباس پیش کیا جا رہا ہے:
- ۱۔ ڈاکٹر محمد غلام مصری: یہ کتاب صاحبان تحقیق کی آرزو ہے۔
  - ۲۔ محمد عبدالغفار حسن مصری: الغدیر عظیم انسائیکلوپیڈیا یا ہے۔
  - ۳۔ ڈاکٹر عبدالرحمن کیاں حلی: ہر مسلمان کے پاس یہ کتاب رہنا چاہئے۔
  - ۴۔ ڈاکٹر توفیق الفکری بغدادی: یہ کتاب آثارِ حقیقت اور بے نظیر دائرۃ المعارف ہے۔
  - ۵۔ عبدالفتاح عبد المقصود مصری: الغدیر اپنے اندر معرفت کی ایک وسیع دنیا سائے ہوئے ہے۔
  - ۶۔ علامہ الدین خروفة از ہری: الغدیر چونکا دینے والی کتاب ہے۔

### اولاد

- علامہ کی پہلی بیوی سے تین بیٹے ہوئے، جو یہ ہیں:
- ۱۔ ڈاکٹر شیخ محمد بادی امینی، جو تحقیق و تالیف میں مشغول ہیں۔
  - ۲۔ جیجہ الاسلام والملمین شیخ رضا امینی، علامہ امینی جہاں بھی جاتے وہ ان کے ساتھ ہوتے تھے، وہ سایہ کی طرح اپنے والد کے ہمراہ لگئے رہتے تھے۔ خاص طور سے ہندوستان، شام، ترکی اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جہاں علامہ امینی نے تحقیق و تالیف کے سلسلے میں سفر کیا۔
  - ۳۔ ان کے تیرے فرزند محمد صادق امینی مرحوم ہیں، یہ اہل بیت اور ان کے مکتب کے پکے حامی و دوستدار تھے۔

اور ان کی دوسری بیوی علویہ بنت سید علی خلخالی سے ان کے یہ فرزند ہوئے: شیخ احمد، شیخ محمد امین

و.....

### وفات و تدفین

یہ عظیم خاںہ کثرت مطالعہ سے صاحب فراش ہوا اور بر روز جمعہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ بر روز جمعہ ظہر

سے قبل تہران میں وفات پا گیا۔

انتقال سے پہلے تربت کر بلے سے ٹکلوٹ پانی سے اپنا لباس مرطوب کیا اور اپنے فرزند آقا رضا امینی نجفی سے فرمایا کہ میرے لئے دعائے عدیلہ پڑھو، انہوں نے دعائے عدیلہ پڑھلی تو مناجاتِ خمس عشری فرمائش کی پھر دعائے متولین پھر مناجاتِ متخصصین پڑھوائی۔

رضا امینی دعائیں پڑھتے جاتے اور علامہ مخزون انداز میں دہراتے جاتے، آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھٹری گئی تھی، آپ کی زبان پر آخری کلماتِ دعا کے یقمرے تھے: اللهم هذه سکرات الموت قد حللت فاقبل الى بوجهك الکريم واعنى على نفسى بما تعين به الصالحين على انفسهم....

چچاس سال تک مسلسل تحقیق و تلاش کرنے والا یہ تلاطم انگیز دریا خاموش ہو گیا، شیخ فروزان بجھگی، آپ کا جنازہ نجف اشرف منتقل کیا گیا اور وصیت کے مطابق کتب خانہ امیر المؤمنین میں پرداخک کر دیا گیا۔

”سید شاہد جمال رضوی“

۲۳ ربیعان ایام



## گفتار مترجم

واقعہ غدیر ایک موڑ ہے الہی نظام ہدایت کے تسلیل و ارتقاء کا۔ جس کے بعد دین کا مل ہوا، پروردگار عالم کی نعمت تمام ہوئی اور کفار اپنی مسامی سے ہمیشہ کے لئے مابیوس ہو گئے۔ اس مابیوس کی جمیخلا بہت نے سازشوں کے نئے نئے جال بنے، انگاروں کا سودا کیا، ذہن و ضمیر پر پھرے بٹھائے، خون کے دریا بھائے اور اس کے برخلاف ان تانوں بانوں کے تار و پوڈ بکھیرنے اور حق کو اپنے تمام جلال و جمال کے ساتھ جلوہ گر کرنے میں راحون فی العلم، خاصان خدا اور دانشوران امت اپنی تمام تر علمی و فکری تو انا نیاں صرف کرتے رہے، عقیدہ و عمل، اخلاق و ثقافت اور معیار و اقدار کو اسی سرچشے سے سیراب کرنے کی تاکید فرماتے رہے، علم و دانش کی مجموعی پوچھی اسی راہ میں لٹاثتے رہے، اس درختان ترین روایت کی معنوی و روزگاری برتری کے لئے اپنا سب کچھ بر باد کر کے بھی شاداں تھے کہ ہم نے سب کچھ پالیا، آگ و خون کے طوفان میں ان کی مسامی جیلی آندھیوں میں چراغ جلاتی رہیں، خون کے طوفانوں کو سفینہ بناتی رہیں، خود سلکتے رہے لیکن احساس حق سلاکتے رہے، ان بھار آفریں تو انا نیوں کا عطر ہے علامہ عبدالحسین الامینی کی کتاب ”الغدیر فی الكتاب والسنۃ والادب“

ضرورت ہے کہ اس کتاب کا دنیا کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، کیونکہ خاتم النبین نے خود اعلان غدیر کے وقت تاکید فرمائی تھی کہ ”الا فيبلغ الشاهد الغائب“

یہ کتاب میرے لئے زمانہ تالیف ہی سے مرکز توجہ رہی ہے، طالب علمی کے ایام میں علامہ امینی لکھنؤ تشریف لائے تھے، استاذی علامہ اختر علی تبری مرحوم نے تعارف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ حدیث غدیر پر ایک جامع اور بیسیوں جلدوں پر مشتمل عظیم الشان کتاب تالیف فرمائے ہیں اور ہماری

تو فیقات پر ضرب لگاتے ہوئے فرمایا تھا کہ علماء عراق و ایران فقط مواد فراہم کرنے کے لئے ملکوں ملکوں کا چکر لگاتے ہیں، لاکھوں روپیے پانی کی طرح بہادر ہیتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ.....

کتاب شائع ہوئی تو سراپا شوق بن کے دیکھا، واقعی یہ کتاب دینی، علمی، فنی، تاریخی اور ادبی کتاب تھی۔ ولایت کی خوشبو، ادب عالیہ کا رنگ، ازسوی یک نویندہ بے نظیر، حقق مشیع، عالم غلط، مجاهد شجاع مردمیدان علم و فضیلت یعنی علامہ امینی۔ میراذوق ادب و مجال تاپنے لگا، اسے اردو جسی ترقی یافت زبان میں ضرور منتقل ہونا چاہئے، لیکن اپنے پاؤں کی طرف دیکھ کے مایوس ہوئی، ایک بے مایہ انسان ”القدر“، جیسی تحقیقی کتاب کا ترجمہ کیسے کرے؟ اور اگر پٹا مار کے یہ دیوانگی کر بھی گزرے تو طباعت کے وسائل کہاں سے لائے؟ جاہب کی طرح یہ جذبہ شعور سے لاشعور میں ہوئی گیا، بات آئی گئی ختم ہو گئی۔

ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ گزرا کہ برادر عزیز مجتہد الاسلام مولانا سید نیاز علی صاحب قبلہ کا خط قم مقدسہ سے یہ پوچھا کر مرجح عالی قدر آیت اللہ اعظمی آقا ناصر مکارم شیرازی مدظلہ العالی ”القدر“ کا ترجمہ کرنا تھا ہے ہیں، قریءہ کاں آپ کے نام پڑا ہے۔ خط پڑھ کر لاشعور میں دبا ہوا وہ جذبہ اچاک شعور میں مدد و ہمدردی کرنے لگا۔ میں نے انعام پر نظر کئے بغیر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ تقریباً تین ماہ بعد مجھے دین و دنیا کی عظیم ولا قافی دوست نصیب ہوئی، حضرت آیت اللہ مکارم شیرازی مدظلہ العالی کا نامہ مبارک موصول ہوا کہ موضوع ولایت سے متعلق ”القدر“ کا ترجمہ کر دائے۔

مرجح عالی قدر کی عظمت میرے قلب و دماغ میں ایک طویل عرصہ سے مرتم ہے، آپ کی اکثر تصانیف کے ترجمے ہندوپاک کے حلیل القدر علماء نے کئے ہیں۔ ان میں موضوعات کا تنوع، اسلوب کی جاذبیت اور معاوی کی ہمہ جتنی احاطہ بندی کا ایسا نکھر استھرا شعور ملتا ہے کہ پڑھ کر روحانیت شاداب ہو جاتی ہے، پھر اصل کتاب کو دیکھ کر مترجم کی اہمیت کے باوجود اندازہ ہوتا ہے کہ ”حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔“

عصری مسائل پر ایسی بیش و عیق نظر ہے کہ دانشواران مغرب آپ کے سامنے پانی بھرتے نظر آتے ہیں، طرز تحریر میں یہ میں السطور حقائق و معارف کے دریا بہتے ہیں بصیرت شرط ہے، محدود موضوعات کو بھی

آپ کی روشن فکری آفتابی نجع عطا کر دیتی ہے۔

دانش و تقوی کا یہ ہمایہ، کروار عمل کا آفتاب تازہ بھی ہے، انقلاب اسلامی کے رگ و ریشمے میں اس کے شواہد موجود ہیں، قید و بند اور جلاوطنی کی تفصیل جهد بود روزِ عزم میثم کی حزین و حسین تفسیر ہے۔ ہمارے یہاں مراجع کرام کا تصور برداشتک و سادہ مگر احتراام سے بھر پور ہے، مرجع عالیٰ قدر کی خصوصی ملاقات میں یہ اندازہ ہوا کہ یہ تصور غلط ہے، ان کے جلو میں انسانی فضائل و محاسن کے شاداب ترین نظائر ہیں۔ اپنے الاف و کرم، اشناق و فضل، رحم و عطفوت کی نرم پھواروں سے خلک شہنیوں کو شاخ تازہ تر بنا دیتے ہیں، سوربے مایہ کو ہدوش سلیمان کر دیتے ہیں۔ ایک گھنٹہ کی وہ ملاقات بڑی جذباتی اور والہانہ تھی، خیریت پوچھی، ہندوستان خصوصاً بہار کے موئین کے حالات استفسار فرمائے، نفس تھیں اپنا خصوص اور نصیح ترین کتب خانہ دکھایا، جو کچھ تفصیل بیان فرمائی اسے میری شدت احساس کی وحشت درک نہ کر سکی، نائب امام کی انتداب میں مغربین کی نماز ادا کرنے کی روحانی حرارت زندگی بھر فراموش نہ ہو سکے گی، لوگ کہتے تھے اور کبھی کبھی میرے ذہن میں بھی یہ سوال کل بلاتھا کہ امام خمینی کی دلسوzi، سو جھ بوجھ، معنوی جمال اور ترییہ عصری مسائل پر مضبوط گرفت کا خلاء شاید پر نہ ہو سکے لیکن ملاقات کے بعد میرا یہ خیال قطعی غلط ثابت ہوا، خداوند عالم ان مراجع کرام کا سایہتا دیرامت کے سر پر باتی رکھے جو زمانہ غیبت میں انسداد باب العلم کی گھنٹن کا احساس موئین کے قلب و دماغ سے رفع کر رہے ہیں۔

بہر حال یہ ترجمہ و تلخیص آپ کے سامنے ہے۔ اس کی تلخیص صرف مرجع عالیٰ قدر کے انتہا امر کے بطور ہے چونکہ جلد اول میں حدیث غدیر کے استناد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں وقیع بحث کی گئی ہے اس لئے بہت زیادہ کتری یونت موضوع غدیر کی حق تلفی کے متادف ہوتی، بنا بریں اردو داں حضرات کے فہم و ادراک کے مطابق ضروری مباحثت کی جگوی ہیئت برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔

ترجمہ کی واوی جس قدر سنگاراخ ہے، ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں ہے میں نے اس سنگاراخ وادی کو طے کرنے کا یہاں ”الغدیر“، جیسی عظیم علمی، تحقیقی و ادبی کتاب کے ذریعہ اٹھایا ہے، خدا کرے یہ بیڑا اپار ہو جائے۔

ارباب علم کی عالی ظرفی سے گزارش ہے کہ معمولی تسامحات کو داہن بخوبیں جگہ دیں اور اہم غلطیوں سے مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

والسلام

سید علی اختر رضوی

۱۹۹۰ء  
۲۸ اگست

صفا گیئی، گوچہ بیگد لی بلاک،  
۲۵۹۷، قم مقدس، ایران

## امتناسبہ

اے امیر المؤمنین!

اے حامل ولایت کبریٰ، سردار امت!

آپ سے زیادہ اس انتساب کا مستحق کون ہے؟

جہاں پناہ!

ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت مصیبتوں میں بٹلا ہیں

اور ہم کچھ حقیری پوچھی لے کر آئے ہیں

آپ ہمیں بھر پور جزا عنایت کریں اور ہم کو خیرات دیں

خدا احسان کرنے والوں کو جزا دیتا ہے

یہ حقیری پوچھی

یہ کھمری سحری کتاب ولایت.....

اے قبولیت سے سرفراز فرمائیں

خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

عبد الحسین احمد امی

## خلاصہ کلمات مؤلف

اربابِ دانش سے یہ باتِ ذہنی چھپی نہیں کہ اس کتاب کی جمع و ترتیب میں  
برسون پاپڑ بدلنا پڑے ہیں، بڑے دکھ درجیں کر شیفونگان علم و فن کی بارگاہ میں یہ  
مجموعہ پیش کرنے کے قابل ہو سکا ہوں تاکہ فرہنگِ قرآن و توحید کا بول بالا ہو اور  
محققین کو ایک علمی دستاویز فراہم ہو سکے۔

جو لوگ مباحثت کا وقت نظر سے مطالعہ کریں گے انھیں معلوم ہو گا کہ اس خدمت  
کی بجا آوری میں کیا کچھ مصائب و آلام برداشت کئے گئے ہیں مجھے اطمینان ہے کہ  
ہر دانشمند ذی ہوش مطالعہ کتاب کے بعد میری طویل ترین جدوجہد کی پڑی رائی  
میں احساسات قدر دانی انگیز کر کے پریشانوں میں میری مدد کریگا اور اسی اطمینان و  
امید کے جذبات کے ساتھ امتحان و سپاس گزاری کے جذبات ان دانشوروں اور  
حق کے پرستاروں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس مقدس پروگرام کی  
نشر و اشاعت میں تمام تر حوصلوں اور تو اتا یوں کے ساتھ میری مدد کی یا تعاون کا  
ہاتھ بڑھایا، بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ انھیں توفیق خیر، ثبات قدم اور استحکام کی  
دولت نصیب ہو۔

امیں بخشنی

## ابتدائیہ

تمام ستائش مالک حقیقی سے مخصوص ہے اور صلوات اس کے بنی پر، انہی پر  
اور والیان امت پر ”ہماری یہ کتاب تم پر حق کے ساتھ یوتی ہے“

غدریخ کے بارے میں ۱۴۳۵ھ تین بات پیغام الہیہ کی بات ہے، ولایت کبریٰ کی بات ہے اور تجھیل  
دین، اتمام نعمت اور خوشودی پر وردگار کی بات ہے ان آیات کے مطابق جن پر قرآن نازل ہوا، متواتر  
احادیث رسول نے وضاحت کی، ان کے اسناد کا سلسلہ حلقہ زنجیر کی طرح عبد صالح و تابعین سے لے کر  
عبد حاضر تک تسلیم پذیر ہے۔

اس کتاب کے مطالب حدیث غدری کے گرد اگر دو واضح حقائق پر مشتمل متن حدیث سے مربوط اسناد  
کی احاطہ بنڈی کرتے ہیں، مندرجات کا پیرایہ کاظہ را ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ گذشتہ مطالب اور بے ہنگام  
رسول کو کاثر چھانٹ کر قارئین کے سامنے حققت حال انڈیل دی گئی ہے، اس کے بعد واقعات غدری کو  
نظم کرنے والے شعراء کے حالات ان کے قصائد و اشعار کی توضیح و تشریع پیش کی جائے گی۔ پہلی صدی  
سے عصر حاضر تک کے تمام عند لیبان غدری کو اس کتاب میں سمیت دیا گیا ہے، اس سے ہمارا ۱۴۳۵ھ تین  
مقصد یہ ہے کہ اس موضوع سے متعلق تواتر و شہرت کو ثابت کیا جاسکے کہ داستان غدری ہر صدی اور ہر  
زمانے میں ادبیوں، شاعروں اور دانش وردوں کی زبان پر جاری رہا اور نظم و نثر میں اس کے اختصاصی  
ابمور کو بیان کیا جاتا رہا۔

یہ کتاب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ جمیعی حیثیت سے سولہ جلدیوں پر محیط ہے اور یہ سب کچھ مخفی  
خدمت دین، مکمل حق کی سر بلندی، اسلامی قومیت کا احیاء، ذکر علیٰ کی ابد آثار بلند آنکھی اور صاحب ولایت

گبری سے شدید دلنشگی کی غرض سے کیا گیا ہے، اس خدمت کی بجا آوری کے لئے خدا ہی سے مدد کا طالب ہوں کہ مجھے اس اہم اور مقدس ترین ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق کرامت فرمائے۔  
”اول و آخر تمام ستائش اسی سے مخصوص ہے۔“

### تاریخ صحیح

ہر قوم و ملت تدوین تاریخ کے سلسلے میں کسی فرقے کی جدوجہد اپنے حریف کے جوش و جذبے سے پیچھے نہیں رہتی، ہر ایک کا اپنا مقصد اور مخصوص نقطہ نظر ہوتا ہے جس پر اس کی نشانہ بازی ہوتی ہے۔  
مورخ کا بطور کلی تکثیر نظریہ ہوتا ہے کہ حادث روزگار اور اقوام کے احوال منضبط کرے۔ جغرافیہ دال کا مقصد کہ ارض کی حد بندیوں سے آشنا ہو کر قوموں کی دفعہ و مکانت اور حکومتوں کی تقسیم کے گوناگون اسباب و عمل معلوم کرنا ہوتا ہے، خطیب تاریخ کا تجزیہ کر کے واقعات میں نکفر کے پند و فصیحت اور عبرت کے گوشے تلاش کرتا ہے، مثلاً قومیں کس طرح مت گئیں، بادشاہ کیسے فائز ہو گئے، قوموں کو اپنے جرائم کی سزا کیونکر لی، اس کے بخلاف شاستہ کروار قومیں خوش بختیوں سے کس طرح نہال ہوئیں، دیندار کا مقصد اعتقادات کی چجان میں کر کے بیادی اسباب کی واقفیت حاصل کرنا ہوتا ہے تا کہ خرص و طمع کی بازی گری اور خواہشات کی آلودگیوں کا سد باب کیا جاسکے۔ ماہراخلاق کا مقصد اعمال صالح اور ملکات فاضل کا صفت مندرجہ یہ ہوتا ہے، وہ بلند اخلاق قوموں کی نیک نامی اور پست اخلاق قوموں کی بد نامی سے واقفیت حاصل کرتا ہے اس طرح وہ اپنے معاشرے کو اجتماعی و انفرادی سطح پر ایک لا تجھ عمل دیتا ہے، سیاست دال اس کے ذریعہ قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگاتا ہے کہ وہ کس طرح نفسانی گروہوں کی وجہ سے بھولی بسری داستان بن گئیں اور کن بیادوں پر زندگی کے صبر آزماء حل نے تجربات عطا کئے اور اس طرح وہ قوم کو ایک دستور اعمل حوالے کرتا ہے، ادیب بھی گزشتہ امتوں کے احوال سے ادب کے دلیل لکھتے، آرائش الفاظ کے باعظمت نقرے اور اسلوب کلام میں تیرتے ہوئے نثر و نظم کے فنی اشارات واستعارات سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔

تاریخ کے دسیع حدود کا علم و طبقات کی روشنی میں تجویی فقیر کو لا جمالہ سروکار پیدا کر دیتا ہے اسناد حدیث کی صحت اور فتویٰ کی مضبوطی کے لئے تاریخ کی بہر حال احتیاج پیدا کر دیتی ہے، محدث بھی تاریخ کا محتاج ہے وہ روایات پر وثوق حاصل کرنے کے لئے، مثلاً انبیاء کے حالات و تعلیمات کے تجویی میں اختلافات روایات کو تاریخ ہی کے سہارے موازنہ کر کے صحیح رائے قائم کرتا ہے، مفسر بھی تاریخ کا محتاج ہے، کیونکہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں ایسی آیات بھی سامنے آتی ہیں جن کی حکیمانہ صلحت امام سابقہ کے حالات کی طرف اشارہ کرتی ہیں ایسی آیات بھی آتی ہیں جو مخصوص جگہوں پر نازل ہوئیں، یہ تمام باتیں تاریخ ہی بیان کرتی ہے۔

غرض ارباب علم جس علم میں غور کریں انھیں اس علم سے تاریخ کا واضح تعلق معلوم ہو گا کہ بغیر اس کے اس علم کی غایت ہی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر تاریخ دانشور کی گم شدہ پونچی، اہل ہنر کا مطلوب، سرما یہ اہل تحقیق، دیندار کی آرزو، ماہر سیاست کی تمبا اور ادیب کی غرض و غایت ہے، مختصر یہ کہ تمام اجتماع بشری تاریخ کی محتاج ہے لیکن سچی تاریخ وہی ہے جس میں واقعیت پسندی ہو اور جس کا مقصد صرف یہ ہو کہ اصل مشاہد کے ساتھ حقائق و اقدامات سامنے لائے جائیں۔ جذبات کا تکھواڑہ نہ ہو، خواہشات کی آمیزش نہ ہو مثلاً وہ تاریخ جو قائدوں اور حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے لکھی گئی ہو یا کسی مخصوص نقطہ نظر کی بیج رکھنے کے لئے ترتیب دی گئی ہو یا کسی کو بلند و پست کرنے کے لئے لکھی گئی ہو ایسی تاریخوں میں اختلاف موارد کی وجہ سے اغراض و مقاصد مشتبہ ہو جاتے ہیں، وسعت معلومات کا زعم بیج اور جھوٹ کو گلڈر کر دیتا ہے، اس سے ان مورخین کا مقصد نقطہ اپنی شہرت حاصل کرنا ہوتا ہے حالانکہ کسی واقعہ کی جوں توں روایت ہی تاریخ نہیں ہے بلکہ عظمت انسان کا معیار درایت ہے نہ کہ روایت۔ (۱) نتیجے میں بعض مورخین نے

۱۔ کتاب زید الراوی میں امام جعفر صادق کی روایت ہے کہ امام مجتبی اترنے فرمایا: فرزد اشیعیان علیٰ کی مزرات ان کی صرفت روایت سے پہچانو کیونکہ صرفت روایت کی درایت کا نام ہے اور درایت موکن کو بلند درجہ ایمان پر ہے و نجادتی ہے، میں نے کتاب علیٰ میں ریکھا ہے کہ ہر شخص کی تدریجیت اس کی صرفت کے اعتبار سے تھیں ہوتی ہے: خدا بندوں کا حساب ان کی عصی کے لحاظ سے کریا، کتاب نبیتہ نہیں میں صفحہ پر ہے کہ صادق آل مجتبی نے فرمایا درایت شدہ ایک خبر دیں روایتوں نے بہتر ہے کیون کہ ہر حق ایک حقیقت رکھتا ہے اور ہر صواب ایک نور ہے۔ کشف الغمہ شعرانی ج اس ۲۰ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: حافظہ بونظر راوی نہ بخو۔

تاریخ کو بے سرو پا واقعات کا پاندہ بنادیا، انھیں اندازہ نہ ہوا کہ اس طرح وہ ایک خاص گروہ کے وفادار اور دوسرے گروہ کے محاذ بن گئے ہیں، ایسے لوگ محض سنتی شہرت حاصل کرنے کے لئے ایسا پاپ کرنے پر آنماہہ ہوئے، اس بے راہ روی کے نتیجے میں سادہ لوح افراد نے اس قسم کے واقعات کو صحیح سمجھ کر قبول کر لیا، وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ سب کچھ تقلید و طبع کا پاندہ ہیں لیکن ارباب بصیرت نے انھیں تقدیم کر کے مسترد کر دیا ایسا کرنے میں انھیں ذرا خوف محسوس نہ ہوا کہ وہ تاریخ پر طعن کر رہے ہیں، کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب محض تقلید و طبع کی آفٹیں ہیں، غیر ذمہ دار اور بد کردار مورثین سے فن تاریخ بوجملہ ہے لیکن اس سے فن تاریخ کی حقیقی عظمت متاثر نہیں ہوتی، اگر ان شواہد کا تذکرہ کیا جائے تو کتاب اپنے موضوع سے بہت دور ہو جائے گی۔

محض یہ کہ ان ہی وجوہات سے اصل حقیقت افراط و تفریط کا پاندہ بن کر رہ گئی ہے، تعصب و جانبداری اور خواہشات کا ہیکار ہوئی ہے، لہذا ارباب بحث و تحقیق پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس وادی میں تو میں جذبات و میلانات سے بلند ہو کر، پسند و ناپسند اور ضد و عناد سے الگ ہو کر مسلم اصولوں کے بر جتہ معیار کے مطابق تاریخی صفات کو پر کھیں، اگر متعینہ معیار سے پست ہو تو مسترد کر دیں اور پورا اترے تو اعتماد کریں، اس سے زیادہ تفصیل کا موقع نہیں۔

### واقعہ خدیر کی تاریخی اہمیت

ہر دانش مند سمجھتا ہے کہ کسی چیز کی عظمت اس کے مقصد کی بلندی میں ہے اس لحاظ سے انسانی تاریخ کے ہی واقعات عظیم ہیں جو کسی دین کی اساس، کسی ملت کی ڈگر اور کسی قوم کے معتقدات کی بنیاد ہوں یا جن کے عقل سے حکومتوں کی تشكیل ہوتی ہو۔

واقعاتی اہمیت کی بنا پر ہی تاریخ نگاروں نے ادیان کے مبادیات و تعلیمات قلم بند کرنے کا بیڑا اٹھایا، ان کی تبلیغی تحریکات و مباربات کے شب دروز تاریخ میں ثبت ہوئے۔

”یہ اللہ کی متعینہ ڈگر ہے لوگوں کے معاملے میں اور خدا کی سنت میں ہرگز تبدیلی نہیں۔“

جب کوئی مورخ اہم واقعات بیان کرنے میں تسلی برتاتا ہے تو تاریخ میں ایسا خلاع پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر اس کی بھرپائی نہیں کر سکتا اور تاریخ کی ابتداء و انتہاء ابہام کے اندر ہیروں میں ہونج جاتی ہے۔ نتیجہ میں قاری جہالت کا فشکار ہو جاتا ہے۔

واقعہ غدیر خم اسی قسم کے عظیم و اہم ترین واقعات میں سے ہے جس کی بنیاد پر دوسرے متوازن دلائل کے علاوہ کروڑوں پیروان آل محمد کا مذہب مستقیم و استوار ہے، دنیا بھر میں پھیلی اس قوم میں علم و بزرگی ہے۔ ان میں دانشوروں اسکالروں اور ماہنماز ہستیوں پر مشتمل علوم قدیم و جدید پر حاوی ارباب کمال ہیں ان میں بادشاہ، سیاست داں، اعیانِ مملکت، قیادت مآب، نازش آفرین ادب اور عظمت و شرف کے تاجدار ہیں اس طبقہ کے پاس قیمتی کتابوں سے بھرپور علمی سرمایہ ہے۔

اگر مورخ اسی طبقہ کا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی قوم کے لوگوں کو بہترائے دعوت ”غدیر خم“ کی بات سے باخبر کرے اور اگر اس قوم سے متعلق نہیں تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ اس جیسی وقیع و کبیر قوم کی تاریخ لکھتے وقت اس واقعہ کو اجمالی طریقے پر بیش کرے یا اپنے جذبات کے ماتحت قوی عصیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں اس کی حقیقی دلالت پر ناتمامی اور نقص کی دھول جمادے۔ حالانکہ اس کی سند میں کسی قسم کا عیب نکالا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ رسول اسلام نے غدیر خم میں حدیث کا جو کچھ مفہوم و مفہوم واضح فرمایا تھا اس کے بارے میں آج تک دو شخصوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اب جو کچھ حدیث کے مفہوم و مطلب میں اختلاف کیا جا رہا ہے وہ سراسرا غرض و عنا دکا کر شد ہے، اہل بصیرت اسے خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

اسکے تاریخ میں مندرجہ ذیل لوگوں نے واقعہ غدیر کا تذکرہ کیا ہے:

۱۔ بلاذری (متوفی ۲۷۴ھ) نے ”انساب الاصراف“ میں

۲۔ ابن قریب (متوفی ۲۷۶ھ) نے ”معارف“ اور ”الامامة والسياسة“ میں

۳۔ طبری (متوفی ۲۸۰ھ) نے ”كتاب مفرد“ میں

۴۔ ابن ذوالقدر (متوفی ۲۸۵ھ) نے اپنی ”تالیف“ میں

۵۔ خطیب بغدادی (متوفی ۲۹۳ھ) نے اپنی ”تاریخ“ میں

- ۶۔ ابن عبدالبر (متوفی ۲۶۳ھ) نے "استیغاب" میں
  - ۷۔ شہرستانی (متوفی ۵۵۸ھ) نے "السلل والخل" میں
  - ۸۔ ابن عساکر (متوفی ۴۷۵ھ) نے اپنی "تاریخ" میں
  - ۹۔ یاقوت حموی نے "بیجم الادباء" کے آخری ایڈیشن میں
  - ۱۰۔ ابن اثیر (متوفی ۴۲۰ھ) نے "اسد الغابہ" میں
  - ۱۱۔ ابن ابی المدید (متوفی ۴۵۶ھ) نے "شرح فتح البلاغة" میں
  - ۱۲۔ ابن خلکان (متوفی ۴۸۱ھ) نے اپنی "تاریخ" میں
  - ۱۳۔ یافی (متوفی ۴۸۷ھ) نے "مرأۃ الجمân" میں
  - ۱۴۔ ابن شیخ بلوی (متوفی ۵۰۶ھ) نے "الفباء" میں
  - ۱۵۔ ابن کثیر شاہی (متوفی ۴۷۷ھ) نے "البداية والنهاية" میں
  - ۱۶۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے "مقدمة تاریخ" میں
  - ۱۷۔ شمس الدین ذہبی (متوفی ۴۷۸ھ) نے "تذکرة الحفاظ" میں
  - ۱۸۔ نویری (متوفی گ بھک ۸۳۳ھ) نے "نہایۃ الارب فی فنون الادب" میں
  - ۱۹۔ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے "اصابة" اور "تهذیب التهذیب" میں
  - ۲۰۔ ابن صباح مالکی (متوفی ۴۸۵ھ) نے "الفصول المهمة" میں
  - ۲۱۔ مقریزی (متوفی ۸۴۵ھ) نے "الخطط" میں
  - ۲۲۔ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۰ھ) نے اپنی اکثر کتب میں
  - ۲۳۔ قرمانی دش Qi (متوفی ۱۹۰۱ھ) نے "اخبار الدول" میں
  - ۲۴۔ نور الدین طبی (متوفی ۱۰۲۲ھ) نے "سیرۃ طلبیہ" میں  
اس کے دوسرے مورخین۔
- یہ تاریخ کی آئینہ بندی تھی۔ لیکن فن حدیث کا اہتمام بھی کچھ کم نہیں کیونکہ محدث جس وقت اپنے فن

کے وسیع تر گوشوں کی طرف ملتافت ہو گا تو اسے صحاح و مسانید میں واقعہ غدری پروولایت امر دین کی حیثیت سے مندرج پائے گا اس تاریخی واقعہ کی ناقابل فراموش اہمیت کے پیش نظر اخلاف نے اسلاف سے اس کی روایت کی ہے پھر یہ سلسلہ اس خبر کو محفوظ رکھنے والے صحابہ کی جماعت تک یہو نجا، انہوں نے متعدد طبقات گزرنے کے باوجود اس میں چکا چونکر نے والی شعائیں دیکھیں۔ اس اہمیت کے باوجود اگر کوئی حدث اس کے ضبط و اندر احتجاج میں غفلت برتنے تو گویا اس نے قوی حقوق میں ڈھنڈی ماری اور اس پا کیزہ سرمایہ سے محروم کر دیا ہے رسول رحمت نے حوالے کیا تھا اور جس مثالی ڈگر کی طرف آپؐ کی رحمت و لمعہ نے نشاندہی کی تھی۔

واقعہ غدری کو جن ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ شافعیوں کے امام ”ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی“ بروایت نہایہ

۲۔ حنبلیوں کے امام ”احمد بن حنبل“ (متوفی ۲۷۳ھ) نے اپنی مسند و مناقب میں

۳۔ ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) نے سنن میں

۴۔ ترمذی (متوفی ۲۷۶ھ) نے صحیح میں

۵۔ نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) نے خصائص میں

۶۔ ابو یعلی الموصلی (متوفی ۴۰۴ھ) مسند میں

بغوی ”مصائر الحنفیة“ میں۔ دولاہی ”الکفی والاسناء“ میں۔ طحاوی ”مشکل الآثار“ میں۔ حاکم ”المستدرک“ میں۔ ابن مغاذیلی ”مناقب“ میں۔ ابن منده اصفہانی متعدد طرق سے اپنی تالیف میں ”صحیح“ ”کفایه“ میں۔ طبری ”ریاض و ذخیره“ میں۔ جمیعی ”فراید“ میں۔ ذہبی ”تختیص“ میں۔ پیغمبیر ”جمع“ میں۔ جزری ”اسنی الطالب“ میں۔ قسطلانی ”مواہب“ میں۔ طاقتی ”کنز العمال“ میں۔ ہروی ”مرقاۃ“ میں۔ متوأی ”کنوڑ“ میں۔ شیخاوی ”صراط السوی“ میں۔ باکثیر مکنی ”وسیلة المال“ میں۔ زرقانی ”شرح مواہب“ میں۔ ابن ہمزہ ”الدیان والتریف“ میں۔

ان کے علاوہ دوسرے بہت سے محدثین.....

محمد شین کی طرح مفسرین نے بھی واقعہ تحقیق دی ہے کیونکہ جو آیات اس واقعہ سے متعلق نازل ہوئیں

ان کا بیان مفسر کے لئے واجب ولازم تھا۔

ان مفسرین میں اہم نام یہ ہیں:

طبری، شعبی، واحدی، بنوی، قرطبی، فخر الدین رازی، قاضی بیضاوی، ابن کثیر شافعی، نیشاپوری، سیوطی، عماری، خطیب شربی، قاضی شوکاتی، آلوی بغدادی اور دوسرے.....

علماء علم کلام موضوع امامت کے سلسلہ میں اپنے حریف پر غلبہ یا نقل دلیل یا دوسری وجوہ سے واقعہ غدر کو نقل کئے بغیر نہ رہ سکے۔ جن متكلمین نے واقعہ غدر یونقل کیا ہے ان کے نام ہیں: قاضی ابوکبر باقلانی، قاضی ابجی شافعی، شریف جرجانی، بیضاوی، شمس الدین اصفہانی، تفتازانی، اور قوشی۔

ان متكلمین کے الفاظ یہ ہیں:

بلاشہر رسول خدا نے غدیر خم (جو مکہ و مدینہ کے درمیان مقام ححمد میں واقع ہے) کے دن جمعۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے لوگوں کو جمع فرمایا، وہ دن بڑا جلتا ہوا تھا، لوگ گری سے ردائیں پاؤں کے نیچے رکھے ہوئے تھے، آپ نے پالان شتر کے منبر پر لوگوں کو خطاب فرمایا:

”اے گروہ مسلمانان! کیا میں تمھارے نفوس پر تم سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں؟“؟

سب نے کہا: ”خدا گواہ ہے آپ ہمارے نفوس پر تم سے زیادہ با اختیار ہیں۔“

پھر فرمایا: ”من كنت مولاہ فعلىٰ مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداه و انصر من نصرہ و اخذل من خذله۔“

جن دوسرے متكلمین نے واقعہ غدیر کو نقل کیا ہے ان میں قاضی محمد شافعی، سیوطی، مفتی شام ساوی اور علامہ آلوی بغدادی۔

ماہرین لغت کو بھی حدیث غدیر کا اشارتی تذکرہ کئے بغیر چارہ نہ تھا، انہیں مولاہ، خم، غدیر اور ولی کے معنی بیان کرنا ہی تھا۔ ان ماہرین لغت میں اہن درید، اہن اشیر، جموی، زبیدی اور بہمانی لائق ذکر ہیں۔ (۱)

(۱) لمجرد ح راص ر ۱۷ (ح راص ر ۱۰۸)؛ (المہمیہ فی غریب الحدیث والاثر ح ۵ ص ۲۲۸)؛ (تتم البدان ح ۲ ص ۳۸۹)؛ (تاج المردوس ح ۱۰ ص ۳۹۹)

## واقعہ تدریب

ہجرت کے دو سال رسول خدا نے حج کا قصد فرمایا اور لوگوں میں اس کا اعلان کر دیا۔ یہ سن کر بہت سے لوگ مدینے آگئے تاکہ آنحضرتؐ کے ساتھ اس حج سے سرفراز ہوں، جسے حج اسلام (۱)، حج بلا غ، حج کمال اور حج تمام کہا جاتا ہے۔ ہجرت کے بعد رسولؐ نے صرف یہی حج فرمایا اس کے بعد کوئی حج نہ فرمایا، آنحضرتؐ نے حج کی غرض سے غسل کر کے رونم استعمال فرمایا اور پا پیدادہ مدینے سے سکے کی طرف روانہ ہو گئے، آپؐ سُحَارِی قسم کے دو کپڑوں ازاز و قیص میں ملبوس تھے، شپر کا دن تھا اور ماہ ذی قعده کی پانچ یا چھر اتنی باقی رہ گئی تھیں آپؐ کے ہمراہ آپؐ کی ازواج بھی ہود جوں میں تھیں، ان کے علاوہ آپؐ کے اہل بیت، انصار و مهاجرین کی بڑی تعداد تھی، عوام الناس اور قبل عرب بھی حسب توفیق شامل تھے۔ (۲)

روانگی کے وقت لوگوں میں چیک یا خسرہ کا مرض بھیل جانے کی وجہ سے اکثر لوگ آپؐ کے ہمراہ حج نہ کر سکے، اس کے باوجود خلاصیں مارتے ہوئے مجمع کو اللہ ہی جانتا تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپؐ کے ساتھ تو ہے ہزار آدمی تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار، ایک لاکھ میں ہزار اور ایک لاکھ پہنچیں ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ تھے۔ یہ تو وہ لوگ تھے جو آپؐ کے ہمراہ تھے، جو لوگ ملتے میں آپؐ

۱۔ ہمارا جوش گان یقین کے برابر ہے کہ جمۃ الوداع کو حج بلا غ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر آیلٹن کائزول ہوانیز حج تمام و کمال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ”الیوم اکملت لکم و تکم ملین عمتی و رضیت لکم الاسلام دینا“ کی آیتہ نازل ہوئی۔

۲۔ طبقات ابن حجر رحمہ ص ۲۲۵ (ج ر ۲ ص ۳۷۴) مقرر یہ کی الامتعہ ص ۵۱، ارشاد الساری ج ر ۶ ص ۹۰ (ج ر ۲ ص ۲۲۹)

کے ساتھ حج بجالائے وہ ان سے کہیں زیادہ تھے، مثلاً شہر مکہ کے باشندے، یمن سے امیر المؤمنین علی او را بوسوئی کے ساتھ آئے ہوئے لوگ۔ (۱)

آنحضرت نے اتوار کی صبح پہلیم میں برسکی، پھر دہاں سے شام کو شرف السیالہ ہوئے، وہیں مغرب و عشاء کی نماز صبح غرق انجیلیہ میں پڑھی، اس کے بعد روزانہ میں قیام فرمایا دہاں سے کوچ کر کے عصر کی نماز منصرف اور مغربین کی نماز صبحی میں بجالائے، وہیں شام کا کھانا کھایا صبح کی نماز ابھا پہ میں پڑھی۔ منگل کی صبح عرج میں کی اور لمحی جمل (عقبہ کی گھانی) میں قیام فرمایا اس کے بعد سرتیا میں اتر پڑے۔

بدھ کا دن آیا تو صبح کی نماز ابواء میں پڑھی، پھر دہاں سے چل کر جمعہ کے دن جھٹے میں اتر پڑے، دہاں قدیر کے لئے روانہ ہوئے اور سنپر کے دن وہیں قیام فرمایا، اتوار کا دن عقان میں گزارا دہاں سے روانہ ہو کر غشم ہوئے تو پیادہ حاجیوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے ضفیل باندھ لیں اور پاپیا دہ زحمت سفر کا آپ سے شکوہ کیا، آپ نے فرمایا:

نسلان سے مدح اصل کرو (نسلان بگٹھ دوڑ کو کہتے ہیں) جب انہوں نے ایسا کیا تو راحت محسوس کی، دو شنبہ کے دن حضور مراظلہ بر ان پیوئے، شام تک وہیں رہے اور غروب آفتاب کے وقت سرف ہوئے، شام کی نماز وہیں پڑھی یہاں تک کہ آپ مکہ ہوئے گئے، جب آپ فتنہ کے مقام پر ہوئے تو رات کو ان دونوں کے درمیان قیام فرمایا، اس طرح آپ نے منگل کے دن مکہ میں ورود فرمایا۔ (۲)

مناسک حج پورے کر کے مدینہ کی طرف واپس ہوئے، آپ کے ہمراہ تمام متذکرہ افراد تھے آپ مقام جھٹے واقع غدری خم ہوئے گئے۔ اس مقام پر مدینہ، عراق و مصر کے راستے پھونتے ہیں وہ جمارات

۱۔ سیرۃ حلیہ حج ر ۳۴ ص ۲۸۲، (حج ر ۳۴ ص ۲۵۷)؛ سیرۃ احمد زینی و مطانی ح ۳۴ ص ۲۳ (حج ر ۳۴ ص ۲۳) تذکرۃ خواص الامامۃ ص ۱۸۱

(ص ۳۰)، فرید و جدی کی دائرة المعارف ح ۳۴ ص ۵۲۲

۲۔ الامتاع مقریزی ص ۱۵۵ و ۱۵۶

کادن اور ذی الجھج کی اخبارہ تاریخ تھی یہیں پر جبریل امین پروردگار عالم کی طرف سے یہ آیت لئے ہوئے نازل ہوئے ”بِسَا إِيَهَا الرَّسُولُ بَلَغَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ“ اے رسول! آپ یہو نچاود مجھے جو حکم آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہو چکا ہے۔

اور جبریل نے آپ کو حکم خداوندی سے باخبر کیا کہ حضرت علیؑ کو لوگوں کے لئے نشان ہدایت قرار دیں اور دلایت علیؑ کی بات تمام لوگوں تک یہو نچاودیں اور یہ کہ تمام لوگوں پر آپ کی اطاعت فرض ہے اس وقت قافلہ کا اگلا درست مقام جہاں کے قریب یہو نجی چکا تھا آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ آگے بڑھ جانے والے ٹھیں اور جو بیچھے رہ گئے ہیں ان کا انتظار کیا جائے آپ نے پانچ درختوں کی بڑی شہنیوں کے سامنے میں بیٹھنے سے لوگوں کو منع فرمایا، یہاں تک کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہوں پرطمینان سے بیٹھ گئے پھر ان درختوں کے نیچے جماڑ دی گئی اور نماز ظہر کا اعلان ہوا، آنحضرتؐ ان درختوں کے سامنے میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی یہ ختح گرمی کادن تھا، تمازت کی وجہ سے لوگ اپنی رواںیں چھروں تلے رکھے ہوئے تھے بعض اپنا سر چھپائے تھے، آنحضرتؐ کو دعوپ سے بچانے کے لئے درخت سرہ پر کپڑا پاندھ دیا گیا، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے وسط (یہ اور دوسرے راویوں کے مطابق) میں پالان

شرط(۱) پر خطبہ پڑھنے کفر ہوئے، بلند آواز سے خطاب فرمایا:

”تمام تعریف خداوندی کے لئے مخصوص ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اسی پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں، ہم اپنے نفسانی شرارتوں اور برے اعمال سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں، وہ خدا جو گمراہ کی ہدایت نہیں کرتا اور ہدایت پسند کو گمراہ نہیں کرتا میں گواہی دیتا ہوں کہ معبد برحق کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

اما بعد..... اے لوگو! مجھے پروردگار لطیف و خیر نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کی عمر اس کے پیش رو سے نصف ہوتی ہے مجھے جلد ہی بلا لیا جائے گا اور میں لبیک کہوں گا، مجھ سے اور تم سے سوال کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے کہا: ہم کہیں گے کہ آپ نے پیغام خداوندی یہو نچا دیا اور نصیحت و تبلیغ رسالت میں جدو  
جہد کی، خدا آپ کو جزاۓ خیر دے۔

آنحضرت نے فرمایا: ”کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا کے سوا کوئی معین نہیں اور محمد اُس کے رسول  
ہیں، جنت و جہنم برحق ہے، موت حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اور خدا لوگوں کو قبروں سے حاصل ہائے گا؟“  
انھوں نے کہا: ”ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں۔“

آپ نے فرمایا: ”خدا یا ما تو گواہ رہنا۔“

پھر آنحضرت نے خطاب فرمایا: لوگو! کیا تم سختے نہیں ہو؟  
سب نے کہا: ہاں! ہم سن رہے ہیں۔

فرمایا: میں حوض کوثر پر پہلے بیو پٹنے والا ہوں اور تم میرے پاس وہاں نہ ہو نچو گے، اس کا  
پھیلا و صنعاۃ اور بصرہ کے درمیان والی زمین کے برابر ہے، اس میں ستاروں کی تعداد کے برابر چاندی  
کے پیالے ہیں، ذرا غور تو کرو کہ تم میرے بعد شقین کی بابت میری کیار عایت کرو گے“

کسی نے پوچھا: خدا کے رسول! شقین سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: ”شقیل اکبر خدا کی کتاب ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا تم  
لوگوں کے ہاتھ میں ہے تم اس کے ساتھ وابستہ رہو، کبھی گراہ نہ ہو گے شقیل اصغر میرے اہل بیت ہیں  
، رب لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ  
حوض کوثر پر میرے ساتھ وارد ہوں، ان دونوں کے آگے بڑھنا یا کوتا ہی کرنا ہلاکت کا مستوجب ہے۔

اس کے بعد آنحضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر اس قدر بلند کیا کہ دونوں بغل کی سفیدی کا لوگوں نے  
مشابہہ کیا، فرمایا: ”لوگو! مومنین کے نفسوں پر ان سے زیادہ کس کا حق ہے؟“  
سب نے کہا ”خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔“

فرمایا: ”بے شک! اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں، میں ان کے نفسوں پر ان سے  
زیادہ با اختیار ہوں بس جس کا میں مولا ہواں کے یہ علی مولا ہیں۔“ (اسے حضور نے تین مرتبہ فرمایا، احمد

بن جبل کے مطابق چار مرتبہ فرمایا۔)

پھر فرمایا: ”خدا یا! تو دوست رکھ اس کو جو علیٰ کو دوست رکھے، اسے دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے، اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے، اس سے عتاد رکھ جو اس سے عتاد رکھے، اسے چھوڑ دے جو اسے چھوڑ دے اور حق کو ادھر موڑ دے جدھر یہ مزے۔ اچھی طرح سن لو، یہ پیغام حاضرین کو غالباً نہیں تک پہنچانا چاہئے۔“

ابھی لوگ متفرق بھی نہیں ہوئے تھے کہ جب تک امین وحی لائے: ”آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔“

رسول اللہ نے فرمایا: اللہ کی شان کہ اس نے دین کامل اور نعمت تمام کر دی، پورا دگار میری تبلیغ ولایت علیٰ سے راضی ہو گیا۔

پھر تو لوگ امیر المؤمنینؑ مبارکباد دینے امنڈ پڑے، صحابہ میں سب سے پہلے شیخین (ابو بکر و عمر) نے مبارکباد دی، دونوں نے آواز دی ”مبارک ہوا۔ ابوطالب کے بیٹے! آپ میرے اور تمام موسمند کے مولا ہو گئے۔“

ابن عباسؓ پکارے: ”خدا کی قسم قوم کی گروں پر ولایت لازم ہوگی۔“  
حسان نے رسول اللہ سے چند ایامت پڑھنے کی اجازت طلب کی، حضرتؐ نے فرمایا: خدا کی برکت سے پڑھو..... حسان نے کھڑے ہو کر کہا: قریش کے بزرگو! ولایت کی گواہی کے بارے میں رسول اللہ کے قدم پر قدم میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد نغمہ سرا ہوئے:

يَا دِيْهِمْ يَوْمَ الْغَدَرِ نَبِيْهِمْ      نَجْمٌ فَاسْمَعْ بِالرَّسُولِ مَنَا دِيْيَا  
یہ ہے غدر کا اجمالی واقعہ..... ان الفاظ کی تفصیل آگے بیان ہو گی، اس واقعہ پر تمام امت کا اتفاق ہے دنیا میں اس کے سوا کوئی اسلامی واقعہ نہیں جو غدری کے نام سے موسوم ہو۔  
لفظ غدری سے اسی واقعہ کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے، جب مقام غدری بولا جاتا ہے تو اسی جگہ پر ذہن مرکوز ہوتا ہے جو مشہور اور جگہ کی بلندیوں پر واقع ہے اس کے سوا کسی محقق نے اس نام کی دوسری

سر زمین کا پتہ نہیں لگایا ہے۔ البتہ صرف ڈاکٹر ملجم ابراہیم الاسود نے دیوان ابی تمام کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ واقعہ غدر یا ایک مشہور جنگ کا واقعہ ہے۔

ہماری اس سلسلے میں تفصیلی بحث کتاب کے جزء دوم میں ابی تمام کے تذکرہ میں آئے گی۔

### حدیث غدیر پر خصوصی توجہات

خدادوند عالم کی عنایتِ مزید سے حدیث غدیر عام و خاص کی زبانوں اور راویوں کی زمزمه سنجیوں سے تمام دنیا میں مشہور ہو کر حامی دین، امام مقتدی حضرت علیؑ کے لئے ایک ذری DST جنت بن گئی۔

اس اہتمام جنت کے لئے آنحضرتؐ کو اس وقت تبلیغ و لایت کا حکم ہوا جب لوگوں کا عظیم اجتماع تھا اور آپؐ جگہ کے بعد واپس آرہے تھے۔ مختلف قبائل آپؐ کے ارد گرد تھے، ایسے میں آپؐ نے آگے بڑھ جانے والوں کو پیچھے لوٹایا، پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کیا، پیغام (۱) سنائے کہ حاضرین کو غالباً نہیں تک پہنچانے کی تاکید کی تاکہ وہ سب مل جل کر اس حدیث کے راوی بن جائیں جب کہ خود وہیں حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے زیاد تھی اس کے علاوہ بھی خدا نے اس سے متعلق آیت کریمہ نازل فرمائی کہ گزرتے زمانوں کے ساتھ لوگ اس کی تلاوت کرتے رہیں اور اس واقعہ کو قلب و نظر میں تازہ رکھیں کیونکہ اسی کی بدولت اساسی بدایت کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسی سے دینی احکام اخذ کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔

حدیث غدیر کی بدولت رسول اعظم کا بھی بھی اہتمام رہا، آپؐ نے جمیع الوداع میں لوگوں کو اپنے ساتھ لیا، آپؐ جانتے تھے کہ اختتام سفر پر وہ عظیم پیغام ملے گا جس سے قدر دین کی بنیاد مسکم ہو گی، امت

ا۔ خصائص ننانی کی ایک سند میں ابوالفضل کا بیان ہے کہ میں نے خود رسولؐ کو فرماتے سنائے اور جو کوئی وہاں چھاؤں تھے تھا اس نے دیکھا تھا جیسا نے اس حدیث کو سمجھا تھا۔ مناقب خوزی میں حضورؐ کی بلند آواز اعلان کی تصریح ہے۔ ابن جوزی نے مناقب میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ مجاہد پادریوں کے آس پاس رہنے والوں میں سے ایک لاکھ بھی ہزار افراد تھے وہ لوگ آپؐ کے ہمراہ جمیع الوداع میں تھے، انہوں نے ارشاد رسولؐ نہ۔ ”خصائص“ (ص ۹۲، حدیث نمبر ۹۷، سنگریج ر ۵۰ ص ۱۳۰) حدیث نمبر ۸۳۶۲ (تاریخ ابن کثیر) ر ۵ ص ۲۰۸، (رج ر ۵ ص ۲۳۷) حدیث حادث ۱۵۰، مناقب خوارزمی ص ۹۲۔

سرداری حاصل کرے گی اور مشرق سے مغرب تک تمام عالم میں اس کی حکومت پھیل جائے گی، بشرطیکہ وہ خیر و صلاح اور ہدایت کی راہ پر لگ بھی جائے۔ (۱) لیکن اس مقصد کے پیش نظر ائمہ اہل بیت بھی ہمیشہ یہ آواز آگے پڑھاتے رہے اور اس سے اپنے عظیم پیشو و حضرت علیؑ کے ثبوت امامت کی ولیمین قائم کرتے رہے، جس طرح خود حضرت علیؑ اپنی تمام زندگی اس کے ذریعہ دعویٰ امامت کرتے رہے، اور بہت سی مخلوقوں میں جیت الوداع کے عینی گواہوں سے اقرار کرتے رہے، یہ سب کچھ محض اس لئے تھا کہ زمانہ کی گردش کا اثر اس واقعہ کو ہنسنا کر دے، خاص اسی مقصد سے ائمہؑ نے اپنے شیعوں کو عید غدری کے موقع پر جشن اور اجتماعات میں باہمی مبارکبادی پیش کرنے کی تاکید کی تاکہ یہ عظیم واقعہ بار بار ذہنوں میں تازہ و شاداب ہوتا رہے، تفصیل آگے آئے گی۔

شیعہ امامیہ کا بروز عید غدری مرقد اطہر امیر المومنینؑ نجف اشرف میں پر شکوه اجتماع ہوتا ہے، اس میں مختلف قبائلی گروہ زیارت کرنے آتے ہیں، اس یادگاری دن میں وہ اپنے ائمہؑ سے ماٹور زیارتلوں میں ایسے کلمات دہراتے ہیں جن میں ائمہؑ کی تعداد اور روایت غدری کی تفصیل درج ہے، زیارت کرنے والوں کا شاخیں مارتا ہوا سمندر ان کلمات کو بلند کئے شکرِ خداوندی بجالاتا ہے کہا سے نعمت و لایت ملی، سید ہے راستے کی ہدایت ملی، اسی طرح گویا ہر ایک اپنے کو اس فضیلت کا راوی سمجھ کر استواری و مقصد پر ایمان کا اظہار کرتا ہے۔

جو لوگ اس دن مرقد اطہر پر حاضر نہیں ہو سکتے وہ اپنے دورافتادہ شہروں میں ہی یہ مراسم کرتے ہیں روز غدری کی بہت سے اعمال وارد ہیں جیسے نماز، روزہ، ماٹور دعا نیں... ان میں بھی حدیث غدری کی گونج ہوتی ہے، ان وظائف کو شیعہ طبقہ دنیا کے بڑے بڑے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں پابندی سے بجا لاتا ہے، یہ طبقہ عالم اسلام کا تہائی یا نصف ہے، یہ بھی حدیث غدری کے راوی ہیں، اس کی حقانیت کے

۱۔ مندرجہ ذیل خبل حملہ رامیں (ج رامی ۱۰۹، حج رامی ۵، حدیث نمبر ۸۶۱)، تاریخ بغدادی (ج رامی ۲۷، نمبر ۲۸۵)، طبیعت الادیاء (ج رامی ۲۲۳)، کنز العمال (ج رامی ۱۶۰) (اج رامی ۲۶۰، حدیث نمبر ۲۷، ۲۳۰)، کتبیۃ الطالب (س رامی ۶۰) (ص رامی ۱۶۳)، مصدر رک علی، ائمۃ بنی حجر (ص رامی ۱۵۳)، مناقب خوارزمی (ص رامی ۶۸)، حدیث نمبر ۱۲۲)، البدایۃ والہدایۃ (ج رامی ۳۲۰)، (ج رامی ۳۰، حدیث نمبر ۲۰۷)۔

آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے اور دینی حیثیت سے ایمان لائے ہوئے ہیں۔ شیعوں کے اس طریقہ کارکے علاوہ ان کی کتابیں خواہ تفسیر کی ہوں یا حدیث کی ہوں تاریخ و کلام کی وہ سب بیان غدیر سے بھری پڑی ہیں، اور اس مقصد کے اثبات کے سلسلے میں احتجاج کرتی نظر آتی ہیں، ان کا سلسلہ سند مرکز نبوت تک پہنچتا ہے اور حذف اسناد کے بعد بھی اس موضوع پر احادیث پائی جاتی ہیں، سلسلہ اسناد اس لئے حذف کیا گیا کہ اس موضوع کی صحت احادیث پر سب کا اجماع ہے، لیکن میرے علم کے مطابق حدیث غدیر ثابت کرنے میں اہل سنت بھی کسی طرح شیعوں سے بیچپے نہیں، وہ اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں، اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اس کے اسناد کو صحیح و متوافق قرار دیتے ہیں۔ ایسے بہت کم نظر آتے ہیں جو راه حق سے بھلے ہوں اور تعصّب و عناد کی وجہ سے اس کی صحت پر شک و شبہ کا اظہار کرتے ہوں، انھیں گروہ علماء نے ملامت کا نثارہ بنایا، ورنہ تحقیق کرنے والوں نے کبھی اس پر شک و شبہ ظاہر نہیں کیا، کیونکہ وہ مضبوط سلسلہ سند پلکہ تواتر (۱) کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں اور اسے صحابہ و تابعین تک پہنچایا ہے ان کی تفصیل حروف تہجی کے اعتبار سے میش کی جا رہی ہے:

۱۔ احمد بن حنبل نے چالیس، ابن حجر طبری نے ستر، جرجی مقری نے اسی، ابن عقدہ نے ایک سو پانچ، ابوسعید جھناني نے ایک سو سی، ابو بکر جعابی نے ایک سو پچس اور حدیث الحقول (ص/ر ۳۰) کے بقول امیر محمد بنی نے ایک سو پچاس طرق سے اس کی روایت کی ہے۔

## رواۃ حدیث غدریہ: (صحابہ)

(الف)

- ۱۔ ابو ہریری دوی۔ وفات ۷۸-۵۸ھـ، عمر ۷۸ سال، ان کی بیان کردہ احادیث مختلف کتب میں موجود ہیں۔ (۱)
- ۲۔ ابو الحسن انصاری۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ صفين میں شہادت پائی، ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ (۲)

- ۱۔ تاریخ خطیب بغدادی ج رام ۲۹۰ میں دو طریقوں سے مطروراً اور شہر بن حوشب: تہذیب الکمال فی اسمااء الرجال ج ۲۰۰ ص ۲۸۲، نمبر ۳۰۸۹؛ تہذیب البہذیب ج رام ۲۳۲ (ج رام ۲۹۶)؛ مذاقب خوارزمی ص ۱۳۰، نمبر ۱۵۶ (۱۴۰) (مقل خوارزمی ج رام ۲۸۸)؛ اسی الطالب ص ۲۳ (ص ۲۸)، تفسیر در مشور ج ۲۲ ص ۲۵۹ (ج رام ۱۹)؛ تاریخ اخلفاء ص ۱۱۲ (ص ۱۵۸)، (فرائد امطمین ج رام ۷۷ باب ۱۳ حدیث نمبر ۲۲)؛ کنز العمال ج ۲۱ ص ۱۵۲ (ج رام ۱۰۹) (حدیث نمبر ۳۲۹۵، ج رام ۱۲ ص ۷۷ حدیث نمبر ۳۲۳۸۲)؛ استیغاب ج ۲۲ ص ۲۷ (قسم الثالث ص ۱۰۹، نمبر ۱۸۵۵) (حدیث نمبر ۲۲۹۵، ج رام ۱۲ ص ۷۷ حدیث نمبر ۳۲۳۲)۔ کتاب حدیث الولاية میں موجود ابن عقدہ کے طرق کو سد الغابہ، البدایہ والنهایہ ج ۵ ص ۲۲۲ (ج رام ۲۲۳) کتاب حدیث الولاية میں موجود ابن عقدہ کے طرق کو سد الغابہ، الاصلیۃ اور ابن طاووس کی کتاب طرائف (ص ۱۳۰-۱۳۱) سے نقل کیا ہے۔ مذاقب ابن شہر آشوب ج رام ۵۲۹ (ج ۲ ص ۳۲۳)؛ نزل الایمارات ص ۲۰ (۵۲)؛ مسند ابی یعلی ج رام ۷۷ حدیث نمبر ۲۲۲۳؛ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۱۸ (حدیث نمبر ۲۲۳۱) کتاب فضائل علی بن ابی طالب۔
- ۲۔ مذاقب خوارزمی ص ۳۵ (ص ۳۵، حدیث نمبر ۳۱) میں اس حدیث غیر اور حدیث غدریہ کا بیان ہے: حدیث الولاية ابن عقدہ تاریخ اخلفاء ص ۱۱۳ (ص ۱۵۸)؛ (جو اہر الحدیثین صفحہ امامی)۔

- ۳۔ ابو زینت النصاری۔ ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ (۱)
  - ابوزینت ان لوگوں میں ہیں جن سے حضرت علیؑ نے مقام رحیب مناشدہ فرمایا تھا۔
- ۴۔ ابو فضالہ النصاری۔ جنگ بدر میں شریک تھے جنگ صفين میں شہادت پائی، مقام رحیب میں یہ موجود تھے اور انہوں نے حدیث غدیر کی گواہی دی تھی۔ (۲)
- ۵۔ ابو قدامہ النصاری۔ یہ بھی مقام رحیب مناشدہ میں موجود تھے، حدیث غدیر کی گواہی دی تھی، ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ (۳)
- ۶۔ ابو عمرہ بن محرون عسکر النصاری۔ اسد الغابہ ابن اشیر کے مطابق یہ بھی مقام رحیب میں گواہی دینے والوں میں تھے۔ (۴)
- ۷۔ ابو عاصیم بن میمان۔ صفين میں شہید ہوئے، ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ (۵)
- ۸۔ ابورافع قبطی۔ (رسول خدا کے غلام)؛ ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ (۶)
- ۹۔ ابو ذؤیب خویلہ یا خالد بن خالد بن محمرث ہذلی۔ جاہلی و اسلامی دونوں عہد کے شاعر تھے، خلافت عثمان کے زمانے میں انتقال کیا، روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ (۷)

- ۱۔ اسد الغابہ (ج ۲۳ ص ۷۰، ج ۳۰ ص ۳۰۵، ج ۴۵ ص ۳۰۵) (ج ۲۳ ص ۳۶۹، ج ۴۶ ص ۱۳۰ نمبر ۵۹۲۶) اور اصابة (ج ۲۲ ص ۳۰۸)۔
- ۲۔ اسد الغابہ (ج ۲۳ ص ۷۰، ج ۴۵ ص ۳۰۵) پر بوجوالا بن عقدہ اور تاریخ آل محمد ص ۶۷ پر ان کی روایات ہیں۔
- ۳۔ اسد الغابہ (ج ۴۵ ص ۲۷۶) (ج ۲۷ ص ۲۵۲ نمبر ۶۱۶۹)؛ جواہر العقدین میں راجع الاصابة (ج ۲۳ ص ۱۵۹) (ذہبی نے کتاب الغدیر حدیث نمبر ۲۳۱ میں ابو قدامہ النصاری کو ان لوگوں میں بتایا ہے کہ جنہوں نے حدیث غدیر کی گواہی دی تھی۔
- ۴۔ اسد الغابہ (ج ۲۳ ص ۷۰، ج ۴۵ ص ۳۰۵) (ج ۲۳ ص ۴۰ نمبر ۳۳۲۳)۔
- ۵۔ حدیث الولایۃ عقدہ، تخطیب الشناقب ابن جحانی (ج ۲۳ ص ۱۵۹)؛ تاریخ آل محمد ص ۶۷
- ۶۔ حدیث الولایۃ ابن عقدہ، تخطیب الشناقب؛ مقتل الامام الحسین (ج ۲۳ ص ۱۵۹)
- ۷۔ حدیث الولایۃ ابن عقدہ؛ مقتل الامام الحسین (ج ۲۳ ص ۲۸) (ذہبی نے کتاب الغدیر حدیث نمبر ۲۱۳ میں ان لوگوں میں ان کو شمار کیا ہے جن سے اس حدیث کی روایت کی گئی ہے)

- ۱۰۔ ابوکبر بن قافہ تھی۔ ان کی حدیث غدیر کو مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ (۱)
- ۱۱۔ اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی۔ وفات ۵۲ھ تھر ۷ سال، ان کی روایات حدیث الولاية اور خب المناقب میں ہیں۔
- ۱۲۔ ابی بن کعب انصاری۔ سید القراء تھے، وفات ۳۰-۳۲ھ جرمی، ان کی روایت ابوکبر جعابی نے خب میں نقل کی ہے۔
- ۱۳۔ اسحہ بن زرارہ انصاری۔ ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:
- حدیث الولاية ابن عقدہ، (۲) خب المناقب ابوکبر جعابی، کتاب الولاية ابوسعید مسعود بختانی۔ (۳)
- ۱۴۔ اسماہ بن عیسیٰ نخعیہ۔ ان کی روایت ابن عقدہ کی کتاب الولاية میں ہے۔
- ۱۵۔ ام سلمہ زوجہ رسول۔ ابن عقدہ نے عمر و بن سعد و بن جعده و بن ہمیرہ، انہوں نے اپنے باپ دادا کی سند سے، ام سلمہ نے فرمایا کہ رسول نے غدرِ خم میں علی کو اس قدر بلند کیا کہ سفیدی بغل نمایاں ہو گئی، پھر فرمایا: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“ اس کے بعد حدیث مُقلَّین بیان کی۔ (۴)
- ۱۶۔ ام حانی بنت ابوطالب۔ انہوں نے غدیر کی تفصیلات بیان کی ہیں جسے براز نے اپنی مندرجہ میں اور ان سے سہودی نے اور یتائیع المودہ کے علاوہ ابن عقدہ کی حدیث الولاية میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ (۵)
- ۱۷۔ ابوحزمہ انس بن مالک انصاری خزری۔ خادم رسول تھے، ۹۳ھ میں انتقال کیا، ان سے

۱۔ حدیث الولاية ابن عقدہ، خب جعابی، حدیث غدیر منصوری رازی؛ (ذہبی کی کتاب الغدیر حدیث نمبر ۱)؛ اتنی الطالب ص ۳ (ص ۳۸)

۲۔ ابن طاؤوس کتاب المتنین باب ۲۷ (ص ۱۸۳)

۳۔ ابن طاؤوس کی کتاب المتنین (باب ۷ ص ۱۶۸)، ابن حاتم کی الدراظم فی الاعنة المعاجم (باب ص ۱۰۵)؛ (ان کی سند میں سئیں بھی ہیں) اتنی الطالب ص ۲ (ص ۳۸)

۴۔ اس حدیث کو جواہر العقدین صفحہ ۱، یتائیع المودہ ص ۳۰ (ج رام ص ۳۸ باب ۲)، دیلیت المآل ص ۷، باب ۲ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

۵۔ جواہر العقدین صفحہ ۷، یتائیع المودہ ص ۳۰ (ج رام ص ۳۸ باب ۲)

مندرجہ ذیل علماء نے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔ (۱)

(ب)

۱۸۔ براء بن عاذب النساري اوی۔ کوفہ میں رہتے تھے، ۲۷ھ میں انتقال کیا، ان کی حدیث مندرجہ ذیل کتب میں ہے:

مند احمد میں دو طریقوں سے، اول میں عفان اور دوسرا میں عدی ہیں۔ (۲)

سنن ابن ماجہ، اس میں ابن حدیمان کی روایت ہے۔ براء کہتے ہیں کہ ہم حج اکبر میں رسول اللہ کے ساتھ تھے آپ ایک جگہ خبرے نماز جماعت کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں؟ سب نے تائید کی تو فرمایا: علیؑ بھی مومنین کا ولی ہے جس کا میں ولی ہوں۔ خدا یا! تو اس کے دوست کو دوست اور اس کے دشمن کو دشمن رکھ۔ (۳) اس کے علاوہ بے شمار علماء نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ (۴)

۱۔ خطیب بغدادی: تاریخ بغدادی ح ر ۲۷؛ ابن قتیبہ دیوری: العارف ص ۲۹۱ (ص ۵۸۰)؛ ابن عقدہ، حدیث الولایہ میں: ابو مکر جعابی، نخب میں: خطیب خوارزی، مقتل الامام احسین ح ر ۲۸؛ سجوی تاریخ الخلفاء ص ۱۱۳ (ص ۱۵۸)؛ الجم الادساط ح ر ۲۳؛ احمدیت نمبر ۲۲؛ تقیٰ ہندی، کنز المعامل ح ر ۲۶، ۱۵۲ (ح ر ۱۱، ۲۰۳)؛ حدیث نمبر ۲۹۵۰، ح ر ۱۳، ۱۵۱ احمدیت نمبر ۳۶۳۸؛ بدشی، نزل الابرار ص ۲۰ (ص ۵۳)؛ جزری، اتنی الطالب ص ۲۰ (ص ۲۸) (ص ۵۳)

۲۔ مند احمد بن خبل ح ر ۲۱، ۲۸۱ (ح ر ۱۱، ۳۵۵) حدیث نمبر ۱۱۰

۳۔ سنن ابن ماجہ ح ر ۲۱، ۲۹ (ح ر ۱۱، ۳۲۳) حدیث نمبر ۱۱۶

۴۔ خاصہ نسائی ص ۱۶ (ص ۱۰۲) احمدیت نمبر ۸۸۸ نسائی ہی کی سنن کبریٰ ح ر ۲۳؛ احمدیت نمبر ۸۲۳ (ح ر ۲۳)؛ تاریخ بغدادی ح ۲۳؛ خاصہ نسائی ص ۱۶ (ص ۱۰۲) احمدیت نمبر ۲۲؛ تہذیب الکمال فی اماء الرجال ح ر ۲۰، ۲۸۲ نمبر ۹۰۸؛ (الکشف والبيان معروف به تفسیر شافعی تفسیر آیہ ۲۶ سورہ مائدہ) الاستیغاب ح ر ۲۲، ۲۳ (اقسم الثالث ص ۱۰۰، ۹۹ نمبر ۱۸۵۵)؛ اریاض الحضر ق ۲۲، ۱۶۹ (ح ر ۱۱، ۱۱۳)؛ مذاقب خوارزی ص ۹۲ (ص ۵۵) احمدیت نمبر ۱۸۳؛ (الفصول احمدی ص ۲۵) (ص ۱۰)؛ مذاقب الحضی ص ۲۷؛ کتب الطالب ص ۱۷ (ص ۱۰۵ باب ر)؛ تفسیر کیر معروف به تفسیر رازی ح ر ۲۲، ۲۳، ۲۴ (ح ر ۱۱، ۲۰۰، ۵۰)؛ تفسیر تیشاپوری ح ر ۲۲، ۱۹۷؛ (اقسم در در المسطن) (ص ۱۰۹)؛ الجامع الصغری فی احادیث المشیر اقتدی ر ۲۲، ۵۵ (ح ر ۲۲، ۲۳، ۵۵) حدیث نمبر ۹۰۰؛ مکملۃ المصانع ص ۱۷۵ (ح ر ۲۲، ۲۰) حدیث نمبر ۱۱۰؛ شرح دیوان امیر المؤمنین (ص ۲۰۷)، فرائد ائمہ (ح ر ۱۱، ۲۲) باب ح دیث نمبر ۳۰) میں پانچ سلسلوں سے حدیث غدری کی روایت ہے؛ کنز المعامل ح ر ۲۱، ۱۵۲ (ح ر ۱۱، ۲۰۲) حدیث نمبر ۲۲۹۰۳، ح ر ۱۱، ۲۳ (ص ۱۳۲) حدیث نمبر ۳۶۳۲۰ میں، بحوالہ سن حافظ ابن شیبہ مصنف ابن البیشی (ح ر ۱۱، ۲۸) حدیث نمبر ۱۳۶۷

البدایہ والنهایہ ابن کثیر میں آئنہ ماجہ، حافظ عبد الرزاق، حافظ ابو یعلیٰ موصیٰ، حافظ حسن بن سفیان اور ابن جریر طبری کی سند سے، اس طریق روایت میں تھر، ایکن جدعان اور عدی کی سند ہے، وہ براء سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ غدیر خم میں پہنچے، اس کے بعد نماز اور اولیٰ بالصرف کا اقرار چار مرتبہ اس کے بعد حدیث غدیر اور دعائے ولایت کا ذکر ہے، بعد میں عمر بن الخطابؓ نے تہبیت پیش کی، حافظ ابو محمد عاصی زین الفتی میں ابو بکر جلدب سے روایت کرتے ہیں۔ (۱)  
 نزل الابرار میں بطرق احمد ابو نعیم کے سلسلے سے بحوالہ فضائل الصحابة براءؓ ہی سے روایت ہے۔ (۲)  
 خطط مقریزی، مناقب الثلائۃ، روح المعانی، تفسیر المنار، اور اسی الطالب جزری میں حدیث غدیر کے راوی براء ہیں۔ (۳)

۱۹۔ بریدہ بن الحصیب ابو سکل اسلامی۔ متوفی ۲۲۷ھ، ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:  
 مسدر ک حاکم، حلیۃ الاولیاء، استیغاب، مقتل خوارزی، تاریخ الخلفاء، جامع الصیر، کنز العمال،  
 مفتاح الجواہ، نزل الابرار، تفسیر منار۔ (۴)

### (ث، ج)

۲۰۔ ابو سعید ثابت بن ودیہ النصاری خزری مدنی۔ حضرت علیؑ کی حلیفہ گواہ طبلی (مناشه) کے موقع پر انہوں نے بھی گواہی دی تھی، ابن عقدہ نے حدیث الولایت اور ابن اثیر نے اسد الغائب میں اس کی

۱۔ البدایہ والنهایہ ج ر ۵ ص ۲۰۹ (حدیث ۱۰۱) ج ر ۷ ص ۳۸۶ (حدیث ۲۰۷)

۲۔ نزل الابرار ص ۱۹ (ص ۵۲-۵۳)

۳۔ خطط مقریزی ج ر ۲ ص ۲۲۲؛ مناقب ثلاثہ (ص ۱۹)؛ روح المعانی ج ر ۲ ص ۳۵۰ (ج ر ۲ ص ۱۹۲)؛ تفسیر المنار ج ر ۲ ص ۳۶۳؛ اسی الطالب ص ۳ (ص ۵۳)

۴۔ المسدر ک علی الحسنین ج ر ۳ ص ۵۰ (ج ر ۳ ص ۱۹)؛ حدیث نمبر ۸۵۷۸ (ص ۲۳)؛ حلیۃ الاولیاء ج ر ۲ ص ۲۳؛ الاستیغاب ج ر ۲ ص ۲۷ (اقسام ثلاثہ ص ۹۹ انمبر ۱۸۵۷)؛ مقتل خوارزی (ج ر ۱ ص ۲۸)؛ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۲ (ص ۱۵۸)؛ جامع المفرج ج ر ۲ ص ۵۵ (ج ر ۲ ص ۲۲) حدیث نمبر ۹۰۰۰؛ کنز العمال ج ر ۲ ص ۲۷ (ج ر ۲ ص ۱۳۲)؛ حدیث نمبر ۳۶۲۲۲

۵۔ مفتاح الجواہ (ص ۲۵) باب ر ۲ فصل ۲؛ نزل الابرار ص ۲۰ (ص ۵۳)؛ تفسیر المنار ج ر ۲ ص ۳۶۳

روایت کی۔ تاریخ آل محمد میں انھیں راویان حدیث غدیر میں شمار کیا گیا ہے۔ (۱)

۲۱۔ چابر بن سکرہ بن جنادہ البولسیمان سوائی۔ کوفہ میں قیام تھا، ان کا انتقال ۷ ہجری ۲۳ یا ۲۴ میں ہوا۔ (۲) مندرجہ ذیل کتب میں ان کی روایت ہے: حدیث الولایۃ ابن عقدہ، مقتل خوارزمشاهی، کنز العمال متنی۔ (۳)

۲۲ جابر بن عبد اللہ النصاری۔ انہوں نے ۹۳ سال عمر پائی، ۷۳، ۷۲، ۷۱ یا ۸۷ میں مدینہ میں انتقال کیا، ابن عقدہ نے حدیث الولایۃ میں ان کی جس روایت کا ذکر کیا ہے اس تقریر میں مقام حدیث فلکیں اور حدیث ولایت کا ذکر ہے۔

جعابی نے خوب میں، استیعاب میں ابن عبدالبر نے، اسماء الرجال میں ابی الحجاج نے، اس کے علاوہ تہذیب التہذیب اور کفایۃ الطالب میں ان کی روایت ہے۔ (۴) آخر الذکر کے اشاد میں مشانع ہیں، اسی کی روایت حموینی نے فرائد اور ابن کثیر نے البدایہ میں کی ہے۔ (۵) کنز العمال متنی، جواہر العقد میں سمودی، یہاں پنج المودہ قدوی اور الاکتفاء و صابی میں بھی ہے۔ (۶)

ابن بطریق کے بقول حافظ ابن مخازلی نے بکر بن مواد، قبیصہ بن ذویب، ابی سلمہ بن عبد الرحمن اور جابر سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ ”هم رسول کے ساتھ خم میں فروش ہوئے تو لوگ آپ سے دور ہٹنے لگے... آپ نے علمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو مجتمع کریں، پھر آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر حمد و شانے

۱۔ اسد الغلبۃ ح ۲۳ ص ۲۰۷، ۲۰۸، ح ۵۵ ص ۲۰۵ (ح ۲۳ ص ۳۶۹ نمبر ۳۲۲)؛ تاریخ آل محمد ص ۷۷

۲۔ الاصابی ح راص ۲۱۲ نمبر ۱۰۱۸

۳۔ مقتل خوارزمشاهی (ح راص ۲۸ فصل ۷)؛ کنز العمال ح ۶ ص ۳۹۸ (ح ۱۲ ص ۱۳۶ راص ۱۳۶ حدیث نمبر ۳۲۲۳۰)

۴۔ الاستیعاب ح ۲۳ ص ۳۷۳ (اقسام الثالث ص ۱۰۹۹ نمبر ۱۸۵۵)؛ تہذیب الکمال (ح ۲۰ ص ۲۸۲ نمبر ۳۰۸۹)؛ تہذیب التہذیب ح ۷ ص ۳۲۷ (ح ۷ ص ۲۹۶)؛ کفایۃ الطالب ص ۱۶ (ص ۲۱ باب ۱)

۵۔ فرائد اصطیفان (ح راص ۶۲ حدیث نمبر ۲۹۶ باب ۹ سطر ۱)؛ الجایر والحنایۃ ح ۵ ص ۲۰۹ (ح ۵ ص ۲۳۲ حادثہ ۱۰۰)

۶۔ کنز العمال ح ۶ ص ۳۹۸ (ح ۱۲ ص ۲۷۱ حدیث نمبر ۳۲۲۳۰، ۳۲۲۳۲)؛ یہاں پنج المودہ ص ۷۱ (ح راص ۲۳۶ باب ۷)

اللّٰہ کے بعد فرمایا: لوگو! تم مجھ سے یوں دور بھاگ رہے ہو جیسے مجھ سے زیادہ تمھیں وہ درخت محبوب ہے، لیکن علیٰ کا درجہ خدا کے نزدیک وہی ہے جو میرا ہے خدا بھی اس سے اسی طرح راضی ہے جیسے میں راضی ہوں، کیونکہ وہ میرے قریب اور میری محبت کے مقابلے میں دوسرا کوئی چیز اختیار نہیں کرتا، اس کے بعد حدیث ولایت فرمائی۔ (۱)

جا بر کا بیان ہے کہ پھر لوگ روتے ہوئے رسول اللہ کی خدمت میں آئے، معدترت میں ایک دوسرے سے بازی لئے جا رہے تھے کہ یا رسول اللہ ہم صرف اس لئے دور رہنے تھے کہ آپ کو کسی قسم کی دشواری نہ ہو، ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں رسول کی ناخوشی سے، آنحضرت ان سے راضی ہو گئے۔ یہ روایت تغیری ثلاثی میں بھی ہے۔ (۲)

مقتل خوارزمی، اسی المطالب اور تاریخ آل محمد میں بھی جابر کی روایات ہیں۔ (۳)

۲۳۔ جبل بن عمرو۔ ابن عقدہ نے حدیث ولایت میں ان سے روایت کی ہے۔

۲۴۔ جبیر بن مطعم بن عدی قرشی توفی۔ ۵۸، ۵۹ یا ۵۶ میں وفات پائی، تاریخ آل محمد، مودة القریٰ اور بیانیع المودة میں ان کی روایات غدری ہیں۔ (۴)

۲۵۔ جریر بن عبد اللہ بن جابر بخلی۔ وفات ۵۳ ہیا میں ہوئی، حافظ بن شیعی نے مجمع الزواید میں بحوالہ مجمجم کیہر بشر کی روایت نقل کی ہے:

”هم جیحہ الوداع غدریم میں موجود تھے، نماز کے بعد مہاجرین و انصار کے درمیان رسول نے کھڑے ہو کر لوگوں سے پوچھا: تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو۔ جب کلمہ کا اقرار لے چکر تو علیٰ کا بازو پکڑ کر انہیا پھر بازو چھوڑ کر کہنوں کو پکڑا پھر حدیث ولایت اور دعا فرمائی، اس کے بعد فرمایا: خدا یا ادو صاحب بندوں کے بعد زمین پر میں کسی کو ایسین نہیں پاتا تو ہی اس کام کو پورا کر۔ بشر کا بیان ہے کہ میں نے

۱۔ الحمد لله ص ۵۳ (ص ر ۱۰، حدیث نمبر ۳)؛ مذاقب ابن مغازلی (ص ۲۵، حدیث نمبر ۲۷)

۲۔ الکھف والبیان تغیر آیہ ۶ سورہ نائدہ

۳۔ مقتل خوارزمی (ج ر اس ر ۲۸)، اسی المطالب ص ۳ (ص ر ۲۸)، تاریخ آل محمد ص ۶۷

۴۔ تاریخ آل محمد ص ۸، مودة الثانية؛ بیانیع المودة ص ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴ (ج ر اس ر ۳۰، باب ۲، ج ر اس ر ۱، باب ۵۶)

پوچھا و صاحب بندے کون؟ انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم۔ (۱)

سیوطی نے تاریخ الخلفاء، ابن کثیر نے بدایہ، متفق نے کنز العمال، وصالی نے اکتفا، بدخشی نے مفاتیح البجا اور خوارزمی نے مقتل میں بھی ان کی روایات لکھی ہیں۔ (۲)

۲۶۔ ابوذر جدبل بن جنادة غفاری۔ متوفی ۳۱۳ھ ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:

ولایت ابن عقدہ، نجف بخاری، فراید اسٹین، مقتل خوارزمی، اسنی الطالب جزری۔ (۳)

۲۷۔ ابوجنیدہ جندع بن عمرو بن مازن الفزاری۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں عبداللہ العلاء، زہری سعید، خباب، ابی عنفوانہ مازنی اور وہ جندع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کو فرماتے سن، میری طرف جھوٹ کی نسبت دینے والے کاٹھکانہ جہنم ہے اور میں کہنے سے خاموش نہیں رہوں گا آنحضرت نے جیہے الوداع کی واپسی میں غدری کے مقام پر حدیث و لایت ارشاد فرمائی۔

عبداللہ بن علاء نے زہری سے سوال کیا: ”شام میں علی پر سب و شتم ہوتا ہے، وہاں یہ حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟

جواب میں عبداللہ نے کہا:

”خدا کی قسم! میرے پاس فضائل علی میں اس قدر احادیث ہیں کہ اگر بیان کروں تو قتل کر دیا جاؤں“۔ اس روایت کو مشارع خلاشے نے بیان کیا ہے۔ (۴)

شیخ محمد صدر العالم کی معارج اعلیٰ اور تاریخ آل محمد میں بھی جندع کی حدیث غدری موجود ہے۔ (۵)

۱۔ مجمع افرادیج ر ۹۶ ص ۱۰۱؛ ۲۔ مجمع الکبیر (ج ر ۲ ص ۲۵۷) حدیث نمبر ۲۵۰۵

۲۔ تاریخ اخلفاء م ۱۱۲، البدری و التبلیغی (ج ر ۲ ص ۳۲۹)، (ج ر ۲ ص ۳۲۹ حادیث ۲۳۰)، کنز العمال (ج ر ۲ ص ۱۵۲)، مفاتیح البجا (ج ر ۲ ص ۲۵ باب ۲ فصل ۱)؛ مقتل خوارزمی (ج ر ۲ ص ۲۸۹ حادیث نمبر ۲۰۹)، (ج ر ۲ ص ۲۹۲ حادیث نمبر ۱۳۸)، (ج ر ۲ ص ۲۹۳ حادیث نمبر ۲۳۲)؛

۳۔ فرائد اسٹین (ج ر ۲ ص ۲۵۵ باب ۲۵)، مقتل خوارزمی (ج ر ۲ ص ۲۸)، اسنی الطالب ص ۲ (ص ۲۸)

۴۔ عبدالغابی (ج ر ۲ ص ۳۰۸) (ج ر ۲ ص ۳۶۲ نمبر ۸۱۲)

۵۔ تاریخ آل محمد ص ۱۷۶

(ج)

۲۸۔ حبیب بن جوین۔ ابو قدامہ عرنی بجلی، متوفی ۶۰۷ھ کے یا پہلے، پیشی نے ان کو معتبر مانا ہے خطیب نے ان کا تابعین کے زمرے میں ذکر کر کے لائقہ ہونے کی تائید کی ہے۔ (۱)

ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:

ابن عقدہ کی حدیث الولایت، دولابی کی اکٹھی والاسماء، مغازلی کی مناقب اور ابن اثیر کی اسد الغابہ میں یعقوب کی سند سے ان کی حدیث غدر لکھی ہے اور اس حدیث کو ابن حجر نے اصابة اور قندوزی نے بیانات میں ذکر کیا ہے۔ (۲)

۲۹۔ جبیش بن جناہ سلوی۔ کوفہ کے باشندے تھے، مناشدہ رجبہ میں موجود تھے، ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں: حدیث الولایت، ابن عقدہ، اسد الغابہ، ابن اثیر، ریاض العصر و طبری، جمع الجواہر سیوطی، کنز العمال مقی، البدایہ والنہایہ، ابن کثیر اور حافظ پیشی نے مجمع الزواید میں ان سے روایات نقل کی ہیں، سیوطی کی تاریخ الخلفاء بدھشی کی نزل الابرار، مفتاح الحجا، الاکتفا اور اسنی الطالب میں جبیش روایات حدیث میں شمار ہے کیا ہے۔ (۳)

۳۰۔ جبیب بن بدیل بن ورقاء خزاعی۔ ان کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہیں: ابن عقدہ رحم حدیث الولایت، ابن اثیر نے اسد الغابہ اور ابن حجر نے اصابة۔ جبیب بھی حدیث رکبان کی ایک فرد تھے۔ (۴)

۱۔ مجمع الزوائد ح رام ۱۰۳: تارت خ بخاروی ح رام ۲۷۶

۲۔ اکٹھی والاسماء ح رام ۸۸: مناقب ابن مغازلی (ح رام ۲۰۴ حدیث نمبر ۲۷): اسد الغابہ ح رام ۲۶۵: الاصالی ح رام ۲۷۲

۳۔ بیانات الحوۃ ح ۳۳ (ح رام ۲۲) باب ۱۱: اسد الغابہ ح رام ۲۳: مجمع رام ۲۵ (ح رام ۲۳: ۲۷۶۹ نمبر ۲۲۷) ریاض انظر ح رام ۱۷۹

۴۔ (ح رام ۲۹: ۲۲): جامع الاحادیث (ح رام ۱۰۴ حدیث نمبر ۲۷۹): کنز العمال ح رام ۱۵۸: مجمع رام ۲۰۹ حدیث نمبر ۲۲۹: البدایہ والنہایہ

ح رام ۲۱: حجی ۲۶: (ح رام ۲۲: حادثہ ۲۱: حجی ۲۶: مولوی ۲۰: ح رام ۲۲: حادثہ ۲۰: حجی ۲۶: تارت خ اخفاء ح ۲۰)

(ح رام ۱۵۸: ۲۷: نزل الابرار ح رام ۵۲: مفتح بحیث ۵۳: باب ۲۷: اسنی الطالب ح ۲۰: ح رام ۲۰)

۵۔ اسد الغابہ ح رام ۳۲۸ (ح رام ۳۲۸ نمبر ۱۰۳): الاصالی ح رام ۲۰۳

۳۱۔ حدیفہ بن اسید ابو سریج غفاری۔ اصحاب بیعت رضوان میں ہیں ۲۳۷ھ یا ۲۹۰ھ میں انتقال کیا، ابن عقدہ کی حدیث المولات اور پیائیق المودة میں بحوالہ سہبودی ان کی روایت ہے اس میں حدیث غدیر اور حدیث تعلیم کا بیان ہے۔ اے ابن عقدہ نے دوسرے طرق سے بھی بیان کیا ہے۔ (۱) طبرانی کی الکبیر اور ضیا کی مختارہ کے علاوہ صحیح ترمذی نے بھی اس حدیث کو لکھ کر صحیح و حسن ہونے کی توثیق کی ہے۔ (۲)

ابن اثیر نے اسد الغافر میں اور جوینی نے فارید میں ابو عمرو، ابو قیم، ابو موسیٰ جیسے حفاظاتی سنہ سے اور ابن صباغ ماکلی نے فضول الہمہ میں عجلی کی سنہ سے بحوالہ الموجز فی فضائل الخلفاء الاربعہ میں پوری حدیث نقل کی ہے۔ (۳)

مناقب ثلاثہ، بدایہ والنهایہ، صواعق ابن حجر، سیرۃ حلیبیہ، نوادرالاصول ترمذی، طبرانی، بکیر نے بھی ان سے روایت لی ہے جیسا کہ مفتاح البجا میں مذکور ہے۔ (۴)

قرمانی کی اخبار الاول، سیوطی کی تاریخ الخلفاء، خطیب کی مقتل اور قاضی کی تاریخ آل محمد میں بھی حدیفہ کو راویان حدیث غدیر میں شمار کیا گیا ہے۔ (۵)

۳۲۔ حدیفہ بن یمان الیمنی۔ متوفی ۲۳۷ھ ان کی روایت مندرجہ ذیل کتب میں ہیں: حدیث الولاية، ابن عقدہ، نسب جعابی، دعاۃ الہدایۃ حکاہی، اسنی الطالب جزری۔ (۶)

۱۔ پیائیق المودة ص ۳۸ (ج رام ۲۷ باب ۲)

۲۔ الحجج الکبیر (ج رام ۱۸۰، ۱۸۱ حدیث نمبر ۳۰۵۲)؛ بن ترمذی ج رام ۲۹۸ (ج رام ۵۹۱ حدیث نمبر ۳۷۱۳)

۳۔ اسد الغاب (ج رام ۱۳۶، ۱۳۷ حدیث نمبر ۵۹۰)؛ فرانک لسمین (ج رام ۲۷۲ باب ۵۵)؛ الفضول الہمہ ص ۲۵۸ (ص ۲۵۹)

۴۔ مذاقب ثلاثہ ص ۱۹ البدایہ والنهایہ ج رام ۱۰۹، ج رام ۳۲۸ (ج رام ۳۲۳، ج رام ۲۳۱)؛ نوادرالاصول (ج رام ۲۸۵)؛ حادث ۲۰۰ھ؛ الصواعق اخر قد ص ۲۵ (۲۲)؛ المسیرۃ الخلیبیہ ج رام ۳۰۰ (ج رام ۲۷۳)؛ مفتاح البجا (ص ۳۲۲ باب ۲ فصل ۱۰)؛ الحجج الکبیر (ج رام ۱۸۰، ۱۸۱ حدیث نمبر ۳۰۵۲)؛ مفتاح البجا (ص ۳۲۲ باب ۲ فصل ۱۰)

۵۔ اخبار الدول ص ۱۰۲؛ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۳؛ تاریخ آل محمد ص ۶۸

۶۔ اسنی الطالب ص ۲ (ص ۳۸)

۳۳۔ حسان بن ثابت۔ پہلی صدی ہجری کے شعراء غدری میں ان کے مکمل حالات درج ہیں۔  
 ۳۴۔ امام حسن مجتبی۔ ابن عقدہ اور جعابی و خوارزمی نے آپ کو راویان حدیث غدری میں شمار کیا ہے  
 ۳۵۔ امام حسینؑ شہید کر بلہ آپ کی روایات ابن عقدہ کی حدیث الولایہ اور خوب جعابی کے علاوہ  
 مقتل خوارزمی میں ہے۔ حافظ عاصی نے زین الفتن میں روایت کی ہے جسے حافظ مغازی نے مناقب اور  
 حافظ ابو قاسم نے حلیہ میں بھی درج کیا ہے۔ (۱)  
 امام حسینؑ کا احتجاج اپنے محل پر آئے گا۔

(خ)

۳۶۔ ابوالیوب خالد زید الانصاری۔ ۵۰، ۵۱، ۵۲ یا ۵۲ ہجری میں غزوہ روم میں شہید ہوئے۔  
 ان سے مندرجہ ذیل علماء نے روایت کی ہے: ابن عقدہ، جعابی، محبت الدین طبری، ابن اشیر، ابن  
 کثیر، سیوطی، متقی ہندی، ابن حجر عسقلانی، بدخشی، اور جزری وغیرہ۔ (۲)  
 ۳۷۔ ابوالیمان خالد بن ولید بن مغیرہ مخزونی۔ ۲۱ یا ۲۲ ہجری میں وفات پائی۔ جعابی نے مناقب  
 میں ان سے روایت لی ہے۔  
 ۳۸۔ خزیمہ بن ثابت الانصاری۔ ذوالشہادتین ۲۸ ہ میں جنگ صفین میں شہید ہوئے، ان کی  
 روایت مندرجہ ذیل علماء نے کی ہے: ابن عقدہ، جعابی، سہودی، ابن اشیر، جزری اور قاضی۔ (۳)  
 ۳۹۔ ابو شریخ خویلد (معروف بہ) ابن عمر و خراگی: مدینہ میں سکونت پذیر تھی، ۲۸ ہ میں وفات

۱۔ (ذہبی کی کتاب الفدیر حدیث نمبر ۶۲۹؛ مقتل خوارزمی (حج رامض ۲۸)؛ حلیہ الاولیاء ح ر ۹ ص ۶۲۹)  
 ۲۔ الیاض الحضرۃ ح ر ۲۹ ص ۱۲۹ (حج رامض ۱۱۳)؛ اسد الغاب ح ر ۵ ص ۶۲ (حج رامض ۲۹۶، ۵۱۶) نمبر ۲۹۶  
 ۳۔ ح ر ۶۲، ۱۳۰ ص ۵۹۲۶ (۵۹۲۶)؛ البدایۃ والہدایۃ ح ر ۵ ص ۲۰۹ (حج رامض ۲۳۳) حادثہ ۲۳۳ ہ؛ جامع الاحادیث  
 (حج رامض ۳۶۹) حدیث نمبر ۲۳۰۳ تاریخ الخطفاء ح ۱۱۲ (ص ر ۱۵۸)؛ کنز العمال ح ر ۲۲ ص ۱۵۳ (حج رامض ۲۰۹) حدیث نمبر  
 (۳۲۹۵۰)؛ الاصابی ح ر ۷۷، ۲۸۰ ص ۲۲۳ (حج رامض ۲۸) نمبر ۲۷۸ (۲۷) نزل الابرار ص ۲۰ (ص ر ۵۲)  
 ۴۔ اتنی الطالب ص ۲۸ (ص ر ۲۸)؛ جواہر العقدین (ص ر ۱۷۱)؛ اسد الغاب ح ر ۳۶۹ نمبر ۲۲۳ (۲۲۳) (۳۱) اتنی الطالب  
 ص ۲۸ (ص ر ۲۸)؛ تاریخ آل محمد ص ۶۷

پائی، یہ منا شدہ رجبہ میں موجود تھے۔

(ر-ز)

۳۰۔ رفاعة بن عبد المندب رأصاري۔ ان کی روایات ابن عقدہ، جعابی اور منصور رازی نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

۳۱۔ زید بن العماد قرقشی۔ لستہ میں مارے گئے۔ ان سے حسب ذیل علماء نے حدیث لی ہے: ابن عقدہ، جعابی، منصور رازی، ابن مغازلی، جزری۔ (۱)

۳۲۔ زید بن ارقم انصاری خوزجی۔ وفات ۲۶ھ میں ہوئی، احمد بن حنبل نے مندرجہ میں ان سے روایت لی ہے، ابن نمير، عبد الملک عطیہ عوفی نے زید بن ارقم سے پوچھا: میرا ایک داماد ہے جو حدیث غدری بیان کرتا ہے اسے آپ سے سننا چاہتا ہوں، زید نے کہا: تم عراق والے کینہ تو زہو، میں نے کہا: میری طرف سے کوئی اندر یہ نہ کہجئے۔ اس اطمینان کے بعد انہوں نے پوری حدیث غدری بیان کی۔ عطیہ نے پوچھا: اس موقع پر حضور نے اللهم وال من والاہ بھی فرمایا تھا۔ زید نے جواب دیا: میں تو تم سے اسی طرح بیان کرتا ہوں جس طرح میں نے سنائے۔ (۲)

اس طرح خصائص میں تقبیہ بن سعید، ابن ابی عدی، عوف، ابو عبد اللہ میمون اور انہوں نے زید بن ارقم سے..... (۳) اس حدیث کو دولا بی نے اکنی والاسماء میں، احمد بن شعیب، تقبیہ بن سعید، ابن ابی عوف، میمون انہوں نے زید سے۔ (۴)

صحیح مسلم میں ابن حبان، یزید ابن حبان، انہوں نے زید سے۔ (۵)

حافظ بخوی اور حافظ ترمذی نے بھی اس حدیث کو لکھ کر کہا ہے کہ یہ حسن اور صحیح ہے۔ (۶)

۱۔ مناقب ابن مغازلی (ص ۲۷۲ حدیث نمبر ۳۹)؛ اتنی الطالب ص ۳ (ص ۸۸)

۲۔ مندرجہ بن حنبل حرج رص ۳۶۸، حرج رص ۳۶۸، حدیث نمبر ۹۳، حدیث نمبر ۱۸۷، حدیث نمبر ۳۷۲، حرج رص ۳۷۲، حدیث نمبر ۲۰۵ (ج رص ۵)

۳۔ خصائص نساني ص ۱۵-۱۱ (ص ۱۰۰ حدیث نمبر ۸۲، سن نسائي حرج رص ۳۷۲، حدیث نمبر ۸۳۶۹)

۴۔ اکنی والاسماء حرج رص ۶۱ ۵۔ صحیح مسلم حرج رص ۳۲، حدیث نمبر ۲۵، حدیث نمبر ۳۶ کتاب فضائل الصحابة

۶۔ مصائب النساء حرج رص ۱۹۹ (ج رص ۲۷۲، حدیث نمبر ۲۷۶)؛ سنن ترمذی حرج رص ۲۹۸ (ج رص ۵۹۱، حدیث نمبر ۳۷۱۳)

مستدرک حاکم میں ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم حلّی، ابو قلاب عبد الملک بن محمد الرقاشی، سعیٰ بن جماد، ابوصر احمد بن ابیل، فقیہ بخاری، حافظ بغدادی، خلف بن سالم، ابو عوانہ، سلیمان بن اعشش، جبیب بن ثابت، ابو الطفیل انھوں نے زید بن ارقم سے حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس روایت میں رسول نے حمد و شکر علیٰ کے بعد ”ما شاء اللہ ان یقول“ فرمایا۔ اس کے بعد حدیث ثقلین اور اپنی اولویت کا تین بار اقرار لے کر حدیث غدیر فرمائی۔ (۱) مستدرک میں محمد بن علی شیباںی کوفی کی بھی روایت ہے احمد بن حازم غفاری ابو نعیم، کامل ابوالعلاء، جبیب بن ابی ثابت، سعیٰ بن جمادہ کے واسطے سے زید سے روایت کی ہے۔

حافظ عاصمی کی سند میں شیخ احمد بن اسحاق بن اسحاق، علی بن جمیع، علی بن حسین، بن قاسم، محمد بن اکرام، علی بن اسحاق، جبیب بن حبیب، ابی اسحاق ہمدانی عمر و انھوں نے زید بن ارقم سے۔ اس میں حدیث غدیر اور دعا کے بعد علیٰ سے فرمایا: میں تم کو چند کلمات سکھا دوں جس سے دعا کرو تو ایک ریگستان کے برابر بھی گناہ دھل جائیں، حالانکہ تم پہلے ہی آمر زیدہ ہو۔ وہ دعا ہے: ”اللهم لا اله الا انت تبارکت سبحانك و رب العرش العظيم“ اس حدیث کو فرایدی اور طبری نے ریاض میں مسجدی نے شرح دیوان علی، ذہبی نے تخلیص میں نقل کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (۲) میزان الاعتدال میں عندر سے روایت ہے انھوں نے شعبہ، میون، زید بن ارقم..... (۳)

ابن صباغ نے فضول میں ترمذی وزہری سے اس کی روایت کی ہے۔ (۴)

اسی کو ابن بحیر نے مطالب المکول میں ترمذی سے، حافظ ابو بکر بیشی نے جمیع میں احمد طبرانی اور بزار کے طریق سے۔ اسی جمیع میں دوسری جگہ بھی اسی سند سے بدلتے ہوئے الفاظ کے ساتھ روایت

۱۔ المسدرک علی الحسینی ج ر ۳ ص ۱۰۹ (ج ر ۳ ص ۱۱۸) حدیث نمبر ۶۷۵۷ و حدیث نمبر ۷۲۵۷ (ج ر ۳ ص ۲۱۳) حدیث نمبر ۶۲۷۲

۲۔ فراز اسطمین (ج ر ۳ ص ۱۵۵) حدیث نمبر ۲۵۰؛ ریاض الحضرة (ج ر ۳ ص ۱۱۲)؛ تخلیص المسدرک (ج ر ۳ ص ۵۳۳) (ج ر ۳ ص ۲۱۳) حدیث نمبر ۶۲۶۲

۳۔ میزان الاعتدال (ج ر ۳ ص ۲۲۲) (ج ر ۳ ص ۲۳۵) (ج ر ۳ ص ۸۹۷) نمبر ۱

۴۔ الفضول المبہم ص ۲۲۳ (ص ۳۹)

زید بن ارقم کی روایت کو حافظ زرقانی مالکی و ضیاء مقدسی نے صحیح مان کر نقل کیا ہے۔ (۲) خطیب خوارزمی نے مذاقب میں حافظ ابو بکر احمد بن حسین تیہقی، انھوں نے حافظ محمد بن یعقوب، احمد بن سہل، صالح بن محمد بغدادی، خلف بن سالم، سعیجی بن حماد، ابو عوانہ، سلیمان اعمش، جبیب بن ثابت، ابی طفیل اور انھوں نے زید بن ارقم کی سند سے، الفاظ خصائص نسائی کے ہیں۔ (۳) ابن عبد البر نے استیغاب میں، ابو الحجاج نے تہذیب الکمال میں، ابن کثیر شافعی نے البدایہ میں صحیح اور جدید سند کے ساتھ حدیث کی روایت کی ہے۔ (۴) بدایہ کی ساتویں جلد میں غندر کے طریق سے ہے تہذیب کتاب میں احمد کے سلسلے سے نقل کر کے کہا کہ اس حدیث کو ایک بڑی جماعت نے زید سے روایت کیا ہے اس میں ابو سحاق سنبھی، جبیب الاساف، عطیہ عونی، ابو عبد اللہ شامی اور ابو طفیل عامر بن واہلہ ہیں۔

کفاية المطالب میں حافظ گنجی نے بھی احمد کے تین طریقوں سے روایت کی ہے پھر کہتے ہیں کہ حدیث غدیر کو احمد بن خبل نے اپنی سند میں بیان کیا ہے۔ (۵) اگر وہ ایک ہی سند پر اکتفا کرتے تو چون وجہ اسکی گنجائش نہ تھی چہ جائیکہ ان جیسے امام نے روایت کے سارے طرق جمع کر دئے ہیں۔

اس کے بعد اپنے مشائخ حفاظ اور بعد سے روایت کی ہے وہ ہیں: ابو محمد عبد اللہ بن ابی الوفاء باذ رائی، عبد الکریم بن عبد الاحمد الفصاری، قرج بن عبد اللہ قرطبی، نصر اللہ بن ابی بکر، زید سے مزید حدیث غدیر روایت مندرجہ ذیل کتب میں ہیں: جمع الجواع، تاریخ الخلفاء، جامع الصیفیر، تہذیب التہذیب، ریاض

۱۔ مطالب المکمل ص ۱۶۰: جمع الغدا و کدرج ر ۹۹ ص ۱۰۳-۱۰۵ (ج ر ۹۹ ص ۱۱۳)؛ سند احمد بن خبل (ج ر ۵۰ ص ۵۰) حدیث نمبر ۱۸۸۳۸  
۲۔ جمیع الکبیر (ج ر ۵۰ ص ۱۱۶) حدیث نمبر ۳۹۷۱

۳۔ شرح المواهب ج ر ۷ ص ۱۳

۴۔ مذاقب خوارزمی ص ۹۳ (ص ۱۵۳) حدیث نمبر ۳۹۷۱

۵۔ الاستیغاب ج ۲ ص ۳۷ (الم اسم الثالث ص ۹۹ نمبر ۱۸۵۵)؛ تہذیب الکمال (ج ر ۹۰ ص ۳۸۳) حدیث نمبر ۳۰۸۹  
البدلیہ والنهایہ (ج ر ۵۱ ص ۲۳۱) حدیث ۱۰ ج ر ۷ ص ۳۲۸

۶۔ کفاية المطالب ص ۱۲۳ (ص ۱۵-۵۸) باب ا

الصالحین، البیان و التعریف۔ (۱) اس کی سند میں سیوطی کا فقرہ بھی نقل ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔

**مکلوۃ المصانع:** تذکرہ خواص الاصد اور احمد کی الفھائل، محمد بن اسما علی یعنی نے الروض الندیہ، شرح تحفہ علویہ میں مختلف طریق سند ذکر کر کے لکھا ہے کہ خطبہ غدیر کو علامہ فقیہ الحمید الحکی نے سند خود زید بن ارقم سے محسن الازہار میں ذکر کیا ہے پھر زید کا تفصیلی خطبہ غدیر نقل کیا ہے۔ (۲)

اس حدیث کو حرف بہ رف مغازلی نے مناقب میں لکھا ہے۔ (۳) ان کی سند میں ابو یعلی علی بن ابی

عبداللہ بن العلاف براز، عبد السلام بن عبد الملک بن جیب براز، عبداللہ محمد بن عثمان، محمد بن بکر بن عبد الرزاق، ابو حاتم مخیرہ بن محمد مسلمی، مسلم بن ابراہیم، نوح بن قیس صدائی، ولید بن صالح، زید بن ارقم۔

اس کے علاوہ بد خشانی نے نزل الابرار اور آلوسی نے روح المعانی میں بھی زید بن ارقم سے حدیث

غدیر کی روایت کی ہے۔ (۴)

۳۲۔ ابوسعید زید بن ثابت۔ متوفی ۲۸۰ھ بعض نے ۵۰ھ کے بعد لکھا ہے ان سے ابن عقدہ، ابو بکر جعابی اور جزری نے روایت کی ہے۔ (۵)

۳۳۔ زید، زید بن شراحیل الفزاری۔ انہوں نے بھی مناشدہ میں حضرت علی کے سامنے گواہی دی تھی۔ اسے ابن عقدہ، ابن اشیر، ابن حج، مقتل خوارزمی اور تاریخ آل محمد میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (۶)

۳۴۔ زید بن عبداللہ الفزاری۔ ان کی حدیث ابن عقدہ نے باشد خود کھی ہے۔

۱۔ جامع الاحادیث (ج ۱۶، ج ۲۲، حدیث نمبر ۲۷)؛ تاریخ الخلفاء، ج ۱۱۳ (ص ۱۵۸)؛ الجامع الصافری، ج ۲، ص ۵۵۵،

(ج ۲۲) حدیث نمبر ۹۰۰۰؛ تہذیب العجب، ج ۷، ج ۳۲ (ج ۷، ص ۲۹۶)؛ ریاض الصالحین، ج ۱۵۲ (ص ۱۵۶) حدیث نمبر ۳۳۶؛ البیان و التعریف، ج ۲، ج ۳۲، ص ۲۲۰، ۱۳۶ (ج ۳۲، ص ۲۷) حدیث نمبر ۱۲۹۰، ج ۲۲۳ (ج ۲۲، ص ۱۵۷) حدیث نمبر ۱۵۷۱

۲۔ مکلوۃ المصانع، ج ۵۵، ص ۳۶۰ (ج ۳۲، حدیث نمبر ۱۱۰۳)؛ خواص العمر، ج ۱۸ (ص ۲۹)؛ فضائل الصحابة (ج ۲، ص ۱۸۵) حدیث نمبر ۹۹۲، مسن احمد بن حنبل، ج ۵، حدیث نمبر ۹۳ (ج ۱۸، ص ۹۷)؛ الروض الندیہ، شرح الفتح العلوی (ص ۱۵۷، ۱۵۸)

۳۔ مناقب ابن مغازلی (ص ۱۶) حدیث نمبر ۲۲

۴۔ نزل الابرار، ج ۲۱، ص ۱۹ [ص ۵۲]؛ روح المعانی، ج ۲۲، ص ۳۵ (ج ۲۲، ص ۱۹۲)

۵۔ ائمۃ الطالبین، ج ۲، ص ۲۸ (ص ۲۸)

۶۔ اسد الغائب، ج ۲۲، ص ۲۹ (ج ۲۲، ص ۲۹)؛ الاصبهانی، ج ۱۹، ص ۵۶؛ مقتل خوارزمی (ج ۱۹، ص ۲۸)؛ تاریخ آل محمد، ج ۲۲،

(س)

۳۶۔ ابواسحاق سعد بن ابی وقاص - متوفی ۵۸، ۵۵، ۵۳ یا ۵۶ ہجری، نسائی نے خصائص میں مہاجرین سارین سلمہ، عائشہ بنت سعد، انہوں نے اپنے باپ سے، اس میں حدیث غدیر کے فقرے ہیں ”یہ میرا ولی ہے میرا قرض ادا کرے گا میں اس کے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن ہوں“ - (۱) اور چوتھے صفحہ پر عبد الرحمن بن سابط سے مردی ہے کہ سعد نے کہا: ”ایک مخالف میں لوگوں نے علی کی نعمت کی، میں نے کہا کہ حدیث رسول ہے کہ علی کی تین خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی ملتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے عزیز ہوتی، ان میں اول حدیث منزلت، دوم خبر میں علم پانا اور تیسرا ملتی غدیر ہے۔“

صفحہ ۱۸ پر مہاجر بن مسّار سے بنت سعد کی روایت حدیث غدیر ہے اس کے بعد عامر بن سعد اور ابن عینیہ عائشہ بنت سعد سے بھی حدیث ہے اس کی روایت عبد اللہ بن احمد بن حضبل نے عبد اللہ بن حضبل سے کی ہے جیسا کہ عده میں ہے۔ (۲) ابن ماجہ نے سنن میں عبد الرحمن بن سابط سے سعد کی روایت نقل کی ہے۔ (۳)

ایک مرتبہ معاویہ حج کے لئے آیا وہاں سعد سے ملاقات ہو گئی، معاویہ نے علی کے لئے نامناسب باتیں کہیں سعد برافروختہ ہو گئے اور کہا کہ تم اس شخص کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو جس کے لئے رسول نے غدیر میں اعلان ولایت کیا اور حدیث منزلت فرمائی اور خبر میں اس کے ہاتھوں میں خود علم دے کر محظوظ خدا ہونے کا اعلان کیا۔

متدرک حاکم میں ابوذکر یاسیجی بن محمد عنبری، ابراہیم بن ابی طالب، علی بن منذر، ابوفضل، مسلم

۱۔ خصائص نسائی ص ۲۷ (ص ۲۸ حدیث نمبر ۹)، سنن نسائی حج ۵، ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۲۸۹۷ (۲۸۹۷)

حج ۵، ص ۲۸۹۹ حدیث نمبر ۳۸۹۹ (ص ۲۵، ۱۸، ۲۷) (ص ۱۱۲، ۱۱۳ حدیث نمبر ۹۶)

۲۔ ابن بطریق کی العبدہ ص ۲۷ (ص ۲۷ حدیث نمبر ۱۲۸)

۳۔ سنن ابن ماجہ ح ۳۰، ص ۲۵ (ح ر ۲۵ حدیث نمبر ۱۲۱)

ملائی، خشیہ بن عبد الرحمن انھوں نے کہا: سعد سے کسی نے سوال کیا: حضرت علی آپ سے غایبانہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ نے ان کے بارے میں پہلو تھی کی۔ سعد نے کہا: وہ تو مخدنا! میری صواب دیکھی لیکن انھوں نے غلطی قرار دی حضرت علی کو تین فضیلیں ایسی ملی ہیں کہ ان کی ایک بھی میرے لئے دنیا و مافیحا سے بہتر تھی غدیر میں ولایت کا اعلان، خیر میں آشوب زدہ آنکھوں میں لحاب و ہن لگا کر علم حوالے کرنا، اور مسجد سے سب کو نکال کر علی کو ظہرنے کا حکم۔ (۱)

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں شعبہ، حکم، ابی ملیٰ اور سعد سے تین اہم باتوں میں ..... رایت خیر، حدیث طیر اور حدیث غدیر کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

سعد سے حدیث غدیر کی روایت مندرجہ ذیل علماء نے کی ہے:

ابن عقدہ، سعید بن حیب، انھوں نے سعد سے: عاصی نے زین الفتی میں ابن عقدہ کے طریق سے: طحاوی نے مشکل الآثار میں مصعب بن سعد اور شعبہ بن الججان سے (۳)؛ جوئی نے فراید میں عائشہ بنت سعد سے۔ (۴)

قتل خوارزmi، اسni الطالب جزری، کفایة شافعی میں دو حافظوں یوسف ابن خلیل و مشقی اور محمد بن علی نری سے اور ان دونوں نے جدعاں سے۔ (۵)

کفایہ میں سند یوں ہے: ہم کو خبر دی شیخ الشیوخ عبد اللہ عمر جمیی نے دمشق میں حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن یہودۃ اللہ، ابو الفضل فضیلی، احمد بن شداد رمزی علی بن قادم، اسرائیل، عبد اللہ بن شریک، حارث بن مالک کا بیان ہے کہ میں مکہ آیا اور سعد سے ملاقات کر کے ایک فضیلت سننے کی فرمائش کی، انھوں نے کہا: میں نے علی کی چار فضیلیں اپنی آنکھوں دیکھی ہیں کہ اگر مجھے نصیب ہوتیں تو دنیا بھر کی نعمتوں سے

۱۔ المسند رک علی الحججین ج ۳ ص ۱۱۶ (ج ۳ ص ۱۲۲ حدیث نمبر ۳۶۰)

۲۔ حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۳۵۶

۳۔ مشکل الآثار ج ۲ ص ۳۰۹

۴۔ فرائد الحکمین (ج ۱ ص ۹۷ باب ۱۱ حدیث نمبر ۲۷)

۵۔ قتل خوارزmi (ج ۱ ص ۲۸)، اسni الطالب ص ۲۸، کفایة الطالب ص ۱۶ (ص ۲۸)

بہتر تھیں تفصیل کے ساتھ چار باتیں ہیں:

۱۔ سورہ برآۃ کا ابو بکر سے لے کر خود مکہ جاتا۔

۲۔ مجدد رسولؐ سے سب کو نکالنا اور علیؐ کو قیام کا حکم دینا۔

۳۔ خیربر کے دن علیؐ کو علم منا۔

۴۔ غدیر خم میں رسولؐ نے فتح و پیغم خطبے میں علیؐ کی ولایت کا اعلان کیا۔ (۱)

حافظ گنجی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ (۲) اس کی ابن ماجہ اور ترمذی نے محمد بن یسیار اور انھوں نے محمد بن جعفر سے روایت کی ہے۔ (۳)

حافظ شمسی نے مجمع الزواید میں براز سے حدیث غدیر کی روایت کی ہے۔ (۴)

ابن کثیر شامی نے بدایہ والنہایہ میں بحوالہ القدیر طبری، ابو الجوزاء، احمد بن عثمان، محمد بن خالد، عثمان، موسیٰ بن یعقوب زمی صدقی صدوق، مہاجر بن سمار، عائشہ بنت سعد اس کے بعد تصریح کیا ہے کہ یہ حدیث حسن و غریب ہے۔ (۵) بدایہ جلد ہفتہم میں حسن بن عزد عبدالی، محمد بن حازم، ابو معاویہ نابینا، موسیٰ بن مسلم سیہانی، عبد الرحمن سابط نے سعد و قاص سے معادیہ کے حج میں سعد سے ملاقات کی تفصیل اور تین فضیلتوں کا بیان ہے۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل محدثین نے بھی سعد سے روایت کی ہے:

جلال الدین سیوطی، جمع الجواہم، تاریخ الخلفاء بروایت طبرانی، تحقیق ہندی کنز العمال میں بحوالہ فضائل الصحابة ابو نعیم، تاریخ الخلفاء میں جویر طبری نے، وصاہی نے الاکتفاء میں بروایت ابن ابی عاصم اور سعید میں منصور، بدخشانی نے نزل الابرار میں طبرانی و ابو نعیم سے، مقتل خوارزمی و ابن مغازی نے دس

۱۔ کفایہ الطالب ص ۱۵۱ (ص ۲۸۵)

۲۔ کفایہ الطالب (ص ۲۸۷ باب ۲۰)

۳۔ حسن ابن ماجہ (ج راص ص ۲۵۵ حدیث نمبر ۱۲۱)، حسن ترمذی (ج راص ص ۵۹۱ حدیث نمبر ۳۷۱۳)

۴۔ مجمع الرواائد ج ر ۹ ص ۷۰: مسند البهر از (ج ر ۲ ص ۲۱۶ حدیث نمبر ۱۲۰۳)

۵۔ البدایہ والنہایہ ج ر ۵ ص ۲۱۲، (ج ر ۵ ص ۲۲۱ حادثہ ۱۰)، ج ر ۷ ص ۲۳۰، (ج ر ۷ ص ۲۲۶ حادثہ ۲۰)

راویان غدری میں سعد کو بھی شمار کیا ہے۔ (۱)

۳۷۔ سعد بن جنادة گوفنی والد عطیہ عونی، ان سے ابن عقدہ، جعابی و خوارزمی نے روایت کی ہے۔

۳۸۔ سعد بن عبادہ النصاری خزری۔ متوفی ۱۵۱ یا ۲۶۵ ہجری بارہ نقیبوں میں ایک، ابو بکر جعابی نے

نخب میں ان سے روایت کی ہے۔

۳۹۔ ابوسعید، سعد بن مالک انصاری خدری۔ متوفی ۲۶۳ یا ۲۶۵ ہجری مزار بقیع میں مدفن ہیں۔

ابن عقدہ نے سہم بن حسین اسدی سے روایت کی ہے کہ میں اور عبد اللہ بن علقدہ مکہ پڑے گئے، عبد اللہ علی پر سب و شتم عرصہ سے کیا کرتا تھا میں نے اس سے کہا: تمہیں ابوسعید خدری سے تعارف ہے اس نے کہا: ہاں! ہم دونوں نے وہاں جا کر پوچھا: کیا آپ کے پاس فضیلت علیٰ کی کوئی بات ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! لیکن جو کہوں اسے مہاجرین و انصار قریش سے دریافت کر لیتا۔ حضرت رسول خدا نے غدری کے دن فصح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! کیا میں مومنین کے قسوں پر ان سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں؟ تین بار پوچھنے پر سب نے تین بار اقرار کیا پھر علیٰ کو نزد دیک بنا کر اتنا بلند کیا کہ سفیدی بغل نہایاں ہو گئی اور کہا: من كنت مولاہ... اس موقع پر بن علقمہ نے ابوسعید خدری سے پوچھا: کیا آپ نے بذات خود اپنے کانوں سے نہ ہے؟

ابوسعید نے کان اور سینے پر ہاتھ مار کر کہا: اسے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد کیا ہے۔ عبد اللہ بن شریک نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد ہمارے پاس ابن علقمہ آئے اور ظہیر کی نماز پڑھ کر کھڑے ہوئے اور یوں دشنام علیٰ پر تین بار توبہ کی: ”میں دشنام علیٰ پر توبہ کرتا ہوں اور خدا سے استغفار چاہتا ہوں۔“

۱۔ جامی الاحادیث (ج ر ۱۱ ص ۲۲۶ حدیث نمبر ۳۲۰۹۶)؛ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۲ (ص ر ۱۵۸)؛ کنز العمال (ج ر ۶ ص ۱۵۲) (ج ر ۱۱ ص ۲۰۹ حدیث نمبر ۳۲۹۵۰)، ج ر ۱۳ ص ۱۶۲ حدیث نمبر ۳۲۹۵ (۲)؛ تاریخ الخلفاء ص ۲۰۵۳ (نzel alibrar) (ص ر ۱۱ ص ۵۲)؛ مناقب ابن مغازی (ص ر ۷۲ حدیث نمبر ۳۹)؛ عتل خوارزمی (ج ر ۱۱ ص ۲۸)۔

حافظ بن مرویہ اور حافظ ابو نعیم نے بھی ابوسعید سے روایت غدیر کی ہے۔ (۱)

حافظ ابوسعید سعوہ بن ناصر جھانی نے کتاب الولایت میں اور حافظ ابوالقاسم حکافی اور حافظ ابو الفتح محمد بن علی نظری نے خصائص علویہ میں، حسن بن احمد، احمد بن عبد اللہ بن احمد، محمد بن احمد بن علی، محمد بن عثمان بن شیبہ، بیکی حماقی، قیس بن ریق، ابو ہارون، انھوں نے ابوسعید خدری سے حدیث غدیر کی روایت کی ہے۔ (۲)

اس میں درخت کے کائے صاف کرنے، جھاڑو دینے، حدیث رسول، آیہِ اکمال پر رسول کے نزراً تکمیر بلند کرنے اور حسان کے نزے نقل کئے ہیں کہ قریش والواعلی کی ثابت شدہ ولایت کے بارے میں آنحضرت نے جو گواہی وی اسے میری زبان سے سن لو، پھر اشعار پڑھے۔

ان کے علاوہ ابوسعید خدری سے جھوٹوں نے روایت کی ان کے نام یہ ہیں: تفسیر نیشاپوری؛ فراید حمویی و سلسلوں سے عہدی کی روایت؛ مناقب خوارزمی؛ ابن صباغ ماکی فضول الہمہ؛ حافظ یثمنی؛ مجمع الزواید؛ تفسیر ابن کثیر؛ البدایہ والہمیہ؛ مجمع الجواہم، تاریخ المخالفاء، تفسیر درمنثور، جلال الدین سیوطی، کنز العمال، ملائل متنقی؛ نزل الابرار بدخشانی؛ روح المعانی آلوسی؛ تفسیر المنار؛ بدر الدین محمود بن عینی، عمدۃ القاری؛ اسنی الطالب جزری۔ (۳)

۵۰۔ سعید بن زید قرشی عدوی - متوفی ۵۰۔ ایک عشرہ مبشرہ میں ہیں، ابن مغازی نے سوا صحاب راویان غدیر میں انھیں بھی شمار کیا ہے۔ (۴)

۱۔ مازل من القرآن فی علی (ص ۲۰۱ حدیث نمبر ۲۱) ۲۔ شوہد المتریل (ج راص ۲۰۱ حدیث نمبر ۲۱)

۳۔ تفسیر نیشاپوری (ج راص ۱۹۳ ص ۱۹۳)، فرائد اسٹھنی (ج راص ۲۷ حدیث نمبر ۳۹)، مناقب خوارزمی (ص ۸۰) (ص ۱۳۵ حدیث نمبر ۱۵۲)، الفصول الحسنی (ص ۲۷) (ص ۳۲)، مجمع الزوائد (ج راص ۹۶)، البدایہ والہمیہ (ج رے ص ۳۵۰) (ج رے ص ۳۸۶) (ج رے ص ۳۸۷) (ج رے ص ۳۸۸)؛ جامع الاحادیث (ج راص ۲۷ حدیث نمبر ۱۵۱)، تاریخ المخالفاء (ص ۱۱۳) (ج راص ۱۲)، تفسیر درمنثور (ج رے ص ۲۵۹) (ج رے ص ۱۹)، کنز العمال (ج رے ص ۳۹۰)، (ج رے ص ۳۹۱) (ج رے ص ۳۹۲)، حدیث نمبر ۳۲۳، (ص ۱۵۷) (ص ۱۵۸)، حدیث نمبر ۳۶۸ (ص ۲۰)، نزل الابرار (ص ۲۰)، روح المعانی (ج رے ص ۲۷)، عمدۃ القاری (ج رے ص ۱۹)، تفسیر المنار (ج رے ص ۲۶)، عمدۃ القاری فی شرح حجج البخاری (ج رے ص ۱۸)، اسنی الطالب (ص ۲۸)، مناقب ابن مغازی (ص ۲۷) (حدیث ۲۰۶)

۵۱۔ سعید ابن عبادہ انصاری۔ ابن عقدہ نے کتاب الولایت میں ان سے حدیث غدیر کی روایت کی ہے۔

۵۲۔ ابو عبد اللہ سلمان فارسی: متوفی ۳۶۷ھ ان کی عمر تین سو سال باتی جاتی ہے۔  
ان سے مندرجہ ذیل علماء نے حدیث کی روایت کی ہے: حافظ ابن عقدہ جعابی، جزری اسی الطالب۔ (۱)

۵۳۔ ابو مسلم سلمہ بن اکوی اسلئی: متوفی ۴۷۰ھ ابن عقدہ نے ان سے روایت کی ہے۔ (۲)  
۵۴۔ ابو سلیمان سرہ بن جنہب قرازی: خلیف انصار، بصرہ میں انتقال کیا سال مرگ  
۵۵۔ ۶۰-۵۹ ہے۔ ان سے ابن عقدہ جعابی اور جزری نے روایت ہے۔ (۳)  
۵۵۔ سہل بن حنیف انصاری اوی: متوفی ۴۸۵ھ، حافظ ابن عقدہ، جعابی اور ابن اشتر نے اسد القابہ میں روایت کی ہے یہ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے رحیم میں حدیث غدیر کی گواہی دی تھی۔

۵۶۔ ابو العباس سہل بن سعد انصاری خزری: ساعدی، سو سال کی عمر میں ۹۱ھ میں انتقال کیا  
مناشدہ میں انہوں نے بھی گواہی دی تھی ان سے سہودی نے جواہر العقدین میں ابن عقدہ کی سند سے  
روایت کی ہے یہاں پر المودۃ اور تاریخ آل محمدؐ کے مطابق روایات حدیث غدیر میں ہیں۔ (۴)

### (ص-ض)

۷۵۔ ابو امامہ الصدیق بن عجلان یاہلی: شام میں رہتے تھے، ۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔ ان سے ابن عقدہ نے حدیث غدیر کی روایت کی ہے۔

۱۔ (ذہبی کی کتاب الفدیر حدیث نمبر ۱۳۳): اسی الطالب ص ۳۸، (ص ۳۸، ۲)

۲۔ (ذہبی کی کتاب الفدیر حدیث نمبر ۱۳۱)

۳۔ اسی الطالب ص ۳۸، (ص ۳۸، ۲)

۴۔ اسد القابہ ج ۳ ص ۲۰۷، (ج ۳ ص ۲۶۹) حدیث نمبر ۳۲۲۱: یہاں پر المودۃ ص ۳۸، (ج راص ۳۶، یا ب ۲): تاریخ آل محمد ص ۷۶

۵۸۔ ضمیرہ اسدی: ابن عقدہ نے حدیث الولایۃ اور کتاب الغدیر میں ان سے روایت کی ہے کتاب الغدیر میں ضمیرہ بن حدید لکھا ہے، حالانکہ ضمیرہ بن جنبد یا ضمیرہ بن حبیب ہونا چاہئے۔

(ط)

۵۹۔ طلحہ بن عبید اللہ ترمذی میں بھر ۶۳ سال جنگ جمل میں مارے گئے، انہوں نے جنگ جمل میں حدیث غدری کی گواہی دی، مندرجہ ذیل علماء نے ان سے روایت کی ہے:  
مسعودی نے مروج الذهب، حاکم نے مسند رک میں، خوارزمی نے مناقب میں پیشی نے مجع، سیوطی نے جمع الجواہیں میں، ابن حجر نے تہذیب میں، بحوالہ حافظن الائی، ترمذی نے کنز العمال میں بحوالہ ابن عساکر و حاکم عاکی نے زین الفتن میں حل اتی کی تفسیر کرتے ہوئے محمد بن زکریا، ابو الحسن محمد بن اسماعیل علوی، محمد بن عمر براز، عبداللہ بن زیاد مقبری، حفص بن عمر المتری، غیاث بن ابراہیم، طلحہ بن سعید، ان کے پیچے عیسیٰ انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔ (۱)

ابن کثیر نے بدایہ میں براء سے روایت کی ہے، لکھا ہے کہ یہ حدیث سعد، طلحہ، جابر، ابو سعید خدری، جوشی بن جنادة، جریر بن عبد اللہ، عمر بن خطاب اور ابو ہریرہ نے بھی روایت کی ہے۔ (۲) حافظ مغازی لی نے مناقب میں سورا اویوں میں سے طلحہ کو بھی شمار کیا ہے۔ (۳)

(ع)

۶۰۔ عامر بن عمیر نميری۔ ابن عقدہ اور ابن حجر نے اصحاب میں ان سے روایت کی ہے۔ (۴)

۶۱۔ عامر بن لیلی بن ضمرہ۔ مندرجہ ذیل علماء نے ان سے روایت غدری کی ہے:

۱۔ مروج الذهب ج ۲ ص ۱۱ (ج ۲ ص ۳۸۲)؛ المسند رک علی الحسین ج ۲ ص ۱ (ج ۳ ص ۳۱۹ ح ۵۵۹۲)؛ مناقب خوارزمی ص ۱۱۲ (ص ۱۸۲ ح ۲۲۱)؛ مجموع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۷ (ج ۱۰ ص ۱۳۱ ح ۸۹۳۲)؛ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۹۱ (ج ۳ ص ۳۲۲)؛ کنز العمال ج ۲۶ ص ۱۵۳؛ ۸۳ (ج ۱۱ ص ۳۲۲ ح ۳۱۶۶۲)  
۲۔ البدایہ والہایہ ج ۷ ص ۳۳۹ (ج ۷ ص ۳۸۶ ح ۳۸۷)

۳۔ مناقب ابن مغازلی (ص ۷۷ ح ۲۹) (۲۵۵ ص ۲۲۱)

۴۔ مناقب ابن حادی (ص ۷۷ ح ۲۹) (۲۵۵ ص ۲۲۱)

ابن عقدہ نے حدیث الولایت میں، ابن اشیر نے اسد الغابہ میں (۱)، ابن صباغ ماکلی نے کتاب الموجز سے (۲)، ابن حجر نے اصحابہ میں ابن عقدہ کے حوالے سے انھوں نے ابو موسیٰ کی روایت کی بھی نشان دہی کی ہے۔ (۳) کھودی نے ابن عقدہ ابو موسیٰ اور ابو الفتوح سے نقل کیا ہے ان کے سلسلے میں عامر اور خذیفہ بن اسید دونوں ہیں ان کے تفصیل بیان میں رسول کا مجھہ میں قیام، درختوں کے پاس ٹھہر نے سے منع کرنا، جھاڑو دینا، نماز جماعت اور خطبہ نقل ہے، خطبہ میں آپ نے دائیٰ اجل کو لبیک کہنے وال بیٹ کے لئے حسن سلوک کی تاکید کے بعد لوگوں کو گواہ کر کے حدیث غدیر فرمائی، اس کے آخر میں حدیث تلقین نقل کی ہے۔

خطیب خوارزی نے مقتل میں عامر کو راویان حدیث غدیر میں شمار کیا ہے۔

ابن اشیر نے اسد الغابہ میں عامر کے مقام رجب گواہی دینے کی نشان دہی کی ہے۔ (۴)

۶۲۔ عامر بن لیلی غفاری۔ این حجر نے اصحابہ میں عامر کے ذکر کے بعد عامر غفاری کا علاحدہ تذکرہ کیا ہے۔ (۵) ابن منده نے بھی علاحدہ ذکر کیا ہے این مندہ کی سند میں عمر بن عبد اللہ بن لیلی بن مرہ، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے، حدیث رجب کوفہ میں سترہ آدمیوں نے گواہی دی ان میں عامر غفاری بھی تھے۔

ابو موسیٰ نے پہلے عامر کو مانا ہے این اشیر نے بھی ان کا قول تسلیم کرتے ہوئے تصحیف کی نشاندہی کی ہے اور اس میں لکھا گیا ہے: اس میں شک نہیں کہ ہر غفاری ہمزہ ہی کے ساتھ منسوب ہے اور غفار بن ملیل بن ضرہ ان کا سلسلہ ہے لیکن میرے خیال میں ان نسبت کا تحریج مختلف ہونے کی وجہ سے دو عامر ماننا ہی چاہیے۔ (۶)

۱۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۹۲ (ج ۳ ص ۱۳۹ نومبر ۲۷۲۷)

۲۔ الفضول الحمراء (۲۰)

۳۔ الاصابہ ج ۲ ص ۲۵۷ (ج ۳ ص ۹۳ نومبر ۲۷۲۷)

۴۔ الاصابہ ج ۲ ص ۲۵۷ (ج ۳ ص ۹۳ نومبر ۲۷۲۷)

۵۔ الاصابہ ج ۲ ص ۲۵۷ (ج ۳ ص ۹۳ نومبر ۲۷۲۸)

۶۔ اسد الغابہ (ج ۳ ص ۹۳ نومبر ۲۷۲۸)

۶۳۔ ابوظیل عامر بن واہلہ - متوفی ۱۰۰- ۱۰۸- ۱۱۰ ہـ احمد بن حبل نے مندیں علی بن حکیم، شریک اعمش، جبیب بن ابی ثابت اور ابوظیل کے سلسلہ سند سے زید بن ارقم سے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔ جلد سوم میں رجب کے مناشه کی تفصیل ہے۔ (۱) خصائص نسائی میں ابوظیل کے سلسلہ سند سے زید بن ارقم سے روایت ہے۔ (۲)

صحیح ترمذی میں سلمہ بن کہل سے ابوظیل کی روایت ہے۔ (۳)

عاصی نے زین الفقی میں فطر سے حدیث مناشه کی روایت کی ہے ابن اشیر نے اسد القابہ میں دو جگہ جلد سوم و پنجم میں، خوارزی نے مناقب میں، گنجی نے کفایہ میں، اور طبرانی نے ریاض میں، ابن حزہ و مشقی نے البیان والتریف میں، ابن کثیر نے بدایہ والنہایہ میں، ابن حجر نے اصحاب میں، مالکی مقنی نے کنز العمال میں، سہمو دی نے جواہر العقدین میں، قندوزی نے یہاںچ المودۃ میں حدیث غدری کو ابوظیل سے نقل کیا ہے۔ (۴)

۶۴۔ عائشہ بنت ابو بکر بن ابی قافہ (زوجہ رسول)۔ ان سے ابن عقدہ نے حدیث کی روایت کی ہے۔

۶۵۔ عباس بن عبدالمطلب (رسول کے پیغمباڑ) میں وفات پائی، ابن عقدہ و جزری نے روایت کی

ہے۔ (۵)

۱۔ منداح بن حبل براص راس ۱۱۸ (ج راس ۱۹۰ حدیث نمبر ۹۵۵) ج راس ۳۷۰ (ج راس ۳۹۸ حدیث نمبر ۱۸۸۱۵)

۲۔ خصائص نسائی ص ۱۵- ۱۷ (ص ۹۶ حدیث نمبر ۷۷ حدیث نمبر ۹۲، سنن نسائی ج راس ۱۳۰ حدیث نمبر ۳۸۲۳)

۳۔ سنن ترمذی ج راس ۲۹۸ (ج راس ۵۹۱ حدیث نمبر ۳۷۱۳)

۴۔ اسد القابہ ج راس ۹۲ (ج راس ۳۱۹ حدیث نمبر ۲۷۲)، ج راس ۲۷۶ (ج راس ۲۵۲)؛ مناقب خوارزی ص ۳۹ نمبر ۶۱۶۹

(ص ۱۵۳ حدیث نمبر ۱۸۲، ص ۳۱۳ حدیث نمبر ۳۱۲)؛ کتابیۃ الطالب ص ۱۵ (ص ۹۲- ۹۳ باب ۱)؛ ریاض العترة

ج راس ۹۷ (ج راس ۱۱۲)؛ البیان والتریف (ج راس ۳۷ حدیث نمبر ۱۲۹۰)؛ البدریۃ والنہایہ ج راس ۱۱۰،

ج راس ۷۷ (ج راس ۳۱۱)؛ حادثہ ۱۰ (ج راس ۷۷ حدیث نمبر ۳۵۰)؛ الاصابة ج راس ۱۵۹،

ج راس ۳۹۰ (ج راس ۲۵۷)؛ کنز العمال ج راس ۶ (ج راس ۳۹۰)؛ (ج راس ۱۰۲ حدیث نمبر ۲۶۳۰)؛ یہاںچ المودۃ

ص ۳۸ (ج راس ۳۶ باب ۲)۔

۵۔ اسی الطالب ص ۲ (ص ۲۸)

۶۶۔ عبد الرحمن بن عبد رب النصاری۔ انہوں نے بھی رجب میں گواہی دی تھی ان سے ابن عقدہ نے اور ابن اثیر نے اسد القابہ جلد سوم و قائم میں، ابن حجر نے اصحابہ اور عبد الرحمن نے تاریخ آل محمد میں حدیث غدیر کی روایت کی ہے۔ (۱)

۶۷۔ ابو محمد عبد الرحمن بن عوف قرشی زہری۔ متوفی ۳۱-۳۲ھ ان سے روایت ابن عقدہ نے حدیث الولایہ، منصور رازی نے کتاب الغدیر، یہ بھی عشرہ بشرہ میں ہیں، ابن مغازی نے سو صحابہ روایۃ غدیر میں ان کو بھی شمار کیا ہے۔ (۲)

۶۸۔ عبد الرحمن بن شمر الدیلی۔ کوفہ میں قیام تھا ان سے غدیر کی روایت ابن عقدہ اور خوارزمشاهی نے کی ہے۔ (۳)

۶۹۔ عبد اللہ بن ابی عبد الاسد مخزوی۔ ابن عقدہ نے روایت کی ہے۔

۷۰۔ عبد اللہ بن بدیل بن همام قبیلہ خزامہ کے سردار، صفین میں شہید ہوئے حدیث کہان میں یہ بھی گولہن غدیر میں تھے۔

۷۱۔ عبد اللہ بن بشیر رازی۔ ابن عقدہ نے ان سے روایت غدیر کی ہے۔

۷۲۔ عبد اللہ بن ثابت النصاری۔ مناشه میں یہ بھی گواہ تھے، تاریخ آل محمد میں انھیں بھی راویان حدیث غدیر میں شمار کیا گیا ہے۔ (۴)

۷۳۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی۔ ۷-۸ میں انتقال کیا۔ ابن عقدہ نے روایت کی ہے۔ معاویہ سے ان کا احتجاج آگے آئے گا۔

۷۴۔ عبد اللہ بن حطب قرشی مخزوی۔ سیوطی نے احیاء میلت میں بحوالہ طبرانی حدیث کی روایت کی ہے۔ (۵)

۱۔ اسد القابہ (ج ۲۰ ص ۲۷) (ج ۲۳ ص ۲۶۹، نمبر ۳۲۲۱) (ج ۲۵ ص ۲۰۵) (ج ۲۶ ص ۲۳۰، نمبر ۵۹۲۶)؛ الاصابة (ج ۲ ص ۲۰۸، ۲۰۸)؛ تاریخ آل محمد ۲۷۔

۲۔ مقتل خوارزمشاهی (ص ۲۷ حدیث نمبر ۳۹)

۳۔ احیاء میلت ص ۲۶۰، حدیث نمبر ۳۸

۴۔ تاریخ آل محمد ص ۲۷

۷۔ عبد اللہ بن ربیعہ۔ خوارزمی نے مقتل میں ان سے روایت کی ہے۔ (۱)

۸۔ عبد اللہ بن عباس۔ متوفی ۶۸ھ خاص صفائی میں میمون ابن شی، ابوالوضاح ابو عوانہ، ابو بلج بن ابی سلیم، عمرو بن میمون انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ (۲)

”میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا، آپ کے پاس نوگر وہ آئے، ان سے ساتھ چلنے یا خلوت میں بات کرنے کی فرمائش کی، یہ ساتھ چلنے پر راضی ہوئے۔ ابن عباس ابھی ناپینا نہیں ہوئے تھے، ایک جگہ جمع ہو کر باتیں کیں، ہمیں ان کی باتوں کا علم نہ ہو سکا، وہاں سے ابن عباس دامنِ حماڑتے ہوئے آئے اور یوں لے افسوس! ان لوگوں نے ایسے پرسب و شتم کیا ہے جس کے دس فضائل کا حائل کوئی نہیں ہے جس کے لئے رسول نے فرمایا: میں علم دے کر ایسے کروانہ کروں گا جو خدا کو محظوظ اور وہ خدا کو دوست رکھتا ہے۔ کسی نے لاچی نظر سے حضور کو دیکھا تو رسول نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ کہا گیا: وہ آنا پینے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا ان کے سوا آنا پینے والا نہ تھا؟ ایسے میں علی آئے تو آشوب چشم میں بتلا تھے، حضور نے لحاب دہن لگایا اور پرچم کو تمیں بار جھکھا دے کر علی کے حوالے کیا، علی صفیہ بنت حی کو لے کر واپس ہوئے۔ رسول نے فلاں کو سورہ کوتبہ دے کر بیجا، پھر عقب میں علی کو روانہ کیا، رسول نے فرمایا کہ سورہ کوتبہ کی تبلیغ کا حق یا مجھے ہے یا جو مجھ سے ہے۔ رسول نے اپنے چھاڑا بھائیوں سے پوچھا: تم میں کون ہے جو مجھے دنیا و آخرت میں دوست رکھتا ہو؟ سب جواب سے بھکھائے، علی نے جواب دیا، رسول نے بار بار علی کو نظر انداز کر کے سب سے پوچھا، لیکن ہر بار علی کا جواب ملا تو رسول نے علی سے فرمایا: تم تو دنیا و آخرت میں میرے محظوظ ہو۔

علیؑ خدیجہ کے بعد سابق الاسلام تھے۔ آیہ تطہیر نازل ہوئی، رسولؐ کے بستر پر سوئے ابو بکر آئے اور رسولؐ کو پکارا علیؑ نے جواب دیا وہ توبہ میون کی طرف چلے گئے ان کے پیچھے جاؤ چتا نچا ابو بکر، رسولؐ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے مشرکین نے آکر علیؑ پر پتھر بر سانا شروع کر دئے، جس طرح رسولؐ پر پتھر

۱۔ مقتل خوارزمی بح راص ۲۸۸

۲۔ خاص صفائی ص ۷۴ (ص ۷۴ حدیث نمبر ۲۲، سن نسائی ج ر ۵ ص ۱۲) حدیث نمبر ۸۷۰

برساتے تھے، علی بستر پر پہلو بدلتے رہے، صبح تک چادر نہیں سر کائی، صبح کو مشرکین نے علی کی استقامت پر تعجب کا اظہار کیا۔

رسولؐ نے جنگ توبک میں علی کو ساتھ نہیں لیا علی روئے لگے تو حدیث منزلت فرمائی، رسولؐ نے علی کو تمام مومنوں کا آقا کہا: رسولؐ نے علی کے سواب کے دروازے بنڈ کر دیئے اور رسول خدا نے غدیر خم میں فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ"۔ اس حدیث کو بے شمار علماء و محدثین نے نقل کیا ہے۔ (۱) ۷۷۔ عبد اللہ بن ابی او فی اسلمی۔ متوفی ۷۸، ۸۸۔ ابن عقدہ نے روایت کی ہے۔

۷۸۔ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب عدوی۔ متوفی ۷۴ کے حافظ یعنی نے مجمع میں بسلسلہ طبرانی عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے۔ (۲) اس روایت کو مندرجہ ذیل علماء نے نقل کیا ہے۔  
سنن ابن شیبہ، اکتفا و صابی، مجمع الجواہر، مختصر الخلفاء سیوطی، کنز العمال ترقی، نزل الابرار بدخشانی، مقتل خوارزی، اسنی الطالب جزری۔ (۳)

۱۔ مسند احمد بن حنبل ج رام ۵۳۳ (ج رام ۵۳۳ حدیث نمبر ۳۰۵۲): المسند رک علی الحسنین ج ۲۳، ص ۱۳۲ (ج ۲۳، ص ۱۳۲)؛ مسند رک علی الحسنین ج ۲۳، ص ۱۳۲ (ج ۲۳، ص ۱۳۲)؛  
حدیث نمبر ۳۶۵۲ (۳۶۵۲): متناقب خوارزی ص ۵۷ (ص ۱۲۵ حدیث نمبر ۱۸۰)؛ ریاض المعرفة ج ۲۳، ص ۱۵۲ (ج ۲۳، ص ۱۵۲)؛ فزادہ  
اسطین (ج رام ۲۷۲ حدیث نمبر ۲۵۵ باب ۵۹): البدریۃ والتبیین ج ۷، ص ۳۲۷، ج ۷، ص ۳۲۷، ج ۷، ص ۳۲۷ حادث ۲۷۲: مجمع  
الزادہ ج رام ۱۱، ۱۹: کفایۃ الطالب ص ۱۵۵ (ص ۲۲۷ باب ۲۲): الاصابة ج رام ۲۲، ۵۰۹: کنز العمال ج رام ۱۵۳ (ج ۱۱،  
ص ۲۰۳) حدیث نمبر ۳۲۹۱۶ (۳۲۹۱۶): الراہین فی فضائل امیر المؤمنین ص ۵۰ حدیث نمبر ۱۳: تاریخ الخلفاء ص ۱۱ (ص ۱۵۸، ص ۱۵۸)؛ مسند مشیش  
الاخبار ص ۳۸ (ج رام ۱۰، باب ۷): البدریۃ والتبیین ج رام ۳۲۸ (ج ۷، ص ۳۲۸ حادث ۲۷۲)؛ الکشف والیمان معرفہ  
پتیر شافعی آیت ۷۷ سورہ مائدہ تفسیر رازی ج رام ۳۲۶ (ج رام ۱۲، ص ۳۹)؛ تفسیر نیشاپوری ج رام ۶۲ (ج ۱۹۲، ص ۱۹۲): روح العانی ج ۷،  
ص ۳۲۸ (ج رام ۱۹۲)؛ مفتاح الجواہر ص ۲۵، ۲۲ (باب ۲ فصل ۱۲)۔

۲۔ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۴۶

۳۔ جامع الاحادیث ج رام ۳۶۹ حدیث نمبر ۲۲۰۰۳ (۲۲۰۰۳): تاریخ الخلفاء ص ۱۱ (ص ۱۵۸)؛ کنز العمال ج ۶،  
ص ۱۵۲ (ج رام ۱۵۲) حدیث نمبر ۳۲۹۵۰ (۳۲۹۵۰): نزل الابرار ص ۲۰ (ص ۵۲)؛ مقتل خوارزی (ج رام ۳۸)؛ اسنی  
الطالب ص ۲۸ (ص ۲۸) (۲۷) درمنشور ج رام ۲۹۸ (ج ۳، ص ۱۱)۔  
(۲) قیم القدری ج ۲، ص ۲۷۵ (ج ۲، ص ۶۰): روح العانی ج ۲، ص ۲۳۸ (ج ۲، ص ۶۰)؛ مقتل خوارزی (ج رام ۳۸)؛ اسنی الطالب  
ص ۲۸ (ص ۲۸)

۷۔ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود بندی - متوفی ۳۲-۳۳ھ مزار بقعہ میں دفن ہیں، درمنثور کے مطابق حافظ بن سردویہ نے ان سے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔  
ان کے علاوہ قاضی شوکانی نے تفسیر میں، آلوی نے روح المعانی میں، خوارزمی و جزری نے اسی  
الطالب میں ان کو راویان حدیث غدری میں شمار کیا ہے۔

۸۰۔ عبد اللہ بن یامین - ابن عقدہ نے مفرد میں ابراہیم بن محمد، جعفر بن محمد انھوں نے اپنے باپ  
اور ایکن بن قال بن عبد اللہ بن یامین سے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔ اس حدیث کو ابن اثیر نے  
اسد الغابہ اور ابن حجر نے اصحاب اور تقدیزوی نے بیانیق میں نقل کیا ہے۔ (۱)

۸۱۔ هشان بن عفان - متوفی ۳۵ھ ابن عقدہ نے کتاب الولایہ، منصور نے الغدر میں ان سے  
روایت کی ہے ابن مغازلی کے مطابق سورا ویان غدری میں یہ بھی ہیں۔ (۲)

۸۲۔ عبد بن عاذب النصاری (براء بن عاذب کے بھائی) - مناشرہ رجبہ میں یہ بھی موجود تھے۔

۸۳۔ ابو طریف عدی بن حاتم - سو سال کی عمر میں ۱۰۰ھ میں انتقال کیا، مناشرہ رجبہ میں  
موجود تھے۔ حافظ بن عقدہ نے حدیث الولایہ، تقدیزوی نے بیانیق اور شیخ احمد کی نے وسیلة المال میں  
ان سے روایت غدری کی ہے۔ (۳)

اور تاریخ آل محمد کے مطابق یہ بھی راویان غدری میں ہیں۔ (۴)

۸۴۔ عطیہ بن بسر مارنی - ابن عقدہ نے ان سے روایت غدری کی ہے

۸۵۔ عقبہ بن عامری جمنی - معاویہ کی طرف سے تین سال تک مصر کے گورز رہے ۲۰ھ میں  
انتقال کیا۔ ابن عقدہ نے مناشرہ رجبہ میں ان کی گواہی کا ذکر کیا ہے عدی بن حاتم کی گواہی کا ذکر ہو چکا،  
قاضی نے تاریخ آل محمد میں انھیں راویان غدری میں شمار کیا ہے۔ (۵)

۱۔ اسد الغابہ ج رام ۲۷۲ ص ۳۱۵ (ج رام ۲۷۲ ص ۳۱۵ نمبر ۳۲۲۲)؛ الاصابة ج رام ۲۷۲ ص ۳۸۲؛ بیانیق المودة ص ۳۳ (ج رام ۲۷۲ باب ۲)

۲۔ مناقب ابن مغازلی (ص ۲۷۶ حدیث نمبر ۳۹۶)

۳۔ بیانیق المودة ص ۳۸ (ج رام ۲۷۲ باب ۲)؛ وسیلة المال (ص ۱۱۸ باب ۲)

۴۔ تاریخ آل محمد ص ۲۷۶

۸۶۔ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ۔ حدیث غدیر کے سلسلے میں آپؐ کے اشعار کی علماء نے روایت کی ہے بروز شوری، روز جمل اور رجب میں آپؐ کے احتجاجات کی تفصیل بیان کی جائے گی۔ احمد بن خبل نے مندی میں حاجج بن شاعر کی روایت نقل کی ہے: شابی، فیض بن حکیم، ابو سریم کو ایک شخص نے جو حضرت علیؑ کا رفیق تھا، بتایا کہ حضرت علیؑ نے حدیث غدیر بیان فرمائی۔ (۱) اس حدیث کو ابن کثیر نے بدایہ النہایہ میں متعدد طرق سے اور پیغمبرؐ نے مجمع میں بسلسلہ احمد روایت کر کے توہین کی ہے، سیوطی نے مجمع الجواع و در تاریخ الکفاراء میں بسلسلہ احمد روایت کی ہے ان کے علاوہ ابن جہر نے تہذیب بدھشناوی نے نزل الابرار اور مفتاح النجاح میں بھی روایت کی ہے۔ طحاوی نے مشکل الآثار میں یزید بن کثیر (صحیح کثیر بن زید ہے) محمد بن عمر بن علی امیر المؤمنین، انھوں نے بھی اپنے باپ سے حدیث تلقین و حدیث ولایت پر مشتمل خطبہ نقل کیا ہے۔ (۲)

اس کی روایت ابن کثیر نے بدایہ النہایہ اور تدقیق ہندی نے کنز العمال میں بحوالہ مجمع کبیر ضیاء مقدسی، ابن ابی عاصم، ابن راہویہ اور ابن جریر این ابی عاصم اور حمالی سے بحوالہ امامی تین جگہ نقل کیا ہے۔ (۳) وصاہی نے الاتقاء میں سنن ابن عاصم اور سنن سعید بن منصور این شعبہ نسائی سے روایت کی ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال (۴) میں مخول بن ابراہیم، جابر بن حر، ابو اسحاق، عمرو ذی مر کے سلسلے سے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ حموئی نے فرائد میں عمرو ذی مر اور ابو اشد حرانی کی سند سے ابو فیض اصفہانی نے حلیہ میں عبد اللہ بن جعفر، احمد بن یونس ضی، عمار بن نظر، ابراہیم بن سیع کی اور جعفر بن محمد

۱۔ مندرجہ ذیل حاصل (ج اص ۱۵۲) (ج اص ۳۶۲ حدیث نمبر ۱۳۱۳)

۲۔ البدریۃ والنہایۃ ج رج ۷ ص ۳۳۸ (ج رج ۷ ص ۳۸۵ حدیث نمبر ۳۰)؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۷؛ جامع الاحادیث (ج ۷ ص ۳۶۹ حدیث نمبر ۲۳۰۰۳)؛ مفتاح الاتقاء ص ۱۱۳ (ص ۱۵۸)؛ تہذیب الجہة بیب ج رج ۷ ص ۳۲۷ (ج رج ۷ ص ۲۹۶)؛ نزل الابرار ص ۲۰ (ص ۵۳)؛ مفتاح النجاح (ص ۳۵ باب ۳ فصل ۱۲)؛ آل الآثار ج ۲ ص ۳۰۷

۳۔ البدریۃ والنہایۃ ج رج ۵ ص ۲۱ (ج رج ۵ ص ۲۳۰ حدیث نمبر ۳۰)؛ کنز العمال ج رج ۶ ص ۱۵۳ (ج رج ۱۱ اص ۲۰۹ حدیث نمبر ۳۲۹۵۰) ج رج ۶ ص ۳۹۷ (ج رج ۱۳ اص ۱۳۱ حدیث نمبر ۳۶۳۸)؛ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۶۳۸، ص ۳۶۳۹، ص ۱۲۸ حدیث نمبر ۳۲۵۱۱ (۳۲۵۱۱)

۴۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۰۳ (ج رج ۲ ص ۲۹۸ حدیث نمبر ۱۳۸)

سے روایت کی ہے، انہوں نے اپنے والد اور جد امجد سے روایت کی ہے۔ (۱)

حافظ عاصی نے حدیث غدری کے مفہوم پر جو حضرت علی کا ارشاد نقش کیا ہے آگے بیان ہو گا۔

۷۷۔ ابوالیعن عمار بن یاسر ع什یؓ میں جنگ صفین میں شہید ہوئے کتاب صفین نصر بن مرام میں ان کا عمر و عاصی سے حدیث غدری پر احتجاج درج ہے۔ (۲) ان کے علاوہ فتح البلاغہ الی الحدید، فرمادیہ حوثی، خوارزی، جزری اسی الطالب میں بھی ہے، اور یہ کہ ان صحابہ میں ہیں جنہوں نے حدیث غدری کی روایت کی۔ حدیث رکبان میں گواہی دی تھی۔ (۳)

۸۸۔ عمرہ خزری انصاری: جنگ یمامہ میں مارے گئے، حافظ شیعی نے مجھ اڑواید میں براز کی سند سے سیوطی نے تاریخ الخلفاء، بدخشانی نے مقام و نزل الابرار میں بطریق براز، عمرہ سے روایت کی ہے۔ (۴)

۸۹۔ عمر بن ابی سلمہ بن عبد الاسد مخزویؓ پر وردہ رسول، ان کی ماں ام سلمہ رسول اللہ کی زوج تھیں ۸۲ میں انتقال کیا، ابن عقدہ نے ان سے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔

۹۰۔ عمر بن خطاب: مقتول ۲۳ؓ، ابن مغازی نے مناقب میں وو طریقوں سے عمران بن سلم سے روایت کی ہے۔ سوید بن ابی صالح، انہوں نے اپنے باپ سے ابو ہریرہ، عمر بن خطاب اور اس کی روایت سمعانی نے فضائل الصحابة میں ابو ہریرہ، انہوں نے عمر بن خطاب سے کی ہے۔ (۵)

محبت الدین طبری نے ریاض العشرہ میں مناقب احمد و ابن سمعان اور ذخیر العقیل میں مناقب احمد و شعبہ سے اس کی روایت خواجه پارسا نے فصل الخطاب میں کی ہے۔ (۶)

۱۔ فائدۃ الحطین (ج رام ۶۷ حدیث نمبر ۳۲۳ باب ۱، ص ۶۷) حدیث نمبر ۲۳ باب ۱ (ج رام ۹۹ حدیث نمبر ۲۳ باب ۱)؛ حلیۃ الاولیاء (ج رام ۶۲) ص ۶۲

۲۔ کتاب وحدۃ الصفین ص ۱۸۶ (ص ۳۲۸)

۳۔ شرح فتح البلاغہ رام ۲۶۳ (ج رام ۲۱۲ طبع ۱۲۲)؛ فزادۃ الحطین (ج رام ۱۹۵ حدیث نمبر ۱۵۲، ص ۳۱۵) حدیث نمبر ۱۵۲؛ مقتل خوارزی (ج رام ۲۸)؛ اسی المطالب ص ۲۲ (ص ۷۸)

۴۔ مجھ اڑواکرچ رام ۷۰ (ج رام ۱۰)؛ تاریخ الخلفاء ص ۲۵۸ (ج رام ۱۵۸)؛ مقام الجما (ص رام ۲۵ باب ۲ فصل ۱)؛ نزل الابرار (ص رام ۵۳)

۵۔ مناقب ابن مغازی (ص رام ۲۲ حدیث ۳۱)

۶۔ الریاضۃ الصفرۃ (ج رام ۱۶۱) (ج رام ۳۳ ص ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴)؛ احمد بن حبل کی مناقب علی (ص رام ۲۲ حدیث نمبر ۲۱۱)؛ ذخیر العقیل ص ۱۷۶

مُقْتَلُ خوارزَمِي، بَدَائِيْهِ اَبْنَ كِشْرٍ، اَسْنِي الْمَطَالِبِ جَزْرَيِّي، مُودَّةُ الْقَرْبَنِي، سَيِّدُ عَلِيٍّ الْجَمَانِي مِنْ بَعْدِ حَضْرَتِ عَمْرٍ  
سے روایت ہے۔ (۱)

آخر الذکر میں حضرت عمر کا بیان ہے:

”میں نے آنحضرت سے عرض کی: میرے پہلو میں ایک خوبصورت جوان خوشبو میں بسا ہوا موجود تھا، اس نے مجھ سے کہا: اے عمر! رسول کا یہ عہد دیپاں سوائے منافق کے کوئی بھی نہیں توڑے گا، رسول نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، وہ جبرتیل تھے، میں نے جو کچھ علی کے بارے میں کہا ہے وہ اسے لوگوں میں مضبوط کر رہے تھے۔“

اس کی روایت قندوزی نے یہاں المودۃ میں کی ہے، ابن کثیر نے تاریخ میں ابن جریر کی کتاب غدیر خم میں محمود بن عوف طائی سے روایت کی ہے انہوں نے عبد اللہ بن موسی سے انہوں نے امام بن کشیط سے، انہوں نے جمیل بن عمارہ سے، انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے۔ (۲)  
ابن جریر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں راوی نے مجھے بجائے عبد اللہ بن عمر کے عمر کہا، لیکن میری کتاب میں ایسا نہیں ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسالت مأبود حدیث غدیر فرماتے خود سننا۔

۹۱۔ ابو نجید عران بن حمیم خراصی۔ بصرہ میں ۵۶ھ میں وفات پائی، ان سے مندرجہ ذیل افراد نے روایت کی ہے۔ ابن عقدہ، مولوی محمد سالم بخاری پرقل حافظہ ترمذی، خطیب خوارزمی، شمس الدین جزری۔ (۳)

۹۲۔ عمرو بن حق خراصی۔ متوفی ۵۰ھ ابن عقدہ و خطیب خوارزمی نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ (۴)

۱۔ مُقْتَلُ خوارزَمِي (ج رام ۳۸)؛ الْبَدْرِيَّةُ وَالنَّهَيَّةُ (ج رام ۲۷) میں (ج رام ۳۲۹) میں (۳۲۹)؛ اَسْنِي الْمَطَالِبِ میں ۲۳۰ھ میں (۳۲۹)؛ مُودَّةُ الْقَرْبَنِي (مودہ نمبر ۵) (۳۸)۔

۲۔ یہاں المودۃ میں ۲۳۹ھ باب ۵۶ میں (۲۳۹)؛ الْبَدْرِيَّةُ وَالنَّهَيَّةُ (ج ۵) میں (۲۱۲) میں (۲۱۲)؛ مودہ نمبر ۱۲ (۳۸)۔

۳۔ سُنْنَةُ تَرْمِذِيٍّ (ج ۵) میں ۵۹۰ حدیث نمبر ۲۱۲؛ مُقْتَلُ خوارزَمِي (ج اصل ۳۸)؛ اَسْنِي الْمَطَالِبِ میں ۳۸ (۳۸)۔

۴۔ مُقْتَلُ خوارزَمِي (ج اصل ۳۸)۔

۹۳۔ عمرو بن شراحیل۔ مقتل خوارزمی کے مطابق روایان حدیث غدریہ میں ہیں۔ (۱)

۹۴۔ عمرو بن عاصی۔ پہلی صدی کے شعراء غدریہ میں ہیں وہیں ان کے حالات بیان ہوں گے۔ انہوں نے معاویہ کے نام خط میں حدیث غدریہ کی روایت کی ہے۔ مناقب خوارزمی اور الامامة و السیاست میں ابن قتبیہ نے نقل کیا ہے۔ (۲)

۹۵۔ ابو طلحہ یا ابو مریم عمرو بن مرہ جھنی۔ احمد بن حنبل اور طبرانی نے اپنی سند سے عمر جنی سے روایت غدریہ کی ہے، طبرانی سے کنز العمال اور الاكتفاء و صابی نیز معارج اعلیٰ ہمود صدر عالم، مفتاح الجاہد خشائی اور نزل الابرار میں احمد و طبرانی سے نقل کیا ہے۔ (۳)

### (ف)

۹۶۔ صدیقه کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا (س) بنت رسول خدا۔ ابن عقدہ نے حدیث الولایہ، منصور رازی نے کتاب الغدیر جزری و مقداری نے آپ کا حدیث غدریہ کی بنیاد پر احتجاج نقل کیا ہے۔ (۴)  
اور شہاب الدین سید علی ہمدانی نے مودۃ القرطبی میں آپ سے حدیث غدریہ کی روایت کی ہے۔ (۵)  
۹۷۔ فاطمہ بنت حمزہ بن عبد المطلب۔ آپ سے ابن عقدہ اور منصور رازی نے حدیث غدریہ کی روایت کی ہے۔

### (ق)

۹۸۔ قیس بن ثابت بن شناس انصاری۔ حدیث رکبان میں ایک گواہ تھے۔  
ابن عقدہ حدیث الولایہ، ابن اشیر اسد الغابہ، ابن حجر اصابة اور شیخ محمد صدر عالم نے معارض اعلیٰ

۱۔ مقتل خوارزمی (اس ۳۹)

۲۔ مناقب خوارزمی ص ۱۲۶ (ص ۱۹۹ حدیث نمبر ۲۲۰)؛ الامامة و السیاست ص ۹۳ (ج اس ۹۷)

۳۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۶ (ج اس ۶۱۰ حدیث نمبر ۳۲۹۵)؛ مفتاح الجاہد (ص ۳۵ باب ۲ فصل ۱۲)؛ نزل الابرار (ص ۵۳)

۴۔ اسنی الطالب (ص ۵۰)

۵۔ مودۃ القرطبی (مودۃ القرطبی نمبر ۵)

میں ان سے حدیث غدریہ کی روایت کی ہے۔ (۱)

۹۹۔ قیس بن سعد بن عبادہ النصاری خزری۔ پہلی صدی کے شعراء غدریہ میں ہیں وہیں ذکر آئے گا  
حدیث رکبان کے ایک گواہ ہیں۔

### (ک-م)

۱۰۰۔ ابو محمد کعب بن عمرہ النصاری مدنی: متوفی ۱۹۷ھ، ابن عقدہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۱۔ ابو سلیمان مالک بن حوریث لعلی: مناقب احمد و حدیث الولاية ابن عقدہ حسین مالک حوریث سے، انہوں نے اپنے باپ دادا سے اور انہوں نے اپنے دادا سے حدیث غدریہ کی روایت کی ہے، حافظ پیغمبیر مجع میں  
بسیلہ طبرانی، جلال الدین سیوطی تاریخ اخلفاء، بد خشانی نے نزل الابر اور شیخ محمد صدر العالم نے معراج اعلیٰ  
و صابی نے اکتفا میں بحوالہ فضائل الصحابة اور خوارزمی نے مقتل میں ان سے روایت کی ہے۔ (۲)  
۱۰۲۔ مقداد بن عمرو کنڈی زہری: ستر سال کی عمر میں ۳۲۲ھ میں انتقال کیا، ابن عقدہ و تجویی نے  
فراید میں ان سے حدیث غدریہ کی روایت کی ہے۔ (۳)

### (ن)

۱۰۳۔ ناجیہ بن عمرو خزاعی۔ انہوں نے بھی رجبہ میں غدریہ کی گواہی دی تھی، ان سے حافظ ابن عقدہ  
نے عمر و بن عبد اللہ بن یعلیٰ بن مرہ اور انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کی ہے، ابن اثیر نے اسد  
الغابہ میں بحوالہ ابو نعیم اور ابن حجر نے بحوالہ ابن عقدہ روایت کی ہے، خوارزمی نے مقتل میں انہیں بھی  
راویان غدریہ میں شمار کیا ہے۔ (۴)

۱۔ اسد القابض ج ۱ ص ۳۶۸ (ج ۱ ص ۳۳۱ نمبر ۱۰۳۸)؛ الاصلۃ ج ۱ ص ۳۰۵

۲۔ مناقب علی (ص ۱۱۱) حدیث نمبر ۱۶۳؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۸؛ تاریخ اخلفاء ص ۱۱۳ (ص ۱۵۸)؛ نزل الابر ص ۲۰ (ص ۵۳)  
مقتل خوارزمی (ج ۱ ص ۲۸)

۳۔ فائد المکین (ج ۱ ص ۳۱۵) حدیث نمبر ۲۵۰ باب ۵۸

۴۔ اسد القابض ج ۵ ص ۶ (ج ۵ ص ۲۹۶ باب ۵۸)؛ الاصلۃ ج ۳ ص ۵۳۲؛ مقتل خوارزمی (ج ۱ ص ۲۸)

۱۰۳۔ ابو رزق نحلہ بن عقبہ (عبدیلہ بن عبد اللہ) اسلامی ۶۵ھ میں خراسان میں وفات پائی، ابن عقدہ نے حدیث ولایت میں ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۴۔ نعیان بن عجلان انصاری۔ حدیث منا شدہ کے گواہ ہیں قاضی نے تاریخ آل محمد میں راویان غدری میں شمار کیا ہے۔ (۱)

(و)

۱۰۵۔ ابو سہ وحشی بن حرب صحیح حصی۔ ابن عقدہ اور خطیب خوارزمی نے ان سے روایت کی ہے۔  
۱۰۶۔ وہب بن حمزہ۔ مقتل خوارزمی کے مطابق یہ بھی حدیث غدری کے راوی ہیں، اصحابہ کے مطابق (کسی سفر میں علیٰ کی بے تو جبی پر انہوں نے ہی رسولؐ سے شکایت کی تھی تو رسولؐ نے فرمایا تھا کہ علیٰ کے بارے میں ایسی بات نہ کہنا وہ میرے بعد تمہارے ولی ہیں۔ (حاشیہ)

۱۰۷۔ ابو جیفہ وصب بن عبد اللہ سوائی۔ انھیں وہب الخیز بھی کہا جاتا ہے، ہے ۶۵ھ میں وفات ہوئی  
ابن عقدہ نے ان سے حدیث غدری روایت کی ہے۔

ہـ

۱۰۸۔ ہاشم مرقال بن عقبہ بن ابی وقاری زہری امنی۔ جنگ صفين میں شہید ہوئے، حدیث رکبان کے گواہ ہیں ابن عقدہ نے اور ان کے حوالے سے ابن اثیر نے اسد الغابہ اور ابن حجر نے اصحابہ میں ان سے روایت کی ہے۔ (۲) ابن حجر نے روایت کا ابتدائی حصہ حذف کر دیا ہے، اس خیانت کے نظارہ ابن حجر کے یہاں اکثر ہیں۔

۱۰۹۔ ابو رازم یعلیٰ بن مرہ بن وہب ثقفی۔ ابن عقدہ نے حافظ ابو موسیٰ و ابو نعیم کے مسلسلے سے ان سے روایت کی ہے اور ان سے ابن اثیر نے اسد الغابہ اور ابن حجر نے اصحابہ میں نقل کیا ہے۔ (۲) حدیث

منا شدہ میں بھی ان کا ذکر آئے گا۔

یہ ایک سو دس اصحاب رسولؐ کے اسماء تھے جنہوں نے حدیث غدیر کی روایت کی، ممکن ہے ان سے بھی زیادہ ہوں اور میری نظر ان تک نہ ہوئی سکی ہو کیونکہ ایک لاکھ افراد کے سامنے جس کا اعلان کیا گیا اس کے ”رواۃ“ کو اس سے کہیں زیادہ ہوتا چاہیے، فطری بات ہے کہ ان لوگوں نے گھر واپس جا کر سفر کے حالات کی طرح اس واقعہ کو ضرور بیان کیا ہوگا، سوائے ان چند افراد کے جن کے دل میں امیر المؤمنین کی طرف سے کینہ تھا لیکن کیشہ تعداد نے تو بہر حال اس کی روایت کی ہوگی اور اشاعت اعلان غدیر کا اہتمام کیا ہوگا اس طرح سلسلہ درسلسلہ یہ بات عام ہوئی کچھ لوگ جو راستے ہی میں موت سے ہمکنار ہو گئے یا جنہوں نے ناممأتم حالات میں خاموشی مصلحت اختیار کی ہوگی جیسے زید بن ارقم وغیرہ، کچھ لوگ جو عرب علاقے سے باہر کے تھے ان سے حدیث نہ ہو سکی۔

اس کے باوجود جو تعداد راویان غدیر کی ہم نے بیان کی ہے وہ اس کا تواتر ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

## رواۃ حدیث غدیر؛ تابعین

### الف

- ۱۔ ابو راشد حمرانی شامی، ان کے فضل و دلش کی توثیق عجلی وابن مجرمنے کی ہے۔ (۱)
- ۲۔ ابو سلمہ (عبداللہ۔ اسماعیل) ان کے فضائل و ثابتات کا اقرار ابن سعد وابن مجرمنے کیا ہے۔ (۲)
- ۳۔ ابو سلیمان موزون، تقریب میں ہے کہ جلیل القدر تابع تھے۔ (۳)
- ۴۔ ابو صاحب سستان، ذہبی واحمد نے ثقہ کہا ہے۔ (۴)
- ۵۔ ابو عفوانہ مازنی۔
- ۶۔ ابو عبد الرحیم کندی۔
- ۷۔ ابو القاسم اصیخ بن عبادۃ عجلی وابن معین انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ (۵)
- ۸۔ ابو لیلی کندی، تقریب و مناقب احمد میں ثقہ کہا گیا ہے۔ (۶)
- ۹۔ ایں بن نذری، ابن حبان ثقہ کہتے ہیں۔ (۷)

- 
- ۱۔ تاریخ العقات (مس ۷۲۹ نمبر ۱۹۲۳): تقریب الجہذی بس ۳۱۹ (ج ۲۲ ص ۳۲۱ نمبر احرف "ر")
  - ۲۔ الطبقات الکبری (ج ۵ مس ۱۵۷): تقریب الجہذی ب (ج ۲۲ ص ۳۲۲ - ۳۲۰ نمبر ۶۲ حرفاً "سین")
  - ۳۔ تقریب الجہذی ب (ج ۲۲ ص ۳۲۲ نمبر ۶۲ حرفاً "سین")
  - ۴۔ تذکرة الحفاظ (ج ۱ ص ۸۷) (ج ۱ ص ۸۹ نمبر ۷۸)
  - ۵۔ زر العقات (مس ۱ نمبر ۱۰۹)
  - ۶۔ تقریب الجہذی ب (ج ۲ ص ۳۶۷ حرفاً "لام")؛ مناقب علی (مس ۷ احادیث عمر ۱۷۰)
  - ۷۔ العقات (ج ۶ ص ۶۵)



## ج-ح-خ

۱۰۔ جبیل بن عمارہ

۱۱۔ حارش بن نصر

۱۲۔ حبیب بن ثابت اسدی کوفی۔ (۱)

۱۳۔ حرث بن مالک

۱۴۔ حسین بن مالک بن حوریث

۱۵۔ حکیم بن عصیہ کوفی کندی، ذہبی نے لکھا ہے: شفیق و فقید و پابند شریعت تھے۔ (۲)

۱۶۔ حمید بن عمارہ خرمجی انصاری

۱۷۔ حمید الطویل، ابو عییدہ بن ابی حمید الہصری، ذہبی نے ان کو شفیق کہا ہے۔ (۳)

۱۸۔ خیشہ بن عبد الرحمن کوفی، ابن حجر، ابن حسین نسائی نے معتبر مانا ہے۔ (۴)

## ر-ز

۱۹۔ ربیعہ بخشی، تقریب اور دارقطنی میں ان کو معتبر مانا گیا ہے۔ (۵)

۲۰۔ ابوالشعی رباح بن حارث تخفی کوفی، ابن حجر، علی و ابن حبان نے شفیق کہا ہے۔ (۶)

۲۱۔ ابو عمر وزادہ بن عمر کندی، میزان و تہذیب میں ان کو معتبر کہا گیا ہے۔ (۷)

۱۔ ذہبی نے تذکرة الحفاظ ح ص ۱۰۳ (ج ۱۱ نمبر ۱۰۰) پر انہیں فقید کو فدا اور شفیق تابعین میں شمار کیا ہے اور ابن حجر نے تہذیب الجہد بہب ح ص ۸۷ (ج ۲۲ نمبر ۱۵۶) پر ان کی وفات کی متعدد جایلوں کی زبانی نقش کیا ہے۔

۲۔ تذکرة الحفاظ ح ص ۱۰۲ (ج ۱۱ نمبر ۱۰۲)

۳۔ تذکرة الحفاظ ح ص ۱۳۶ (ج ۱۱ نمبر ۱۳۶)

۴۔ تہذیب الجہد بہب ح ص ۱۷۹ (ج ۲۳ نمبر ۱۵۲)؛ التاریخ (ج ۲۳ نمبر ۲۷)

۵۔ تقریب الجہد بہب (ج ۲۲ نمبر ۲۲۷ حرف "راء")

۶۔ تقریب الجہد بہب (ج ۲۲ نمبر ۲۵۲ حرف "راء")؛ تہذیب الجہد بہب (ج ۲۳ نمبر ۲۹۹)

۷۔ تہذیب الجہد بہب (ج ۲۳ نمبر ۳۰۲) (ج ۲۳ نمبر ۲۶۱)

۲۲۔ ابو مریم زر بن حبیش، ذہبی و ابو نعیم نے جلیل القدر امام کہا ہے۔ (۱)

۲۳۔ زیاد بن ابی زیاد، پٹھمی وابن مجرنے ان کی تویش کی ہے۔ (۲)

۲۴۔ زید بن شیخ تقریب میں جلیل القدر اور معتبر تابعی کہا گیا ہے۔ (۳)

## س

۲۵۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب قرثی عدوی۔ تذکرہ و تہذیب میں فقیہ، عالم باعمل اور سات

فقہا میں ایک نیز ثبت کہا گیا ہے۔ (۴)

۲۶۔ سعید بن جبیر اسدی کوئی، تذکرہ و خلاصہ میں ثقة امام و مجتہد کہا گیا ہے۔ (۵)

۲۷۔ سعید بن ابی حدان، ابن حبان انھیں معتبر مانتے ہیں۔ (۶)

۲۸۔ سعید بن سیتب قرثی مخزوی، داما ابو ہریرہ، احمد بن خبل مرسلات سعید کو صحاح کہتے ہیں۔ (۷)

۲۹۔ سعید بن وہب ہمانی کوئی، ابن مسین نے معتبر کہا ہے، اکثر انہے حدیث ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۸)

۳۰۔ ابو شعیب سلمہ بن کہیں حضری کوئی، احمد و عجلی نے معتبر جانا ہے۔ (۹)

۳۱۔ ابو صادق سلیم بن قیس ہلالی، فریقین کے نزدیک معتبر تابعی ہیں۔

۳۲۔ ابو محمد سلیمان بن مہران اعش، ذہبی نے ان کی وہاقت و صداقت کا قصیدہ پڑھا ہے۔ (۱۰)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰ (ج اصل ۷۵ نمبر ۲۰)؛ حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۱۹۱-۱۸۱

۲۔ مجمع الزوائد (ج ۹ ص ۱۰۶)؛ تقریب الجندیہ ج ۱ ص ۲۶ (ج اصل ۷۷ نمبر ۲۲ حرفاً "ز")

۳۔ تقریب الجندیہ (ج اصل ۷۷ حرفاً "ز")

۴۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۷۷ (ج اصل ۸۸ نمبر ۷۷)؛ تقریب الجندیہ (ج اصل ۲۸۰ نمبر ۱۱ حرفاً "س")

۵۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۶۵ (ج اصل ۶۷ نمبر ۳۷)؛ خلاصہ المخزونی ج ۱۱ ص ۲۲۵ (ج اصل ۲۷ نمبر ۲۲)

۶۔ الثقات (ج ۳ ص ۲۸۲) (ج ۳ ص ۲۸۲)

۷۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۷۷

۸۔ خلاصہ تہذیب الکمال ص ۱۲۲ (ج اصل ۳۹۲ نمبر ۲۵۵)

۹۔ املل و صرف الرجال ج اصل ۱۸۱ نمبر ۱۳۲، ج ۲ ص ۶۷ نمبر ۱۵۷؛ ۳ ربع الثقات (ص ۷۷ نمبر ۵۹۱)

۱۰۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۳۸ (ج اصل ۵۲ نمبر ۱۳۵)

۳۳۔ ہم بن حسین اسدی

۳۴۔ شہر بن حوشب

ض۔ ط

۳۵۔ ضحاک بن مزاحم بلالی، ابو مزاحم بلالی، ابوالقاسم، احمد، ابن معین وابوذرع نے ثقہ کہا ہے۔ (۱)

۳۶۔ طاؤس بن کیسان بیانی جندی، ابو قیم انھیں اولیاء میں شمار کرتے ہیں۔ (۲)

۳۷۔ طلحہ بن مصرف ایامی کوئی، ابن حجر انھیں قاری، ثقہ اور فاضل کہتے ہیں۔ (۳)

ع

۳۸۔ عامر بن سعد بن دقاصل مدینی، تقریب میں ثقہ کہا گیا ہے۔ (۴)

۳۹۔ عائشہ بنت سعد، ابن حجر نے معتبر مانا ہے۔ (۵)

۴۰۔ عبد الحمید بن منزر بن جارود عبدی، امام نسائی وابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔ (۶)

۴۱۔ ابو عمارہ عبد خیر بن یزید ہمدانی کوئی محضری، ابن معین و عجلی نے معتبر مانا ہے بزرگ تابعی

تھے۔ (۷)

۴۲۔ عبد الرحمن بن ابی سلیل، کبار ائمہ تابعین میں ثقہ تھے۔ (۸)

۴۳۔ عبد الرحمن بن ساپاط، ابن حجر ثقہ کہتے ہیں۔ (۹)

۱۔ اسلسل معتبر الرجال ج ۲۲ ص ۳۰۹ نمبر ۵ (۲۲۲۵)

۲۔ حلیۃ الاولیاء ج ۲۲ ص ۳۷۳ نمبر ۳ حرفاً "ط"

۳۔ تقریب العہذیب (ج اص ۹۷ نمبر ۳۸۲ حرفاً "ع")

۴۔ تقریب العہذیب (ج اص ۲۲۳ نمبر ۳۸۲ حرفاً "ع" باب الاتاء)

۵۔ تقریب العہذیب (ج اص ۲۲۳ نمبر ۳۸۲ حرفاً "ع" باب الاتاء)

۶۔ تقریب العہذیب (ج اص ۲۲۳ نمبر ۳۸۲ حرفاً "ع" میں)

۷۔ تاریخ الفتاوا (ص ۲۸۶ نمبر ۹۹۲)

۸۔ میران الاعدال ج ۲۲ ص ۱۱۵ (ج اص ۲۸۲ نمبر ۵۸۵ حرفاً "ع") تقریب العہذیب (ج اص ۲۹۶ نمبر ۹۰۹ حرفاً "ع")

۹۔ تقریب العہذیب (ج اص ۲۸۰ نمبر ۹۳۲ حرفاً "ع")

۳۳۔ عبد اللہ بن اسد بن زرارہ

۳۴۔ ابو سریم عبد اللہ بن زید اسدی کوئی، ابن جہان وابن حجر معتبر مانتے ہیں۔ (۱)

۳۵۔ عبد اللہ بن شریک عامری کوئی، صدوق و مائل بـ ترشیح کہا گیا ہے، احمد و ابن مسیح معتبر کہتے

ہیں۔ (۲)

۳۶۔ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہاشمی مدینی، احمد، اسحاق و مہمودی ان کی حدیث سے احتجاج کرتے

ہیں۔ (۳)

۳۷۔ عبد اللہ بن یعلیٰ بن مرہ

۳۸۔ عدی بن ثابت انصاری کوئی، ذہبی انصیح صادق و عالم شیعہ اور علی و نسائی معتبر کہتے ہیں۔ (۴)

۳۹۔ ابو الحسن عطیہ بن سعد بن جنادہ ھوفی کوئی، سبط ابن جوزی، پیغمبر و ابن مسیح مذکور کہتے ہیں۔ (۵)

۴۰۔ علی بن زید بن جدعان بصری، ابن ابی شیبہ، ترمذی و ذہبی صدوق و ثقہ کہتے ہیں۔ (۶)

۴۱۔ ابو ہارون عمارہ بن جوین عبدی

۴۲۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز

۴۳۔ عمر بن عبد القفار

۴۴۔ عمر بن علی امیر المؤمنین، تقریب میں ان کو شفہ کہا گیا ہے۔ (۷)

۴۵۔ عمرو بن جعده، بن همیرہ

۱۔ الفاتحات (ج ۵ ص ۵۸)، تقریب البہذیب ص ۱۳۰ (ج ۱ ص ۳۲۳۲ حرفاً "ع")

۲۔ المعلل و معرفۃ الرجال (ج ۲ ص ۲۳۹ نمبر ۲۳۹)؛ میران الاعتدال ج ۲ ص ۲۶

۳۔ تقریب البہذیب (ج ۱ ص ۳۲۳۷ نمبر ۷۶۰ حرفاً "ع")

۴۔ میران الاعتدال ج ۲ ص ۹۲؛ (ج ۳ ص ۶۱ نمبر ۵۵۹)؛ تاریخ الفاتحات (ص ۳۲۳۵ نمبر ۱۱۱)

۵۔ تذکرة الخواص ص ۲۵ (ص ۲۲)؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۹؛ تاریخ ج ۳ ص ۵۰۰ نمبر ۲۳۲۶

۶۔ تذکرة الحفاظ (ج ۱ ص ۱۳۰ نمبر ۱۳۳)

۷۔ تقریب البہذیب (ج ۱ ص ۲۸۱ نمبر ۲۸۹۰ حرفاً "ع")

- ۷۔ عمر بن مروہ ابو عبد اللہ کوئی ہمدانی، عجّلی و ذہبی نے ان کے ثقہ و ثابت ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (۱)
- ۸۔ ابو اسحاق عمر بن عبد اللہ سعیٰ ہمدانی کوئی، ائمہ تابعین میں تھے، تذکرہ تقریب میں بڑی تعریف ہے۔ (۲)
- ۹۔ ابو عبد اللہ عمر بن میسون اودی، تذکرہ تقریب میں ثقہ و عابد کہا گیا ہے۔ (۳)
- ۱۰۔ عمیرہ بن سعد ہمدانی کوئی، ابن حبان نے ان کو معتبر کہا ہے۔ (۴)
- ۱۱۔ عیینی بن طلحہ بن عبیدہ اللہ تھی، ابو محمد مدینی ابن حمین نے ان کو معتبر کہا ہے۔
- ۱۲۔ عمیرہ بنت سعد بن مالک

## ف۔ ق

- ۱۳۔ ابو بکر بن خلیفہ مخزومی، ان کے ثقہ و صدقہ ہونے کا اقرار احمد، ابن حمین و عجّلی نے کیا ہے۔ (۵)
- ۱۴۔ قبیصہ بن ذو سب، ذہبی و ابن حبان نے ان کے ثقہ ہونے کا تصدیہ پڑھا ہے۔ (۶)
- ۱۵۔ ابو مریم قیس ثقیل رمایی، امام نسائی نے ان کو معتبر کہا ہے۔ (۷)
- ۱۶۔ محمد بن عمر بن علی امیر المومنین، ابن حبان و ابن حجر ان کو ثقہ و صدقہ کہتے ہیں۔ (۸)

## م تا ی

- ۱۔ تاریخ الشفقات (۲۷۲ نمبر ۱۲۹۵): تذکرۃ الحفاظ (۱۰۸ ص) (ج ۱۰۸ نمبر ۱۰۵)
- ۲۔ تذکرۃ الحفاظ (۱۰۱ ص) (۱۰۹ نمبر ۹۹): تقریب الجہذیب (۲۷۲ ص) (نمبر ۲۲۳ حرفاً "ع")
- ۳۔ تذکرۃ الحفاظ (۱۰۵ ص) (۵۶ نمبر ۵۵): تقریب الجہذیب (۲۸۸ ص) (نمبر ۲۹۰ حرفاً "ع")
- ۴۔ الشفقات (۲۷۹ ص) (۵۵ نمبر ۲۷)
- ۵۔ انقل و معزز الرجال (۹۹۳ نمبر ۲۲۳): تاریخ (۲۶۷ ص) (نمبر ۱۲۵)؛ تاریخ الشفقات (۳۸۵ نمبر ۱۳۶۰)
- ۶۔ انذکرۃ الحفاظ (۱۰۰ ص) (۵۲ نمبر ۲۷): الشفقات (۳۱۷ ص) (۵۵ نمبر ۲۷)
- ۷۔ خلاص المحرری (۳۹۵ ص) (۳۳۲ ص) (نمبر ۲۷۱)
- ۸۔ الشفقات (۳۵۲ ص) (۳۵۲ ص) (نمبر ۱۹۲): تقریب الجہذیب (۲۲ ص) (نمبر ۵۶۲ حرفاً "م")

۶۷۔ ابواصحی مسلم بن صحیح ہدایی کوئی عطار، ابن معین و ابوذر عزیز معتبر مانتے ہیں۔ (۱)

۶۸۔ مسلم طلائی

۶۹۔ ابوزرارہ مصعب بن سعد بن ابی وقار زہری مدینی، تقریب میں شفہ کہا گیا ہے۔ (۲)

۷۰۔ مطلب بن عبد اللہ قرشی مخدومی مدینی، ابوذر عزیز دارقطنی نے شفہ کہا ہے۔

۷۱۔ مطروراق

۷۲۔ معروف بن خربوڑ، ابن حبان نے شفہ کہا ہے۔ (۳)

۷۳۔ مہاجر بن سمار زہری مدینی، ابن حبان شفہ کہتے ہیں۔ (۴)

۷۴۔ منصور بن ربیع

۷۵۔ موئی بن اکٹل بن عمر نمری

۷۶۔ ابوعبد اللہ میمون بصری، ابن حبان، ابن ججر وغیرہ نے شفہ کہا ہے۔ (۵)

۷۷۔ نذر پیشی کوئی بزرگ تابعی تھے۔

۷۸۔ ہانی بن ہانی ہدایی کوئی، امام نسائی ان سے روایت لینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے۔ (۶)

۷۹۔ ابوحنیفہ میمون فزاری واسطی، ابن معین ونسائی نے توثیق کی ہے، دارقطنی و حافظ بشیشی نے

بھی معتبر مانتا ہے۔ (۷)

۸۰۔ سیجی ابن جعدہ بن ہمیرہ مخدومی، تقریب میں ان کے معتبر ہونے کا اقرار کیا گیا ہے۔ (۸)

۱۔ خلاصہ الخنزیر ج ۳ ص ۳۲۱ (ج ۳ ص ۲۵ نمبر ۲۷)

۲۔ تقریب البهدیہ ب م ۳۳۲ (ج ۲ ص ۲۵ نمبر ۱۱۵ حرف "م")

۳۔ الثقات (ج ۵ ص ۲۳۹)

۴۔ الثقات (ج ۵ ص ۳۱۸)؛ القول المسدوس ۷ (ص ۲۱)

۵۔ تہذیب البہذیہ ب (ج ۱ ص ۲۲)

۶۔ خلاصہ الخنزیر ج ۳ ص ۳۸۳ (ج ۳ ص ۲۰ نمبر ۹۳)؛ سیجی ابوزادہ ج ۹ ص ۱۰۹

۷۔ تقریب البہذیہ ب ۳۸۹ (ج ۲ ص ۳۲۲ نمبر ۲۳ حرف "ی")

- ۸۱۔ یزید بن ابی زیاد کوئی، کوفے کے امام جماعت تھے۔
- ۸۲۔ یزید بن حیان تھی کوئی، نسائی، ابن مجرد عاصی نے اسکے معتبر ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (۱)
- ۸۳۔ ابو داؤد یزید بن عبدالرحمٰن بن اودبی کوئی، ابن حیان نے معتبر مانا ہے۔ (۲)
- ۸۴۔ ابو شجاع یارِ ثقی، خلاصہ الخزرجی کے مطابق ابن مسیح نے ان کے لئے ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (۳)

ہماری آخری پکار ستائش پروردگار ہے

۱۔ خلاصہ الخزرجی ص ۳۷۰ (ج ۳ ص ۱۶۸ اکتوبر ۱۹۱۶) تقریب العہد یہ ب ج ۲ ص ۳۶۲ نمبر ۲۲۲

۲۔ الثقات (ج ۵ ص ۵۲۲)

۳۔ خلاصہ الخزرجی ص ۳۸۲ (ج ۳ ص ۱۸۰ اکتوبر ۱۹۱۷)

## رواۃ حدیث؛ عہد بہ عہد علماء

حدیث غیر پر خصوصی توجہات کا سلسلہ صحابہ و تابعین ہی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ بعد کے علماء نے ہر صدی میں اس کے اثبات و تحفظ آثار میں گرفتار خدمات انجام دیں اس طرح سلف نے خلف کے لئے منوارہ داشت تغیر کیا۔ اس حدیث کی محنت کا اقرار کرنے والے مندرجہ ذیل علماء ہیں:

### دوسری صدی

- ۱۔ ابو محمد عرو بن دنیارنجی کی خلاصہ فخر رجی کے مطابق صرف انھیں کہتے تھے: ثقہ ہیں، ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔ (۱)
- ۲۔ ابو بکر محمد بن سلم بن عبد اللہ القرشی زہری: جاز و شام کے جلیل القدر عالم تھے، سب نے تعریف کی ہے۔ (۲)
- ۳۔ عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر تیجی: احمد، ابن سعد و ابو حاتم نے معترض مانا ہے۔ (۳)
- ۴۔ کبر بن سوادہ بن تمام بصری: ابن میمین و ابن سعد و نسائی انھیں بزرگ ترین فقیر کہتے تھے۔ (۴)
- ۵۔ عبد اللہ بن ابی شحیح یسار ثقی: خلاصہ وتقریب کے مطابق احمد انھیں معترض مانتے تھے۔ (۵)

---

۱۔ خلاصہ الفخر رجی ص ۲۲۲ (ج ۲ ص ۲۸۲ نومبر ۱۹۷۶) ۲۔ تذكرة الحفاظات ج ۱ ص ۹۶ (ج ۱ ص ۱۱ نومبر ۱۹۷۶)

۳۔ الطبقات الکبری (القسم اعظم ص ۲۱۵ نومبر ۱۹۷۶)؛ الجرج و التمدیل (ج ۵ ص ۲۷۸ نومبر ۱۹۷۶)

۴۔ خلاصہ الفخر رجی ص ۳۲ (ج ۱ ص ۳۲ نومبر ۱۹۷۶)

۵۔ خلاصہ الفخر رجی ص ۱۸۲ (ج ۲ ص ۵۰ نومبر ۱۹۷۶)؛ تقریب الجذیب ص ۱۳۵ (ج ۱ ص ۲۵۶ نومبر ۱۹۷۶ حرف "ع")

- ۶۔ حافظ مغیرہ بن مقسم، ابو شام ضمی کوئی، عزیزی و عجلی نے معتبر کہا ہے۔ (۱)
- ۷۔ ابو عبد الرحمن خالد بن زید حججی مصری، فقیہ و مفتی تھے، ابوذر عجلی، یعقوب و نسائی نے معتبر مانا ہے۔ (۲)
- ۸۔ حسن بن حکم نخعی کوئی، ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔ (۳)
- ۹۔ اور لیں بن یزید ابو عبد اللہ اودی کوئی، امام نسائی انھیں معتبر مانتے ہیں۔ (۴)
- ۱۰۔ سعیٰ بن سعید بن حیان تھکی کوئی، عجلی وابن حبان انھیں ثقہ و صاحب کہتے ہیں۔
- ۱۱۔ حافظ عبد الملک بن ابی سلیمان عزیزی کوئی، احمد و نسائی ان کے ثقہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ (۵)
- ۱۲۔ عوف بن ابی جیلہ عبدی بصری، امام نسائی کے ساتھ بہت سے افراد نے ثقہ کہا ہے۔ (۶)
- ۱۳۔ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عدوی عمری مدینی، سات فقهاء میں ایک ہیں، ابن معین، نسائی، ابوذر عدرا و ابو حاتم نے توپیش کی ہے۔ (۷)
- ۱۴۔ فضیم بن حکیم مدائنی، ابو عوانہ و قطان ان سے روایت کرتے ہیں، ابن معین و عجلی معتبر مانتے ہیں۔ (۸)
- ۱۵۔ طلحہ بن سعیٰ بن عبید اللہ تھکی کوئی، عجلی، ابن معین، ابوذر عدرا و نسائی ثقہ و صاحب مانتے ہیں۔ (۹)
- ۱۶۔ ابو محمد کثیر بن زید اسلی، ابوذر عدرا صدق کہتے تھے، بے شمار لوگوں نے مدح سرائی کی ہے۔ (۱۰)

۱۔ تاریخ الفات (ص ۱۳۲ نومبر ۱۹۲۲ء)؛ تذكرة الحفاظ (ص ۱۳۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

۲۔ تاریخ الفات (ص ۱۳۲ نومبر ۱۹۲۲ء) ۳۔ خلاصة المحرر (ص ۱۷۶ ج ۱ ص ۱۳۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

۴۔ تاریخ الفات (ص ۱۷۶ نومبر ۱۹۰۵ء)؛ الفات (ج ۷ ص ۵۹۲)

۵۔ اعلل و معرفة الرجال (ج ۱ ص ۱۳۰ نومبر ۱۸۵۷ء)؛ تذكرة الحفاظ (ص ۱۳۹) (ج ۱ ص ۵۵ نومبر ۱۹۱۵)

۶۔ خلاصة المحرر (ص ۲۵۳) (ج ۲ ص ۳۰۸ نومبر ۱۹۵۲ء)؛ تقریب العجز (ب) ص ۹۹ (ج ۲ ص ۹۹ نومبر ۱۹۴۹ء) حرف "ع"

۷۔ معرفة الرجال (ج ۱ ص ۱۰۵ نومبر ۱۹۷۴ء)؛ المحرر والتحليل (ج ۵ ص ۱۵۲ نومبر ۱۹۷۶ء)

۸۔ تاریخ الفات (ص ۱۳۵ نومبر ۱۹۸۱ء) ۹۔ تاریخ الفات (ص ۱۳۲ نومبر ۱۹۷۸ء)؛ الاتریخ (ج ۳ ص ۱۵۸ نومبر ۱۹۷۸ء)

۱۰۔ خلاصة المحرر (ص ۲۸۳ نومبر ۱۹۷۹ء) (ج ۲ ص ۳۵۲ نومبر ۱۹۷۹ء)

۷۔ حافظ محمد بن اسحاق مدفی، صاحب السیرۃ الدبوی، اعیان علماء نے ان کی امامت و علم کی تعریف کی ہے۔ (۱)

۸۔ حافظ معمر بن راشد، ابو عروہ ازدی بصری، عجیل، نسائی و سمعانی نے معتبر مانا ہے۔ (۲)

۹۔ حافظ مسر بن اکرام بن ظہر ہلالی رواہی، قطان، شعبہ، احمد و ابوذر عنہ ثقہ و بے مثل ہونے کا اقرار کیا۔ (۳)

۱۰۔ ابو عیسیٰ حکم بن ابابن عدنی، عجیل ان کو ثقہ اور پابند شریعت بتاتے ہیں۔ (۴)

۱۱۔ عبد اللہ بن شوزب بخنی، ان کا تذکرہ صوم نذری میں آئے گا، بڑے خدار سیدہ بزرگ تھے۔

۱۲۔ حافظ شعبہ بن جراح، ابو بسطام و اسٹی، ابن معین، ثوری و شعبہ امام المتقین و امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ (۵)

۱۳۔ حافظ ابوالعلاء کامل بن علماء ترمی کوفی، ابن عدنی، ابن معین، ونسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ (۶)

۱۴۔ حافظ سفیان بن سعید ثوری، ابو عبد اللہ کوفی و خطیب کے مطابق مسلمانوں کے امام، عظیم دانشور اور ان کی امامت پر سب کا اتفاق تھا، اتقان و ضبط و حفظ و معرفت و زبد و درع محتاج بیان نہیں تھا۔ (۷)

۱۵۔ حافظ اسرائیل بن یوس بن ابی اسحاق سہیلی، ابو یوسف کوفی، ابن معین ان کے ثقہ ہونے کی تعریف کرتے ہیں۔ (۸)

۱۔ تذکرة الحفاظ (ص ۱۵۵) (ج ۱ ص ۲۷ نومبر ۱۶۷)، خلاصة الفخر رجمی ص ۲۲۹ (ج ۲ ص ۳۷ نومبر ۲۰۲۹)

۲۔ تاریخ الثقات (ص ۲۳۵) (۱۲۱ نومبر ۱۹۱۱)

۳۔ تذکرة الحفاظ (ص ۱۶۹) (ج ۱ ص ۱۸۸ نومبر ۱۸۲)، خلاصة الفخر رجمی ص ۳۲۰ (ج ۲ ص ۲۲ نومبر ۱۹۲۶)

۴۔ تاریخ الثقات (ص ۱۲۶) (۳۱۲ نومبر ۱۹۱۲)

۵۔ معرفة الرجال (ج ۱ ص ۱۱۱ نومبر ۱۹۱۱) (۲۵۵)

۶۔ کامل فی ضفایاء الرجال (ج ۲ ص ۸۳ نومبر ۱۹۱۵)؛ التاریخ (ج ۲ ص ۲۷۲ نومبر ۱۹۰۳)؛ خلاصة الفخر رجمی ص ۲۷۲ (ج ۲ ص ۵۹ نومبر ۱۹۱۱)

۷۔ تاریخ خطیب بغدادی (ج ۹ ص ۱۵۵ نومبر ۱۹۱۹) (۱۵۲)

۸۔ التاریخ (ج ۲ ص ۶۵ نومبر ۱۹۱۹)

- ۲۶۔ جعفر بن زید کو فی ابو داؤ و شفیعی کہتے، ابو ذر ع، و نسائی صدقہ کہتے تھے۔ (۱)
- ۲۷۔ مسلم بن سالم ہندی ابو فرهاد کو فی، ابن معین و ابو حاتم نے صالح الحدیث ہونے کی توثیق کی ہے۔ (۲)
- ۲۸۔ حافظ قیس بن رجیح ابو محمد اسدی کو فی، عفان و یعقوب انھیں شفیع و صدقہ کہتے تھے۔ (۳)
- ۲۹۔ حافظ حماد بن سلمہ ابو سلمہ بصری، ابن معین، ابن معروف قطان، عبدال و سید و عالم کہتے تھے۔ (۴)
- ۳۰۔ حافظ عبد اللہ بن لمیحہ ابو عبد الرحمن مصری، مصر کے بزرگ امام و عالم و محدث تھے، احمد بن حنبل بے شل کہتے تھے۔ (۵)
- ۳۱۔ حافظ ابو عوانہ و صالح بن عبد اللہ الشکری و اسطلی بزار، ان کے صدقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (۶)
- ۳۲۔ قاضی شریک بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ الخجئی کو فی، امام فقیہ و محدث تھے، بخاری و ابن معین نے توثیق کی ہے۔ (۷)
- ۳۳۔ حافظ عبد اللہ بن عبید الرحمن کو فی، ابن معین، ابن حجر اور ذہبی نے معترماً تھا۔ (۸)
- ۳۴۔ نوح بن قیس ابو روح صدائی بصری، سرہ و ابن معین انھیں شفیع کہتے تھے۔ (۹)
- 
- ۱۔ خلاصہ المحرری ج ۵۳ ص ۱۶۷ (ج اص ۱۶ نومبر ۱۰۲۸)
- ۲۔ البرج والتبدیل (ج ۸ ص ۵۸ نومبر ۸۰۸)
- ۳۔ تذكرة الحفاظ ج ۲۰۵ ص ۲۰۵ (ج اص ۲۲۶ نومبر ۲۱۱)
- ۴۔ معرفة الرجال (ج اص ۹۳ نومبر ۲۶۷)
- ۵۔ تذكرة الحفاظ ج ۲۱۵ ص ۲۲۵ (ج اص ۲۲۷ نومبر ۲۲۲)
- ۶۔ تہذیب الجہزیب (ج اص ۱۰۳)، تذكرة الحفاظ ج ۲۲۱ ص ۲۲۶ (ج اص ۲۲۶ نومبر ۲۲۳)
- ۷۔ تذكرة الحفاظ ج ۲۱۰ ص ۲۲۲ (ج اص ۲۲۲ نومبر ۲۱۸)؛ الاتارخ (ج ۳ ص ۳۶۹ نومبر ۱۷۹۶)
- ۸۔ معرفة الرجال (ج اص ۱۵۵ نمبر ۵۵۳)؛ تقریب الجہزیب ص ۲۷۰ (ج اص ۲۶۵ نمبر ۱۳۸) حرف "ع"؛ تذكرة الحفاظ ج ۲۸۲ (ج اص ۲۳۱ نومبر ۲۸۹)
- ۹۔ خلاصہ المحرری ج ۳۲۷ (ج اص ۱۰۲ نومبر ۱۷۷)؛ الاتارخ (ج ۳ ص ۱۲۲ نومبر ۲۳۸)

- ۳۵۔ مطلب بن زیاد بن ابی زہیر، ابو طالب کوئی، اکثر حفاظت نے اعتماد کیا ہے، ابن مسیح، ابو داؤد اور ابن حجر انھیں صدق و محدث جلیل کہتے ہیں۔ (۱)
- ۳۶۔ قاضی حسان بن ابراہیم عزیزی، احمد، ابو ذر عدی، احمد اور ابن عدی نے ثقہ ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ (۲)
- ۳۷۔ حافظ جریر بن عبد الحمید ابو عبد اللہ چنپی کوئی، تذکرہ ذہبی کے مطابق محدثین احادیث کے لئے حاضری دیتے چونکہ یہ ثقہ تھے۔ (۳) حفظ و وسعت معلومات میں اپنا عالی نہیں رکھتے تھے۔
- ۳۸۔ فضل بن موسیٰ ابو عبد اللہ مرزوqi سینانی، ابن مسیح و ابو حاتم نے ثقہ و ثبت کہا ہے۔ (۴)
- ۳۹۔ حافظ محمد بن جعفر بن مدین بصری، ابو عبد اللہ غندر، ابن مسیح انھیں متقد حافظ کہتے تھے۔
- ۴۰۔ حافظ اسماعیل بن علیہ ابو بشر بن ابراہیم اسدی، ابن داود و ابن مسیح ثقہ و متقد کہتے، کبھی ان سے غلطی نہ ہوئی شعبہ سید المحدثین کہتے تھے۔ (۵)
- ۴۱۔ حافظ محمد بن ابراہیم ابو عمرو و بن ابی عدی سلمی بصری، نسائی و ابو حاتم نے معتبر مانا ہے۔ (۶)
- ۴۲۔ حافظ محمد بن حازم ابو معاویہ حنفی ضریر، عجی، نسائی و ابن خراش نے معتبر مانا ہے۔ (۷)
- ۴۳۔ حافظ محمد بن فضیل ابو عبد الرحمن کوئی، ابن مسیح، ابو ذر عدی و نسائی انھیں ثقہ و صدق و عارف کہتے ہیں۔ (۸)

۱۔ الاربع (ج ۲۳ ص ۲۷۲ نمبر ۲۷) (۱۴۹۳ نمبر ۲۷)

۲۔ خلاصہ الخنزرجی ص ۶۳ (ج ۱ ص ۲۰۵ نمبر ۲۰) (۱۴۹۸ نمبر ۲۰)

۳۔ تذکرۃ الحفاظ (ج ۱ ص ۲۷۲ نمبر ۲۷) (۱۴۹۷ نمبر ۲۷)

۴۔ الاربع (ج ۲۳ ص ۲۵۳ نمبر ۲۷)؛ الجرح التعذیل (ج ۷ ص ۶۸ نمبر ۶۸) (۱۴۹۰ نمبر ۶۸)

۵۔ تذکرۃ الحفاظ (ج ۱ ص ۲۲۲ نمبر ۳۰)؛ محرف الرجال (ج ۱ ص ۲۰۳ نمبر ۲۰) (۱۴۹۵ نمبر ۲۰)

۶۔ تذکرۃ الحفاظ (ج ۱ ص ۳۲۳ نمبر ۵۰)؛ خلاصہ الخنزرجی ص ۶۷ (ج ۲ ص ۲۳ نمبر ۲۳)

۷۔ تاریخ الفتاوی (ص ۳۰۳ نمبر ۱۳۵)؛ خلاصہ الخنزرجی ص ۵۵ (ج ۲ ص ۲۷۳ نمبر ۲۷) (۱۴۹۷ نمبر ۲۷)

۸۔ تقریب التہذیب (ج ۲ ص ۲۰۰ نمبر ۲۱۸) حرف "م"؛ تذکرۃ الحفاظ (ج ۱ ص ۲۸۸ نمبر ۲۸) (۱۴۹۳ نمبر ۲۸)

- ۳۴۔ حافظ وکیع بن جراح روای ابوسفیان کوئی، ابن محبیں، عجیلی، وابن سعد نے توثیق کی ہے، احمد بن حبل کہتے ہیں کہ حفظ علم درع اور خشوع میں ان کا مثال نہ تھا۔ (۱)
- ۳۵۔ حافظ سفیان بن عینیہ ابو محمد ہلالی کوئی، ذہبی وابن خلکان ان کے حفظ علم و عظمت کا قصیدہ پڑھتے ہیں۔ (۲)
- ۳۶۔ حافظ عبد اللہ بن نسیر ابوہشام ہمدانی خارنی، ابن محبیں نے توثیق کی ہے غایم محدث تھے۔ (۳)
- ۳۷۔ حافظ حنفی بن حرث بن لقیط حنفی کوئی، ابو نعیم، بشیعی اور ابو جاتم نے توثیق کی ہے۔ (۴)
- ۳۸۔ ابو محمد موسیٰ بن یعقوب زمی مدائی، ابن محبیں معتبر اور ابو داود صالح کہتے ہیں۔ (۵)
- ۳۹۔ علاء بن سالم عطار کوئی، بزرگ پیشواؤ اور لٹھ تھے۔ (۶)
- ۴۰۔ ارزق بن علی بن مسلم حنفی ابو جہنم کوئی، ابن حبان نے معتبر کہا ہے۔ (۷)
- ۴۱۔ ہانی بن ابیوب حنفی کوئی، ابن کثیر ان کو موثق مانتے ہیں۔ (۸)
- ۴۲۔ فضیل بن مرزا و ق اغرا قاشی روای کوئی، ابو عبدالرحمن، ثوری ابن عینیہ و ابن محبیں وغیرہ معتبر مانتے ہیں۔ (۹)
- ۴۳۔ ابو حزہ سعد بن عبیدہ سلمی کوئی، نسائی وابن حجر نے توثیق کی ہے۔ (۱۰)

- ۱۔ التاریخ (ج ۳ ص ۲۵۵ نومبر ۲۰۱۱)؛ تاریخ الفتاوی (ج ۳ ص ۲۶۶ نومبر ۱۷)؛ الطیقات الکبری (ج ۶ ص ۳۹۲)
- ۲۔ تذکرة الحفاظ (ج ۲۲۹ ص ۱)؛ وفات الاعیان (ج ۱ ص ۲۲۶)؛ وفات الاعیان (ج ۲ ص ۳۹۱ نومبر ۲۰۰۷)
- ۳۔ سرفة الرجال (ج ۱ ص ۹ نومبر ۲۰۰۷)
- ۴۔ الجرج واصدیل (ج ۳ ص ۲۹۱ نومبر ۱۳۰۰)
- ۵۔ التاریخ (ج ۳ ص ۵۸۱ نومبر ۱۷)
- ۶۔ تاریخ بغدادی (ج ۱۲ ص ۲۳۶ نومبر ۲۰۰۵)
- ۷۔ الفتاوی (ج ۳ ص ۶۸ نومبر ۱۳۰۶)
- ۸۔ البدایہ النہایہ (ج ۵ ص ۲۳۰) (ج ۵ ص ۲۳۰ حادث شانہ)
- ۹۔ التاریخ (ج ۳ ص ۲۷۲ نومبر ۱۲۹۸)
- ۱۰۔ خلاصۃ الغرہی ص ۱۱ (ج ۱ ص ۲۷۰ نومبر ۲۰۰۲) تقریب العہد یہب ص ۸۹ (ج ۱ ص ۲۸۸)

- ۵۳۔ موسیٰ بن مسلم حزاعی شیعائی، موسیٰ صیر، ابن مصین و ابن حبان نے ثقہ و معتر کہا ہے۔ (۱)
- ۵۴۔ یعقوب بن جعفر بن ابی کثیر انصاری مدفی، موسیٰ بن یعقوب اور محمد بن سیجیٰ معتر مانتے ہیں۔
- ۵۶۔ عثمان بن سعد بن سرہ قرشی ائمہ حدیث نے روایت کی ہے، ابن حبان معتر مانتے ہیں۔ (۲)

### تیسرا صدی

- ۵۷۔ حافظ حمزہ بن ریجہ قرشی مدفی، احمد کے زندگی معتبر تین آدی تھے۔ (۳)
- ۵۸۔ حافظ محمد بن عبد اللہ زیری ابو احمد کوفی، عجیٰ معتبر مانتے ہیں، سب نے تعریف کی ہے۔ (۴)
- ۵۹۔ مصعب بن مقدام شعیٰ ابو عبد اللہ کوفی، ابن مصین و دارقطنی و ابو داؤد معتبر مانتے ہیں۔
- ۶۰۔ حافظ سعیٰ بن آدم بن سلیمان قرشی، ابو ذکر یا کوفی، ابن مصین نسائی و ابن شیبہ معتبر مانتے ہیں۔
- ۶۱۔ حافظ زید بن حباب ابو حسین خراسانی، ابن مدفی، ابن مصین و دارقطنی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ (۵)
- ۶۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن اورلس شافعی، شافعیوں کے امام ہیں۔
- ۶۳۔ حافظ ابو عمر وثیانہ بن سوار فزاری مدینی، ابن مصین نے توثیق کی ہے۔ (۶)
- ۶۴۔ محمد بن خالد نجفیٰ بصری، ابن حبان ثقة اور ابو حاتم و ابو زرعہ صالح الحدیث کہتے ہیں۔ (۷)
- ۶۵۔ حافظ خلف بن تمیم کوفی بن شیبہ، ابو حاتم و ابن حبان نے توثیق کی ہے، ابن مجر، صدوق و عابد کہتے ہیں۔ (۸)

۱۔ التاریخ (ج ۲ ص ۳۲۵ نمبر ۱۶۱۵)؛ الثقات (ج ۷ ص ۳۵۵).

۲۔ الثقات (ج ۸ ص ۳۵۰).

۳۔ العلل و معرفة الرجال (ج ۲ ص ۳۶۶ نمبر ۲۶۲۲) تاریخ الثقات (ص ۳۰۶ نمبر ۱۳۶۹).

۴۔ ذکر اساماء الانطاپین (ج ۲ ص ۳۶۳ نمبر ۳۶۳)، الجرح والتعديل (ج ۳ ص ۵۶۱ نمبر ۲۵۳۸)، الاممال (ج ۲ ص ۱۳۳).

۵۔ خلاصة الخرجی ص ۱۳۲ (ج اص ۲۵۵ نمبر ۲۹۹۰).

۶۔ الثقات (ج ۹ ص ۵۵)؛ الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۳۳ نمبر ۲۶۲۶).

۷۔ الجرح والتعديل (ج ۳ ص ۲۷۰ نمبر ۱۶۸۲)؛ الثقات (ج ۸ ص ۲۲۸)؛ تقریب العہد یہب (ج اص ۲۲۵ نمبر ۱۳۵) حرف "خ"۔

- ۲۶۔ حافظ اسود بن عامر شاذ ان شامی، ابن مدینی، ابن جبر وغیرہ ان کو معتبر مانتے ہیں۔
- ۲۷۔ ابو عبد اللہ حسین بن حسن اشقر فرازی کوفی، ابن حبان، ذہبی، وحاکم مستند مانتے ہیں۔ (۱)
- ۲۸۔ حافظ حفص بن عبد اللہ بن راشد ابو عمر وسلی قاضی نیشاپور، ابن حبان ونسائی معتبر مانتے ہیں۔ (۲)
- ۲۹۔ حافظ عبدالرزاق بن ہمام ابو بکر صنعاوی، ذہبی کے مطابق بے شمار لوگوں نے ان کی توثیق کی ہے۔ (۳)
- ۳۰۔ حسن بن عطیہ بن سیح قرشی کوفی، ابو علی براز، ابو حاتم صدق کہتے ہیں۔ (۴) بخاری نے ان سے روایت کی ہے۔ (۵)
- ۳۱۔ عبد اللہ بن زید عدوی، نسائی، ابن سعد و ابن قانع نے توثیق کی ہے نیز خلیلی اور ابن حبان نے بھی۔ (۶)
- ۳۲۔ حافظ حسین بن محمد بن بہرام ابو محمد تحسینی مرد روزی، ابن سعد، ابن قانع و عجلی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ (۷)
- ۳۳۔ حافظ ابو محمد عبد اللہ بن موسی عسیٰ کوفی، صاحب مند ہیں، ابو حاتم، ابن معین اور عجلی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ (۸)

۱۔ الثقات (ج ۸ ص ۱۸۲)؛ تبیخیں المسند رک ج ۳ ص ۱۳۰؛ مستدرک حاکم (ج ۳ ص ۱۳۱ نمبر ۲۶۲)

۲۔ الثقات ج ۸ ص ۱۹۹؛ خلاصہ الخنزیر ج ۳ ص ۲۲۸ (ج ۱ ص ۲۲۸ نمبر ۱۵۰)

۳۔ تذکرة الحافظ ج ۱ ص ۳۲۲ (ج ۱ ص ۳۶۳ نمبر ۲۵۷)

۴۔ الجرج والتحذیل (ج ۳ ص ۲۷ نمبر ۱۱۳)

۵۔ الساریۃ الکبیری (ج ۱ ص ۲۰۱ نمبر ۲۵۳)

۶۔ الطبقات الکبیری (ج ۵ ص ۵۰۱)؛ الثقات (ج ۸ ص ۳۲۲)

۷۔ الطبقات الکبیری (ج ۷ ص ۳۳۸)

۸۔ الجرج والتحذیل (ج ۵ ص ۳۲۲)؛ طبقات (ص ۳۱۹ نمبر ۱۰۷)

۴۔ ابو الحسن علی بن قادم خراجی کوئی، ابن حبان، ابن خلفون، ابن قانع، ابو حاتم وغیرہ نے معتبر  
جانا ہے۔ (۱)

۵۔ محمد بن سلیمان بن ابی داؤد حرانی، ابو عوانہ و ابن حبان نے معتبر تسلیم کیا ہے۔ (۲)

۶۔ عبد اللہ بن داؤد بن عامر ہمدانی عرف خرمی، ابن سعد، ابن مسین، ابو ذر عدو نسائی وغیرہ نے  
توثیق کی ہے۔ (۳)

۷۔ حافظ ابو عبد الرحمن علی بن حسن بن دینار عبدی مروزی، امام بخاری نے ان سے روایت لی  
ہے احمد، ابن مسین، ابن ابی شیبہ و ابن حبان فاضل ترین اور ثقہ ترین کہتے تھے۔ (۴)

۸۔ حافظ سیکی بن جمادی شیخی بصری، عجلی، ابو حاتم، ابن سعد و ابن حبان نے توثیق کی ہے۔ (۵)

۹۔ حافظ جحاج بن منہال سلمی ابو محمد انماطی بصری، عجلی ابن قانع، ابو حاتم ونسائی نے توثیق کی ہے،  
فلاں کہتے ہیں کہ ان جیسا محسن سے آراستہ و بیدار میں نے نہیں دیکھا۔ (۶)

۱۰۔ حافظ فضل بن دکین ابو نعیم کوئی، بن شیبہ، احمد، ابو حاتم، ابن مدفن و عجلی وغیرہ ثقہ، صدق و

ثبت کہتے ہیں۔ (۷)

۱۱۔ حافظ عفان بن مسلم ابو عثمان صفار انصاری بصری، عجلی و ابو حاتم نے ثقہ، ثبت و صاحب سنت  
کہا ہے، ابن عدی انھیں اشهر و اصدق و اوثق کہتے ہیں، ابن مسین و ابن سعد و ابن قانع نے بھی توثیق کی

۱۔ الثقات (ج ۷ ص ۲۱۳)؛ المحرر والتعديل (ج ۶ ص ۲۰۱ نومبر ۱۱۰۰)

۲۔ الثقات (ج ۹ ص ۶۹)

۳۔ الطبقات الکبری (ج ۷ ص ۲۹۵)؛ ذکر اسامہ البتیعین (ج ۱ ص ۲۰۲ نومبر ۱۱۰۲)

۴۔ الثقات (ج ۸ ص ۳۶۰)

۵۔ تاریخ الثقات (ص ۲۰۷ نومبر ۱۸۰۰)؛ المحرر والتعديل (ج ۹ ص ۲۳۷ نومبر ۱۸۳۵)؛ الطبقات الکبری (ج ۷ ص ۲۰۶)

۶۔ الثقات (ج ۹ ص ۲۵۷)

۷۔ تاریخ الثقات (ص ۹۰ نومبر ۱۸۵۵)

۸۔ المحرر والتعديل (ج ۷ ص ۱۱ نومبر ۱۸۵۳)؛ تاریخ الثقات (ص ۲۸۳ نومبر ۱۸۵۱)؛ الطبقات الکبری (ج ۶ ص ۳۰۰)؛ تاریخ اسامہ

الثقات (ص ۲۶۳ نومبر ۱۸۷۶)؛ تاریخ بغدادی (ج ۱۲ ص ۲۳۶ نومبر ۱۸۷۶)

ہے۔ (۱)

- ۸۲۔ حافظ علی بن عیاش بن مسلم الہانی، نسائی، دارقطنی و عجلی نے معتبر تسلیم کیا ہے۔ (۲)  
۸۳۔ حافظ مالک بن اساعیل بن درہم ابو عنسان نہدی کوفی، ابن معین ابن شیبہ و نسائی نے معتبر جانا ہے۔ (۳)

- ۸۴۔ حافظ قاسم بن سلام ابو عبیدی ہروی، روحاںی متفق اور حسن الروایت تھے کسی نے طعن نہیں کیا  
ہے۔ (۴)

۸۵۔ محمد بن کثیر ابو عبد اللہ عبدی بصری، ابن حبان فاضل و ثقة ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ (۵)

۸۶۔ موسیٰ بن اساعیل متفقی بصری، ابن معین و ابن حاتم ثقة و صدق کہتے ہیں۔ (۶)

۸۷۔ قیس بن حفص مین قعقاع ابو محمد بصری، ابن معین، دارقطنی و ابن حبان نے ثقة کہا ہے راوی  
بخاری ہیں۔ (۷)

۸۸۔ حافظ سعید بن منصور بن شعبہ نسائی ابو عثمان خراسانی، خزری کے مقول بڑے جو لافی حافظ  
تھے، ابو حاتم و ابن حجر نے متفق، ثابت و ثقة کہا ہے۔ (۸)

۸۹۔ حافظ سعید بن عبد الحمید حماںی ابو زکریا کوفی، مرہ بن معین، احمد ابن نفیر وغیرہ ثقة کہتے ہیں۔ (۹)

۱۔ (تاریخ الثقات ص ۳۲۶ نمبر ۱۱۲)؛ الجرح والتعديل (ج ۷ ص ۳۰۵ نمبر ۱۱۵)؛ تہذیب العجہ بیب (ج ۷ ص ۲۰۵)؛ الکامل فی ضعفاء

الرجال (ج ۵ ص ۲۸۳ نمبر ۱۵۵)؛ (التاریخ (ج ۲ ص ۲۸۵ نمبر ۷۸۰)، الطبقات الکبری (ج ۷ ص ۲۹۸)

۲۔ تذکرة الحافظ (ج ۱ ص ۳۵۲) (ج ۱ ص ۳۸۳ نمبر ۳۸۳)؛ تہذیب العجہ بیب (ج ۷ ص ۳۱۸) (ج ۷ ص ۳۲۲)

۳۔ التاریخ (ج ۲ ص ۲۸۸ نمبر ۲۸۸۸)

۴۔ وفیات الاعیان (ج ۱ ص ۳۵۷) (ج ۲ ص ۴۰ نمبر ۵۳۳)

۵۔ الثقات (ج ۹ ص ۷۷)

۶۔ سفرۃ الرجال (ج ۱۹ نمبر ۵۸۲)؛ الجرح والتعديل (ج ۸ ص ۱۳۶ نمبر ۱۱۵)

۷۔ ذکر اماء الائمه (ج ۱ ص ۳۰۱ نمبر ۸۹۱)؛ الثقات (ج ۹ ص ۱۵)؛ صحیح بخاری (ج ۱ ص ۵۸ نمبر ۱۲۵)

۸۔ خلاصہ الخزرجی (ج ۱ ص ۱۲۱) (ج ۱ ص ۳۰۱ نمبر ۲۵۲۲)؛ تقریب العجہ بیب (ج ۹ ص ۹۲) (ج ۱ ص ۳۰۲ نمبر ۲۲۳) حرف "س"

۹۔ التاریخ (ج ۲ ص ۲۰۰ نمبر ۱۲۷)؛ سفرۃ الرجال (ج ۱ ص ۴۰۲ نمبر ۲۷۰)

- ۹۰- حافظ ابراہیم بن جحاج بن زید ابواسحاق سامی بصری، ابن جبان وابن ججر نے ثقہ کہا ہے۔ (۱)
- ۹۱- حافظ علی بن حکیم بن ذیبان کوفی، ابن معین نسائی و حضری وابن قانع نے معتبر تسلیم کیا ہے۔ (۲)
- ۹۲- حافظ خلف بن سالم بھلی مخزوی بغدادی، نسائی وابن شیبہ و حزہ نے ثقہ و صادق کہا ہے۔ (۳)
- ۹۳- حافظ علی بن محمد ابو الحسن طنافسی کوفی، ابو حاتم و خلیل نے عظمت کے اقرار کے ساتھ ثقہ و صدوق کہا ہے۔ (۴)
- ۹۴- حافظ ہدیہ بن خالد ابو خالد قیسی بصری، ابن معین وابن جبان وغیرہ نے ثقہ و صدوق کہا ہے (۵)
- ۹۵- حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابو بکر عسی کوفی، عجلی، ابو حاتم و خراش نے تویش کی کی ہے۔ (۶)
- ۹۶- حافظ ابوسعید عبد اللہ بن عمر جسمی قواریری بصری، ابن معین، عجلی و شائی نے معتبر مانا ہے۔ (۷)
- ۹۷- حافظ احمد بن عمر بن حفص جلاب ابو جعفر و کسی، بن معین وابن احمد و محمد بن عبدوس نے معتبر مانا ہے۔ (۸)
- ۹۸- حافظ ابراہیم بن منذر بن عبد اللہ حرامی، ابو اسحاق مدفی، ان کی تویش ابن معین وغیرہ نے کی ہے۔ (۹)
- ۹۹- ابوسعید مجی بن سلیمان کوفی جھٹی مقری، دارقطنی، عقلی وابن جبان نے تویش کی ہے۔ (۱۰)
- 
- ۱- الثقات (ج ۸ ص ۷۸)، تهذیب الجہد بیہی (۱۲) (ج ۱ص ۳۳ نمبر ۱۸۶ احرف "الف")
- ۲- خلاصة الخزرجی (ج ۲ ص ۲۲۷ نمبر ۲۸۷) تہذیب الجہد بیہی (ج ۲ ص ۳۱) (ج ۲ ص ۲۷۳)
- ۳- س خلاصة الخزرجی (ص ۹۰) (ج ۱ص ۲۹۲ نمبر ۱۸۵۳)
- ۴- البحرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۰۲ نمبر ۱۱۱)
- ۵- الثقات (ج ۹ ص ۲۲۶)
- ۶- تاریخ الثقات (ص ۶۷ نمبر ۸۷۸)؛ البحرح والتعديل (ج ۵ ص ۱۶۰)
- ۷- تاریخ بغدادی ج ۱۰ ص ۳۲۰، ۳۲۲
- ۸- تاریخ بغدادی ج ۳ ص ۲۸۲
- ۹- ذکر اباء اتابکین (ج ۱ص ۵۵۵ نمبر ۲۲۳)، الثقات (ج ۸ ص ۳۷)، خطیب بغدادی (ج ۶ ص ۹۷ نمبر ۳۲۳)
- ۱۰- تہذیب الجہد بیہی (ج ۱۱ ص ۲۲۷) (ج ۱۱ ص ۱۹۹)؛ خلاصة الخزرجی (ص ۳۶۲) (ج ۳ ص ۵۰ نمبر ۲۹۶)

۱۰۴۔ حافظ بن راہب یہ اسحاق بن ابراہیم حظی مردوzi، اکثر نے توثیق کی ہے احمد بزرگ پیشوای  
کہتے تھے۔ (۱)

۱۰۵۔ حافظ عثمان بن محمد بن ابی شیبہ، صاحب مسند، ابن معین و عجیل کے ساتھ اکثر نے توثیق کی ہے۔ (۲)

۱۰۶۔ حافظ قتبیہ بن سعید بن جبل بغلانی ابو رجاء ثقفی، ان سے ائمہ خمسہ بخاری، مسلم، ابو داؤد اور  
ابو عیسیٰ، ابو عبد الرحمن نے روایت لی ہے، سمعانی کہتے تھے کہ وہ محدث عصر تھے۔ (۳)، ابن معین، نسائی  
و ذہبی نے توثیق کی ہے۔ (۴)

۱۰۷۔ امام حنابلہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی نے اپنی مسند میں متعدد طرق سے حدیث غدیر کی  
روایت کی ہے۔

۱۰۸۔ حافظ یعقوب بن حمید بن کاسب ابو یوسف مدینی، ابن معین، مصعب اور ابو مسلم کے ساتھ  
ابن حبان اور بخاری نے معتبر و صدقہ کہا ہے۔ (۵)

۱۰۹۔ حافظ حسن بن حادی بن کسیب ابو علی سجادہ، احمد، ابن حبان، صاحب سنت اور ثقة کہتے تھے۔ (۶)

۱۱۰۔ حافظ ہارون بن عبد اللہ بن مروان ابو موسیٰ براز، دارقطنی و نسائی و ذہبی نے توثیق کی ہے۔ (۷)

۱۱۱۔ ابو عمر حسین بن حریث مردوzi، ابن حجر نے ان کو ثقہ مانا ہے۔ (۸)

۱۱۲۔ ہلال بن بشر بن محیوب ابو الحسن مصری احدب، نسائی و ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ (۹)

۱۔ خلاصہ المحرجی ص ۲۲ (ج اص ۶۷ نمبر ۳۶۸)

۲۔ تاریخ بغدادی (ج اص ۲۸۳، ۲۸۸)؛ تذکرة المخاطب (ج ۲۰ ص ۲۳۳ نمبر ۳۵۰)

۳۔ الانساب (ج اص ۲۶۶)

۴۔ تذکرة المخاطب (ج ۲۲ ص ۲۳۲ نمبر ۳۵۲)

۵۔ الفتاویٰ (ج ۹۹ ص ۲۸۵)

۶۔ الفتاویٰ (ج ۸۵ ص ۱۷۵)؛ خلاصہ المحرجی ص ۲۶ (ج اص ۱۱۳ نمبر ۳۳۲)

۷۔ ذکر اماء الائمه (ج ۲۵ ص ۲۶۵ نمبر ۳۳۵)؛ تذکرة المخاطب (ج ۲۲ ص ۲۸۸ نمبر ۳۹۱)

۸۔ تقریب الجہد یہب ص ۷۵ (ج اص ۵۷ نمبر ۳۵۲ حرف "ح")

۹۔ الفتاویٰ (ج ۹۹ ص ۲۳۸)

۱۰۹۔ ابوالجوزاء احمد بن عثمان بصری، ابو حاتم و ابن ابی عاصم و بزار و ابن حبان نے شفہ و مامون کہا ہے۔ (۱)

۱۱۰۔ حافظ محمد بن علاء ہمدانی ابوکریب کوئی، ذہبی نے ثقہ کہا ہے۔ (۲)

۱۱۱۔ یوسف بن عسیٰ بن دینار زہری ابو یعقوب مرزوکی، رجال کی کتابوں میں ان کو شفہ و فاضل کہا گیا ہے۔ (۳)

۱۱۲۔ نصر بن علی بن نصر ابو عمرو چھپسی، ابو حاتم، نسائی و ابن خراش نے توثیق کی ہے۔ (۴)

۱۱۳۔ حافظ بن محمد بشافر معروف بہ بندار ابو بکر عبدی بصری، الحمہ ستر نے ان سے روایت لی ہے، عجلی وغیرہ نے ثقہ کہا ہے۔ (۵)

۱۱۴۔ حافظ یوسف بن موسیٰ عزیٰ، خطیب نے بڑی ستائش کی ہے تمام محدثین نے ان سے روایت لی ہے۔ (۶)

۱۱۵۔ حافظ محمد بن شٹی ابو موسیٰ ابو یعقوب قطان کوئی، اکثر ائمہ نے ان کی ستائش کی ہے، بخاری نے ان کی حدیث سے احتجاج کیا ہے۔ (۷)

۱۱۶۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری کے مؤلف۔ (۸)

۱۱۷۔ حافظ محمد بن عبد الرحیم ابو سعید البغدادی بزار بن احمد و نسائی و احمد و نسائی و بن صاعد نے ثقہ کہا ہے متقدن و عالم و حافظ تھے۔ (۹)

۱۔ الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۶۲۳ نومبر ۱۰۲)

۲۔ تذكرة الحفاظ (ج ۲ ص ۷۷۹ نومبر ۱۵۲)

۳۔ تقریب التجذیب (ج ۲ ص ۳۸۲ نومبر ۱۳۳۶ حرف "ی")، خلاصہ المخزنجی ص ۳۷۸ (ج ۳ ص ۱۸۹ نومبر ۱۳۹۰)

۴۔ الجرح والتعديل (ج ۸ ص ۳۶۶ نومبر ۱۳۳۶)

۵۔ تاریخ الفتاویٰ (ص ۱۰۰ نومبر ۱۳۳۵)؛ تذكرة الحفاظ (ج ۲ ص ۵۲) (ج ۲ ص ۱۱۵ نومبر ۱۳۶)

۶۔ تاریخ بغدادی (ج ۳ ص ۲۸۶ نومبر ۱۳۳۶) (ج ۳ ص ۱۳۳ نومبر ۱۳۳۶)

۷۔ تاریخ بغدادی (ج ۲ ص ۳۶۳ نومبر ۱۳۳۶) (ج ۲ ص ۳۶۳ نومبر ۱۳۳۶)

۸۔ التاریخ الکبیر (ص ۲۷۵ نومبر ۱۳۳۶)

- ۱۱۸۔ محمد بن عبد اللہ عدوی مقری، بن حاتم، نسائی و خلیل وغیرہ ثقہ و مصدق کہتے تھے۔ (۱)
- ۱۱۹۔ حافظ حسن بن عرفہ بن یزید ابو علی عبدی بغدادی، ابن حمین و ابو حاتم بن قاسم وغیرہ نے ثقہ کہا ہے۔ (۲)
- ۱۲۰۔ حافظ عبد اللہ بن سعید کندی کوفی، ذہبی، ابو حاتم وغیرہ نے ستائش کی ہے اور ثقہ ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (۳)
- ۱۲۱۔ حافظ محمد بن حمیں بن عبد اللہ نیشاپوری، ذہبی، وخطیب نے توییش کے ساتھ بڑی ستائش کی ہے۔ (۴)
- ۱۲۲۔ حافظ حاجی بن یوسف ثقفی بغدادی ابو محمد معروف بہ ابن شاعر، سمعانی و ذہبی وخطیب نے ثقہ و فہم و حفظ کا اقرار کیا ہے۔ (۵)
- ۱۲۳۔ احمد بن عثمان بن حکیم ابو عبد اللہ اوری، نسائی و ابن خراش وغیرہ نے توییش کی ہے۔ (۶)
- ۱۲۴۔ حافظ عمر بن شبیحی ابو یزید بصری دارقطنی وخطیب وغیرہ نے ثقہ و مصدق کہا ہے۔ (۷)
- ۱۲۵۔ حافظ محمد ان احمد بن یوسف بن حاتم سلی ابا حسن نیشاپوری، مسلم خلیل و دارقطنی نے توییش کی ہے۔ (۸)

۱۔ الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۰۰ نمبر ۱۶۶۸)؛ تہذیب العہد یہب ج ۹ ص ۲۸۲ (ج ۹ ص ۲۵۲)

۲۔ تاریخ بغدادی ج ۲ ص ۳۹۳؛ خلاصہ المحرر ج ۲ ص ۶۷؛ تہذیب العہد یہب ج ۲ ص ۲۳۹

۳۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۸۲ (ج ۲ ص ۵۲۲ نمبر ۱۵)؛ الجرح والتعديل (ج ۵ ص ۳ نمبر ۳۲۲)؛ تہذیب العہد یہب (ج ۵ ص ۲۰۸)

۴۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۱۱ (ج ۲ ص ۵۲۰ نمبر ۵۲۹)؛ خلیل بغدادی ج ۳ ص ۳۱۵

۵۔ الانساب (ج ۳ ص ۲۷۸)؛ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۲۹ (ج ۲ ص ۵۳۹ نمبر ۵۲۹)؛ تاریخ بغدادی ج ۸ ص ۲۳۰

۶۔ تاریخ بغدادی ج ۳ ص ۲۹۶

۷۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۹۸ (ج ۲ ص ۵۱۶ نمبر ۵۳۲)؛ خلاصہ المحرر ج ۲۲۰ (ج ۲ ص ۱۷ نمبر ۱۸۱)؛ تاریخ بغدادی ج ۱۱ ص ۲۰۸

۸۔ خلاصہ المحرر ج ۱۲ (ج ۱ ص ۳۶۰ نمبر ۱۵۰)؛ تہذیب العہد یہب ج ۱ ص ۹۲ (ج ۱ ص ۷۷)

- ۱۲۶۔ حافظ عبد اللہ بن کریم بن یزید ابو زرع مخزوی، ابو حاتم، نسائی، اور خطیب نے حفظ و صداقت و ثقہ کا اقرار کیا ہے۔ (۱)
- ۱۲۷۔ حافظ احمد بن متصور بن سیار ابو بکر بغدادی، صاحب مند، ابو حاتم، دارقطنی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ (۲)
- ۱۲۸۔ حافظ اسماعیل بن عبد اللہ بن مسعود عبدی ابو بشر اصفہانی، ابو شیخ، ابو نعیم حافظ، متقن و مصدق کہتے تھے۔ (۳)
- ۱۲۹۔ حافظ حسن بن علی بن عفان عامری ابو محمد کوفی، دارقطنی وابن حبان وغیرہ نے ثقہ کہا ہے ابن الجبل کے شیخ تھے۔ (۴)
- ۱۳۰۔ حافظ محمد بن عوف بن سفیان ابو جعفر طائی حصی، ذہبی کے مطابق اکثر لوگوں نے ان کی توثیق و تعریف کی ہے۔ (۵)
- ۱۳۱۔ حافظ سلیمان بن سیف بن تیجی طائی ابو داود حراانی، نسائی وابن حبان وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ (۶)
- ۱۳۲۔ حافظ بن یزید قزوینی، ابن ماجہ صاحب السنن، بہت سے لوگوں نے ثقہ و معرفت و حفظ کی تعریف کی ہے۔ (۷)
- ۱۳۳۔ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتبیہ دیوری، خطیب وابن خلکان نے ثقہ، متذکرین و فاضل کہا ہے۔ (۸)

۱۔ تاریخ بغدادی (ج ۱۰، اص ۳۲۷، ۳۳۷)

۲۔ تاریخ بغدادی (ج ۵ ص ۱۵۱، ۱۵۳)؛ تہذیب العہد یہب (ج ۱۳ ص ۲)

۳۔ تذکرة الحفاظ (ج ۲ ص ۱۳۵) (ج ۲۱ ص ۵۶۶ نمبر ۵۶)

۴۔ الفقایت (ج ۸ ص ۱۸۱)؛ خلاصہ الخنزیری ص ۲۸ (ج ۱۳ ص ۲۱۶ نمبر ۱۳۲) تہذیب العہد یہب (ج ۲۲ ص ۳۰۲) (ج ۲۱ ص ۲۱)

۵۔ تذکرة الحفاظ (ج ۲ ص ۱۵۹) (ج ۲۱ ص ۵۸۱ نمبر ۵۸)

۶۔ الفقایت (ج ۸ ص ۲۸۱)

۷۔ تذکرة الحفاظ (ج ۲ ص ۲۰۹) (ج ۲۲ ص ۶۳۶ نمبر ۶۵۹)

۸۔ تاریخ بغدادی (ج ۱۰، اص ۲۰۷)؛ وفاتات الاعیان (ج ۳ ص ۲۲ نمبر ۲۲۸)

۱۳۲۔ حافظ عبد الملک بن محمد ابو قلاب رقاشی، محدث بصرہ تھے ابو داؤد، امین مامون کہتے اکثر نے ستائش کی ہے۔ (۱)

۱۳۵۔ حافظ احمد بن حازم غفاری کوفی ابن عزیزہ صاحب مند، ابن حبان وذہبی نے بڑی ستائش و توثیق کی ہے۔ (۲)

۱۳۶۔ حافظ محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ ترمذی، صحاح ستہ کے علماء میں سے ایک اور توثیق سے بے نیاز ہیں۔

۱۳۷۔ حافظ احمد تیجی بلاذری، تمام مسلمانوں نے ان کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔

۱۳۸۔ حافظ ابراہیم بن حسین کسائی ابو سحاق دیزیل، ذہبی و حاکم نے ثقہ و مامون کہا ہے۔ (۳)

۱۳۹۔ حافظ احمد بن عمر و ابو بکر شیبائی ابن ابی عاصم، ذہبی نے ان کے زہد و صدق و تفقہ کی تعریف کی ہے۔ (۴)

۱۴۰۔ حافظ زکریا بن یحییٰ بن ایاس ابو عبد الرحمن سخنگی خیاط، نسائی، ازدی و ذہبی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ (۵)

۱۴۱۔ حافظ عبد اللہ بن احمد بن خبل شیبائی، خطیب و ذہبی نے ثقہ و ثبت ہونے کی نشان وہی کی ہے معرفت رجال میں طاقت تھے۔ (۶)

۱۴۲۔ حافظ احمد بن عمر و ابو بکر براز بصری صاحب مند خطیب و ذہبی نے ثقہ و حافظ کہا ہے۔ (۷)

۱۴۳۔ حافظ ابراہیم بن عبد اللہ بن سلم صاحب السنن، ذہبی و دارقطنی نے ثقہ و عالم بالحدیث کہا

۱۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۹۷ (ج ۲ ص ۵۸۰ نمبر ۲۰۳)؛ تہذیب العہد یہ ج ۲ ص ۳۲۰ (ج ۶ ص ۳۷۱)

۲۔ الشفقات (ج ۸ ص ۳۲۲)؛ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۷۱ (ج ۲ ص ۵۹۳ نمبر ۷۶)

۳۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۸۳ (ج ۲ ص ۶۰۸ نمبر ۶۳۳)

۴۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۲۱۲ (ج ۲ ص ۶۲۰ نمبر ۶۶۳)

۵۔ تاریخ بغدادی ج ۹ ص ۳۷۵ (ج ۲ ص ۲۲۵ نمبر ۱۸۵)

۶۔ تاریخ بغدادی ج ۹ ص ۳۳۲ (ج ۲ ص ۲۵۳ نمبر ۲۷۵)

۷۔ تاریخ بغدادی ج ۹ ص ۳۳۲ (ج ۲ ص ۲۵۳ نمبر ۲۷۵)

ہے۔ (۱)

۱۳۳۔ حافظ صالح بن عمر بغدادی ملقب به جزء، خطیب و ذہبی نے حافظ، عارف، ثقہ و صدقہ کہا

ہے۔ (۲)

۱۳۵۔ حافظ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، حافظ، صالح، حاکم و ذہبی نے توئین کی ہے۔ (۳)

۱۳۶۔ قاضی علی بن محمد مصیحی نسائی کے شیخ تھے، خلاصہ خزری و تقریب کے مطابق ثقہ تھے۔ (۴)

۱۳۷۔ ابراہیم بن یوسف بن محمد مودب بغدادی، ابن حبان، ونسائی وغیرہ نے ثقہ و صدقہ کہا ہے۔ (۵)

۱۳۸۔ ابو ہریرہ بن محمد بن ایوب وائلی، ابو حاتم، ابن حبان و حاکم نے ثقہ اور ستائش کی ہے۔ (۶)

## چوتھی صدی

۱۳۹۔ حافظ عبد اللہ بن صفر بن نصر ابوالعباس سکری، خطیب و دارقطنی نے ثقہ و صدقہ کہا ہے۔ (۷)

۱۴۰۔ حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی صاحب السنن، دارقطنی و طحاوی وغیرہ نے ثقہ و اصدقہ و حافظ کہا ہے۔ (۸)

۱۴۱۔ حافظ حسن بن سفیان بن عامر ابوالعباس بالوزی صاحب مسند کبیر، سمعانی، سکلی و حاکم وغیرہ

۱۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۹۵ (ج ۲ ص ۲۲۰) (ج ۲ ص ۶۲۰ نمبر ۷۲)

۲۔ تاریخ بغدادی ج ۲۲۲ ص ۲۲۲: تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۲۱۵ (ج ۲ ص ۶۲۱ نمبر ۷۲)

۳۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۲۲۲ (ج ۲ ص ۶۲۱ نمبر ۷۲)

۴۔ خلاصۃ الخزرجی ص ۱۳۵ (ج ۲ ص ۲۵۶ نمبر ۵۰۲): تقریب الجذب (ج ۲ ص ۲۲۲ نمبر ۳۰۸) حرف "ع": تہذیب الجذب (ج ۲ ص ۷۲۲)

۵۔ الفات (ج ۲ ص ۸۸) تقریب الجذب (ج ۱ ص ۷۷ نمبر ۳۰۳) حرف "الف":

۶۔ البحر و التحہیل (ج ۷ ص ۱۹۷ نمبر ۱۱۱): الفات (ج ۹ ص ۱۱۲)

۷۔ تاریخ بغدادی ج ۹ ص ۲۸۳

۸۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۲۶۸ (ج ۲ ص ۶۹۸ نمبر ۱۹۷): طبقات الشافعی ج ۲ ص ۲۲۳ (ج ۳ ص ۲۲۰ نمبر ۱۷۰)

نے فقیہ و موثق و حافظ کہا ہے۔ (۱)

۱۵۲۔ حافظ احمد بن علی ابو یعلی مولیٰ صاحب مند کبیر، ابن حبان، حاکم، ذہبی و ابن کثیر نے توثیق و ستابش کی ہے۔ (۲)

۱۵۳۔ حافظ محمد بن جریر طبری، صاحب تفسیر و تاریخ، خطیب و ذہبی وغیرہ نے بہت زیادہ ستابش کی ہے۔ (۳)

۱۵۴۔ ابو جعفر احمد بن محمد ضمی احوال

۱۵۵۔ حافظ احمد بن جعفر بن خلف قہستان صاحب مند کبیر، خطیب ذہبی و ابو علی نے توثیق و ستابش کی ہے۔ (۴)

۱۵۶۔ حافظ عبداللہ ابن محمد بنغوی، خطیب و ابن ہارون کے نزدیک تفسیر سے بھی بلند تھے۔ (۵)

۱۵۷۔ ابو بشر احمد بن احمد دولا بی، ابن خلکان کے مطابق معتمد علیہ تھے۔ (۶)

۱۵۸۔ ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن احمد رضا از ابن نیری، خطیب نے توثیق کی ہے۔ (۷)

۱۵۹۔ حافظ ابو جعفر احمد بن محمد ازوی طحاوی، شیخ قدی اور مصر کے رفیق و دینی تھے، فقیہ و عالم تھے۔ (۸)

۱۶۰۔ ابو سحاق ابراہیم بن عبد الصمد بن موسیٰ باشی، خطیب نے بھی ستابش کی ہے۔ (۹)

۱۔ الانساب (ج ۱۱۰، ۲۷۰)؛ طبقات الشافعیہ ج ۲ مص ۲۱۰ (ج ۳ مص ۲۶۳، نمبر ۱۷۰)

۲۔ الفقایت (ج ۸، ۵۵)؛ تذکرة الحفاظ ج ۲ مص ۲ (ج ۲ مص ۷۰، نمبر ۲۶)؛ البدایہ والتحالیہ ج ۱۱ مص ۱۳۹ (ج ۱۱ مص ۱۳۹)؛ حوادث کے ۳۰۰ کی

۳۔ تاریخ بغدادی ج ۲ مص ۱۶۹؛ تذکرة الحفاظ ج ۱۱ مص ۲۸۳، ۲۷۷ (ج ۲ مص ۱۰، نمبر ۲۸۷)

۴۔ تاریخ بغدادی ج ۱۶۹؛ تذکرة الحفاظ ج ۲ مص ۳۲۸ (ج ۲ مص ۲۶، نمبر ۲۷)

۵۔ تاریخ بغدادی ج ۱۰۰ مص ۷۶ (۱۱۱، ۱۱۱)

۶۔ وفیات الاعیان ج ۲ مص ۸۵ (ج ۳ مص ۳۵۲، نمبر ۲۳۶)

۷۔ تاریخ بغدادی ج ۳ مص ۲۲۶

۸۔ البدایہ والتحالیہ ج ۱۱ مص ۱۷۱ (ج ۱۱ مص ۱۹۸، حوادث ۳۲۱)؛ تذکرة الحفاظ ج ۲ مص ۳۰ (ج ۳ مص ۸۰۸، نمبر ۲۷)

۹۔ تاریخ بغدادی ج ۶ مص ۱۷۲

۱۶۱۔ حافظ حکیم محمد بن علی ترمذی صوفی شافعی، ابو نعیم نے توثیق و ستائش کی ہے۔ (۱)

۱۶۲۔ حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن اوریس تیسی حظیلی رازی، ذہبی و میکی نے توثیق و ستائش سے نواز اے۔ (۲)

۱۶۳۔ ابو عمر احمد بن عبد رب قرطبی، بن خلکان نے بہت زیادہ ستائش کی ہے۔ (۳)

۱۶۴۔ فقیہ ابو عبد اللہ حسین بن اساعیل بن سعید محالی جنی، سمعانی کے نزدیک فاضل، صادق، متین ثقہ و صدقہ تھے۔ (۴)

۱۶۵۔ ابو نصر جیہون بن موسیٰ بن ایوب خلاں، دارقطنی و خطیب نے توثیق و ستائش کی ہے۔ (۵)

۱۶۶۔ حافظ ابوالعباس احمد بن عقدہ، انھوں نے حدیث غدیر پر مستقل کتاب لکھی ہے۔ (۶)

۱۶۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن خلف عطار کوفی، خطیب نے ثقہ و مامون و داش منہ ہونے کی گواہی نقل کی ہے۔ (۷)

۱۶۸۔ حافظ شیم بن کلیب ابو سعید شاہی صاحب مند کبیر، ذہبی نے توثیق کی ہے۔ (۸)

۱۶۹۔ حافظ محمد بن صالح بن ہانی ابو جعفر دراق، ابن کثیر و میکی نے ثقہ و زاہد ہونے کی نشانہ ہی کی ہے۔ (۹)

۱۷۰۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن یوسف شیرازی صاحب مند کبیر، ذہبی و حاکم دغیرہ نے

۱۔ حلیۃ الاولیاء (ج ۱۰ ص ۲۳۳ نمبر ۵۷۲)

۲۔ تذکرة المخاطب (ج ۳ ص ۲۲۳ م ۲۸) (ج ۳ ص ۳۲۲ نمبر ۸۱۲) طبقات الشافعیہ (ج ۲ ص ۲۲۷) (ج ۳ ص ۳۲۲ نمبر ۷۰)

۳۔ دفاتر الاعیان (ج ۱۰ ص ۳۲) (ج ۱۰ ص ۳۲ نمبر ۲۶)

۴۔ الانساب (ج ۵ ص ۲۰۸)

۵۔ تاریخ بغدادی (ج ۸ ص ۲۹۰)

۶۔ (تذکرة المخاطب (ج ۳ ص ۲۹ م ۸۲۰ نمبر ۸۲)؛ سان امیز ان (ج ۱۰ ص ۲۷ نمبر ۸۱۸))

۷۔ تاریخ بغدادی (ج ۳ ص ۵۷)

۸۔ تذکرة المخاطب (ج ۳ ص ۲۶) (ج ۳ ص ۳۸ نمبر ۸۲)

۹۔ البدایۃ التحلییۃ (ج ۱۰ ص ۲۲۵) (ج ۱۰ ص ۲۵۵ حادث ۲۲۰)؛ طبقات الشافعیہ (ج ۲ ص ۱۶۲) (ج ۳ ص ۲۷ نمبر ۱۳۰)

ستائش کی ہے۔ (۱)

۱۷۱۔ حافظ مکی بن محمد بن عبد اللہ ابو زکریا یعنی بغاٹی، سمعانی، مکی اور حاکم وغیرہ نے ثقہ و ستائش سے نواز ہے۔ (۲)

۱۷۲۔ سعوی علی حسین بغدادی مصری، مکی نے ان کے مفتی و علامہ ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ (۳)

۱۷۳۔ ابو الحسین محمد بن احمد بن قمیم خیاط قطمری، خطیب نے ان کے حالات لکھے ہیں۔ (۴)

۱۷۴۔ حافظ جعفر بن محمد بن فضیل ابو محمد خواص، خلدونی، خطیب نے ثقہ، صادق، متذمین و فاضل کہا

ہے۔ (۵)

۱۷۵۔ ابو جعفر محمد بن علی شیبانی کوفی، حاکم و ذہبی نے ان کی توثیق کی ہے۔ (۶)

۱۷۶۔ حافظ دلچسپ بن احمد بن علی عبد الرحمن، خطیب و دارقطنی نے ثقہ، اسحاق اور مامون کہا ہے۔ (۷)

۱۷۷۔ ابو بکر محمد بن حسن بن محمد نقاش موصی، ابن کثیر صالح و عابد شب زندہ دار کہتے ہیں۔ (۸)

۱۷۸۔ حافظ محمد بن عبد اللہ شافعی براز، خطیب، دارقطنی و ذہبی وغیرہ نے ثقہ و مامون کہا ہے۔ (۹)

۱۷۹۔ حافظ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد تھیں بستی، بقول ذہبی دین کے فقیہ و حافظ تھے، خطیب و

حاکم، دانش مند ترین کہتے تھے۔ (۱۰)

۱۔ تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۸۲ (ج ۳ ص ۸۲ نمبر ۸۲۶)

۲۔ الانساب (ج ۱ ص ۳۷۷)؛ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۲۸۵ (ج ۳ ص ۲۸۵ نمبر ۲۲۳)

۳۔ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۳۰۷ (ج ۳ ص ۳۵۱ نمبر ۲۲۵)

۴۔ تاریخ بغدادی ج ۱ ص ۲۸۲

۵۔ تاریخ بغدادی ج ۷ ص ۲۳۱ (ج ۱ ص ۲۳۱)

۶۔ (المستدرک علی الحسن بن حنبل) مختصر مستدرک ج ۳ ص ۱۶۸ (ج ۳ ص ۱۶۸ نمبر ۲۷۳)

۷۔ تاریخ بغدادی ج ۱ ص ۳۹۲ (ج ۱ ص ۳۹۲)

۸۔ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۲۲

۹۔ تاریخ بغدادی ج ۱ ص ۳۵۶ (ج ۱ ص ۳۵۶)؛ تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۹۶ (ج ۳ ص ۹۶ نمبر ۸۳۹)؛ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۶۰ (ج ۱ ص ۲۶۰)

(۲۹۲)

۱۰۔ تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۰ (ج ۳ ص ۱۰۰ نمبر ۸۷۹)

- ۱۸۰۔ حافظ سلیمان بن احمد بن ایوب نجحی ابوالقاسم طبرانی، ذہبی کے ساتھ اکثر علماء نے صدق و ثقہ ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ (۱)
- ۱۸۱۔ احمد بن جعفر بن محمد بن سلمہ ابو بکر حنبلی، صاحب مند کبیر، ابن کثیر اخیں معتبر جانتے ہیں۔ (۲)
- ۱۸۲۔ ابو بکر احمد بن جعفر حمدان بن مالک قطعی، خطیب و برقالی نے صدق و ثقہ کہا ہے۔ (۳)
- ۱۸۳۔ ابو یعلیٰ زید بن عبد اللہ بن موسیٰ بن یوسف بغدادی توزی، خطیب و حاکم و برقالی نے اثیر نے بڑی ستائش کی ہے۔ (۴)
- ۱۸۴۔ ابو یعلیٰ ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ نیشاپوری المعدل، خطیب و حاکم و برقالی نے توثیق کی ہے۔ (۵)
- ۱۸۵۔ حافظ علی بن عمر بن احمد دارقطنی، اکثر نے ستائش کی ہے فرید عصر دام و قت تھے اور تمام محاسن سے آراستہ تھے۔ (۶)
- ۱۸۶۔ حافظ حسن بن ابراہیم بن الحسین ابو محمد مصری ابن زوالاق، ابن خلکان و ابن کثیر نے ستائش کی ہے۔ (۷)
- ۱۸۷۔ حافظ بن بط، عبید اللہ بن محمد عکیری، سمعانی نے ان کی بہت زیادہ ستائش کی ہے۔ (۸)
- ۱۸۸۔ حافظ مخلص ذہبی، محمد بن عبد الرحمن بن عباس، ابن کثیر و محبت طبری وغیرہ نے بہت ستائش کی
- 
- ۱۔ تذكرة الحجۃ ج ۳ ص ۲۶، ۳۱ (ج ۳ ص ۱۹۷۵ نمبر ۸۷)
- ۲۔ البدایہ و النہایہ ج ۱۱ ص ۲۳۲ ج ۲۳ حادیث ۲۶۵
- ۳۔ تاریخ بغدادی ج ۲ ص ۲۷
- ۴۔ تاریخ بغدادی ج ۸ ص ۱؛ الکامل فی التاریخ ج ۹ ص ۲ (ج ۵ ص ۲۲۳ ج ۲۷)
- ۵۔ تاریخ بغدادی ج ۱۱ ص ۲۸۲؛ المسدر ک علی الحسین (ج ۳ ص ۲۹۱ ج ۲۶۶ نمبر ۲۷)
- ۶۔ تاریخ بغدادی ج ۱۲ ص ۳۲
- ۷۔ وفاتات الاعیان ج ۱۱ ص ۱۳۶ (ج ۲ ص ۱۹ نمبر ۱۶)؛ البدایہ و النہایہ ج ۱۱ ص ۲۱ (ج ۱۱ ص ۳۶۸)
- ۸۔ الانساب (ج ۱۱ ص ۳۶۸)

ہے۔ (۱)

۱۸۹۔ حافظ احمد بن سعیل فقیہ بخاری، حاکم کے شیخ تھے ذہبی نے بھی بہت تعریف کی ہے۔ (۲)

۱۹۰۔ عباس بن علی بن عباس نسائی، خطیب نے حالات لکھ کر بہت ستائش کی ہے۔ (۳)

۱۹۱۔ شیخ محمد اخباری ابو عمر بغدادی، خطیب نے بہت زیادہ ستائش کی ہے۔ (۴)

### پانچویں صدی

۱۹۲۔ قاضی ابو بکر بالقلانی زبردست متكلّم تھے، خطیب نے بہت ستائش کی ہے۔ (۵)

۱۹۳۔ ابن نعیم نیشاپوری، محمد بن عبد اللہ حاکم جنی صاحب متدرک، خطیب و ذہبی نے توثیق کی

ہے۔ (۶)

۱۹۴۔ احمد بن محمد بن موئی بن قاسم بن صلت بغدادی خطیب نے بہت ستائش کی ہے۔ (۷)

۱۹۵۔ حافظ عبد الملک بن ابی عثمان، خرکوشی، ذہبی و حاکم نے محاسن کی تعریف کی کی ہے۔ (۸)

۱۹۶۔ حافظ محمد بن احمد بن نہال ابن ابی الغوارس صاحب تصانیف کثیرہ تھے، خطیب نے توثیق

کی ہے۔ (۹)

۱۹۷۔ حافظ احمد بن عبد الرحمن بن احمد ابو بکر فارسی، ذہبی نے انھیں حافظ جولان صدوق و ثقہ کہا

ہے۔ (۱۰)

۱۔ البدایہ والتحلیل ح ۱۱ ص ۳۲۳ (ج ۱۱ ص ۳۸۲)

۲۔ المسدرک علی الحسن (نیز تخلیص متدرک) ح ۱۳۳ ص ۳۶۲ (ج نومبر ۱۹۶۳)

۳۔ تاریخ بغدادی ح ۱۲ ص ۱۵۲

۴۔ تاریخ بغدادی ح ۵ ص ۳۷۹

۵۔ تاریخ بغدادی ح ۲۷۳ ص ۲۲۲ (ج ۳ ص ۱۰۳۹ اگسٹ ۱۹۶۲)

۶۔ تاریخ بغدادی ح ۵ ص ۲۷۳؛ تذکرة المخاطب (ج ۲ ص ۲۱۲ جوادت ۲۰۷)

۷۔ تاریخ بغدادی ح ۵ ص ۹۵

۸۔ العبری خبر من غیر (ج ۲ ص ۲۱۲ جوادت ۲۰۷)

۹۔ تاریخ بغدادی ح ۵ ص ۳۵۲

۱۰۔ تذکرة المخاطب (ج ۳ ص ۲۱۷) (ج ۳ ص ۱۰۵ اگسٹ ۱۹۶۵)

- ۱۹۸۔ حافظ احمد بن موسیٰ بن مردیہ اصحابی، حافظ ثبت تھے، علامہ تھے، ذہبی نے توثیق کی ہے (۱)
- ۱۹۹۔ ابوعلی مسکویہ احمد بن محمد بن یعقوب، ابوحیان ابن شاکر وغیرہ نے بہت ستائش کی ہے۔ (۲)
- ۲۰۰۔ قاضی بن سماک احمد بن حسین بن احمد، عظیم متكلم و داعظ تھے، خطیب نے بہت ستائش کی ہے (۳)
- ۲۰۱۔ ابواسحاق تخلیقی نیشاپوری، عظیم مفسر اور یگانہ روزگار تھے، ابن خلکان نے ستائش کی ہے۔ (۴)
- ۲۰۲۔ ابومحمد عبد اللہ بن علی بن بشران، خطیب نے صحیح الحدیث کہا ہے اور ستائش کی ہے۔ (۵)
- ۲۰۳۔ ابومنصور عبد الملک بن محمد بن اسماعیل عالیٰ نیشاپوری، امام لغت تھے، ابن کثیر و خلکان نے ستائش کی ہے۔ (۶)
- ۲۰۴۔ حافظ احمد بن عبد اللہ ابو قیم اصفہانی عظیم محدث و حافظ تھے ذہبی و ابن خلکان نے ستائش کی ہے۔ (۷)
- ۲۰۵۔ ابوعلی حسن بن علی بن محمد تمجی، ابن مذہب، خطیب، ابن کثیر و ابن جوزی نے بہت زیادہ ستائش کی ہے۔ (۸)
- ۲۰۶۔ حافظ اسماعیل بن علی بن حسین بن سمان، ابن عساکر نے بڑی ستائش کی ہے حافظ و محدث تھے۔ (۹)

۱۔ تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۲۵۲ (ج ۳ ص ۱۵۰ اکتوبر ۹۶۵)

۲۔ الامات ج ۱ ص ۳۵؛ الاولی بالوفیات ج ۲ ص ۲۶۹ (ج ۸ ص ۱۰۹ اکتوبر ۹۵)؛ مجم الادباء ج ۵ ص ۱۹

۳۔ تاریخ بغدادی ج ۳ ص ۱۱۰

۴۔ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۲ (ج ۱ ص ۹۷ نومبر ۹۳)

۵۔ تاریخ بغدادی ج ۱ ص ۱۱۳

۶۔ البدریۃ والتحلییہ ج ۱۲ ص ۳۲؛ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۳۱۵ (ج ۳ ص ۸ اکتوبر ۹۸)

۷۔ تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۲۹۲ (ج ۳ ص ۱۰۹ اکتوبر ۹۹)؛ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۷ (ج ۱ ص ۹۱ نومبر ۹۳)

۸۔ تاریخ بغدادی ج ۷ ص ۳۹۰؛ البدریۃ والتحلییہ ج ۱۲ ص ۹۳ (ج ۱۲ ص ۸۰ حادث ۹۳)

۹۔ تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۳۵ (ج ۲ ص ۸۲۸)؛ مختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۳۶۸

- ۲۰۷۔ حافظ محمد بن حسین بن علی ابو بکر تہقیقی، بیکی نے فقیرہ حلیل، زادہ و متورع اور حدیث کا امام کہا ہے (۱)
- ۲۰۸۔ حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، صاحب استیعاب، ذہبی و ابوالولید وغیرہ نے بڑی ستائش کی ہے۔ (۲)
- ۲۰۹۔ حافظ احمد بن علی خطیب بغدادی، ابن اشیر، بیکی و ابن عساکر توییق و ستائش کرتے ہیں (۳)
- ۲۱۰۔ مفسر کبیر ابو الحسن بن احمد بن محمد واحدی، ابن خلکان وغیرہ نے بہت ستائش کی ہے۔ (۴)
- ۲۱۱۔ حافظ سعود بن ناصر جحتانی، ذہبی و ابن کثیر نقہ و معتر کہتے ہیں۔ (۵)
- ۲۱۲۔ ابو الحسن علی بن محمد، ابن مغازی، بلند پایہ عالم تھے صاحب مناقب ہیں۔
- ۲۱۳۔ ابو الحسن علی بن حسن بن حسین قاضی قلمی، بیکی نے عظیم فقیرہ و صاحب تصانیف کثیرہ ہونے کی شائد ہی کی ہے۔ (۶)
- ۲۱۴۔ حافظ عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد حاکم نیشاپوری حنفی، ذہبی نے بڑی ستائش کی ہے (۷)
- ۲۱۵۔ ابو محمد احمد بن محمد بن عاصی بلند پایہ مفسر و محدث تھے، متمم بالتشیع بھی تھے۔

### چھٹی صدی

- ۲۱۶۔ صحیح الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، ان کے اکثر حالات محققین نے لکھے ہیں اور مدح سراہی

- ۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۳ (ج ۲ ص ۸ نومبر ۲۵۰)
- ۲۔ تذکرة الحفاظ ج ۳ ص ۲۲۲ (ج ۳ ص ۲۸۲ نومبر ۱۰۱۳)
- ۳۔ الكامل فی التاریخ ج ۱۰ ص ۲۶ (ج ۲ ص ۲۳۹ حادث ۲۶)؛ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۱۲، ۱۶ (ج ۲ ص ۲۹ نومبر ۲۵۸)؛ تاریخ بدینہ دمشق ج ۱ ص ۳۹۸ (ج ۲ ص ۱۳؛ بختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۷۲)
- ۴۔ دفیات الاعیان ج ۱ ص ۳۶۱ (ج ۲ ص ۲۰۳ نومبر ۲۳۸)
- ۵۔ تذکرة الحفاظ ج ۳ ص ۱۶ (ج ۲ ص ۱۶ نومبر ۱۰۳۰)؛ البدایۃ الشافعیہ ج ۱۲ ص ۲۷ (ج ۱۲ ص ۱۵۵ حادث ۲۷)
- ۶۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۲۹۱ (ج ۵ ص ۲۵۲ نومبر ۲۹۹)
- ۷۔ تذکرة الحفاظ ج ۳ ص ۲۹۰ (ج ۳ ص ۱۲۰ نومبر ۱۰۳۲)

کی ہے۔ (۱)

۲۱۷۔ حافظ ابوالغناہم محمد بن علی نری، محدث کوفتھے، ذہبی نے حافظ و فقید و متمن کہا ہے۔ (۲)

۲۱۸۔ حافظ ابن مندہ سعیٰ بن عبد الوہاب اصفہانی، ابن خلکان انھیں محدث، ثقہ، حافظ اور صدوق

کہتے ہیں۔ (۳)

۲۱۹۔ حافظ حسین بن مسعود ابو محمد فرالتوی، ذہبی انھیں مجتهد لستہ اور بیگانہ روزگار کہتے ہیں۔ (۴)

۲۲۰۔ ابوالقاسمہ بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الواحد شیعیانی، ابن کثیر نے ان کو ثقہ و ثابت کہا ہے۔ (۵)

۲۲۱۔ ابن راغوئی علی بن عبد اللہ بن نصر بن سری، ابن کثیر نے حدیث فقہ و لغت کا امام اور عظیم

واعظ کہا ہے۔ (۶)

۲۲۲۔ ابو الحسن رزیٰ بن معاویہ عبدی انڈکی، ذہبی نے ان کے حالات لکھے ہیں۔ (۷)

۲۲۳۔ ابوالقاسم جبار اللہ محمود بن عمر زخیری ابن خلکان، امام کبیر، سیوطی، حدیث و تفسیر کا امام کہتے

ہیں۔ (۸)

۲۲۴۔ حافظ قاضی عیاض بن موی مخصوصی سبقتی ابن خلکان امام وقت اور لغت و نحو و انساب کا ماہر

کہتے ہیں۔ (۹)

۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۱۰۱، ۱۸۲ (ج ۳ ص ۱۹۱ نومبر ۱۹۹۲)

۲۔ تذکرة الحفاظ ج ۳ ص ۵۷ (ج ۳ ص ۱۶۲ نومبر ۱۹۹۲)

۳۔ وفات الاعیان ج ۲ ص ۳۶۶ (ج ۳ ص ۱۶۸ نومبر ۱۹۹۵)

۴۔ تذکرة الحفاظ ج ۳ ص ۵۳ (ج ۳ ص ۱۴۵ نومبر ۱۹۹۲)

۵۔ البدریۃ التحلییہ ج ۱۲ ص ۲۰۳ (ج ۱۲ ص ۲۵۱ حادث ۵۲۵)

۶۔ البدریۃ التحلییہ ج ۱۲ ص ۲۰۵ (ج ۱۲ ص ۲۵۲ حادث ۵۲۶)

۷۔ الحرفی خبرنامہ (ج ۲ ص ۲۳۷ حادث ۵۲۵)

۸۔ وفات الاعیان ج ۳ ص ۱۹۷ (ج ۳ ص ۱۶۸ نومبر ۱۹۹۲) بخیہ الوعاۃ ص ۳۸۸ (ج ۳ ص ۲۷۹ نومبر ۱۹۹۷)

۹۔ وفات الاعیان ج ۱ ص ۳۲۸ (ج ۳ ص ۲۸۳ نومبر ۱۹۹۱)

- ۲۲۵۔ ابوالفتح محمد بن ابی القاسم عبد الکریم شہرتانی، ابن خلکان ان کو عظیم مشکن و فقیر کہتے ہیں (۱)
- ۲۲۶۔ ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم نظری، سمعانی نے لغت و ادب کا امام کہا ہے۔ (۲)
- ۲۲۷۔ حافظ ابو سعد عبد الکریم بن احمد سمعانی، ابن خلکان وذہبی نے بہت ستائش کی ہے۔ (۳)
- ۲۲۸۔ ابو بکر بھی بن سعدون بن تمام ازدی قرطی نحو کے امام و زادہ و عابد تھے، یاقوت جموی نے حالات لکھے ہیں۔ (۴)
- ۲۲۹۔ موفق بن احمد ابوالموید اخطب الخطباء خوارزمی، عظیم غدری شاعر تھے۔
- ۲۳۰۔ عمر بن محمد بن خضرار دیلی معروف بے بلا۔
- ۲۳۱۔ حافظ علی بن حسن بن ہبة اللہ ابوالقاسم مشقی شافعی، ابن عساکر: اپنے وقت کے یگانہ حافظ حدیث تھے۔ (۵)
- ۲۳۲۔ حافظ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد ابوالموی مدینی ابن خلکان نے امام عصر اور معرفت علوم کا نشان کہا ہے۔ (۶)
- ۲۳۳۔ حافظ محمد بن موسیٰ بن عثمان ابو بکر حازمی ہدایی، سکلی و این زینی، امام مشکن اور زہد و عبادت کی علامت کہتے ہیں۔ (۷)
- ۲۳۴۔ حافظ عبد الرحمن بن علی بن محمد ابو الفرح ابن جوزی، اکثر علماء نے حالات میں تعریف لکھی ہے، ابن خلکان علامہ عصر کہتے ہیں۔ (۸)

۱۔ وفات الاعیان (ج ۳۲ ص ۲۷۳ نمبر ۶۱) ۲۔ الانساب (ج ۵ ص ۵۰۵)

۳۔ وفات الاعیان ج ۱ ص ۳۲۶ (ج ۳۲ ص ۲۰۹ نمبر ۳۹۵) تذكرة الحاظ ج ۳ ص ۱۳۱۶ (ج ۳۲ ص ۱۳۱۶ نمبر ۱۰۹۰)

۴۔ تجمیع المبدان ج ۷ ص ۵۲ (ج ۳۲ ص ۲۲۲) تجمیع الدیاب ج ۲۰ ص ۱۳

۵۔ وفات الاعیان ج ۱ ص ۳۶۲ (ج ۳۲ ص ۲۰۹ نمبر ۳۳۱) : کامل فی التاریخ ج ۱ ص ۲۷ (ج ۷ ص ۲۶۳ حادثہ شاہی)؛ البدریۃ والحلیۃ ج ۱۲ ص ۲۹۸ (ج ۱۲ ص ۳۶۱ حادثہ شاہی)

۶۔ وفات الاعیان ج ۱۲ ص ۱۶۱ (ج ۳۲ ص ۲۸۶ نمبر ۶۱۸)

۷۔ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۸۹ (ج ۷ ص ۱۳ نمبر ۲۷)

۸۔ وفات الاعیان ج ۱ ص ۳۰۱ (ج ۳۲ ص ۲۰ نمبر ۲۷)

۲۳۵۔ فقیہ اسعد بن ابی الفھائل مسعود بن خلف، علی ابوالفتح، ابن اشیر، امام قاضل اور سکی و ابن خلکان نے ستائش کی ہے۔ (۱)

### ساتویں صدی

۲۳۶۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسن فخر الدین رازی: صاحب تفسیر کبیر، ابن خلکان و ابن کثیر نے بہت زیادہ ستائش کی ہے۔ (۲)

۲۳۷۔ ابوالسعادات ابن اشیر شیبانی، ان کے بھائی ابن اشیر نے فتوہ اصول و جملہ علوم پر حاوی کہا ہے۔ (۳)

۲۳۸۔ ابوالحجاج یوسف بن محمد بلوی مالکی ابن اشیخ مولف الفباء، لوگوں نے بڑی تعریفیں کی ہیں۔ (۴)

۲۳۹۔ تاج الدین زید بن حسن بن زید کندی، ابن اشیر انھیں لفت، خود حدیث اور جملہ علوم کا ماہر کہتے ہیں۔ (۵)

۲۴۰۔ شیخ علی بن حمید قرقشی۔

۲۴۱۔ ابو عبد اللہ یاقوت حموی، ادب و دانش کے ماہر تھے ان کے حالات ابن خلکان نے لکھے ہیں۔ (۶)

۱۔ الکامل فی التاریخ ج ۱۲ ص ۸۳ (ج ۷ ص ۳۷۰ حادث ۶۰۰)؛ طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۵۰ (ج ۸ ص ۱۲۶ نمبر ۱۱۱) و فیات الاعیان ج ۱ ص ۱۷ (ج ۱ ص ۲۰۸ نمبر ۹۰)

۲۔ وفیات الاعیان ج ۲ ص ۲۸ (ج ۳ ص ۲۲۸ نمبر ۶۰۰)؛ البدایہ والتحلییہ ج ۱۳ ص ۵۵ (ج ۱۳ ص ۲۲۶ حادث ۶۰۶)

۳۔ الکامل فی التاریخ ج ۱۲ ص ۱۰ (ج ۷ ص ۵۲۶ حادث ۶۰۶)

۴۔ الاعلام ج ۳ ص ۱۱۸ (ج ۸ ص ۲۲۷)

۵۔ الکامل فی التاریخ ج ۱۲ ص ۱۰ (ج ۷ ص ۵۳۲ حادث ۶۱۳)

۶۔ وفیات الاعیان ج ۲ ص ۳۵۵، ۳۵۶ (ج ۶ ص ۲۲۹، ۲۳۰ نمبر ۷۷)

۲۲۲۔ حافظ ابوحسن علی بن محمد شیبانی۔ ابن اشیر جزیری (صاحب تاریخ کامل و اسد الغابہ)؛ حدیث کے امام تھے۔ (۱)

۲۲۳۔ ضبل بن عبد اللہ بن فرج بغدادی رصافی عظیم محدث تھے۔ (۲)

۲۲۴۔ حافظ ضیاء الدین مقدسی، ابن کثیر و ذہبی نے بہت ستائش کی ہے ثقہ، عالم و فقیہ ہے۔ (۳)

۲۲۵۔ ابو سالم محمد بن طلحہ شافعی، ساتویں صدی کے شعراء غدیریں ہیں۔

۲۲۶۔ ابو المنظر یوسف الامیر حسام الدین قزاوی، ابن کثیر و ابو الحسنات نے ان کے تتفہ علم کی بڑی ستائش کی ہے۔ (۴)

۲۲۷۔ عزالدین عبد الحمید بن هبة اللہ، ابن ابی الحدید، مؤلف شرح فتح البلاعہ، علم حدیث میں بڑا رسول خطا۔ (۵)

۲۲۸۔ حافظ محمد یوسف شنگی شافعی، صاحب کفایۃ الطالب، اکثر فون میں کامل تھے، ابن صباغ نے امام الحافظ کہا ہے۔ (۶)

۲۲۹۔ حافظ ابو محمد عبد الرزاق بن عبد اللہ بن ابی بکر رعنی، ذہبی و ابن کثیر نے بڑی تعریف کی ہے۔ (۷)

۲۵۰۔ فضل اللہ بن ابی سعید حسن شافعی، بیکی نے بڑی ستائش کی ہے۔ (۸)

۲۵۱۔ حافظ حجی الدین سیکی بن شرف بن حسن ابو زکریا لوزی، بیکی و ابن کثیر نے فقه و عبادت کی

۱۔ وفات الاعیان ج ۲۸ ص ۳۷۸ (ج ۳۲ ص ۳۲۸ نومبر ۲۰۰۲)

۲۔ ذیل الرؤسین (ص ۱۶۲) سیر اعلام المذاہع ج ۲۱ ص ۳۳۱

۳۔ البدایہ والتحلیۃ ج ۱۳ ص ۱۶۹ (ج ۱۳ ص ۱۹۸ حادث ۲۳)؛ تذکرۃ الحفاظ ج ۲۳ ص ۱۹ (ج ۳۲ ص ۱۳۰ نومبر ۱۹۹۱)

۴۔ البدایہ والتحلیۃ ج ۱۳ ص ۱۹۲ (ج ۱۳ ص ۲۲۶ حادث ۲۵)؛ فوائد الحجۃ ص ۲۳۰

۵۔ (وفات الوفیات ج ۲۵۹؛ البدایہ والتحلیۃ ج ۱۳ ص ۲۲۳ حادث ۱۵۵) آواب الندج ج ۳ ص ۳۲

۶۔ (الفصول الحصریہ ص ۱۲۲)

۷۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲۳ ص ۲۲۳ (ج ۳۲ ص ۳۵۲ نومبر ۱۹۹۱) البدایہ والتحلیۃ ج ۱۳ ص ۲۳۱ (ج ۳۲ ص ۲۷۹ حادث ۲۶۱)

۸۔ طبقات الشافعیہ ج ۲۳ ص ۱۳۶ (ج ۳۲ ص ۳۲۹ نومبر ۱۹۹۱)

تعريف کی ہے۔ (۱)

- (۲۵۲)۔ شیخ مجدد الدین عبد اللہ بن محمود، الواحشیات نے فوائد میں مفتی و فقیہ و یگانہ روزگار کہا ہے۔ (۲)
- (۲۵۳)۔ قاضی ناصر الدین عبد اللہ عمر بیضاوی، فقہ و اصول و تفسیر کے امام تھے۔ (۳)
- (۲۵۴)۔ حافظ احمد بن عبد اللہ محبت الدین طبری، سکلی وابن کثیر نے ستائش کی ہے فقیر حرم تھے۔ (۴)
- (۲۵۵)۔ ابراہیم بن عبد اللہ وصاہی، الاكتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء کے مؤلف ہیں۔
- (۲۵۶)۔ سعید الدین محمد بن احمد فرغانی، ذہبی و حلی بنت ستائش کی ہے۔ (۵)

### آٹھویں صدی

- (۲۵۷)۔ شیخ الاسلام جوینی، ذہبی وابن جرنے ستائش کی ہے عظیم محدث اور عارف روایت تھے۔ (۶)
- (۲۵۸)۔ علاء الدین احمد بن محمد بن احمد سنانی، ابن جبر و ذہبی نے تمام علوم کا جامع اور کثیر التصانیف کیا ہے۔ (۷)
- (۲۵۹)۔ حافظ یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف دمشقی، سکلی کے استاد اور یگانہ عصر تھے، ابن کثیر وابن جرنے بھی ستائش کی ہے۔ (۸)
- (۲۶۰)۔ حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، جزری و سکلی نے بہت زیادہ ستائش کی ہے۔ (۹)

- ۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۶۸، ۱۶۹ (ج ۸ ص ۳۹۵ نومبر ۱۲۸۸)؛ البدریۃ والصلیۃ ج ۱۳ ص ۲۲۸ (ج ۱۳ ص ۳۲۶ حوادث ۶۷۶)
- ۲۔ الفوائد النبویہ ص ۱۰۶
- ۳۔ طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۵۹ (ج ۸ ص ۵۷ نومبر ۱۲۵۲)
- ۴۔ طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۹ (ج ۸ ص ۱۸ اسٹ نومبر ۱۲۷۲)؛ البدریۃ والصلیۃ ج ۱۳ ص ۳۲۰ (ج ۱۳ ص ۳۰۰ حوادث ۶۹۲)
- ۵۔ العمر فی خرسن غیر ص ۶۹۹ (ج ۳ ص ۳۹۹)؛ کشف الظفون ج ۱۳ ص ۲۰۹ (ج ۲ ص ۱۸۵۸)
- ۶۔ تذکرۃ الحکاۃ ج ۳ ص ۲۹۸ (ج ۳ ص ۱۵۰۵ نومبر ۲۲۳)؛ الدرر الکاملہ ج ۱ ص ۷۶ (نومبر ۱۸۱۸)
- ۷۔ الدرر الکاملہ ج ۱ ص ۲۵۰ (نومبر ۱۲۰)
- ۸۔ طبقات الشافعیہ ج ۷ ص ۲۶۷، ۲۶۸ (ج ۱۰ ص ۳۹۵)؛ البدریۃ والصلیۃ ج ۱۳ ص ۱۹۱ (ج ۱۳ ص ۲۲۳)؛ الدرر الکاملہ ج ۳ ص ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳
- ۹۔ طبقات الفرقان ج ۲ ص ۱۷؛ طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۲۱۶، ۲۱۹ (ج ۹ ص ۱۰۰ نومبر ۱۲۰۶)

۲۶۱۔ نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشاپوری، صاحب تفسیر کبیر۔

۲۶۲۔ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب عمری تبریزی، مشکاة المصانع کے مولف ہیں۔

۲۶۳۔ تاج الدین احمد بن عبد القادر بن مکتوم ابو محمد قمی خنفی خنفی، جزری، ابن ججر و سیوطی نے

ستائش کی ہے۔ (۱)

۲۶۴۔ زین الدین عمر بن مظفر بن عمر معزی حلبی شافعی ابن وردی، سیوطی نے امام بارع و فقید و  
حاصل جملہ علوم کہا ہے۔ (۲)

۲۶۵۔ جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن بن محمد زرندي مدفنی خنفی، ابن ججر و تذکرہ نگاروں نے  
بڑی ستائش کی ہے۔ (۳)

۲۶۶۔ قاضی عبدالرحمن بن احمد لاتبھی شافعی، سکلی و ابن ججر نے محقوقات و معارف کا امام کہا  
ہے۔ (۴)

۲۶۷۔ سعید الدین محمد بن مسعود بن محمد بن خواجه سعید کا زروانی، ابن ججر نے محدث، فاضل کہا  
ہے۔ (۵)

۲۶۸۔ ابوالسعادات عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی، سکلی و ابن ججر نے بیحد ستائش کی ہے۔ (۶)

۲۶۹۔ حافظ عمار الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی، ابن ججر و ذہبی نے محدث بارع و فقیدہ کہا  
ہے۔ (۷)

۱۔ طبقات القراء ج ۱۰۰، ۷۷؛ الدرر الکامل ج ۱۰۰، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹؛ بغية الوعاظ ج ۱۰۰، ۱۳۳ (ج ۱۰۰ نمبر ۲۲۶) (۶۲۲ نمبر ۲۲۶)

۲۔ بغية الوعاظ (ج ۱۰۰ نمبر ۲۲۶) (۱۸۵ نمبر ۲۲۶)

۳۔ الدرر الکامل ج ۱۰۰ نمبر ۲۲۶

۴۔ طبقات الشافعی ج ۲۶، ج ۱۰۸ (ج ۱۰۰ نمبر ۲۶)؛ الدرر الکامل ج ۱۰۰ نمبر ۲۶

۵۔ الدرر الکامل ج ۱۰۰ نمبر ۲۶

۶۔ طبقات الشافعی ج ۲۶، ج ۱۰۳ (ج ۱۰۰ نمبر ۲۶)؛ الدرر الکامل ج ۱۰۰ نمبر ۲۶

۷۔ الدرر الکامل ج ۱۰۰ نمبر ۲۶؛ الجامع الخصوصی ج ۱۰۰، ۱۷۵، ۱۷۶

۸۔ الدرر الکامل ج ۱۰۰ نمبر ۲۶؛ الجامع الخصوصی ج ۱۰۰، ۱۷۵، ۱۷۶

- ۲۷۰۔ ابو حفص عمر بن حسن بن مزید مراغی، جزری، ابن روز بہان و ابن مجرنے دین و صلاح کی توثیق کی ہے۔ (۱)
- ۲۷۱۔ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن علی اہوازی، ابن جابر انڈسی، آٹھویں صدی کے شعراء غدریہ میں ہیں۔
- ۲۷۲۔ سید علی بن شہاب الدین ہمدانی، مشائخ کی ستائش ان کے حق میں بہت زیادہ ہے تصوف کے امام تھے۔ (۲)
- ۲۷۳۔ حافظ شمس الدین ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد مقدسی، جزری و ابن مجر وغیرہ نے امام ادب و لغت و علم کی نشان دہی کی ہے۔ (۳)
- ۲۷۴۔ سعد الدین مسعود عمر بن عبد اللہ ہروی تفتازانی، ابن مجر نے علوم بلاغت و معقول کا ماہر بتایا ہے۔ (۴)

### نویں صدی

- ۲۷۵۔ حافظ علی بن ابی بکر بن سلیمان ابو الحسن یثینی، سخاوی نے بہت ستائش کی ہے اُپنی نے ان کے محسان گنائے ہیں۔ (۵)
- ۲۷۶۔ حافظ ولی الدین عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون، تاریخ و علوم معقول و متفقول پر حادی تھے۔ (۶)

۱۔ طبقات القراءج اص ۵۹۰؛ الدرر الکامنوج ۳ ص ۱۵۹

۲۔ عبقات الانوارج اص ۲۳۱، ۲۳۳ (حدیث غدری)

۳۔ طبقات القراءج ۲ ص ۵؛ الدرر الکامنوج ۲ ص ۳۶۵ (نمبر ۱۲۲۹)

۴۔ الدرر الکامنوج ۲ ص ۳۵۰ (نمبر ۹۵۳)

۵۔ الضوء اللماعج ۵۵ ص ۲۰۳، ۲۰۰

۶۔ الضوء اللماعج ۲۳۹ ص ۱۳۵، ۱۳۵

۲۷۷۔ سید شریف جرجانی، سخاوی نے بہت زیادہ تعریف کی ہے فرید عصر و جید دہ کہا ہے۔ (۱)  
 ۲۷۸۔ محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری خوبہ پارسا اور سخاوی وغیرہ نے تصوف و محقق و منقول کا  
 امام کہا ہے۔ (۲)

۲۷۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ و شافعی مالکی۔

۲۸۰۔ شمس الدین محمد بن محمد ابوالخیر دش Qi مقری شافعی ابن جزری، فقہ و اصول و معانی و بیان میں  
 طاق تھے۔ (۳)

۲۸۱۔ تقی الدین احمد بن علی بن عبدال قادر حسینی قاہری مقریزی، حامل فنون و حasan تھے۔ (۴)

۲۸۲۔ قاضی شہاب الدین احمد بن شمس الدین عرب ولات آبادی، نحو تفسیر کے امام تھے۔ (۵)

۲۸۳۔ حافظ احمد بن علی بن محمد ابوالفضل ابن حجر عسقلانی، سخاوی وغیرہ نے عالم بالحدیث و یگانہ روزگار کہا ہے۔ (۶)

۲۸۴۔ نور الدین علی بن محمد بن احمد غزی اہن صباح، سخاوی نے ان سے اجازہ لیا اور ستائش کی  
 ہے۔ (۷)

۲۸۵۔ محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد قاضی القضاۃ عینی، امام، علامہ اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں یگانہ تھے۔ (۸)

۱۔ الضوء الملاعِم ج ۵ ص ۳۲۰، ۳۲۰

۲۔ الضوء الملاعِم ج ۱۰ ص ۲۰؛ فوائد الحجۃ ص ۱۹۹

۳۔ الضوء الملاعِم ج ۹ ص ۲۶۰، ۲۵۵

۴۔ الضوء الملاعِم ج ۲ ص ۲۵، ۲۱

۵۔ عجائب الانوار ج ۲ ص ۳۲، ۲۹

۶۔ الضوء الملاعِم ج ۲ ص ۳۶، ۳۲؛ شرارات الذهب ج ۷ ص ۲۷۳، ۲۷۰ (ج ۹ ص ۳۹۵)

۷۔ الضوء الملاعِم ج ۵ ص ۲۸۳

۸۔ الضوء الملاعِم ج ۱۰ ص ۱۳۵، ۱۳۱؛ بخیۃ الوعاۃ ص ۳۸۶ (ج ۲ ص ۵، ۲۷ نومبر ۱۹۶۷)

- ۲۸۶۔ نجم الدین محمد بن القاضی عبد اللہ بن عبد الرحمن اوزری ابن عجلون، سخاوی و عبدالجی امام و علامہ دیگانہ عصر کہتے ہیں۔ (۱)
- ۲۸۷۔ علاء الدین علی بن محمد توہینی، بدر الدین و طاہکبری نے بڑی ستائش کی ہے علوم ریاضی کے ماہر تھے۔ (۲)
- ۲۸۸۔ عبداللہ بن احمد حسینی لاہجی شافعی، غیاث الدین و سخاوی نے جلالات و تقویٰ و دانش کی ستائش کی ہے۔ (۳)
- ۲۸۹۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد سنوی تلمذانی صاحب موهب قدیسے نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔
- ۲۹۰۔ ابوالخیر فضل اللہ بن روز بہان خواجہ ملا، سخاوی نے ان کے مہارت علوم کے بل باندھے ہیں۔ (۴)

### دوسری صدی

- ۲۹۱۔ کمال الدین حسین بن محبین الدین یزدی مسیدی، فلسفہ و حکمت کے عظیم منارہ تھے۔
- ۲۹۲۔ حافظ جلال الدین سیوطی، عبدالجی نے ان کے کرامات و اخلاقی محاسن کے ساتھ یگانہ محصر کہا ہے۔ (۵)
- ۲۹۳۔ نور الدین علی بن عبد اللہ سہودی، صاحب شذرات نے عالم و مفتی اور رجت و متن کی نشان دہی کی ہے۔ (۶)

۱۔ الضوء اللماع ج ۸ ص ۹۶؛ شذرات الذهب ج ۷ ص ۳۲۲ (ج ۹ ص ۲۸۰)

۲۔ تعلیقہ برائد الحجیہ ص ۲۱۲؛ الشائق الصعلویہ ج ۱ ص ۱۷۱، ۱۸۱ (ج ۹۷، ۹۹)

۳۔ حبیب السیر (ج ۲ ص ۳۳۲)؛ الضوء اللماع ج ۵ ص ۱۲

۴۔ الضوء اللماع ج ۲ ص ۱۷۱

۵۔ شذرات الذهب ج ۸ ص ۵۵، ۵۱ (ج ۱۰ ص ۲۷)

۶۔ شذرات الذهب ج ۸ ص ۵۰ (ج ۱۰ ص ۲۷)

۲۹۳۔ حافظ احمد بن محمد قسطلاني، صاحب نور السافر نے امام حافظ کے ساتھ محسن اخلاق کی بھی

نشاندہی کی ہے۔ (۱)

۲۹۵۔ سید عبدالوهاب بن محمد رفع الدین بخاری، ان کے علم و عمل اور جلالت تدریکی عبد الحق محدث

دہلوی نے نشان دعی کی ہے۔ (۲)

۲۹۶۔ حافظ عبد الرحمن بن علی ابن دیج شیبانی، نور السافر میں امام و حافظ وجہ متقن کے ساتھ

تعریف کی ہے۔ (۳)

۲۹۷۔ حافظ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر شافعی، امام الحرمین مفتی و محرفہ تھے۔ (۴)

۲۹۸۔ ملا علی متقی صاحب کنز العمال، نور السافر میں متقی و مجتهد نیز عالم باعمل ہونے کی نشاندہی کی

ہے۔ (۵)

۲۹۹۔ شمس الدین محمد بن احمد شربینی، اکثر تذکروں میں امام و علامہ کے الفاظ سے ستائش ہے (۶)

۳۰۰۔ ضیاء الدین ابو محمد احمد بن محمد وزیر شافعی متوفی مصر۔

۳۰۱۔ حافظ جمال الدین محمد طاہر، ملک الحمد شیخ ہندی فقی، نور السافر اور دوسرے تذکروں میں

بڑی ستائش ہے۔ (۷)

۳۰۲۔ میرزا مندوم بن عبد الباقی۔

۳۰۳۔ شیخ عبد الرحمن بن عبدالسلام صفوری، مؤلف نزہۃ المجالس۔

۳۰۴۔ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن حسینی شیرازی، کشف الظنوں میں ان کا تذکرہ و تعریف

ہے۔ (۸)

۱۔ نور السافر ص ۱۱۵، ۱۱۳ (ص ۱۰۷، ۱۰۶) (حدیث غیر)

۲۔ عبقات الانوار ح اص ۵۳۲، ۵۳۷ (حدیث غیر)

۳۔ نور السافر ص ۱۹۱، ۲۸۷ (ص ۲۶۳، ۲۵۸)

۴۔ نور السافر ص ۲۲۱، ۲۱۲ (ص ۹۹، ۱۹۱)

۵۔ شذرات الذهب ح اص ۳۸۳ (ص ۱۰۱) (حدیث غیر)

۶۔ نور السافر ص ۳۱۵، ۳۱۹ (ص ۷۸۲، ۷۸۳)

۷۔ کشف الظنوں ح اص ۵۸۲ (ص ۹۲۲)

۸۔ نور السافر ص ۳۶۱ (ص ۳۲۳)

## گیارہویں صدی

- ۳۰۵۔ ملا علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی، بے شمار کتابوں کے مؤلف اور یگانہ حصر تھے بڑی ستائش کی گئی ہے۔ (۱)
- ۳۰۶۔ ابوالعباس احمد طبی ابن یوسف بن احمد ”ابن سنان“، قرمانی و مشقی، اخبار الدول کے مؤلف ہیں۔ (۲)
- ۳۰۷۔ زین الدین عبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی حدادی مناوی قاہری، مجی نے بڑی ستائش کی ہے۔ (۳)
- ۳۰۸۔ فقیر شیخ بن عبد اللہ بن شیخ عبد اللہ بن شیخ بن عبد اللہ عیدروس، مجی نے خلاصہ میں بڑی تعریف کی ہے۔ (۴)
- ۳۰۹۔ محمود بن محمد بن علی شیخاوی قادری مدینی، صراط السوی فی مناقب آل اللہ کے مؤلف ہیں۔
- ۳۱۰۔ نور الدین علی بن ابراہیم احمد طبی شافعی، مجی نے خلاصہ میں کوہ علم و بحر علم کہا ہے، عظیم محقق تھے۔ (۵)
- ۳۱۱۔ شیخ احمد بن فضل بن محمد باکیشیر مکی شافعی، ججاز کے عظیم علماء میں تھے علوم فلکیہ پر بڑا دسترس تھا۔ (۶)
- ۳۱۲۔ حسین بن منصور بالله قاسم بن محمد علی یمنی، مجی اور قاضی حسین نے عظیم محقق و یگانہ عصر بتایا ہے۔ (۷)
- ۳۱۳۔ شیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ شہاب الدین خفاجی، مجی نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ (۸)

۱۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۱۸۵

۲۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۲۰۹

۳۔ خلاصہ الارث

۴۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۲۲۵

۵۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۲۷۱

۶۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۳۲۱

۷۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۳۲۳

۸۔ خلاصہ الارث ۳۳ ص ۳۲۳

۳۱۳۔ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی بخاری، لعات فی شرح المکلّة اور دوسری قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

۳۱۵۔ محمد بن محمد مصری الدر العوال بخل الفاظ بداء المآل کے مؤلف ہیں۔

۳۱۶۔ محمد محبوب العالم بن صفی الدین حضرت العالم تفسیر شاہی کے مؤلف ہیں۔

### بارہویں صدی

۳۱۷۔ سید محمد بن عبد الرسول بن عبد السید بن عبد الرسول حسینی شافعی بزرگ، مرادی نے ان کی بہت ستائش کی ہے۔ (۱)

۳۱۸۔ برہان الدین ابراہیم بن مرعی بن عطیہ شبرختی مصری ماکی، مصر کے عظیم عالم اور قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ (۲)

۳۱۹۔ ضیاء الدین صالح بن مہدی بن علی بن عبد اللہ مقبلي صناعی، شوکانی نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

۳۲۰۔ ابراہیم بن محمد بن محمد کمال الدین حنفی، ابن حزره حافی، مرادی ان کے متعلق عالم، امام و حدث کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ (۳)

۳۲۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی، مصر کے خاتمة الحدیثین اور وقیع کتابوں کے مؤلف ہیں۔ (۴)

۳۲۲۔ حسام الدین بن محمد بایزید سہارن پوری، رفاض الروافض کے مؤلف ہیں۔

۳۲۳۔ میرزا محمد بن معتذ خان بدخشی، عظیم عالم اور مفتاح النجاح کے مؤلف ہیں۔

۳۲۴۔ محمد صدر العالم، معارج العلی فی مناقب المرتضی کے مؤلف ہیں۔

۱۔ سلک الدرر ج ۱ ص ۲۹۲، ۲۸۸

۲۵۔ سلک الدرر ج ۱ ص ۳۲

۲۔ سلک الدرر ج ۱ ص ۳۲

۲۲، ۲۲۲۔ سلک الدرر ج ۱ ص ۱۹، ۱۱

۳۲۵۔ حامد بن علی بن ابراہیم بن عبد الرحیم حنفی دمشقی عمادی، مرادی (۱) نے منقیٰ حنفیٰ دمشقیٰ باتا یا

ہے۔

۳۲۶۔ عبد العزیز ابو ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم عمری دہلوی، ججۃ اللہ البارakah و دیگر قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ (۲)

۳۲۷۔ محمد بن سالم بن احمد مصری حنفی شمس الدین شافعی، قاہرہ میں فقہ کے استاد تھے۔ (۳)

۳۲۸۔ سید محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر الیمانی صحنیٰ حسینی، بارہویں صدی کے شعراء غدریہ میں ہیں۔

۳۲۹۔ شہاب الدین احمد بن عبد القادر حنفی شافعی، یہ بھی بارہویں صدی کے غدری شاعر ہیں۔

### تیرہویں صدی

۳۳۰۔ ابو الفیض محمد بن محمد رضا حسینی زبیدی، لغات و معانی کے ماہر اور قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

۳۳۱۔ ابوالعرفان شیخ محمد بن علی صبان شافعی، علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر اور محقق تھے۔

۳۳۲۔ رشید الدین خان دہلوی، رسالہ فتح المکہین فی فضائل اہل الیمان سید المرسلین کے مؤلف ہیں۔

۳۳۳۔ مولوی محمد بنین لکھنؤی، وسیلة النجاة کے مؤلف ہیں۔

۳۳۴۔ مولوی محمد سالم بخاری دہلوی، اصول الایمان کے مؤلف ہیں۔

۳۳۵۔ مولوی ولی اللہ لکھنؤی، مرآۃ المؤمنین کے مؤلف ہیں۔

۳۳۶۔ مولوی حیدر علی فیض آبادی۔

۱۔ سلک الدر درج ص ۳۲۲۔ ج ۱۹ ص ۱۱، ۱۹

۲۔ (نہجۃ النحو طرح ۷ ص ۲۸۵، ۲۸۳)

- ۳۲۷۔ قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی، بالغ نظر فقیہ اور محسن و فضائل سے آرastہ تھے۔
- ۳۲۸۔ سید محمود بن عبد اللہ حسین آلوی شہاب الدین ابو الشاب بغدادی، عراق کے نابغہ حصر تھے۔
- ۳۲۹۔ شیخ محمد بن درویش حوت پیروتی شافعی۔
- ۳۳۰۔ شیخ سلیمان بن شیخ ابراہیم معرف بے خواجہ کلاں این شیخ محمد بابا خواجہ حسین قندوزی، مفتی قسطنطینیہ تھے۔
- ۳۳۱۔ سید احمد بن مصطفیٰ قادرین خانی، ہدایۃ المراتت فی فضائل الاصحاب کے مؤلف ہیں۔

### چودھویں صدی

- ۳۳۲۔ سید احمد بن زینی دھلانی کی، مکہ معظمہ کے مفتی شافعیہ تھے عظیم فقیہ و مؤرخ تھے۔
- ۳۳۳۔ شیخ یوسف بن اساعیل بہانی پیروتی، پیروت کے رئیس مکہمہ حقوق تھے۔
- ۳۳۴۔ سید مومن بن حسن پیغمبیری، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الخوار کے مؤلف ہیں۔ (۱)
- ۳۳۵۔ شیخ محمد عبدالحکیم بن حسن خیر اللہ مصری، مصر کے مفتی اور علامہ عصر تھے نیز علم و اخلاق کے زیور سے آرastہ تھے۔

- ۳۳۶۔ سید عبدالحید بن سید محمود آلوی، عراق کے زبردست عالم و ادیب تھے۔
- ۳۳۷۔ شیخ محمد حبیب اللہ بن عبد اللہ یوسفی، مصر کے حلیل القدر محدث و مناظر تھے۔
- ۳۳۸۔ قاضی بہلول بہجت شافعی قاضی زکرہ زور، میرزا مہدی تحریزی نے ان کی بڑی تعریف کی
- ۔۔۔
- ۳۳۹۔ عبدالحسین انصاری کی مصری، عظیم ادیب اور چودھویں صدی کے شاعر غدیر ہیں۔
- ۳۴۰۔ ڈاکٹر احمد فرید رفاعی۔
- ۳۴۱۔ استاد احمد ذکری عدوی مصری۔

(۱) سلک الدور رج ۳۹ ص ۲۹۰، ج ۷۴

- ۳۵۲۔ استاذ احمد سعید مصری۔
- ۳۵۳۔ استاذ حسین علی اعظمی بغدادی شاعر غدری ہیں۔
- ۳۵۴۔ سید علی جلال الدین حسینی مصری، عظیم مناظر و ادیب و شاعر۔
- ۳۵۵۔ استاذ محمد محمود رافعی مصری۔
- ۳۵۶۔ استاذ محمد شاکر خیاط نابلسی از ہری مصری۔
- ۳۵۷۔ استاذ عبد الفتاح عبد المقصود مصری، حالات امیر المؤمنین پر الامام الحنفی چار جلدیں میں  
لکھی ہے۔
- ۳۵۸۔ استاذ شیخ محمد سعید دحدوح، حلب کے امام جماعت تھے۔
- ۳۵۹۔ استاذ صفا خلوصی، آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔
- ۳۶۰۔ حافظ مجتهد شہاب الدین ابو الفیض احمد بن محمد صدیق، عظیم اور فیضی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

## مُوَلَّفِينَ حَدِيْثَ عَدِيرٍ

حدیث عدیر کے بارے میں علماء کی خصوصی توجہات کا دائرہ بہت وسیع تھا پھر لے ہوا ہے، انہوں نے کہیں کہیں تو صرف روایت کے اسناد بیان کئے اور کچھ لوگوں نے اس موضوع پر مکمل کتاب تالیف کر کے سلسلہ اسناد اور طرق حدیث کی صحت کو قلم بند کیا ہے، ان سب کی تمام ترجیح و جہد صرف اس لئے تھی کہ کہیں اس کے متن و موارد تک تحریف کے ہاتھوں کی رسائی اسے بھولی برسی چیز نہ بنادے۔  
اس موضوع پر مستقل بیکار شات پیش کرنے والے علماء کے نام پیش ہیں:

۱۔ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری آطی (ولادت ۲۲۷ھ - وفات ۳۲۷ھ)  
ان کی کتاب کا نام ہے ”الولاۃ فی طرق حدیث الغدیر“ جس میں انہوں نے پچھتر طریقوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے، جوئی نے تمیم میں طبری کے حالات لکھتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ کے فضائل میں ایک کتاب لکھی ہے جس کے شروع میں غدیر خم سے متعلق صحت روایات کو ثابت کیا ہے، پھر فضائل بیان کئے ہیں یہ کتاب ناقص رہ گئی۔ (۱)

دوسری جگہ لکھا ہے: طبری کی عادت تھی کہ کسی بدعتی کو دیکھتے تو اس سے الگ ہو جاتے اور نظرے گرادیتے۔ ایک بار بغداد کے مشائخ نے حدیث غدیر کی یہ کہہ کر تکذیب کی کہ جب رسول خدا غدیر خم میں تھے اس وقت تو علیؑ یمن میں تھے مزید یہ کہ اس شخص نے دو بیت قصیدہ لکھ کر شہر شہر اور سبقتی اسکا تذکرہ کیا، جس کے چند شعر یہ ہیں:

ترجمہ: ”پھر ہم غدیر سے گزرے جس کے متعلق لوگوں نے نبی علی پر محبوث کا طومار باندھا ہے“ (۱) جب ابو جعفر طبری نے یہ سب سناتو انہوں نے فضائل علی بیان کرنا شروع کئے، پھر حدیث غدیر کے طرق استاد بیان کئے جسے سننے کے لئے لوگوں کی بھیز جمع ہونے لگی، ایک مرتبہ کسی راضی سے صحابہ کے متعلق نامناسب بات سن لی تو فضائل ابو مکرم عمر بیان کرنے لگے۔

ذہبی نے طبقات میں لکھا ہے:

”جب طبری کو ابو داؤد کے اعتراض کی خبر ہوئی تو انہوں نے کتاب الفضائل لکھ کر صحت حدیث ثابت کی، میں نے طبری کی استاد و طرق غدیر پر کتاب کی جلدیں میں دیکھی، میں طرق کی کثرت دیکھ کر حیران رہ گیا“۔ (۲)

ابن کثیر لکھتے ہیں: ”میں نے طبری کی احادیث غدیر پر مشتمل دو صفحہ جلدیں دیکھیں“۔ (۳) اور ایک کتاب حدیث طیر کے ذکر پر جمع کی ہے، اس آخر الذکر کو ابن حجر نے طبری کی طرف منسوب کیا ہے۔ (۴)

شیخ الطائف طوسی نے فہرست میں اس کتاب کو طبری کی تالیف بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کتاب کے بارے میں ہم کو احمد بن خلدون، ابو مکر دوری، ان کو ابن کامل نے آگاہ کیا۔ (۵)

اور سید بن طاووس نے اقبال میں لکھا ہے:

”حدیث غدیر کی روایت پر عظیم الشان تاریخ کے مؤلف طبری کی مستقل تصنیف ہے، اس کا نام ”الرذیل الحروصیہ“ ہے، اس میں پچھتر طریقوں سے حدیث کی روایت کی ہے“۔ (۶)

۱۔ مجم الادب، ج ۱۸ ص ۸۰-۸۲

۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲ ص ۲۵۲ (ج ۲ ص ۱۲ نومبر ۷۲۸)

۳۔ البراء والتحفیظ، ج ۱ ص ۱۳۶ (ج ۱ ص ۱۲ حادث ۷۲۸)

۴۔ تہذیب البہذی، بج ۷ ص ۳۲۹ (ج ۷ ص ۲۹۷)

۵۔ اثہر سنت (۱۵۰)

۶۔ الاقبال (ص ۲۵۳)

۲۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید ہمدانی ”ابن عقدہ“ متوفی ۳۳۳ھ طرق حدیث پر ان کی کتاب ”الولایۃ“ ہے جس میں ایک سو پانچ طریقوں سے روایت کی ہے، ابن اشیر اور ابن حجر نے اس میں سے بیشتر حصہ نقل کیا ہے۔ ابن حجر نے حدیث غدری کے تذکرے میں لکھا ہے کہ ابوالعباس ابن عقدہ نے اس کی صحت اسناد پر خصوصی توجہ دی ہے اور ستر سے زیادہ صحابیوں سے اس کی روایت کی ہے۔ (۱) فتح الباری میں وہ لکھتے ہیں کہ حدیث ”من كنت مولاہ“ کی روایت ترمذی ونسائی نے لکھی ہے، اس کے طرق اسناد بہت زیادہ ہیں، ابن عقدہ نے مستقل کتاب لکھ کر سب کو جمع کیا ہے، جس کے زیادہ تر اسناد صحیح و حسن ہیں۔ (۲)

مشش الدین مناوی نے فیض القدری میں اور سید بن طاؤس نے اقبال میں ابن عقدہ کی کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳) حافظ تجھی نے کفاریہ اور نجاشی نے فہرست میں اس کی نشان دہی کی ہے۔ (۴) اقبال کی عبارت ہے ”کتاب کا وہ نسخہ جو ۳۳۳ھ میں مصنف ہی کے زمانے میں لکھا گیا، اس پر شیخ طوسی اور دوسرے مشائخ کے دستخط تھے اس میں ولایت علیؑ کے ایک سو پانچ طریق مرقوم ہیں کتاب میرے پاس موجود ہے“۔ (۵) ہمارے قول فصل میں لکھا ہے: ابن عقدہ نے ایک سو پچاس اصحاب رسولؐ سے حدیث غدری کی روایت کی ہے۔ (۶)

۳۔ ابو بکر محمد بن عمر بن محمد بن سالم تیمی بغدادی، جعابی متوفی ۳۵۵ھ ان کی کتاب کا نام ”من روی حدیث غدری خم“ ہے، نجاشی نے فہرست میں اس کی نشان دہی کی ہے۔ (۷) سروی

۱۔ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۳۹ (ج ۷ ص ۲۹۷)

۲۔ فتح الباری (ج ۷ ص ۲۷) ۳۔ فیض القدری ج ۶ ص ۲۱۸

۴۔ کفاریہ الطالب ص ۱۵ (ص ۶۰ باب را)؛ فہرست ص ۲۷ (رجال نجاشی ص ۹۶ نمبر ۳۳۳)

۵۔ الاقبال ص ۲۲۳ (ص ۲۵۲) ۶۔ القول الفصل ج اص ۲۲۵

۷۔ فہرست ص ۲۸۱ (رجال نجاشی ص ۲۹۲ نمبر ۱۰۵۵)

مناقب میں لکھتے ہیں جو علی نے حدیث غدیر کی ایک سوچیں طریقوں سے روایت کی ہے۔  
(۱) اور صاحب کافی کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم کو واقعہ غدیر خم قاضی ابو یکر جعلی نے ابو بکر، عمر اور عثمان کی روایت سے بتایا، یہاں تک کہ اٹھتر (۲۸) اصحاب کے نام گناہ اے۔

ضیاء العالمین میں ہے کہ جعلی نے خوب الماقب میں حدیث غدیر کے ایک سوچیں سلسلے لکھے ہیں۔

۳۔ ابو طالب عبد اللہ (عبد اللہ) بن احمد بن زید انباری واطھی ”وفات: واسط میں ۲۵۶ھ“ فہرست نجاشی کے مطابق انہوں نے طریق حدیث پر کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے: طریق حدیث الغدیر۔ (۲)

۴۔ ابو طالب احمد بن محمد بن محمد زراری متوفی ۳۸۷ھ خطبہ غدیر پر ان کا کتاب پچھے ہے جس کی صراحت انہوں نے کتاب آل ائمہ میں کی ہے، اپنے پوتے ابو طاہر زراری کے نام معنوں کیا ہے (۳)  
۵۔ ابو الفضل محمد بن عبد اللہ بن مطلب شیعیانی متوفی ۳۷۲ھ نجاشی کے مطابق ان کی کتاب کا نام منزوی حدیث غدیر خم ہے۔ (۴)

۶۔ حافظ علی بن عمر، دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ کفایہ گنجی کے مطابق غدیر پر ایک جزوہ تالیف کیا ہے۔ (۵)

۷۔ شیخ محسن بن حسین بن احمد نیشاپوری خزانی  
ہمارے بزرگ عبد الرحمن نیشاپوری کے چھاتھے، فہرست منتخب الدین کے مطابق بیان حدیث غدیر انھیں کی تصنیف ہے۔ (۶)

۱۔مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۵۱۶

۲۔ فہرست ص ۱۶۱ ( رجال نجاشی ص ۲۲۲ نمبر ۶۱۷ )

۳۔ رسالہ ابی غالب الزراری ص ۱۸۰

۴۔ فہرست ص ۲۸۲ ( رجال نجاشی ص ۳۹۶ نمبر ۱۰۵۹ )

۵۔ کلایہ الطالب ص ۱۵ ( ص ۶۰ باب ۱ )      ۶۔ الفہرست ( ص ۳۶۰ نمبر ۱ )

۹۔ علی بن عبد الرحمن بن عیسیٰ بن عروہ جراح قاتی: متوفی ۳۱۳ھ

فہرست نجاشی کے مطابق ان کی کتاب طرق "خیر الولاية" ہے۔ (۱)

۱۰۔ ابو عبد اللہ حسین بن عبید اللہ بن ابراہیم غھاماری وفات ۱۵ صفر ۳۱۱ھ

کتاب یوم الغدیر کے مؤلف ہیں۔ (۲)

۱۱۔ حافظ ابوسعید مسعود بن ناصر بن ابی زید بختانی متوفی ۳۱۳ھ

کتاب الدرایۃ فی حدیث الولایۃ کے مؤلف ہیں ایک سوئیں صحابہ کے طرق جمع کئے ہیں، مناقب بن شہر آشوب میں اس کا ذکر ہے۔ (۳) اقبال کے مطابق سید بن طاؤس کے مطابق یہ کتاب موجود تھی جو بیش از اسے زیادہ پر مشتمل تھی۔ (۴) ایقین میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب شیخ عمار الدین طبری کے پاس موجود تھی۔ (۵) اور اس سے وہ بشارۃ المصطفیٰ الشیعۃ المرتضیٰ میں نقل کر کے کتاب الولایۃ کے نام سے تعمیر کرتے ہیں۔ (۶)

۱۲۔ ابوالفتح محمد بن علی بن عثمان کراچکی متوفی ۳۲۹ھ

کتاب عدة البصیر فی حج یوم الغدیر کے مؤلف ہیں مستدرک علامہ نوری میں ہے کہ یہ مفید کتاب اثبات امامت علی، واقعۃ غدیر کی بنیاد پر ہے، ایک جزو اور دوسرا اور اق پر مشتمل ہے، مؤلف نے اس میں انتہائی کمال دکھایا ہے موضوع امامت پر شیعوں کی کمل دستاویز ہے، یہ کتاب طرابلس کے شیخ جلیل ابی الکتاب عمار کے لئے لکھی گئی۔ (۷)

۱۳۔ علی بن بلاں (بلاں) بن معاویۃ بن احمد حنفی، کتاب حدیث غدیر لکھی ہے۔ (۸)

۱۔ فہرست ص ۱۵ (رجال نجاشی ص ۲۱۹ نمبر ۷۰۶)

۲۔ فہرست ص ۱۵ (رجال نجاشی ص ۲۹ نمبر ۱۶۶)

۳۔ مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۵۱۹ (ج ۲۳ ص ۲۲)

۴۔ ایقین ص ۱۱۸ باب ۲۷ (۲۵۷)

۵۔ الاقبال ص ۱۱۳ (۲۲۳)

۶۔ المحدث ک ج ۳ ص ۲۹۸ (۲۱۱)

۷۔ بشارۃ المصطفیٰ الشیعۃ المرتضیٰ (ص ۵۹)

۸۔ فہرست شیخ طویٰ ص ۹۶، مناقب آل ابی طالب ج راص ص ۵۲۹ (ج ۲۳ ص ۲۵۵) معالم الحمام، ص ۵۹ (ص ۲۷ نمبر ۳۵۷)

### ۱۳۔ شیخ منصور لارائی رازی

حدیث غدیر نام کی کتاب میں راویوں کے نام حروف تجھی کے اعتبار سے لکھے ہیں۔ (۱)

### ۱۴۔ شیخ علی بن حسن طاطری کوفی

فضائل امیر المؤمنین اور حدیث الولایت نام کی دو کتابیں تالیف کی ہیں۔ (۲)

### ۱۵۔ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبیدہ حسکانی

کتاب ”دعاۃ الہدایۃ الی اداء حق المولاة“ کے مؤلف ہیں۔ اس میں حدیث غدیر کا تذکرہ کیا ہے۔ سید نے اقبال میں اس کی نشان دہی کر کے کہا ہے کہ یہ میرے پاس موجود ہے۔ شیخ ابو الحسن شریف نے بھی اسے حسکانی ہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (۳)

### ۱۶۔ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۳۸ھ

طرق حدیث الولایت کے مؤلف ہیں۔ انہوں نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ حدیث طیر کے کثیر اسناد کو اس کی صحت کی بنیاد پر میں نے علیحدہ کتاب کی خلک میں لکھا ہے۔ اسی طرح حدیث غدیر کے بہترین و صحیح اسناد کو علیحدہ کتاب میں جمع کیا ہے۔ (۴)

### ۱۷۔ شمس الدین محمد بن محمد جزری، دمشقی، مصری، شافعی، متوفی ۸۳۳ھ

حدیث غدیر کے اسناد پر اور اس کے تواتر پر مستقل کتاب اسی الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ہے اسی سندوں سے اس کی روایت ہے اور مکر حدیث کو جاہل متصب کہا ہے۔ (۵)

سقاوی نے الضوء الملائم اور شیخ ابو الحسن شریف نے ضیاء العالمین میں اس کی نشاندہی کی ہے۔ (۶)

لکھنؤ کے کتب خانہ ناصریہ (میر حامد حسین صاحب عبقات کے کتب خانہ) میں موجود ہے۔

۱۔ مناقب آلب طالب ج راص ۵۲۹، (ج راص ۲۵، ۲۵)

۲۔ فهرست شیخ طوی مص ۹۲، ۳۔ الاقبال مص ۲۶۳، (ص ۲۵۳)

۴۔ تذکرۃ الحفاظ ج راص ۲۳۱، (ج راص ۳۲، نمبر ۹۶۲)

۵۔ اسی الطالب (ص ۲۸)

۶۔ الضوء الملائم (ج روص ۲۵۵، نمبر ۴۰۸)

۱۹۔ ملا عبد اللہ شاہ منصور قزوینی طوی

صاحب دسائل کے ہم عصر ہیں، ان کی کتاب کا نام رسالہ غدیر یہ ہے۔ (۱)

۲۰۔ سید سبط حسن جائی لکھنؤی۔ اردو میں کتاب حدیث غدیر لکھی ہے۔

۲۱۔ میر حامد حسین بن سید محمد قلی موسوی لکھنؤی (عقباتی)

بھر سانحہ سال ۱۳۰۵ھ میں وفات ہوئی۔ حدیث غدیر پر عبقات کی دو جلدیں جواہارہ سو صفحات پر مشتمل ہیں، لکھی ہے۔ یہ بزرگ اپنے والد کی طرح و شمنان حق کے لئے شمشیر برہمہ، کامر انی حق کا پرچم اور آیت اللہ تھے، جن کے ذریعہ خدا نے اپنی جدت تمام کر کے راہ حق روشن کی۔ عبقات کی خوبیوں کا عالم میں پھیل گئی۔ یہ عظیم مجزہ ہے۔ ہم نے اس کتاب سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا ہے، جس کی بنا پر مصنف اور ان کے والد دونوں کے شکرگزار ہیں۔

۲۲۔ سید محمدی بن علی عزیزی بحرانی نجفی

کتاب ”حدیث الولایت فی حدیث غدیر“ کے مؤلف ہیں۔ ذریعہ میں اس کا ذکر ہے نیز مؤلف کے فرزند میرے نام خط میں بھی اس کا ذکر ہے۔ (۲)

۲۳۔ شیخ عباس بن محمد رضا قمی۔ روزہ شنبہ ۲۳ ربیعی الحج و ۱۳۵۹ھ نجف اشرف میں وفات ہوئی۔ موصوف تصنیف و تالیف کے نابغہ عصر ہیں۔ امت اسلامیہ پر ان کی خدمات عظیم ہیں۔ ان کی کتاب کا نام فیض القدری فی حدیث الغدیر ہے۔

۲۴۔ سید مرتضیٰ حسین خطیب فتحپوری

آیت ”اکملت لكم دینکم“ کی تفسیر پر تفسیر الکمل نام کی کتاب جس میں واقعہ غدیر کا احاطہ کیا ہے غنید کتاب لکھی ہے۔

۱۔ اہل الآل (ج ۲۵ ص ۶۱ نمبر ۳۶۸)

۲۔ الذریعاتی نصایف الشیعہ ج ۲۵ ص ۸۳۷ نمبر ۸۳۷

## ٢٥۔ شیخ محمد رضا بن شیخ طاہر حائل فرح اللہ نجفی

میرے دوست اور علامہ ہیں، ”الغدیری فی الاسلام“ لکھ کر موضوع کا حق ادا کیا ہے، نجف اشرف میں چھپ چکی ہے۔

## ٢٦۔ حاجی شیخ مرتضی خرسرو شاہی تبریزی

مفہوم ولایت پر تحقیقی کتاب ”ابراء الحیر فی معنی حدیث الغدیر“ نام سے لکھی ہے۔ اس مقام پر میں تحقیق کا حق ادا کر کے سب پریاڑی لے گئے ہیں، عراق میں چھپ چکی ہے۔

### تمامِ مکملہ:

ابن کثیر نے بدایہ والہایہ میں لکھا ہے کہ مؤلف تاریخ تفسیر طبری نے غدیر پر خصوصی توجہ کی اور اس کے اسناد و متون پر دو جلدیں لکھیں۔ (۱) ابن عساکر نے بھی خطبہ غدیر کے سلسلے میں بہتراء حدیث اکٹھا کی ہیں۔ (۲)

یہاں المودۃ میں ہے کہ غزالی کے استاد امام الحرمین جوئی تجуб سے کہتے تھے: میں نے بغداد میں ایک جلد ساز کے یہاں کتاب دیکھی جس میں لکھا تھا کہ حدیث غدیر کی روایت دو سو اشیوں میں جلد بھی منظر عام پر آئے گی۔ (۳)

علوی بدار نے قول فصل میں لکھا ہے کہ حافظ عطار ہمدانی کہتے تھے: میں حدیث غدیر کی روایت دو سو چھاس طرق سے کرتا ہوں۔ اس موضوع پر دوسری بہت سی کتابوں کا تذکرہ ”صلة الغدیر“ میں آئے گا۔ (۴)

یہ تو ایک نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے  
یہ مکرم درج صحیفوں میں ہے

۱۔ تاریخ مدینہ مشنجی ۱۷ ص/ ۲۲۷-۲۲۸

۱۔ المبدایہ والہایہ ج ر ۵ ص/ ۲۰۸ (ج ر ۵ ص/ ۲۲۷ حادثہ)

۲۔ المودۃ ص/ ۳۶ (ج ر ۱ ص/ ۳۳ باب ۲)

۲۔ یہاں المودۃ ص/ ۳۶ (ج ر ۱ ص/ ۳۳ باب ۲)

## منا شدہ و احتجاج

”منا شدہ کا مطلب ہے قسم دلانا، جست قائم کرنے کے لئے حلقویہ کا گواہی طلب کرنا، استدلال قائم کرنے کے لئے حریف کا ذہن و ضمیر بیدار کرنا، آواز دے کر پوچھنا گم شدہ چیز تلاش کرنا، بھولی بمری چیز کی تشییر کرنا۔“

(ترجم)

واقعہ غدرِ خم ابتدائے وقوع سے لے کر گزرتی ہوئی صدیوں کے ساتھ عصر حاضر تک ایک تسلیم شدہ حقیقت اور ناقابل تردید داستان کی طرح ہے۔ قریب اور وابستہ افراد بلا چون وچرا مانتے رہے اور مخالفین نے بلا انکار اس کی روایت کی، جب بھی حریف سے بحث و مناظرہ ہوا تو مذکروں کو مانتے ہی بھی۔ بنا بر اس کی بنیاد پر بکثرت احتجاجات ہوئے اور مابین صحابہ و تابعین منا شدروں کی لالکار گوئیتی رہی، امیر المؤمنین علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانے میں بھی اور اس سے قبل بھی۔ اس سلسلے میں اولین احتجاج خود حضرت امیر المؤمنین نے مسجد نبوی میں فرمایا، جس کا ذکر کتاب سلیمان قسم میں موجود ہے۔ ارباب ذوق کو اسی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ یہاں ہم بعد کے تمام منا شدروں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

**منا شدہ امیر المؤمنین**

**بروز شوریٰ**

اخطب الخطباء خوارزمی نے دو سلسلوں سے اس منا شدے کو نقل کیا ہے:

۱۔ شیخ امام شہاب الدین افضل الحفاظ ابو نجیب سعد بن عبد اللہ مرزوqi نے ہدایت سے ایک مکتوب میں لکھا: ہم کو حافظ ابو علی حسن بن احمد نے اجازہ روایت میں بتایا کہ مجھے شیخ اویب عبدالرازق بن عمر بن ابراہیم ہدایت سے ۳۷۵ھ میں روایت کی، انھوں نے اس مددویہ سے۔

۲۔ شیخ امام شہاب الدین سعد بن عبد اللہ۔ سلیمان بن محمد ابن احمد، یعلی بن سعد رازی، محمد بن حمید، زافر بن سلیمان حارث بن محمد، ابو الطفیل عامر بن واٹلہ صحابی سے۔  
”میں شوری کے دن حضرت علیؑ کے ہمراہ گھر پر تھا۔ میں نے ان کو حاضرین سے فرماتے تھا: میں تم سے ایسا احتجاج کروں گا کہ کسی عربی و عجمی کو تردید کی گنجائش نہ رہے۔ پھر فرمایا:  
”تھیس خدا کی قسم ہے، بتاؤ تو تم میں کوئی بھی میرے سوا ایسا ہے جس نے مجھ سے پہلے دھدایت کا اقرار کیا ہو۔ سب نے کہا: نہیں!  
پھر فرمایا: تھیس خدا کی قسم ہے بتاؤ تو تم میں کوئی ہے جس کا بھائی میرے بھائی جعفر طیار جیسا جنت میں فرشتوں کے ساتھ ہائے والا ہو۔!

سب نے کہا: نہیں!  
پھر فرمایا: تھیس خدا کی قسم ہے بتاؤ تو تم میں کسی کا پچاڑزہ کے مانند، شہداء کا سردار، خدا اور رسول کا شیر ہے!  
سب نے کہا: نہیں!

آپ نے فرمایا: تھیس خدا کی قسم ہے بتاؤ تو تم میں کسی کی زوجہ میری زوجہ قاطمة کی طرح ہے جنت کی عورتوں کی سردار...؟

سب نے کہا: نہیں!  
پھر فرمایا: تھیس خدا کی قسم ہے ابتاؤ تم میں میرے سوا کوئی اور ہے جس کے دو فرزند ہوں، حسن و حسین سردار جوانان جنت میسے...?  
انھوں نے کہا: نہیں!

آپ نے فرمایا: میں تھیں خدا کی قسم دیتا ہوں، بتاؤ تو سکی۔ تم میں میرے سوا کوئی اور ہے جس نے رسول خدا کے ساتھ کئی بار صدقہ دے کر سرگوشیاں کی ہوں؟

سب نے کہا۔ نہیں!

فرمایا: تھیں خدا کی قسم ہے! بتاؤ میرے سواتم میں کوئی ایسا ہے جس کے لئے رسول اللہ نے فرمایا ہو ”من کنت مولاہ فعلیٰ مولاہ اللهم وال من والاہ وعد من عادہ وانصر من نصرہ“ اور اس پیغام کے متعلق حاضرین کو غائبین تک پہنچانے کی تاکید کی ہو۔؟

سب نے کہا: خدا گواہ ہے آپ ہی کے لئے کہا گیا۔ (۱)

آخر حدیث نکل۔ فرانک جموئی میں یوں سلسلہ ہے:

مجھے خبر دی شیخ امام علی بن حب بن عبد اللہ خازن بغدادی عرف بن سائی نے، ابوالمظفر ناصر بن ابی مکارم مطرزی خوارزی۔ (۲) موفق بن احمد مکنی نے ابن حاتم شاہی نے دراظلم میں حافظ بن مردویہ کے طریق سے دوسری سند میں۔ ابوالمظفر عبد الواحد بن محمد مقری عبد البرزاق بن عمر طبرانی۔ ابویکر احمد بن موسیٰ حافظ (ابن مردویہ) احمد بن محمد بن ابی دارم (صحیح ابی دارم ہے) منذر بن محمد ان کے پیچا، اور انھوں نے اپنے باپ سے۔ ابان بن تغلب، عامر بن واٹلہ..... (۳)

اس کی روایت دارطنی نے بھی کی ہے اور اس کے کئی نکلوے ابین حجر نے صواتع میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے: دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے جن چھ آدمیوں کو شوریٰ کا معاملہ پر دیکھا تھا، حضرت علیؓ نے ان پر اپنی متذکرہ جست تمام کی تھی۔ (۴) اور صفحہ ۹۳ پر بھی یہی لکھا ہے۔ (۵) ابن عقدہ کہتے ہیں: علی بن محمد بن حسینیہ کندی نے مجھ سے حدیث بیان کی، انھوں نے حسن بن حسین، ابوغیلان سعد بن طالب شیلانی، اسحاق، ابولطفیل سے مندرجہ حدیث نقل کی ہے، اور دوسری سند یوں ہے: احمد بن

۱۔ مناقب خوارزی ص ۲۷۶ (ص ۳۱۳ حدیث نمبر ۳۱۸)

۲۔ فرانک جموئی (ج راص ۳۱۹ حدیث نمبر ۲۵۱ باب ۵۸)

۳۔ الدراظلم (ج راص ۱۱۶)

۴۔ الصواتع انحر قص ۵۷ (ص ۱۲۶) (ص ۱۵۶)

زکریا از دی صوفی، عمر بن جناد بن طلوق قاد، اسحاق بن ابراہیم، معروف بن خربوز، زیاد بن منذر اور سعید بن محمد اسلی۔ انھوں نے ابوالطفیل سے روایت کی۔

حضرت عمر نے انتقال کے وقت چھ افراد حضرت علیؑ، عثمان، زبیر، سعد بن ابی وقار، عبدالرحمٰن بن عوف اور غیرہ کی طریقے سے عبداللہ بن عمر کو بھی ارکان شوریٰ میں تعین کیا۔ جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو مجھے انھوں نے دروازے پر بیٹھنے کی تاکہ غیر متعلق افراد اندر نہ جاسکیں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے مندرجہ کلام فرمایا۔

حافظ عقیلی کی سند یوں ہے: محمد بن احمد، میمین مخیرہ، زافر، ایک نامعلوم شخص، حارث انھوں نے ابوالفضل سے۔ اس کے بعد حدیث شوریٰ کی تفصیل لکھی ہے۔ (۱)

ابن ابی الحدید شرح نجف البلاغہ میں لکھتے ہیں:

”اس جگہ ہم اصحاب شوریٰ کا مناشدہ نقل کریں گے جو روایات سے قطعی ثابت ہے اور جس میں حضرت علیؑ نے اپنے فضائل گنائے ہیں اور ان خصوصیات کو بھی بیان کیا ہے جن کی وجہ سے آپ اہل شوریٰ میں ممتاز تھے۔ لوگوں نے اس واقعہ کو لمبا بنا کر پیش کیا ہے۔ لیکن میری نظر میں صحیح بات یہ ہے کہ معاملہ کچھ ایسا نہ تھا کہ حضرت علیؑ اپنے فضائل بیان کرنے میں طول کلام فرماتے بلکہ جب عبدالرحمٰن اور بقیہ لوگوں نے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ نے بیعت میں پس و پیش کیا تو فرمایا: خلافت تو ہمارا حق ہے اگر ہم کو ملا تو یہ لیں گے نہ ملا تو اوتھوں کی پشت پر سوار ہوں گے اگر چہ سفر دراز ہی ہو، اس کے بعد مناشدہ میں موآخۂ اور حدیث غدری کا ذکر کیا۔“ (۲)

عبدالبریکی الاستیعاب میں یوں ہے: عبدالوارث، قاسم، احمد بن زبیر، عمر بن جناد، اسحاق بن ابراہیم از دی معروف خربوز، زیاد بن منذر، سعید بن محمد از دی، انھوں نے ابوالطفیل سے۔ (۳)

رازی نے تفسیر کی تیسری جلد میں آئیہ ولایت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

۱۔ الفضعاء الکبیر (ج رام ۲۱۱ حدیث نمبر ۲۵۸)

۲۔ شرح نجف البلاغہ ج ۲۱ ص ۶۱ (ج رام ۱۷۱ خطبہ نمبر ۷۳)

۳۔ الاستیعاب ج ۳۵ ص ۳۵ (قسم الثالث ص ۹۸۰ نمبر ۱۸۵۵)

”حضرت علیؑ ان رافضیوں سے زیادہ تفسیر جانتے تھے۔ یہ آیت آپؐ کی امامت پر دلالت کرتی تو وہ اس کی بنیاد پر کسی مجمع میں تو استدلال کرتے۔ پھر اس قوم کو یہ کہنے گنجائش نہ رہتی کہ آپؐ نے استدلال کو تلقی کی بنا پر ترک کیا کیوں کہ وہ لوگ (روافض) بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے شوریٰ کے دن حدیث غدیر و آیہ مبارکہ سے تمکن کرتے ہوئے استدلال کیا ہے اور اپنے فضائل شمار کئے ہیں لیکن وہاں اس آیت سے استدلال نہیں کیا۔“ (۱)

رازی نے حدیث غدیر وغیرہ کے استدلال کی جو روایت صرف روانہ سے منسوب کی ہے، یہ انکا ت unsub و عتاد ہے ورنہ ابھی ہم نے خوارزمی کی مشائخ حفاظت سے روایت۔ ابن مردویہ، دارقطنی، ابن جر وغیرہ کی تصریحات پیش کی ہیں۔ ابن عقدہ و عقیل کی روایت کے ثبوت دیئے ہیں ابن ابی الحدید وقطنی محقق مانتے ہیں۔

عقیل کے سلسلہ روایت میں چونکہ زافر اور ایک نامعلوم شخص آیا ہے اس لئے سیوطی نے اللہ تعالیٰ المصنوعہ میں سرے سے حدیث منا شدہ کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ (۲) لیکن ہم نے جن روایات کو بیان کیا ہے ان سے سیوطی کا خیال خود ہی بے قیمت ہو جاتا ہے۔ ان سلسلوں میں وہ بھی ہے جس میں نہ زافر ہے نہ ہی مجھول شخص۔ بالفرض اگر زافر ضعیف بھی ہے تو اس سے یہ نتیجہ کہاں نکلتا ہے کہ روایت مصنوعی ہے کیوں کہ یہ روایت مولفین کے عمل درآمد کے بر عکس ہے اس طرح بے دھڑک بات کہہ کے سیوطی نے عدم بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ ضعیف روایات سے استدلال صحیح نہیں لیکن دوسری مستند روایات سے تقویت دینے میں کوئی بھی ہرج نہیں ہے، ہم نے ثقہ حفاظا کا یہی طریقہ دیکھا ہے کہ وہ ناقابل اعتبار ضعیف روایوں کی بھی روایت صحیح قرآنؐ کی بنا پر قبول کر لیتے ہیں۔ مثلاً کسی اہم شخص کا نوشتر روایت کو معتبر بنا دیتا ہے کیوں کہ روایی ثقہ ہے اگرچہ دوسرے اعمال میں اس کا چلن ممکن ہے۔ اسی نظریے کی بنا پر صحیحین میں خارج

۱۔ الشیر الکبیر ج ۳ ص ۲۱۸ (ج ۱۲ ص ۲۸)

۲۔ الہانی المصور ج ۱ ص ۷۱ (ج ۱۲ ص ۳۶۱-۳۶۳)

دونا صب سے بھی روایات لی گئی ہیں۔ بہر حال تعصب کی بات الگ ہے ورنہ زافر کو احمد اور ابن معین نے معتبر مانا ہے۔ (۱)

ابوداؤ دوابو حاتم نے مرد صالح، شفیق اور صداقت شعار کہا ہے۔ (۲) روایتی طعن کا بھی چلن سیوطی کی طرح ذہبی کی میزان میں بھی ہے۔ (۳)

ابن ججر لسان المیز ان میں زافر کو مصنوعی روایت بنانے والا کہہ گئے ہیں یہ سب ذاتی غرض کی بنا پر ہے کہ کچھ غلط لوگوں کی مدح و ستائش کی جائے اور اچھے لوگوں کو مشکوک بنایا جائے۔ (۴)

ذہبی نے مسند رک کی تخلیع میں بھی خاصان خدا اور اہل بیت کی مدح میں وارد احادیث کو مورد طعن بنایا ہے، اور ابن ججر نے بھی۔ یہ سب تعصب و عناد کے کر شے ہیں۔

### منا شدہ امیر المؤمنین

#### زمانہ خلافت عثمان میں

شیخ الاسلام حموئی نے فائدہ اسٹین کے باب ۵۸ میں سلیم بن قیس ہلالی کی روایت نقل کی ہے (۵) سلیم کا بیان ہے کہ:

”زمانہ خلافت عثمان میں سجد بنوی کے اندر میں نے حضرت علیؑ کے ساتھ کچھ لوگوں کو علم و عفت پر گفتگو کرتے دیکھا، درمیان میں قریش کی فضیلت، اسلامی سبقت اور بحرت کی بات چھڑ گئی۔ ان کے متعلق احادیث فضائل مثلاً ائمہ قریش سے ہوں گے یا لوگ قریش کے تابع ہیں یا قریش عرب کے امام ہیں، کی بات ہونے لگی۔ لوگوں نے ہر قیلے کے مغابر بیان کئے۔ وہاں الگ بھگ دوسرا دمیوں کا جمع تھا

۱۔ العلل و معرفۃ الرجال (ج رام ۳۸۱، نمبر ۲۶۹۹)

۲۔ الجرح والتعديل (ج رام ۲۲۲، نمبر ۲۸۲۵)

۳۔ میزان الاعتدال (ج رام ۳۳۱، نمبر ۱۹۲۳)

۴۔ رسان المیز ان (ج رام ۱۹۸، نمبر ۲۲۲)

۵۔ فائدہ اسٹین (ج رام ۳۱۲، حدیث ۲۵ سطہ، باب ۵۸)

جن میں حضرت علی، سعد بن ابی و قاص، عبد الرحمن ابن عوف، طلحہ، زییر، مقداد، ہاشم بن عتبہ، ابن عمر، حسن، حسین، ابن عباس، محمد بن ابی بکر، عبد اللہ بن جعفر۔ اور انصار میں ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوالیوب انصاری، ابوالیشم بن تیہان، محمد بن سلمہ، قیس بن سعد، جائیج بن عبد اللہ، انس بن مالک، زید بن ارم، عبد اللہ بن ابی اوفع، ابوٹلی اور ان کے بیٹے عبد الرحمن باپ کے پھلوں میں بیٹھے ہوئے تھے، یہ نوجوان خوبصورت، داڑھی مونچھے بغیر تھے۔ اتنے میں ابو الحسن بصری اپنے بیٹے حسن بصری کے ساتھ آگئے۔ یہ بھی نوجوان داڑھی مونچھے بغیر، حسین اور میانہ قد تھے۔ حسن بصری اور عبد الرحمن میں حسن کا مقابل مشکل تھا لیکن حسن ذرا بیٹے تھے۔ حاضرین کی بات چیت کا سلسلہ صبح سے زوال تک چلا۔ عثمان اپنے گھر میں اکیلے تھے اُنھیں بات چیت کی پکھنہ خبر نہ تھی۔

حضرت علی اور آپ کے اہل بیت بیٹھے تھے۔ اتنے میں کچھ لوگوں نے حضرت علی کی طرف متوجہ ہو

کر کہا:

”آپ مباحثے میں حصہ نہیں لے رہے ہیں نہ آپ کے اہل بیت ہی کچھ بول رہے ہیں۔؟“  
آپ نے فرمایا: ”دونوں قبیلوں..... قریش و انصار، نے اپنے مفاخر بیان کئے اور جو کچھ کہا، حق کہا لیکن میں گروہ انصار و قریش سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کو یہ فضیلت خدا نے کس کے سبب سے دی ہے تھماری ذات قبیلہ اور گھرانے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے۔؟“

سب نے کہا: ہمیں یہ فضائل خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ کے واسطے سے عطا فرمائے ہیں ہماری ذات، قبیلہ اور گھرانے کی وجہ سے نہیں۔

حضرت نے فرمایا: تم نے حق کہا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تھیں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں ہم اہل بیت کی برکت ہی سے نصیب ہوئیں۔ دوسرے کسی سبب سے نہیں۔ میرے چچا زاد بھائی رسول خدا نے فرمایا ہے: میں اور میرے اہل بیت آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار سال قبل پیکر نور میں خدا کے سامنے چلتے پھرتے تھے۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو یہ نوران کے ملب میں رکھ کر انھیں زمین پر اتنا را۔ اس کے بعد یہ نور صلب نوح میں کشی پر آیا۔ پھر صلب ابراہیم میں نار نمود دے دو چار ہوا۔ اس کے بعد یہی خدا

ہم کو شریف اصلاح اور پاکیزہ ارحام میں منتقل کرتا رہا۔ ہماری منتقلی کبھی بدکار یوں سے آلو دہ نہیں ہوئی اس پر سابقین بدر واحد کے اصحاب نے کہا:

”ہاں! ہم نے رسول خدا سے ایسے ہی سنایا۔“

اس کے بعد آپ نے فرمایا: میں تھیں خدا کی قسم دیتا ہوں خدا نے سابقین کو مسبوقین پر کئی آئیوں میں فضیلت دی ہے، اور میں تمام امت میں سابق الاسلام ہوں۔  
سب نے کہا: ”خدا گواہ ہے ہاں۔“

پھر فرمایا: ”میں تھیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ جب ”السابقون الاولون من المهاجرين والانصار .....السابقون السابقون اولنک المقربون“ کی آیات نازل ہوئیں تو لوگوں نے ان کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ نے فرمایا: اس میں خدا نے انبیاء و اوصیاء کا تذکرہ کیا ہے اور میں **فضل الاعبیا اور علی بن ابی طالب فضل الاوصیاء میں۔**  
سب نے کہا: ”خدا گواہ ہے، ہاں۔“

پھر فرمایا: ”میں تھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب آیے اولی الامر اور آیے ولایت نازل ہوئی تو رسول سے پوچھا گیا کہ یہ آیات خاص مومنین کے لئے ہیں یا عام مومنین مراد ہیں۔ تو خدا نے اپنے رسول کو دالیاں امر کی نشاندہی کا حکم دیا۔ اور ولایت کی تفسیر و تبلیغ اس طرح کریں جیسے نماز، زکوٰۃ اور حج کی کچھ ہیں۔ اور خدا نے حکم دیا کہ وہ مجھے نذرِ خم میں اپنا جائشیں قرار دیں۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ”لوگو! خدا نے مجھے ایسے پیغام کی تبلیغ پر ماوراء فرمایا ہے کہ میرا سینہ تنگی محسوس کر رہا ہے، مجھے اس پیغام کی تبلیغ میں لوگوں کی نکدیب کا ذرخواہ، خدا نے میری تہذید فرمائی کہ اسے ضرور پہنچاؤں ورنہ عذاب کیا جائے گا۔“

پھر رسول اللہ نے نماز جماعت کا اعلان کیا اور خطبہ فرمایا:  
”اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے عز و جل میرا موٹی ہے اور میں موٹی ہوں، ان کے نہسوں پر ان سے زیادہ با اختیار ہوں۔“

فرمایا: اے علی! کھڑے ہو جاؤ۔ پس میں کھڑا ہو گیا تو فرمایا: من کفت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعد من عاداہ۔

اس وقت سلمان کھڑے ہوئے اور پوچھا: "یار رسول اللہ! یہ مولی ہونا کس قسم کا ہے؟" فرمایا: میرے ایسا مولی ہونا۔ جس کے نفس پر میں با اختیار ہوں۔ اس وقت خداوند عالم نے آیت نازل فرمائی: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا۔ رسول نے تکمیر بلند فرمائی اور کہا: خدا کی شان! میری نبوت تمام ہوئی اور میرے بعد علی کی ولایت و امامت سے دین کا کام پورا ہوا۔

اس وقت ابو بکر و عمر نے کھڑے ہو کر پوچھا: "کیا یہ آیات خاص علی کی شان میں ہیں؟" -؟

فرمایا: "ہاں علی کے بارے میں اور میرے ان اوصیا کے بارے میں جو قیامت تک ہوں گے۔" دنوں نے عرض کی: "ان کے اسامی بھی بتا دیجئے۔"

فرمایا: میرا بھائی علی جو میرا وزیر، وارث و صی، میری امت پر میرا جائشیں۔ میرے بعد تمام مونوں کا ولی ہے اس کے بعد میرے بیٹے حسن و حسین پھر حسین کے صلب سے فو کیے بعد دیگرے ہوں گے۔ قرآن ان کے ساتھ اور وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور یہ دنوں کبھی جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

سب نے کہا: "ہم نے سنا اور آپ کے ارشاد پر گواہ ہیں۔"

بعض حاضرین نے حضرت علی کے بیان پر عرض کی: "آپ کے ارشاد کا کچھ حصہ ہمارے ذہن میں ہے لیکن تمام باتیں حافظے سے گھو ہیں۔ جنھیں پوری بات یاد ہے وہ ہم سے پہنچ رہیں۔"

حضرت نے فرمایا: "ٹھیک ہے، سب کا حافظہ بر ابر نہیں ہوتا، میں ان لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو ارشاد رسول حفظ کئے ہوئے ہیں، کہ اس کا اظہار کریں۔"

یہ سن کر زید بن ارقم، براء بن عاذب، سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے ارشاد رسول حفظ کیا ہے۔ رسول خدا نمبر پر تھے اور ہم ان کے بغفل میں تھے رسول اللہ نے فرمایا تھا:

”خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے امام مقرر کر دوں، جو میرے بعد تمہارے درمیان میرا جائشیں، وصی اور خلیفہ ہو۔ اس کی اطاعت مومنین کے لئے میری اطاعت کے قریب اور تھیس اس کی ولایت قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے خدا سے رجوع کر کے اہل نفاق کے طعن و تکذیب کا اعذر کیا تو اس نے تبلیغ سے روگردانی کرنے پر محذب کرنے کی تہذیب کی۔ اے لوگو! خدا نے نماز، زکوٰۃ، صوم و حج کا حکم دیا تو اس کی وضاحت کی، میں نے اس کی تفسیر کی، اس نے تم کو قبول ولایت کا بھی حکم دیا ہے، میں تم کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ وہ ولایت خاص اس کے لئے ہے۔ اور علی پر ہاتھ رکھا۔ اس کے بعد فرمایا: یہ مرتبہ اس کے فرزند کے لئے ہے، اس کے بعد ان اوصیاء کے لئے جو اس کی اولاد میں ہوں گے نہ یہ قرآن سے جدا ہوں گے نہ قرآن ان سے جدا ہوگا۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارو ہوں۔ لوگو! میں نے اپنے بعد کے لئے تمہاری پناہ امام، ہادی، ولی کی نشاندہی کرو۔ وہ علی کی ذات ہے۔ تمہارے درمیان اس کی حیثیت میری جیسی ہے۔ دین کے معاملے میں اس کی اطاعت کا طوق ڈال لو اور اپنے تمام تر معاملات میں اسی کی بیرونی کرو۔ کیوں کہ خدا نے جو کچھ علم و حکمت مجھے عطا فرمایا ہے وہ سب اس کے پاس ہے، اس سے سوال کرو۔ اس سے اور اس کے بعد آنے والے اوصیاء سے سیکھو۔ اور ان کو نہ سکھاؤ نہ ان سے آگے بڑھو اور ان سے پیچھے ہٹو۔ یقین کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے۔ بہیش حق کے ہسوار ہوتی ہر حال میں ان کے ساتھ ہوگا۔“ اس کے بعد تمام لوگ بیٹھ گئے۔ (۱)

## منا شدہ امیر المؤمنین

یوم رجبہ

حضرت علیؑ کے اس دعویٰ پر کہ ”رسول خدا انھیں دوسروں پر مقدم فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ پر تہمت طرازی شروع کر دی۔ آپ کی خلافت کے سلسلے میں بھی نزاع و اختلاف نے سرا بھارا، اس

ای جیونی کے القاظ تھے۔ کتاب سیمین قیس (ج ۲۳ ص ۱۳۶ / حدیث نمبر ۱۱) میں بھی کم و بیش ہی ہے۔ کتاب سیمین پر ہماری گفتگو آگئے آئے گی۔

وقت آپ مقام رحیب میں تشریف لائے اور لوگوں کے بڑے مجمع میں حدیث غدری کی بنیاد پر منا شدہ کر کے اپنے ہر مخالف کی تردید کی۔ اس منا شدہ کی روایتی اہمیت اس قدر بڑھ گئی کہ بہت سے تابعین و علماء کی کتابیں اس کے اسناد سے بھر گئیں۔ ہم یہاں صرف چار صحابہ اور چودہ تابعین کی روایت پر اکتفا کر رہے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے:

### ۱۔ ابو سلیمان موزن

ابن الی الحدید شرح فتح البلاعہ میں لکھتے ہیں: ”ابو سراسیل نے حکم اور انہوں نے ابو سلیمان موزن سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے حدیث غدری سننے والوں کو قسم دی کرو گواہی دیں۔ بہت سے افراد نے گواہی دی لیکن زید بن ارقم نے باخبر ہونے کے باوجود گواہی نہ دی۔ حضرت علیؑ نے ان کے اندھے ہونے کی بدوعادی اور ان کی بصارت جاتی رہی۔ وہ نایبنا حالت میں لوگوں سے حدیث بیان کرتے۔“ (۱) اسی کی ایک دوسری سند بھی آگے بیان ہو گی۔ شاید اسی کا لکھا ہو۔

### ۲۔ ابو القاسم اصیخ بن نباتہ

ابن اشیر نے اسد الغابہ میں حافظ بن عقدہ سے روایت کی ہے۔ محمد بن اسما میل بن اسحاق راشدی، محمد بن خلف نميری، علی بن حسن عبدی، اصیخ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے رحبا میں حدیث غدری سننے والوں کو کھڑے ہو کر گواہی دینے کی قسم دی۔ حاضرین میں سے وہ افراد اٹھے۔ ان میں ابو ایوب انصاری، ابو عمرہ بن عمرو، بن محسن، ابو زینب بن عوف انصاری، کہل بن حلیف، خزیمه بن ثابت، عبداللہ بن ثابت انصاری۔ جبکہ بن جنادة صلوی، عبید بن عازب انصاری، نعمان بن عجلان انصاری، ثابت بن ودیع انصاری، عبد الرحمن بن عبد رب انصاری تھے۔ سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے خود رسولؐ سے حدیث غدری سنی ہے۔ (۲)

۱۔ شرح فتح البلاعہ ج راص ۳۶۲ (ج ر ۴ ص ۷۲ خط ۵۶)

۲۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۷۲، ج ۵ ص ۲۰۵ (ج ر ۴ ص ۳۶۹ نمبر ۱)

اسد الغابہ میں اسی سے مردی ہے کہ علی نے لوگوں کو انھ کر حدیث غدیر کی گواہی دینے کی قسم دی تو سترہ افراد ابوالیوب والبونہ نب نے گواہی دی کہ ہم نے خود رسول اللہ سے سنائے کہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا اور کہا:

”لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ میں نے تبلیغ و نصیحت کر دی۔ فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ۔ خدا میرا ولی اور میں مومنین کا ولی ہوں۔ اور جس کا میں مولی ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ خدا یا! اس کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھ، اس کے محبت سے محبت کر، اس کے مدگار کی مدد کر، اس سے کینزہ رکھنے والوں سے کینزہ رکھ۔ (۱) اس کا اخراج الیموی نے اور اس کی روایت ابن حجر عسقلانی نے اصحاب میں کی ہے (۲) اس میں ایک صحابی عبدالرحمن بن عبد الرabb کا اضافہ ہے۔

### ۳- حبہ بن جوین عرنی۔ ابوقدامہ بن جبلی صحابی

مناقب ابن مغازی شافعی میں ابوطالب محمد بن احمد بن عثمان، ابو عیسیٰ حافظ اور وہ جبہ عرنی سے مناشدہ حلی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس وقت بارہ افراد اہل بدرو سے جن میں زید بن ارقم بھی تھے، کھڑے ہوئے۔ ان سب نے گواہی دی۔ (۳)

دولابی کی روایت ابوقدامہ کی سند سے گزر پچھی جس میں حضرت علی کے مناشدہ رجہ میں دس آدمیوں کی گواہی کا ذکر ہے ان میں ایک آدمی جبے اور حضرت شلوار پہنے ہوئے تھا۔

### ۴- زادان بن عمر

امام احمد بن حنبل نے مند میں ابن نیسر، عبد الملک، ابو عبد الرحیم کنہی، اور انھوں نے زادان بن عمر سے۔ اس روایت میں تیرہ آدمیوں کے کھڑے ہو کر حدیث غدیر کی گواہی دینے کی بات ہے۔ (۴) اسے مندرجہ ذیل علماء نے لکھا ہے۔

۱۔ اسد الغابہ (ج ر ۶۰ ص ۲۰ نومبر ۵۹۲۶)

۲۔ الاصلیۃ (ج ۲ ص ۲۰۸، ۳۰۸، ج ۳ ص ۸۰)

۳۔ مناقب ابن مغازی (ص ۲۰۰ حدیث ۲۷۲)

حافظ یثمی نے مجمع میں احمد کے متذکرہ سلسلہ سن دی۔ (۱) ابوالفرح ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ میں۔ (۲) ابن کثیر نے البدایہ والنهایہ میں۔ (۳) ابن طلحة شافعی نے مطالب السنوی میں۔ (۴) سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں۔ سیوطی نے جمع الجواہم میں۔ (۵) ابن ابی عاصم نے النہ میں جیسا کہ کنز العمال میں ہے۔ (۶)

## ۵۔ زربن حمیش اسدی

زرقانی نے شرح مواہب میں ابن عقدہ سے روایت کی ہے اور انھوں نے زربن حمیش سے۔ اس میں بارہ آدمیوں کی گواہی ہے۔ (۷)

## ۶۔ زیاد ابن ابی زیاد

مسند احمد میں محمد بن عبد اللہ، ریج بن ابی صالح اسلمی، انھوں نے زیاد بن ابی زیاد سے۔ اس میں بھی بارہ اصحاب بدر نے حدیث غدیر کی گواہی دی۔ (۸) اس کے علاوہ بہت سے علماء نے اس کی روایت کی ہے۔ (۹)

## ۷۔ زید بن ارقم انصاری صحابی

احمد نے اسود بن عامر، ابو سراسیل، حکم، ابی سلیمان اور انھوں نے زید بن ارقم سے۔ اس میں بھی بارہ بدری صحابیوں کی گواہی ہے۔ زید کہتے ہیں کہ میں نے انکار کیا تو میری بصارت جاتی رہی۔ (۱۰)

۱۔ مجمع الزوائد ح ر ۹ ص ۱۲۱

۲۔ مفتاح الصفوۃ ح ر ۱۱ ص ۲۱۰

۳۔ البدایہ والنهایہ ح ر ۵ ص ۵۳

۴۔ مطالب السنوی ح ر ۳۳۸

۵۔ تذکرۃ الجنوام ح ر ۷ ص ۱۳

۶۔ کنز العمال ح ر ۶ ص ۳۰۷

۷۔ شرح المواہب ح ر ۷ ص ۱۳

۸۔ مسند احمد بن حنبل ح ر ۸۸ ص ۱۳۲ (ج ر ۱۳۲ ص ۱۳۲ حدیث ۶۷۲)

۹۔ مجمع الزوائد ح ر ۹ ص ۱۰۶؛ البدایہ والنهایہ ح ر ۸ ص ۳۳۸ (ج ر ۷ ص ۳۸۳ حوادث ۳۰۰)؛ الریاض الفضر ح ر ۱۳ ص ۱۰۱

(ج ر ۳ ص ۱۱۳)؛ ذخیرۃ العقليین ر ۲۷۶

۱۰۔ مسند احمد بن حنبل (ج ر ۶ ص ۵۱۰ حدیث ۲۲۶۳۳)

حافظ پیغمبَر نے مجع میں بحوالہ احمد، طبرانی کبیر کی موثق روایت میں زید نے کہا: "حضرت نے گواہی سے انکار کرنے والوں کو بدعا دی تھی۔" (۱)

ابن مغازلی نے مناقب میں ابو الحسین علی بن عمر بن شوذب۔ انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے محمد بن حسین زعفرانی، احمد بن میخائیل، ابو اسرائیل، حکم، ابو سلیمان اور انہوں نے زید بن ارقم سے... میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے گواہی سے انکار کیا تھا، تو بدعا کی وجہ سے انہا ہو گیا۔" (۲)

شیخ ابراہیم وصابی نے اکتفا میں بحوالہ مجمم کبیر طبرانی سے سولہ آدمیوں کی نشاندہی کی ہے انھیں لفظوں میں پیغمبَر نے مجع، سیوطی نے مجع المجموع میں بحوالہ مجمم طبرانی۔ مگر اسی سند سے کنز العمال میں بارہ آدمیوں کی گواہی ہے۔ (۳)

حافظ محمد بن عبد اللہ نے فوائد میں (یہ کتاب کتب خانہ مکہ میں موجود ہے) محمد بن سلیمان بن حرث، عبد اللہ بن موکی، ابو اسرائیل ملائی، حکم، ابو سلیمان موزن اور انہوں نے زید سے۔

"حضرت علیؑ نے لوگوں سے حلغیہ گواہی طلب کی جنہوں نے حدیث غدری سنی ہو۔ یہ سن کر رسول آدمی کھڑے ہوئے۔ میں بھی ان میں تھا"۔ اس حدیث کو ابن کثیر نے بدایہ میں نقل کیا ہے۔ (۴)

## ۸- زید بن پیغمبر

مندا حمر میں علی بن حکیم اودی، شریک، ابو اسحاق، سعد بن وہب اور زید بن پیغمبر سے۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ حضرت نے مقام رحبا میں مناشدہ کیا تو سعد کی طرف سے چھا اور زید کے بغل سے چھا آدمی کھڑے ہوئے اور سب نے حدیث غدری کی گواہی دی۔ (۵)

۱۔ مجمع الزوائد ح ۹ ص ۱۵۶، مجمم الکبیر (ج ۵ ص ۲۷) حدیث ۲۹۹۶

۲۔ مناقب ابن مغازلی (ص ۲۳) حدیث ۳۳۵

۳۔ مجمع الزوائد ح ۹ ص ۱۰۷، مجمم الاوسط (ج ۲ ص ۶۷) حدیث ۱۹۸۷، کنز العمال ج ۲ ص ۲۰۳ (ج ۱۲ ص ۱۵۷) حدیث ۳۶۳۸۵

۴۔ البدایہ والہبیہ ح ۷ ص ۳۳۶ (ج ۷ ص ۳۸۳) حدیث ۳۸۵

۵۔ مندا حمر بن خبل ح ۱۱۸، مجمم (ج ۱۸ ص ۱۸۹) حدیث ۹۵۳

ابن اشیر بدای، گنجی کفایہ، خصائص نسائی اور جزری نے اسی الطالب میں اس کو لکھا ہے۔ (۱)  
 نسائی کی مند میں: قاضی علی بن محمد، خلف بن قیمیم، شعبہ، ابو سحاق اور انھوں نے سعید وزید سے (۲)  
 دوسری جگہ کی سند ہے: ابو داؤد سلیمان حنفی، عمران بن ابان، شریک، ابو سحاق، زید سے۔  
 طبری نے احمد بن منصور سے روایت کی ہے۔ عبید اللہ بن موسیٰ، فطر بن خلیفہ، ابو سحاق، سعد بن  
 وہب، زید بن شیع اور عمر و ذی مر سے۔ اس کا حوالہ تاریخ ابن کثیر میں بھی ہے۔ (۳)  
 ابن عقدہ نے حسن بن علی بن عفان عامری سے روایت کی ہے۔ عبید اللہ بن موسیٰ، فطر  
 ابو سحاق، عرو بن مرہ، سعید بن وہب اور زید بن شیع سے۔ اس میں تیرہ آدمیوں کی نشاندہی ہے۔ یہ  
 حدیث لکھ کر ابو سحاق نے کہا: اے ابو بکر کیسے مشائخ تھے۔ ابن عقدہ سے ابن کثیر نے بھی یہی روایت کی  
 ہے۔ حافظ پیغمبر نے مجمع میں براز کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ کنز العمال کے مطابق جمع الجواہر میں  
 سیوطی نے نیزاں جریر اور خلیعی نے خلعتیات میں بھی اسے لکھا ہے۔ پیغمبر کے رجال ثقہ نہیں۔ شیخ یوسف  
 بنہانی نے اشرف الموبید میں بھی یہی لکھا ہے۔ (۴)

## ۹۔ سعید بن ابی حدان

خوبی نے فراء کے باب وہم میں شیخ عماد الدین عبدالحافظ بدران سے بطور درس۔ قاضی محمد بن  
 عبد الصمد خزستانی نے بطور اجازہ، ابو عبد اللہ محمد بن فضل عراوی نے بطور اجازہ، ابو بکر احمد بن حسین حافظ  
 بیہقی۔ ابو بکر احمد بن حسین قاضی، ابو جعفر محمد بن علی و قیم، احمد بن حازم بن عزیزہ، ابو عثمان مالک، فضیل  
 بن مرزوق، ابو سحاق انھوں نے سعید بن ابی حدان و عمر و ذی مر سے۔۔۔۔۔ (۵) حضرت علیؑ نے رحیم میں

۱۔ البدایہ والہلیۃ ح رہم ۲۱۰، کلیۃ الطالب ص ۷۶ (ص ۶۳)، اسی الطالب ص ۲۷ (ص ۲۹)

۲۔ خصائص نسائی ص ۲۲ (ص رام ۱۰۲)، حدیث ۸۸، ح رہم ۲۲۷، ح رہم ۱۳۳، حدیث ۸۲۷، حدیث ۸۲۷

۳۔ البدایہ والہلیۃ ح رہم ۲۱۰ (ج رہم ۲۲۹، حادثہ ۲۰)

۴۔ البدایہ والہلیۃ ح رہم ۲۳۷ (ج رہم ۲۳۸، حادثہ ۲۰)، مجموع الرؤائد ح رہم ۱۰۵، ح رہم ۲۰۲ (ج رہم ۱۳۰)

۵۔ حدیث ۲۳۷، جامی الحادریت (ج رہم ۲۶۳، حدیث ۸۹۹)، اشرف الموبید ص ۱۱۳ (ص ۲۶۹)

۶۔ فرائد لمطعن (ج رہم ۲۸، حدیث ۳۳ باب ۱۰)

فقط اصحاب رسول سے طفیلہ گواہی طلب کی تو چھ سعید کے بغل سے اور چھ عمر و ذی مرکے کے بغل سے کھڑے ہوئے اور حدیث غدریکی گواہی دی۔

#### ۱۰۔ سعید بن وہب

منداحمد میں علی بن حکیم رودی، شریک، ابو اسحاق۔ انہوں نے سعید بن وہب اور زید بن شیع سے متذکرہ روایت کی ہے۔ جلد پنجم میں محمد بن جعفر، شعبہ اور ابو اسحاق سے روایت کی ہے کہ سعید نے کہا: حضرت علیؑ کے مناشدہ رجب میں پانچ افراد کھڑے ہوئے۔ (۱)

خصائص نسائی میں حسین بن حریث روزی، فضل بن موی، اعمش انہوں نے ابو اسحاق سے اور انہوں نے سعید سے کہ اس میں سعد و زید کے بغل سے چھ افراد کھڑے ہوئے اور عمر و ذیمر نے گواہی دی اسی خصائص میں محمد بن شیع غدر، شعبہ، ابو اسحاق، انہوں نے سعید سے کہ چھ افراد کھڑے ہوئے۔ عاصی نے زین الفضیل میں ابو بکر جندب ابو سعید رازی، ابو احمد بن منہ نیشاپوری، ابو جعفر حضری علی بن سعید کندی، جریر بن سری ہمدانی انہوں نے سعید سے کہ بارہ آدمی کھڑے ہوئے۔ (۲)

ابن اثیر نے اسد الغاب میں ابن عقدہ سے بطریق موسی بن نصر۔ ابن غیلان، ابو اسحاق، سعید بن وہب، عمر و ذی مر، زید بن شیع اور ہانی بن ہانی کے علاوہ بہت سے لوگوں نے حدیث نقل کی ہے۔ (۳) حضرت علیؑ نے رجب میں مناشدہ فرمایا تو ایک گروہ نے گواہی دی اور ایک گروہ نے گواہی چھپائی چھپائی والے مرنے سے قبل آفت میں بھٹکا ہوئے یا اندھے ہوئے۔ ان میں زید بن ودیعہ، عبد الرحمن بن مدحث خاص طور سے لائق ذکر ہیں۔

اسے ابن حجر نے اصحاب میں نقل کیا ہے۔ عبد الرحمن بن مدحث کے تذکرے میں لکھا ہے کہ اس کا

۱۔ منداحمد بن عبلج رامی ۱۱۸ (ج رامی ۱۸۹ حدیث ۹۵۳)۔ ج رامی ۴۵ ص ۳۲۶ (ج رامی ۵۰۲ حدیث ۲۲۵۹۷)

۲۔ خصائص نسائی ص ۲۶ (ص رامی ۱۱۷ حدیث ۹۸، السنن الکبری ج رامی ۱۳۶ حدیث ۸۲۸۳)، ص ۲۰ (ص رامی ۱۲۷ حدیث ۷۷، السنن الکبری ج رامی ۱۵۲ حدیث ۸۵۳۲)، ص ۲۲ (ص رامی ۱۰۱ حدیث ۸۶، السنن الکبری ج رامی ۱۳۱ حدیث ۸۲۷)

۳۔ اسد الغابة ج ۳ ص ۳۲۱، (ج رامی ۳۹۲ نمبر ۳۲۸۲)

تذکرہ ابن عقدہ نے کتاب المولاۃ میں کیا ہے اور موسیٰ بن نصر بن رجع کے سلسلے میں روایت کی ہے انھوں نے سعد بن طالب ابو غیلان سے، انھوں نے ابو حساق سے کہ مجھے بے شمار لوگوں نے حدیث بتائی کہ حضرت علیؑ نے مقامِ رجب میں حدیث غدریکی حلفیہ گواہی طلب کی تو ایک گروہ نے جن میں عبدالرحمن بن منجع بھی تھے، گواہی دی۔ اس روایت کو ابن شاہین اور ابن عقدہ نے بیان کیا ہے اور ابو موسیٰ نے اسے ملحق کیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبر نے سند و متن کے ساتھ مذاق کیا ہے، چار راویوں کے نام اڑا دیے گئے ہیں، گواہی چھپانے والوں کا قصہ اور اس کا عمل خذف کر دیا ہے۔ تماشہ یہ ہے کہ ابن منجع جو چھپانے والوں میں تھے، انھیں راوی بنا دیا ہے۔ نقلِ حدیث کی اس امانت کا کیا کہنا ابن جبر کی اسابہ میں ایسے نہ نہیں بہت لٹھتے ہیں۔

ان کے علاوہ حافظ پیشی نے مجمع میں، ابن کثیر نے تاریخ میں اور خوارزمی نے مناقب میں لکھا ہے (۱)

۱۱۔ ابو الطفیل عامر بن واٹلہ لیشی صحابی۔ متوفی ۱۰۰-۱۰۲-۱۰۸-۱۱۰ھ  
مندِ احمد میں حسین بن محمد اور ابو نعیم معنی سے روایت کی ہے۔ انھوں نے ابو الطفیل کا بیان نقل

کیا ہے کہ:

”حضرت علیؑ نے مقامِ رجب میں ہر مسلمان کو قسم دی، جس نے حدیث غدری سی ہو۔ لوگوں میں سے تمیں آدمی کھڑے ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں مقامِ رجب سے اخوات میرے دل میں شبہ تھا۔ میں زید بن ارقم سے طا اور ان سے پوچھا کہ حضرت علیؑ یوں فرماتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اس میں انکار کی کیا بات ہے میں نے خود بھی رسولؐ سے سنائے۔“ (۲)

اس کی روایت پیشی نے مجمع میں امام احمد بن حنبل کی سند سے کی ہے اور کہا ہے کہ سند کے سبھی راوی صحیح اور ثقہ ہیں۔ (۳)

۱۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۲؛ البدریۃ والنهایۃ ج ۵ ص ۲۲۹ حادث ۱۰۰ھ، ج ۷ ص ۳۳۷ (ج ۷ ص ۴۷)۔

۲۔ مناقب خوارزمی ص ۹۲ (ص ۱۵۶) حادث ۱۸۵ھ؛ مناقب خوارزمی ص ۹۳ (ص ۱۵۷) حادث ۱۸۵ھ۔

۳۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۷۰ حادث ۱۸۸۱ھ (ج ۵ ص ۳۹۸)۔

خاصص نسائی میں ہارون بن عبد اللہ بغدادی حمال، مصعب بن مقدام، فطر بن خلیفہ انھوں نے ابوالطفیل سے۔ (۱) عاصی کے زین الفتن میں استاذ بن جلب سے یہی روایت نقل کی ہے۔ (۲) دوسرے استاذ سے محمد بن احمد، علی بن ابراہیم، محمد بن عبد اللہ، احمد بن محمد لباد، ابو قیم، فطر، ابوالطفیل سے۔ ان ہی لفظوں میں یعنی نے کفاریہ میں اپنے استاذ یحییٰ بن ابی معالی، محمد بن علی قرشی، ابو علی حبل بن عبد اللہ بغدادی ابوالقاسم بن حسین، ابو علی بن مذہب، ابو بکر قطعی، عبد اللہ بن احمد اور انھوں نے اپنے باب پ سے۔ (۳)

محبت الدین طبری نے ریاض میں بھی یہی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے فطر سے پوچھا: اس قول اور موت کے درمیان کتنا وقت تھا...؟ انھوں نے کہا: سو دن۔ (۴) حاتم نے تشریع کی ہے کہ اس سے حضرت علیؓ کی موت مراد ہے۔ ابن کثیر نے بدایہ اور بدخشی نے نزل الابرار میں یہی لکھا ہے۔ (۵) ابن اشیب نے اسد الغابہ میں اپنے استاد ابو موی سے، شریف ابو محمد حمزہ علوی، احمد باطرقانی، ابو مسلم بن شہدل، ابی عقدہ، محمد اشری، رجا بن عبد اللہ، محمد بن کثیر، فطر اور ابی جارود اور انھوں نے ابوالطفیل سے۔ اس روایت میں سترہ آدمیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ابو قدامہ نے گواہی دی ہے کہ ظہر کا وقت تھا چند درختوں کو ملانے کے لئے کپڑا ڈال دیا گیا۔ نماز کے بعد تین بار اعلان و لایت علیؓ فرمایا۔ اس کی روایت ابو موی نے کی ہے۔ (۶)

ابن حجر نے اصحاب میں ابی عقدہ کے حوالے سے۔ سہودی نے جواہر العقدین میں حافظ ابو نعیم کی

۱۔ خاصص نسائی ص ۷۷ (ص ۱۳۲ حدیث ۹۳، المسن الکبیری ح ر ۵۵ ص ۱۳۲ حدیث ۸۲۷۸)

۲۔ عاصی کے الفاظ یہ ہیں: وفات رسول اور ان کے درمیان میں کتنا وقت تھا۔ یہ نہ وفات نبیؓ سے میں کھاتا ہے نہیں وفات علیؓ سے کیوں کہ منا شدہ اوائل خلافت علیؓ میں پیش آیا۔ اس کے بعد آپ پانچ سال زندہ رہے، اور رسول خدا غیر کے بعد ستر دن زندہ رہے۔ لیکن رسول خدا کے لئے یہ بات زیادہ چپاں ہے۔

۳۔ کفاریۃ الطالب ص ۱۳۲ (ص ۵۵) ۴۔ ریاض الحضرۃ ح ر ۲۶ ص ۱۶۹ (ح ر ۲۳ ص ۱۱۲)

۵۔ البدریۃ والنهلیۃ ح ر ۵ ص ۲۱۱ (ح ر ۵ ص ۲۳ حادیث ۱۰۰)، نزل الابرار ص ۲۰ (ص ۵۲)

۶۔ اسد الغابہ ح ر ۵ ص ۲۷۶ (ح ر ۶ ص ۲۵۲، نمبر ۶۱۶۹)

حلیہ سے نقل کیا ہے، کہ ابوالطفیل نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے مقام رحیب میں لوگوں کو فرم دے کر حدیث غدیر کی گواہی طلب کی۔ سترہ آدمی جن میں خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، ابوایوب انصاری، ابوسید خدری، ابوشراح خزانی، ابوقدامہ انصاری ابوسلی (یا ابویعلی۔ یہاںع المودۃ)، ابوالمیثم بن تیہان اور قریش کے کئی آدمی کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؑ نے ان سے گواہی مانگی تو انہوں نے حالات خطبہ اور متن خطبہ جس میں حدیث ثقین بھی شامل ہے، کی گواہی دی۔ (۱) یہاںع المودۃ میں بحوالہ سہودی اور شیخ احمد بن محمد باکیش نے وسیله الامال میں بھی یہی بیان کیا ہے۔ (۲)

### ۱۲۔ ابو عمرہ عبد خیر بن یزید ہمدانی کوفی تابعی

خوارزمی نے مناقب میں حافظ احمد بن حسین یہیقی۔ ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن ہارون عبد الجبار سکری، اسماعیل بن محمد صفار، احمد بن متصور مادی، عبد الرزاق، اسرائیل، سعید بن وہب اور عبد خیر سے متذکرہ حدیث نقل کی ہے۔ (۳)

### ۱۳۔ عبد الرحمن بن ابی لیلیا

مسند احمد میں عبد اللہ بن عمر، یوسف بن ارقم، یزید بن ابی زیاد، عبد الرحمن بن ابی لیلیا سے روایت ہے کہ منا شدہ رحیب میں بارہ افراد کھڑے ہوئے۔ مسند میں دوسری جگہ بھی بارہ افراد کے کھڑے ہونے کا تذکرہ ہے لیکن صرف تین اشخاص نہیں کھڑے ہوئے حضرت نے بد دعا کی جوان کو لوگ گئی۔ (۴)

احمد بن عاصی نے زین الفضیل میں شیخ زاہد ابی عبد اللہ احمد بن مہاجر، ابوعلی ہروی، عبد اللہ بن عروہ یوسف بن موسیٰ قسطانی، مالک بن اسماعیل، جعفر بن زیاد احرم، یزید بن ابی زیاد اور مسلم بن سالم سے انہوں نے عبد الرحمن سے متذکرہ حدیث نقل کی ہے۔ انھیں الفاظ میں تاریخ خطیب بغدادی میں محمد بن

۱۔ الاصابة ج ۲۲ ص ۱۵۹

۲۔ یہاںع المودۃ ص ۳۸ (ج راص ص ۳۶ باب ۲)، وسیله المال (ص ۱۱۸ باب ۲)

۳۔ مناقب خوارزمی ص ۹۳ (ص ۱۵۶ حدیث ۱۸۵)

۴۔ مسند احمد بن حنبل ج راص ص ۲۱۹ (ج راص ص ۱۹۱ حدیث ۹۶۷)

عمر بن کبیر، ابو عمر تیجی بن محمد بن عمر بن اخباری سے ۳۳ شعبان میں ابو حضرا محدث بن محمد بن صفی۔ عبید اللہ ابن ابی سعید کندی، ابو سعید الحنفی، علاؤ بن سالم عطار، یزید بن ابی زیاد، انھوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے۔ (۱) طحاوی نے مشکل الآثار میں عبد الرحمن سے روایت کی ہے۔ (۲) ابن اشیر نے ابو الفضل عبید اللہ فقیر سے۔ ابو یعلیٰ احمد بن علی قواریری، یونس بن ارقم، یزید بن ابی زیاد، عبد الرحمن سے۔ اس میں بارہ بدتری صحابیوں کی گواہی مرقوم ہے۔ ابن اشیر نے کہا ہے کہ اسی طرح براء سے روایت ہے اس میں حضرت عمرؓ کی تہذیت کا بھی ذکر ہے۔ (۳)

جموینی نے فرانک باب دہم میں شیخ ابو الفضل اسماعیل بن ابی عبد اللہ بن حما و قفلانی کی کتاب کے حوالے سے روایت کی ہے۔ انھوں نے شیخ ضبل بن عبد اللہ بن سعادہ کی رصانی کی زیانی سن۔ انھوں نے ابو القاسم ہبہ اللہ بن محمد بن عبد الواحد بن حسین کی زبانی۔ انھوں نے ابو علی مذهب کی زبانی، انھوں نے ابو بکر قطبی سے، انھوں نے عبد اللہ بن احمد بن ضبل سے۔ (۴)

اسی روایت کو جزری نے اسی المطالب میں ابو حفص عمر بن حسن مراغی کی زبانی نقل کیا ہے۔ (۵) ابو بکر شیخی نے مجمع میں انھیں کے الفاظ لکھے ہیں۔ (۶) ابن کثیر نے بھی تاریخ میں دونوں صورتیں لکھی ہیں اور کہا ہے کہ ایسی ہی روایت ابو داؤد و ظہوری نے عمر بن عبد اللہ بن ہند حملی اور عبد الاعلیٰ بن عامر غلبی ان دونوں نے عبد الرحمن سے کی ہے۔ (۷) سیوطی نے جمع الجواہر میں جیسا کہ کنز العمال میں دارقطنی سے روایت کی ہے۔ اس میں دس آدمیوں نے گواہی دی۔ ایک گروہ نے پوشیدہ رکھا، اس گروہ کے لوگ یا تو برس میں بتلا ہوئے یا انہوں نے ہوئے۔ (۸)

۱۔ تاریخ بغدادی (ج ۱۳۲ ص ۲۳۶)

۲۔ مشکل الآثار (ج ۲۲ ص ۲۰۸)

۳۔ اسد القلی (ج ۲۳ ص ۲۸) (ج ۲۳ ص ۱۰۸، نومبر ۲۸۸۳)

۴۔ فرانک اسٹیلین (ج ۱۳ ص ۶۹، حدیث ۳۶)

۵۔ اسی الطالب (ص ۲۸۲)

۶۔ مجمع الرواائد (ج ۹ ص ۱۰۵)

۷۔ البدری و النبیلی (ج ۵۵ ص ۲۱۱) (ج ۵۵ ص ۲۳۰، حادثہ اچھو) (ج ۷۷ ص ۳۳۶) (ج ۷۷ ص ۳۸۲، حادثہ ۲۳۷)

۸۔ کنز العمال (ج ۲۱ ص ۳۹۷) (ج ۱۳ ص ۱۳۱، حدیث ۳۶۱)

نیز یہ روایت کنز العمال میں امام احمد، ابو یعلی موصی، ابن جریر طبری، خطیب بغدادی اور ضیا مقدسی کے طریق مسند میں ہے۔ (۱)

وصابی نے الاتقا میں امام احمد کے لفظوں میں زوائد المسند عبد اللہ بن احمد اور ابو یعلی کے طریق سند سے مسند میں، تہذیب الآثار ابن جریر طبری، تاریخ خطیب بغدادی اور الفتاویٰ ضیا مقدسی میں بھی روایت ہے۔ (۲)

### ۱۴۔ عمرو ذی مرزا تابعی

مسند احمد میں علی بن حکیم۔ شریک۔ ابو سحاق۔ انہوں نے عمرو سے۔ (۳) نسائی نے خصائص میں علی بن محمد بن علی سے۔ انہوں نے خلف بن تمیم، اسرائیل، ابو سحاق سے۔ (۴) خصائص نسائی میں ایک دوسری سند بھی ہے۔ (۵)

حوینی نے فرائد میں عمرو ذی مرزا سے، حافظ پیغمبئی نے مجع میں اور گنجی نے کفایہ میں، ذہبی نے میزان میں، سیوطی نے تاریخ الاختلافاء، جمع الجوامع میں جیسا کہ کنز العمال میں ہے۔ اور جزری نے اسی الطالب میں عمرو سے منا شدہ روحیہ کی روایت کی ہے۔ (۶)

### ۱۵۔ عسیرہ بن سعد تابعی

ابو حییم نے حلیہ میں سلیمان بن احمد طبرانی، احمد بن ابراہیم کیسان، اسماعیل بن عمرو (یا عمرو اسلی۔

۱۔ کنز العمال ج ر ۱ ص ر ۷۰ (ج ر ۱۳ ص ر ۷۰ احادیث ۳۶۵۴۵)

۲۔ زوائد المسند (ص ر ۳۱۳ حدیث ۱۹ باب ۱۰)، مسند ابی یعلی (ج ر ۱ ص ر ۳۲۸ حدیث ۵۶۷)؛ عہقات الانوار ج ر ۱ ص ر ۱۷

۳۔ مسند احمد بن حنبل ج ر ۱ ص ر ۱۱۸ (ج ر ۱۳ ص ر ۱۱۸ احادیث ۹۵۳)

۴۔ خصائص نسائی ص ر ۱۹ (ص ر ۷۱ احادیث ۹۹، السنن الکبری ج ر ۵ ص ر ۱۳۶ احادیث ۸۳۸)

۵۔ خصائص نسائی ص ر ۲۱ (ص ر ۱۰۱ احادیث ۸۷، السنن الکبری ج ر ۵ ص ر ۱۵۶ احادیث ۸۵۲)

۶۔ فرائد اسٹین (ج ر ۱۸ ص ر ۱۸ حدیث ۳۳ باب ۱۰)، مجع الزوائد ج ر ۹ ص ۱۰۵، کلایہ الطالب ص ر ۱۱ (ص ر ۲۳) میزان الاعدال ج ر ۲ ص ر ۳ (ج ر ۲۳ ص ر ۲۹۲ نمبر ۶۲۸)؛ تاریخ الاختلافاء ص ر ۱۱۳ (ص ر ۱۵۸) کنز العمال ج ر ۱ ص ر ۳۰۳ (ج ر ۱۳ ص ر ۳۰۳)؛ اتنی الطالب ص ر ۲۳ (ص ر ۲۹)

ص ر ۱۵۸ احادیث ۳۶۳۸۷)؛ اتنی الطالب ص ر ۲۳ (ص ر ۲۹)

ابن جبر) مسر بن کدام، طلحہ بن مصرف انہوں نے عسیرہ سے، کہ:

”میں نے حضرت علیؑ کو منبر پر منا شدہ کرتے دیکھا۔ اردو گردابوسید، ابو ہریرہ اور انس بن مالک تھے۔ آپ نے لوگوں کو قسم دی۔ سب ملا کر بارہ آدمی تھے، سب نے گواہی دی۔ ایک شخص بیٹھا ہی رہا۔ حضرت نے اس سے چھپانے کی وجہ پوچھی تو کہا کہ اے امیر المؤمنین! میں بوڑھا ہونے کی وجہ سے بھول گیا ہوں۔ آپ نے بد دعا دی: خدا یا! اگر یہ جھوٹ بول رہا ہے تو اس کو اچھی آفت (۱) میں جتنا کر“۔ (۲)

راوی کا بیان ہے کہ مرنے سے قبل اس کی پیشانی پر سفید برص کا نشان نمایاں تھا جسے پگڑی بھی نہیں چھپا سکتی تھی۔

طلحہ کی یہ حدیث غریب ہے صرف مسر نے روایت کی ہے۔ اسماعیل نے ابن عائش سے نیز اجنب اور ہانی بن ایوب نے اس کی روایت طلحہ سے کی ہے۔

خاص انص نسائی میں محمد بن یحییٰ نیشا بوری اور احمد بن عثمان، بن حکیم، عبد اللہ بن موسیٰ، ہانی بن ایوب، عسیرہ بن سعد سے منا شدہ رحబ کی روایت کی ہے کہ چھ آدمیوں نے اٹھ کر گواہی دی۔ (۳)

ابن مغازلی نے مذاقب میں ابو القاسم فضل بن محمد بن عبد اللہ اصفہانی سے روایت کی ہے کہ موصوف مذہب میں مقام واسط میں میرے گھر رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو آئے۔ انہوں نے اپنی کتاب سے ملا کر ایسا اور کہا کہ انہوں نے محمد بن علی عرب بن مهدی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی سے۔ انہوں نے احمد بن ابراہیم بن کیسان ثقہی اصفہانی سے، انہوں نے اسماعیل بن عمر بھلی سے، انہوں نے مسر بن کدام، انہوں نے طلحہ بن مصرف سے اور انہوں نے عسیرہ بن سعد سے۔ میں نے حضرت کو منبر پر منا شدہ کرتے دیکھا۔ بارہ افراد نے کھڑے ہو کر حدیث غدیر کی گواہی دی

۔ ایسا احس: اچھی آفت کا لفظ تو راویوں کی ایسی ہے ورنہ جو آفت اس پر وارد ہوئی وہ برص اور انہما پن تھا۔ انہوں نے ہر حادثے کی وجہ بیان کر کے عذر کیا تھا، یہ اسی کا عذاب تھا۔ اچھی آفت تو رسولی تھی جس کا اعلیٰ ہادی خود کرتے تھے۔

۲۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۵ ص ۲۶

۳۔ خاص انص نسائی میں (ص ۸۵، ۱۶۰) میں حدیث ۸۵، اسنن الکبریٰ ج ۵ ص ۱۳۱ میں حدیث (۸۷۸۰)

ان میں ابوسعید خدری، ابوہریرہ اور انس بن مالک بھی تھے۔ (۱) اس کی روایت تاریخ بن کثیر اور سیوطی نے جمع الجواع میں، حوالہ کنز العمال ہے۔ (۲)

شیخ و صابی نے الاكتفاء میں طبرانی کی کتاب الاوسط سے نقل کیا ہے۔

### فائدہ

حافظ پیغمبær نے جمع میں طبرانی کے طریق سند میں جوان کی کتاب الاوسط اور صغيرہ میں ہی ہے۔ (۳) عصیرہ بنت سعد کا منا شدہ رجب عصیرہ بن سعد کے لفظوں میں ذکر کیا ہے جو ابن مغازلی سے ذکر ہوا۔ بعض متاثرین اسی ڈگر پر عصیرہ بنت سعد ہی سے روایت کرتے چلے آئے حالانکہ یہ تصحیف تھی۔ اصل میں یہ وہ حدیث ہے جس کو حفاظ نے بسلسلہ طبرانی عصیرہ سے روایت کی ہے۔

### ۱۶۔ یعلی بن مرّہ بن وہب شفیعی صحابی

ابن اشیر نے اسد الغاب میں ابوحنیف و ابو موئی سے روایت کی ہے، انہوں نے این عقیدہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن ابراہیم بن قحبہ، حسن بن زیادہ، عمرو بن سعید بصری، انہوں نے یعلی بن مرّہ سے۔ اس میں دس آدمیوں کی نشاندہی ہے۔ (۴)

ان میں ابوایوب انصاری اور ناجیہ بن عمر و خڑائی بھی ہے۔ اس کی روایت این جگہ اصحابہ اور اسد الغاب میں چار طریقوں سے کی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ”پھر تقریباً دس آدمیوں نے حلہ گواہی دی جن میں عامر بن ملیل غفاری بھی تھے“۔ (۵)

۱۔ مناقب ابن مغازلی (ص) ۳۶ حدیث (۳۸)

۲۔ البدایة والہدایة ج ۵ ص ۲۱۱ (ج ۵ ص ۲۳۰) حدیث ۱۰ هـ، ج ۷ ص ۲۳۷ (ج ۷ ص ۳۸۲) حدیث ۲۰ هـ، کنز العمال ج ۲ ص ۳۰۳ (ج ۱۳ ص ۱۵۲) حدیث ۲۳۸۰ هـ، ج ۳ ص ۲۸۰ (ج ۱۳ ص ۱۵۷) حدیث ۳۶۳۸۶ هـ

۳۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۸ (ج ۲۳ ص ۱۳۳) حدیث ۲۲۷۵، الحجۃ الصغیر ج ۱ ص ۱۲۳

۴۔ اسد الغاب ج ۵ ص ۲۶ (ج ۵ ص ۲۹۷) حدیث ۵۱۶۲

۵۔ الاصابة ج ۲ ص ۵۲ (ج ۲ ص ۹۳) حدیث ۱۳۹ (ج ۲ ص ۹۳) نمبر ۲۷۲۸

## ۱۷۔ ہانی بن ہانی ہمدانی کوفی تابعی

ابن اشیر نے اسد الغاب میں ابن عقدہ، ابو موسیٰ کی سند سے ابو غیلان، ابو سحاق، عمرو بن ذی مر، زید بن شیع، سعید بن وہب اور ہانی بن ہانی سے ابن حجر کے کھواڑوں والی حدیث نقل کی ہے۔ اس پر تقدیگر ریچلی۔ (۱)

## ۱۸۔ حارثہ بن نصر تابعی

خاصش نسائی میں یوسف بن عیسیٰ، فضیل بن موسیٰ، عاشش۔ انہوں نے ابو سحاق سے سعید بن وہب کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے مقام رجب میں قسم دے کر لوگوں سے حدیث غدیر کی گواہی طلب کی، میرے بغل سے چھ آدمی اور حارثہ بن نصر نے کہا کہ چھ آدمی کھڑے ہوئے اور زید بن شیع نے کہا کہ میرے پاس سے چھ آدمی کھڑے ہوئے، اور عمرو بن ذی مر نے اضافہ کیا کہ رسول اللہؐ نے "احب من احبه و ابغض من ابغضه" "بھی کہا تھا۔ (۲)

ابن الی الحدید نے شرح فتح البلاوغہ میں عثمان بن سعید سے شریک بن عبد اللہ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ کو یہ خبر ملی کہ آپ کو اس دعویٰ میں کہ رسول آپ کو ہر معاملے میں مقدم اور فضیلت دیتے تھے، لوگ اتهام طرازی کرتے ہیں تو آپ نے اصحاب رسول کو حدیث غدیر کی گواہی دینے کی قسم دی تو آپ کے دائیں بائیں سے چھ آدمی کھڑے ہوئے اور گواہی دی۔ (۳)

برہان الدین طبی نے سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص غدیر خم میں حاضر رہا اس کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اس کی گواہی دے، وہ نہ اٹھے جو یہ کہے کہ مجھے یہ خبر معلوم ہوئی ہے (صرف چشم دید گواہی اٹھ کر گواہی دیں) اس وقت سترہ صحابی کھڑے ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ تیس صحابی کھڑے ہوئے۔ مجمم بکیر میں ہے کہ رسولہ آدمی، ایک دوسری روایت میں ہے کہ بارہ آدمی کھڑے ہوئے۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم نے جو کچھ سناتے ہیں کہ بارہ آدمی کھڑے ہوئے۔ (۴)

۱۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۱ (ج ۳ ص ۳۹۲ نمبر ۳۳۸۲)

۲۔ خاصش نسائی ص ۲۰۰ (ص ۱۶۷ حدیث ۵، السنن التبری ج ۲ ص ۱۵۲ حدیث ۸۵۳۲)

۳۔ شرح فتح البلاوغہ ج ۲ ص ۲۰۹ (ج ۲ ص ۲۸۸ خطبہ ۳۷) ۴۔ اسیری: حدیث ج ۳ ص ۳۰۲ (ج ۳ ص ۳۹۲)

ان لوگوں نے کہا کہ میں نے ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ یا فہنڈ اعلیٰ مولاہ“ سنائے  
زید کا پیان ہے کہ میں نے اس موقع پر گواہی چھپائی تو خدا نے مجھے انداز کر دیا کیوں کہ حضرت علیؑ نے  
بد و عادی تھی۔

ان روایات کے علاوہ متاخرین ارباب حدیث نے مجھی اس منا شدہ کی روایت کی ہے۔ ہم اختصار  
کے خیال سے انھیں ترک کرتے ہیں۔

### منا شدہ رحیب کے گواہوں کے اسماء

- ۱۔ ابو زینب بن عوف انصاری
- ۲۔ ابو عربہ بن عمر و بن حسن انصاری
- ۳۔ ابو فضالہ انصاری۔ بدرا۔ جنگ صفين میں موجود تھے۔
- ۴۔ ابو قدادہ انصاری۔ جنگ صفين میں شہید ہوئے۔
- ۵۔ ابو طیلی انصاری (یا ابو یعلی انصاری۔ شداد بن اوں) صفين میں موجود تھے۔
- ۶۔ ابو ہریرہ دوی۔ متوفی ۵۸۔ یا ۵۹ ہجری
- ۷۔ ابو الحیثم بن تیہان بدرا۔ صفين میں شہید ہوئے۔
- ۸۔ ثابت بن ودیعہ نفر برجی مدینی۔
- ۹۔ جبشی بن جنادہ سلوی (تمام جنگوں میں علیؑ کے ساتھ رہے)
- ۱۰۔ ابو یوب خالد انصاری، بدرا غزوہ روم میں شریک تھے۔ متوفی ۵۰، ۵۱، ۵۲ ہجری
- ۱۱۔ خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین۔ صفين میں شہید ہوئے۔
- ۱۲۔ ابو شریح خویلد بن عمر و خزانی متوفی ۶۸ ہجری
- ۱۳۔ زید یا زید بن سراجیل انصاری
- ۱۴۔ سہل بن حنیف انصاری اوی، بدرا، متوفی ۶۸ ہجری

۱۵۔ ابوسعید سعد بن مالک خدری انصاری متوفی ۶۳-۶۵ھ

۱۶۔ ابوالعباس سہل بن سعد انصاری متوفی

۱۷۔ عمر بن لیلی غفاری

۱۸۔ عبد الرحمن بن عبد رب انصاری

۱۹۔ عبد اللہ بن ثابت انصاری۔ خدمت گار رسول

۲۰۔ عبید بن عاذب انصاری۔ بنی اسلام

۲۱۔ ابو طریف عدی بن حاتم متوفی ۱۰۰ھ

۲۲۔ عقبہ بن عامر رشتہ دار محاوی متوفی ۲۰۰ھ

۲۳۔ ناجیہ بن عمر و خزاعی

۲۴۔ نمان بن عجلان انصاری ترجمان و شاعر انصاری

ہماری تحقیق کے مطابق یہ تھے منا شدہ رجبہ کے گواہ۔ احمد بن حنبل کی سابقہ حدیث میں تیس نام ہیں، حافظ بیشی نے جس کی تائید کی ہے۔ سبط ابن جوزی، سیوطی، حلی وغیرہ نے بھی تصدیق کی ہے۔ (۱) ابو فیض کے الفاظ ہیں کہ منا شدہ رجبہ میں بے شمار لوگوں نے اٹھ کر گواہی دی تھی۔

## توجہ طلب

آپ بخوبی واقف ہیں کہ منا شدہ رجبہ ۳۵ھ میں واقع ہوا۔ واقعہ غدریخ سے پچیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اس درمیان بہت سے صحابہ انتقال کر چکے تھے، کچھ جنگوں میں مارے گئے تھے، اکثر مختلف شہروں میں بکھرے ہوئے تھے۔ خود کو فاصلہ اصحاب رسول کے مرکزی شہر مدینہ سے کافی دوری پر واقع تھا، صرف چند ہنچی صحابہ زمانہ خلافت امیر المؤمنین میں بھرت کر کے یہاں آبے تھے، اور یہ منا شدہ ایک اتفاقی واقع تھا۔ پہلے سے اس کا اعلان ہوتا تو اجتماع میں بیشار گواہوں کی بھیز لگ جاتی۔ مجمع میں کچھ

۱۔ مجمع الروائد (ج ۹ ص ۱۰۷)، تذكرة المؤناس ص ۲۷۱ (ص ۲۹)، تاریخ اخنفاء ص ۶۵ (ص ۱۵۸)، السیرۃ الاحلیۃ ج ۲ ص ۳۰۲، (ج ۳ ص ۲۷۲)

ایسے بھی تھے جنہوں نے حمact و غنا دکی بنا پر گواہی چھپائی۔ ان وجوہات سے موافع کے باوجود اس قدر گواہیاں گز ریں کہ حدیث کے تو اتر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ گواہوں کی تعداد میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ راویوں نے صرف انھیں کیا جنہیں وہ پہچانتے تھے یا ان کی طرف توجہ دی یا ان کے پہلو یا منبر کے آس پاس تھے، باقی کو نظر انداز کر دیا یا پھر صرف بدتری و انصاری ہی شمار کے لائق سمجھے گئے، اجتماع کے شور و شغب میں گواہوں کا احاطہ کرنا مشکل امر ہے۔ بعض نے بعض پر غفلت بر تی اور ہر ایک نے وہی گواہی دی جو اس نے دیکھا۔

### مناشرہ امیر المؤمنین طلحہ سے

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے مسند رک میں ولید اور ابو بکر بن قریش، حسن بن سفیان، نذیر کوفی کی روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جنگ جمل میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ آپ نے آدمی بیچج کر طلحہ کو بلوایا اور ان سے کہا:

”میں تصیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم نے ارشاد رسولؐ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہ ہم وال من والاہ و عاد من عادہ سنائے؟“ -

طلحہ نے کہا: ہاں! میں نے سنائے۔

حضرت نے پوچھا: پھر مجھ سے کیوں جنگ پر آمادہ ہو؟

طلحہ بولے: میں بھول گیا تھا، پھر وہ میدان سے چلے گئے۔ (۱)

اسی کو مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

”زیر واپس گئے تو علیؑ نے طلحہ کو آواز دی: اے ابو محمد! تم کیوں بر سر پیکار ہو؟ طلحہ بولے: خون

عثمان کا بدله۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: خون عثمان کے لئے تو ہم سے اور تم سے زیادہ سزا اور خداوند عالم ہے۔ کیا تم

۱۔ المسند رک علی الحسین ج ر ۳ ص ۱۲۷ (ج ر ۳۱۹ ص ۵۵۹۳)

نے ارشاد رسول نبیس نہیں کیا ہے: اللهم وال من والا وعاد من عاداہ۔ تم نے تو سب سے پہلے میری بیعت کی۔ پھر بیعت توڑ دی۔ حالانکہ خداوند عالم کا ارشاد ہے: وَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكَثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ (اب جواس عہد کو توڑے گا تو اس کی عہد ٹکنی کا وباں اسی پر ہے)۔

طلخے کہا: میں خدا کی بارگاہ میں تو بہ کرتا ہوں اور پلٹ گئے۔ (۱)

مناقب خوارزمی میں حاکم کی سند سے رفاعہ کی اپنے باپ دادا سے یہی روایت نقل ہے۔ اس میں ہے کہ طلخہ کوئی جواب دئے بغیر میدان سے پلٹ گئے۔ (۲)

اس واقعہ کو مزید جن لوگوں نے بیان کیا ہے، وہ یہ ہیں: ابن عساکر، سبط ابن جوزی، بشی، ابن حجر، علی ترقی، سیوطی، مسلم، وشائی مالکی، وصابی۔ (۳)

### حدیث رکبان

امام حنبلہ احمد بن حنبل نے مجین بن آدم، حش بن حارث، بن لقیط ٹکنی، ریاح بن حارث کی روایت نقل کی ہے:

رجہہ میں ایک وفد بارگارہ حضرت علیؑ میں حاضر ہوا۔ سب نے کہا: السلام علیک یا مولانا۔

حضرت نے فرمایا: میں تمہارا مولا کیسے؟ تم تو عرب ہو.....؟

انھوں نے کہا: ہم نے غدریخ کے دن ارشاد رسول نہیں کیا ہے: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“۔

ریاح کا بیان ہے کہ جب وہ لوگ واپس ہوئے تو میں نے ان کا تعاقب کر کے پوچھا: کون ہیں یہ حضرات؟

۱۔ مروج الذہب (ج ر ۲۴ ص ۱۱) (ج ر ۲۴ ص ۳۸۲)

۲۔مناقب خوارزمی ص ۱۱۲ (ج ر ۲۴ ص ۳۸۲)

۳۔ تاریخ مدینہ و دمشق (ج ر ۲۴ ص ۵۲۸، ۸۲۳) مختصر تاریخ دمشق (ج ر ۲۴ ص ۲۰۳)، تذكرة المؤوص (ص ۲۷)، جمع الفوادر (ج ر ۲۴ ص ۳۹)، ابہنڈیب ابہنڈیب (ج ر ۲۴ ص ۳۹)، کنز العمال (ج ر ۲۴ ص ۲۳۲)، حدیث (ج ر ۲۴ ص ۳۳۲)، شرح سلم (ج ر ۲۴ ص ۲۳۶)۔

جواب ملایہ قبیلہ انصار کے لوگ ہیں، ان میں ابوالیوب انصاری بھی ہیں۔ (۱)

اسی سند سے ریاح کی روایت ہے، میں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں انصار کے کچھ لوگوں کو مقام رحیب میں دیکھا، حضرت نے پوچھا: تمہارا تعارف؟۔ انہوں نے جواب دیا: ہم آپ کے غلام ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ تشریف فرماتھے، اتنے میں ایک شخص آیا، رسول میں اٹا ہوا۔ اس نے حضرت کو سلام کیا: السلام علیک یا مولای..... آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جواب ملایہ حضرت ابوالیوب انصاری۔ آپ نے لوگوں سے کہا: انھیں جگہ دو۔ جب وہ بیٹھ گئے تو ابوالیوب انصاری نے کہا: میں نے خود رسول اکرمؐ کا ارشاد سنائے: من كنت مولاہ فعلی مولاہ۔ ابراہیم بن حسین بن علی کسائی معروف بہ ابن ویزیل نے کتاب صفين میں حسین بن سلیمان ہفتمی، ابن فضیل، حسن بن حکیم ہنری سے ریاح بن حارث تھنخی کا بیان نقل کیا ہے:

”هم لوگ حضرت علیؓ کی خدمت میں موجود تھے۔ اتنے میں کچھ لوگ گرد میں انسے ہوئے آئے اور کہا: السلام علیک یا مولانا۔ آپ نے ان سے کہا: کیا تم عرب نہیں ہو؟ (کہا پہنچے رسول ہوئے کا اقرار کر رہے ہو) انہوں نے کہا: ہاں ہم عرب ہیں۔ لیکن ہم نے رسول اکرمؐ سے بروز غدریخم سنائے: من كنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ و انصر من نصرہ و خذل من خذلہ۔ میں نے حضرت کو دیکھا کہ اس قدر نہیں کہ دن ان مبارک نامیاں ہو گئے۔ پھر فرمایا: تم لوگ گواہ رہنا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے ان کا تعاقب کر کے ایک صاحب سے پوچھا: آپ حضرات کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم انصار ہیں.... اور ایک صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ صحابی رسول حضرت ابوالیوب انصاری ہیں جن کے گھر میں رسول اللہؐ نے ہجرت کے موقع پر قیام فرمایا تھا، میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ (۱)

حافظ ابوکبر بن مردویہ نے بھی ریاح کی یہی روایت نقل کی ہے، اس میں ایک باوقار سوار کا رحیب میں اونٹ تھا کہ حضرت کے سامنے چل کر آتا، آپ کو السلام علیک یا امیر المؤمنین! کہہ کر سلام کرنا اور متذکرہ

سوال و جواب نقل ہے، اتنا اضافہ ہے کہ ہم نے رسول اکرم سے سننا تھا کہ وہ آپ کو بازوؤں پر بلند کر کے فرمائے تھے:

”اے لوگو! کیا میں مومنوں پر ان کے نعموں سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا: ہاں! اے اللہ کے رسول! پھر آپ نے فرمایا تھا۔ یقیناً خدا ہمارا ولی ہے اور میں تمام مومنوں کا ولی ہوں، اور علیٰ ان سب کے مولا ہیں جن کا میں مولا ہوں۔ خدا یا! جو اسے دوست رکھتے تو اسے دوست رکھنا جو اسے دشمن رکھتے تو اسے دشمن رکھنا“۔ (۱)

بعد کی تمام باتیں سابقہ روایت میں بیان ہو چکی ہیں۔

اس کے علاوہ حبیب بن یسار کی روایت ابی رمیله سے چار سواروں کا اسی طرح خدمت علیٰ میں آنا مذکور ہے۔ ابن اثیر نے اسد الغائب میں ابن عقدہ کی کتاب ”الموالة“ کے خواص سے ابو مریم زر بن حبیش کی روایت نقل کی ہے۔ حضرت علیٰ جیسے ہی محل سرا سے برآمد ہوئے، کچھ سوار، تکواریں حائل کئے ہوئے آپ کے سامنے آئے۔ انہوں نے کہا: السلام عليك يا امير المؤمنين، السلام عليك يا مولانا ورحمة الله وبركاته۔ حضرت نے فرمایا: یہاں اصحاب رسول کتنے ہیں۔ یہ سن کر بارہ حضرات کھڑے ہوئے جن میں قیس بن ثابت بن شمس، ہاشم بن عتبہ، حبیب بن بدیل بن ورقہ تھے، کھڑے ہو کر گواہی دی کہ رسول اللہ نے فرمایا: من كنت مولا فعلي مولا۔ (۲)

اس کی روایت ابو موسیٰ مدینی نے بھی کی ہے۔ (۳) ابن حجر نے اصحاب میں محوالہ ابن عقدہ یہی روایت نقل کی ہے لیکن گواہوں میں ہاشم بن عتبہ کا نام اڑا دیا ہے۔ خاصان خدا کی تنقیص ان کی پرانی عادت جو ظہری۔ (۴)

محمد الدین طبری نے ریاض العصرہ میں احمد کے طریق سے اور حافظ بنوی نے مجسم میں احمد کے دوسرے بیان کے مطابق۔ (۵)

۲۔ کشف الغمہ ص ۹۲ (ج راص ۲۸۹)

۱۔ (شرح فتح الباغہ) ج راص ۲۰۸ (ج راص ۲۰۸ و خطبہ ۲۷۸)

۳۔ الاصابة ج راص ۲۰۷

۳۔ اسد الغائب ج راص ۲۳۶ (ج راص ۲۳۳ و بہرہ ۱۰۳۸)

۵۔ الریاض بحضرۃ ج راص ۱۶۹ (ج راص ۱۱۳)

ابن کثیر نے تاریخ میں دو طریقوں سے دلکشیوں میں اور جلد ہفتہ میں احمد کی روایت بلفظ اول نقش کی ہے۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن شیبہ نے خش اور ریاح کی رجہ والی روایت ابو یوب النصاری کی لکھی ہے۔ (۱)

اس روایت کو حافظ پیغمبر نے مجع میں احمد اول کے الفاظ میں ساتھ لکھا ہے۔ (۲) پھر کہتے ہیں کہ اس کی روایت احمد و طبرانی نے بھی کی ہے۔ اس میں ان لوگوں کا بیان یوں ہے: ہم نے رسول خدا کو فرماتے سن: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ و عاد من عاداہ“۔ اور یہ صحابی رسول ابو یوب النصاری ہم لوگوں کے درمیان موجود ہیں۔ یہ سن کر ابو یوب النصاری نے عمماً اپنے چہرے سے سر کایا اور کہا ”میں نے رسول کو فرماتے سن اے: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ“۔ احمد کے تماام روایی موثق ہیں۔ (۳)

جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی ”الاربعین فی مناقب امیر المؤمنین“ میں حدیث غدیر کا تذکرہ کرتے ہوئے زربن حمیش کی روایت لکھتے ہیں:

”حضرت علیؑ محل سرا سے برآمد ہوئے تو کچھ سوارکواریں حائل کئے، نقاہیں ڈالے، گرد سفر میں اپ کی خدمت میں آئے اور کہا: السلام عليك يا امير المؤمنین ورحمة الله وبرکاته السلام عليك يا مولانا۔ حضرت نے جواب سلام کے بعد فرمایا کہ ان میں اصحاب رسول کنکتے ہیں؟ یہ سن کر بارہ افراد کھڑے ہو گئے۔ خالد بن زید، ابو یوب النصاری، خزیبہ بن ثابت ذوالشہارتين، قیس بن ثابت بن شناس، عمار بن یاسر، ابوالیشم بن تیہان، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاری، جبیب بن بدیل ورقا۔ ان سب نے گواہی دی کہ ہم نے بروز غدیر خم ارشاد رسول ﷺ کا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ“۔ (۴)

۱۔ البدایہ والہمیۃ ح ر ۵ ص ۲۱۲ (ج ر ۵ ص ۲۳۱ حادیث ۱۰۶)، ح ر ۷ ص ۳۲۷ (ج ر ۷ ص ۳۸۵، ۳۸۳ حادیث ۲۰۷)

۲۔ مجمع الزوائد ح ر ۹ ص ۱۰۳ (ج ر ۲ ص ۱۷۳ حدیث ۳۰۵۳)

۳۔ لمجم الکبیر (ج ر ۲ ص ۱۷۳ حدیث ۱۳)

۴۔ الاربعین فی فضائل امیر المؤمنین (ص ۳۲ حدیث ۱۳)

حضرت علیؑ نے انس بن مالک اور بزرگ بن عاذب سے پوچھا: تم لوگوں کو کھڑے ہو کر گواہی دینے میں کیا رکاوٹ پیش آئی۔ تم نے بھی تو ان لوگوں کی طرح یہ حدیث سنی ہے۔ پھر حضرت نے بدعا فرمائی۔ ”اے خدا! اگر ان دونوں نے عنا دیں یہ گواہی چھپائی ہے تو انھیں اذیت سے دوچار کر دے۔“ اس کے بعد بزرگ کی حالت تھی کہ جب کوئی ان کے مکان پر خیریت پوچھتا تو جواب دیتے کہ ”اس کے لئے بھلائی کہاں جسے بدعا نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔“ اور انس کے دونوں پاؤں مبروس ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گواہی طلب کرنے پر انہوں نے نیان کا اعذر کیا تھا۔ حضرت نے بدعاوی کہ خدا یا! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو اسی سفیدی سے دوچار کر دے کہ عماد بھی نہ چھپا سکے۔ پھر تو ان کے منھ پر برس کے داغ نمایاں ہو گئے تھے اور وہ چھپانے کے لئے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ (۱)

ابو عمرہ کشمی نے فہرست میں حدیث غدریہ کے ستر راویوں کے نام لکھے ہیں اور متذکرہ حدیث رکبان کے ذیل میں جو لوگ حضرت علیؑ کے کہنے پر کھڑے ہوئے ان میں مندرجہ بالا گواہوں کے نام ہیں۔ حضرت نے بزرگ اور انس سے گواہی نہ دینے کی وجہ پوچھنے کے بعد بدعاوی تو بزرگ آندھے ہو گئے اور انس کے دونوں پاؤں مبروس ہو گئے۔ اس کے بعد انس بن مالک نے تم کھالی تھی کہ حضرت کی فضیلت کبھی نہ چھپا دیں گا۔ بزرگ سے جب کوئی ان کے گھر پر خیریت پوچھتا تو کہتے ”جسے بدعا عالگ گئی ہو، اس کے لئے بھلائی کہاں۔“؟ (۲)

گزشتہ روایات کی روشنی میں یوم رکبان حدیث غدریہ کے گواہوں کے نام:

۱۔ ابوالہیثم بن تیہان بدری

۲۔ ابوالیوب الانصاری

۳۔ جبیب بن بدیل بن درقا خزری

۱۔ عبقات الانوار (ج رامص ۲۱۱، ج ۲۴۳، ص ۲۷۴) (حدیث غدری)

۲۔ رجال کشی ص ۳۰ (ج رامص ۲۲۵) (حدیث ۹۵)

- ۴۔ خزیرہ بن ثابت ذوالشہادتین بدری۔ جنگ صفين میں شہید ہوئے۔
- ۵۔ عبداللہ بن بدیل بن درقا۔ جنگ صفين میں شہید ہوئے
- ۶۔ عمار بن یاسر، باغی گروہ کے مقتول۔ بدری۔ جنگ صفين میں شہید ہوئے۔
- ۷۔ قیس بن ثابت بن شناس النصاری۔
- ۸۔ قیس بن سعد بن عبادہ خزری بدری
- ۹۔ ہاشم بن مرقال۔ پرچم بردار علی۔ جنگ صفين میں شہید ہوئے۔

### غدر کی مار

گزشتہ حدیث منا شدہ میں کئی جگہ بیان ہوا کہ رجہ اور رکبان کے دنوں میں کچھ اصحاب رسول نے غدری کے دن موجود ہوتے ہوئے بھی حدیث غدری کو مجرمانہ طریقے سے چھپایا۔ امیر المؤمنین نے ان لوگوں کو بددعاوی اور جن پر خدا کی مار پڑی ان کے نام یہ ہیں:-

- ۱۔ ابو حزہ انس بن مالک (متوفی ۹۰-۹۱ھجری)
- ۲۔ زید بن عاذب النصاری (متوفی ۷۲-۷۳ھجری)
- ۳۔ جریر بن عبد اللہ تکفی (متوفی ۵۲-۵۳ھجری)
- ۴۔ زید بن ارقم خزری (متوفی ۶۸-۶۹ھجری)
- ۵۔ عبدالرحمن بن منجع
- ۶۔ یزید بن ولیم

### روایات نفرین پر ایک نظر

بہت سی روایات، جن میں انس بن مالک کے گواہی چھپانے پر بتائے عذاب ہونے اور گوابی ہی نہیں والی روایات کے ابہام سے قاری شک و شبہ میں پڑ جاتا ہے۔ لیکن اگر توجہ کی جائے تو معلوم

ہو جائے گا کہ انس کی گواہی والی روایت میں تحریف و خیانت کی گئی ہے۔ بالفرض اگر تحریف نہ بھی ہوتا ان کے گواہی چھپانے پر بتائے عذاب ہونے کی روایات اس قدر صراحت و کثرت سے ہیں کہ یہ تحریفات ان کے ہم پلے نہیں ہو سکتیں۔ پھر یہ کہ اس بارے میں دوسری قطعی شہادتیں بھی موجود ہیں۔

ابو محمد ابن قتیبہ معارف میں لکھتے ہیں کہ انس بن مالک کے چہرے پر برس کے داغ نمایاں تھے۔ ایک گروہ کا بیان ہے کہ ان سے حضرت علیؑ نے غدیر کی گواہی دینے کے لئے کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میر اسن زیادہ ہو گیا ہے میں بھول گیا ہوں۔ علیؑ نے بدعا فرمائی: ”اگر جھوٹ بولتے ہو تو خدا تمہیں سفیدی کے داغ میں بتلا کرے گا جسے عمامہ بھی نہ چھپا سکے۔ (۱)

علامہ اسنی فرماتے ہیں یہ ہے ابن قتیبہ کی تصریح۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن پر ابن ابی الحدید نے اعتماد کر کے شرح نجی البلاعث میں لکھا ہے کہ ابن قتیبہ نے برس کا واقعہ اور امیر المؤمنین کی انس بن مالک پر نفرین کو کتاب معارف کے ”باب البرس من اعيان الرجال“ میں لکھا ہے کہ ”ابن قتیبہ کا علیؑ سے عناد مشہور ہے اور انھیں شیعیت سے مہم نہیں کیا جاسکتا۔“ (۲) یہ تحریر کافی ثبوت فراہم کرتی ہے کہ ابن ابی الحدید کو عبارت کی صحت کا یقین تھا۔ انہوں نے اصل نسخہ سے مطابقت کر لی ہوگی۔ اسی طرح بہت سے افراد نے معارف سے اس عبارت کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ لیکن مصری مطابع، جن کے متعلق ہم خوش فہمی میں بتلاتھے، شرمناک خیانت کے مرکب نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اس میں ان فقروں کا بھی اضافہ کر دیا ہے جسے ابن قتیبہ نہیں لکھا۔ واقعہ انس کو لکھنے کے بعد یہ جملہ بھی درج کر دیا ہے کہ ابو محمد ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلاحیت نہیں۔ وہ اس بات کو بھول گئے کہ اصل کتاب اس خیانت کی چغلی کر دے گی اور خیانت کا رانہ زیادتی کو ہضم نہ کر سکے گی۔ مؤلف کتاب المعرف نے موضوع کے انھیں مواد و مصادیق کو نقل کیا ہے جو ان کے نزدیک مسلم تھے۔ کتاب میں اؤلے سے آخر تک کہیں بھی نہیں دیکھا گیا کہ کسی موضوع کا عنوان قائم کر کے اس کے مصادیق کا ذکر کریں اور پھر اس کی تردید

۱۔ المعرف ص ۵۸۱ (۵۸۰)

۲۔ شرح نجی البلاعث ص ۳۸۸ (ج ۱۹ ص ۲۱۸)

کریں، یہ شو شہ صرف اسی واقعہ میں دیکھنے کو ملتا ہے، کیوں کہ برس میں بتلا پہلے شخص کی نشاندہی میں اُنس کو ہی لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے افراد کا نام ہے۔ اس بنابر کیا یہ ممکن ہے کہ مؤلف کسی معاملے کے اثبات میں جس کے مصادق کو سمجھ کر تصریح کریں پھر اس کا انکار کرتے ہوئے کہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔؟

کتاب معارف کی متذکرہ تحریف کے علاوہ بھی نہ نہیں ہیں۔ عنقریب چودہویں منا شدہ میں ایسے ہی حذف و تحریف کے نہ نہیں دیکھنے کو ملیں گے۔ حالات حلب بن صفرہ، تاریخ بن خلکان ج ۲۷۳ ص ۲۷۳ میں ایسی ہی بات ہے جہاں مصری مطبع نے حذف کی شرمناک حرکت کی ہے۔

احمد بن جابر بلاذری متوفی ۶۴۰ھ نے انساب الاشراف میں لکھا ہے:

”حضرت علیؑ نے منبر پر اس شخص کو جس نے حدیث غدیر سنی ہے اٹھ کر گواہی دینے کی قسم دی۔ اُس بن ما لک، برآ بن عاذب اور جریر بن عبد اللہ منبر کے نیچے تھے۔ علیؑ نے اپنی قسم کو تکرر بیان فرمایا۔ کسی نے بھی جواب نہیں دیا اس وقت حضرت نے بد دعا کی: خدا یا! جو بھی اس گواہی کو جان بوجھ کر چھپائے اسے دنیا سے اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک کوئی علامت نہ قرار دیدے جس سے وہ پہچان لیا جائے۔ نتیجہ میں اُس مبرد میں ہو گئے، برآ آندھے ہو گئے، جریر اسلام کے بعد صحرائے جاہلیت میں سرگشته رہے بعد میں ماں کے مکان میں چہنم رسید ہو گئے“۔ (۱)

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں: مشہور ہے کہ حضرت علیؑ نے رحیبہ کوفہ میں لوگوں کو قسم دی کہ جس نے رسولؐ کو جو جتنا الوداع سے بازگشت میں فرماتے ہوئے تھا: من كنت مولاہ فعلى مولاہ اٹھ کر گواہی دے۔ اکثر لوگوں نے گواہی دی، بعد میں علیؑ نے اُس سے پوچھا: تم بھی تو اس دن موجود تھے، تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ امیر المؤمنینؑ میں بوڑھا ہوں اس لئے زیادہ تر بھول گیا ہوں۔ کم ہی باقی میں یاد ہیں۔ حضرت نے فرمایا: اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو خدا تمھیں ایسی سفیدی (برس) میں بتلا کرے گا کہ عمامۃ بھی نہ چھپا سکے۔ اس طرح موصوف قبل مرگ مبرد میں ہو گئے۔ (۲)

شرح نجع البلاغہ کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ بغداد کے اساتذہ نے مجھ سے بیان کیا کہ بہت سے صحابہ، تابعین اور محدثین علیؑ سے مخرف تھے اور انھیں برا بھلا کہتے تھے۔ دنیا کے چند روزہ فائدوں کے حصول میں فضائل علیؑ چھپاتے اور ان کے دشمن کی مدد کرتے۔ انھیں میں انس بن مالک بھی تھے۔ حضرت علیؑ نے رجب تصریح رجبہ مسجد جامع کے اندر لوگوں کو قسم دی کہ تم میں جس نے بھی حدیث غدیر سنی ہو گواہی دے۔ یہ سن کر بارہ افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔ انس بھی اسی مجمع میں تھے وہ نہیں اٹھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: اے انس! تھیں اٹھ کر گواہی دینے میں کیا رکاوٹ تھی حالانکہ تم بھی وہاں موجود تھے۔ انس بولے: اے امیر المؤمنین! بڑھاپے کی وجہ سے بھول گیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: خدا یا! اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اسے سفیدی (برص) میں بٹلا کر دے کہ عمامہ بھی نہ چھپا سکے۔ طلحہ بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ قسم خدا کی! میں نے واضح طریقہ سے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا داغ دیکھا تھا۔ (۱)

عثمان بن مطرف کہتے ہیں: ایک شخص نے انس بن مالک سے زندگی کے آخری ایام میں حضرت علیؑ کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا: میں نے واقعہ رجبہ کے بعد قسم کھالی ہے کہ علیؑ کے بارے میں کوئی بھی مجھ سے سوال کرے گا میں اسے چھپاؤں گا نہیں، علیؑ بروز قیامت متینیں کے امام ہیں۔ بخدا میں نے اسے خود رسول اکرمؐ کی زبان سے سنا ہے۔ تاریخ ابن عساکر میں ذکور ہے کہ احمد بن صالح عجلی نے کہا: اصحاب رسولؐ میں سے صرف دو ہی بٹلائے عذاب ہوئے: ایک تو معیقب بن الی فاطمہ دوسری ازدی جو کوڑھی ہو گئے اور دوسراے انس بن مالک جو برص ہوئے۔ (۲)

ابو جعفر کا بیان ہے کہ میں نے انس کو کھانے میں مشغول دیکھا، بڑے بڑے لقمہ منھ میں ٹھونس رہے تھے اور برص کے داغ نمایاں تھے، داغ چھپانے کے لئے خلوق (زعرافی کریم) ملتے تھے۔

عجلی کی اس بات کی حکایت ابو الجاج مزی نے تہذیب میں کی ہے۔ سید حمیری نے پھٹکار کے واقعہ کو قصیدہ لامیہ کے دو شعروں میں نظم کیا ہے۔ (۳) بقیہ قصیدہ آگے آئے گا۔

۱۔ شرح نجع البلاغہ ج راص، ۳۶۱ (ج رص ۲۷ خطبہ ۵۶)

۲۔ تاریخ مسیہ ندوش ج رص ۱۵۰ (ج رص ۲۷ نمبر ۵۶)

فی رَدِّه سَيِّدِ الْوَرَای مولاهم فی المحمدک المُنْزَل  
 فَاصْدَه ذُو الْعَرْشِ عَنْ رَشْدِه وشانہ بالبصر ص الانکل  
 "اُس کی تردید سردار کائنات نے کی جو قرآن کی آیات میں مولا لقب ہیں۔ پس آسمان  
 والے نے اس کو راہ راست سے روک دیا، اس کو ذلت آمیز برس نمایاں ہو گیا۔"

اور زادی نے اپنے قصیدے میں یوں نغمہ سرائی کی ہے:

ذَاكَ الَّذِي أَسْتَوْحِشُ مِنْهُ أَنْ يَشْهُدَ الْحَقَّ فَشَاهَدَ الْبَرْصَ	أَنْ يَشْهُدَ الْحَقَّ مِنْهُ أَنْ يَشْهُدَ الْغَدَيرَ لِي
أَذْقَالَ مَنْ يَشْهُدَ بِالْغَدَيرِ لِي	سَوْفَ تَرَى مَالًا تَوَارَى الْقَمَصَ
فَقَالَ أَنْسٌ يَسِّعُ فَقَالَ كَاذِبٌ	

"(علی کی ذات وہ ہے) جس سے انس حق کی گواہی میں متوض ہو گئے نتیجے میں وہ مرض برس میں  
 بتلا ہوئے، جب علی نے فرمایا: میرے متعلق کون غدری کی گواہی دے گا، اس وقت سننے والے سامنے  
 آگئے لیکن انس گواہی دینے سے رک گئے، آپ نے فرمایا: کیا تم بھول گئے ہو؟ پھر فرمایا: تم جھوٹے ہو  
 عنقریب تم ایسی بات دیکھو گے کہ کچڑا بھی ہے چھپانے سکے۔"

یہاں اجتماعی طریقے سے ایک واقعہ اور بھی سنتے چلے، خوارزمی نے منا قب بن مردویہ سے اخراج  
 کیا ہے کہ حضرت علی نے ایک شخص سے کسی حدیث کے بارے میں سوال کیا، اس نے حضرت کو جھٹلایا،  
 آپ نے فرمایا: تو نے میری تکذیب کی۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے آپ کی تکذیب نہیں کی ہے۔  
 حضرت نے کہا: میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اگر تو نے میری تکذیب کی ہے تو خدا مجھے انداھا کر دے۔ وہ  
 بولا: دعا سمجھے۔ اس وقت حضرت نے نفرین کی۔ اور وہ ابھی رجب سے باہر بھی نہیں گیا تھا کہ انداھا ہو  
 گیا.... یہ روایت خواجہ پارسا نے فصل الخطاب میں امام مستقری کے طریق سے نقل کی ہے۔ (۱)

اسی طرح نور الدین عبد الرحمن جاہی نے بھی مستقری سے روایت کی ہے۔ ابن حجر نے صوات عن  
 میں اس بات کو امیر المؤمنین کی کرامات کے ذیل میں لکھا ہے۔ وصالی نے بھی الاکتفا میں زاذان کے

حافظ عمر بن محمد ملائی کی سیرت کے طریق سے روایت کی ہے اور بھی دوسرے بہت سے افراد نے اس کو نقل کیا ہے۔ (۱)

### امیر المؤمنینؑ کا مناشدہ صفین میں

بزرگ تابی ابوصادق سعیم بن قیس ہلامی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: صفين کے موقع پر حضرت علیؑ اپنے سپاہیوں کے درمیان نمبر پر تشریف لے گئے، اردوگروں کے نہت لگ گئے، ان موجود لوگوں میں مہاجرین و انصار کے افراد بھی تھے، آپ نے خدا کی حمد و شکر کے بعد فرمایا: لوگو! امیرے ذاتی فضائل و محاسن شمارے باہر ہیں۔ پھر یہ کہ خداوند عالم نے اپنی کتاب میں آیات نازل کیں، رسولؐ نے حدیثیں فرمائیں، یہ فضائل و مناقب کافی سے زیادہ ہیں۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ خداوند عالم نے قرآن میں سابق کو مسبوق پر فضیلت دی ہے اور امت کا کوئی بھی فرد اس سلسلے میں مجھ سے بازی نہیں لے گیا ہے۔

سب نے کہا: ہاں!

آپ نے فرمایا: میں آپ سب کو قسم دیتا ہوں کہ جب آئے ”السابقون السابقون أولى

المقربون“ کے متعلق سوال کیا گیا تو کیا رسولؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ خدا نے یہ آیت انبياء و اوصياء کے متعلق نازل کی ہے اور میں تمام انبياء سے افضل میراوسی علی بن ابی طالب تمام اوصياء سے افضل ہے۔

یہ سن کر لگ بھگ ستر مہاجرین و انصار کے بزرگ اصحاب نے کھڑے ہو کر اپنے کانوں سننے کی گواہی دی۔ ان میں ابوالبیشم بن تیہان، خالد بن زید، ابوالیوب انصاری اور مہاجرین میں عمار یا سر تھے۔

حضرت نے فرمایا: میں تحسیں قسم دیتا ہوں کہ آئیے اولی الامر اور آئیے ولایت نیز آئیے ولیجہ کے متعلق لوگوں نے رسولؐ سے پوچھا کہ خاص مومنین کے لئے نازل ہوئی ہیں یا اس کے مصدق اتنام مومنین ہیں، نتیجہ میں خدا نے پیغمبرؐ کو ولایت کی تفسیر و تبلیغ کا ابی طرح حکم دیا جس طرح نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی تبلیغ

کا حکم دیا تھا۔

پھر آپ نے میری ولایت متین کرتے ہوئے غدرِ خم میں فرمایا کہ خدا نے مجھے ایک ایسے پیغام کی تبلیغ کی تاکید کی ہے کہ میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے، مجھے ان دیش ہے کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے، لیکن خدا کی سخت تہذیب کے ہمراحل حکم ہے تو چادو وور نہ عذاب دوں گا۔

مجھ سے فرمایا: یا علیٰ کھڑے ہو جاؤ پھر لوگوں کو صلوٰۃ جامعہ کی منادی کر ادی اور ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر فرمایا: لوگو! یقیناً خدا میر موٹی ہے اور میں تمام موٹین کا موٹی ہوں، ان کے نفوس پر ان سے زیادہ با اختیار ہوں، جس کا میں موٹی ہوں اس کے علیٰ موٹی ہیں، خدا یا! جو ان سے محبت کرتے تو بھی اس سے محبت کر، جو دشمنی کرتے تو بھی اس کا دشمن ہو جا، جو مدد کرتے تو بھی اس کی مدد کر جا، نہیں چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے۔

سلمان نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! یہ ولایت کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: جیسی ولایت میری ہے۔ جس کے نفوس پر میں با اختیار ہوں یہ علیٰ بھی اس کے نفس پر با اختیار ہیں۔ اس وقت خدا نے آیت نازل فرمائی: آج تمہارے لئے دین کامل کر دیا، تم پر نعمت تمام کر دی اور دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

یہ سن کر بارہ بدری صحابی کھڑے ہوئے، انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے رسول خدا سے اسی طرح سنائے جس طرح آپ نے بیان فرمایا۔ یہ قصہ طویل اور بے شمار فوائد پر مشتمل ہے۔ (۱)

### صد یقہ فاطمہ کا احتجاج

جزری نے ”اسنی الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب“ میں لکھا ہے کہ اس حدیث غدری کی اطیف اور نادرتیں سند ہمارے استاذ خاتمة الکھاڑا ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محبت مقدسی کی ہے۔ انہوں نے امام محمد بن سبب بنت احمد بن عبد الرحیم مقدسیہ، ابوالمظفر محمد بن فیحان شنی، ابو موٹی محمد بن ابی بکر حافظ، ابن عمرہ

۱۔ کتاب سیم بن قیس (ج ۲۳ ص ۷۵۷ حدیث ۲۵)

قاضی ابوالقاسم عبد الواحد بن محمد بن عبد الواحد مدینی ظفر علی داعی علوی، ابواحمد بن مطرف، ابوسعید ادریسی، محمد بن محمد بن حسن ہارون رشید کے بیٹے، ابوحسن محمد بن جعفر حلوانی۔ علی بن محمد بن جعفر اہوازی ہارون کا غلام، مکرم بن احمد قصری، فاطمہ، نسب و ام کلثوم و خزان امام مویں بن جعفر، فاطمہ بنت جعفر بن محمد الصادق، فاطمہ بنت محمد بن علی، فاطمہ بنت علی بن حسین۔ فاطمہ و سکینہ خزان حسین، ام کلثوم بنت فاطمہ بن علی، فاطمہ بنت رسول خدا نے فرمایا: "کیا تم بھول گئے غدریم میں ارشاد رسول: من كنت مولاہ فعلی مولاہ اور آپ کا یہ ارشاد کر اے علی! تحسیں مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو مویں سے تھی"۔ (۱) بزرگ حافظ ابو مویں مدینی نے اپنی کتاب "المسلسل بالاسراء" میں اس کا اخراج کر کے فرمایا ہے کہ ایک حیثیت سے یہ حدیث مسلسل ہے۔ وہ یوں کہ پانچ خواتین اپنے بھائی کی بہن ہیں جنہوں نے اپنی پھوپھی سے روایت کی ہے۔

### سبط اکبر کی لکار

حافظ کبیر ابوالعباس بن عقدہ نے اخراج کیا ہے۔ امام حسن نے معاویہ سے صلح کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے خدا کی حمد و شناور محمد مصطفیٰ کی نبوت و رسالت کے تذکرے کے بعد فرمایا:

"ہم اہل بیت کو خدا نے اسلام کے ذریعے کرم فرمایا۔ ہمارا اصطبل و انتخاب کر کے ہم سے تمام قسم کے رجس کو دور کیا اور ہمیں اچھی طرح پاک کیا، آدم سے لے کر جدا مجدد مصطفیٰ تک اگر انسانوں کے دو گروہ بھی ہوئے تو ہمیں بہترین گروہ فرار دیا، جب خدا نے محمد گو نبوت کے لئے مبعوث اور رسالت کے منتخب فرمایا تو ان پر کتاب نازل فرمائی اور لوگوں کو دعوت کا حکم دیا، اس وقت میرے والد ماجد نے خدا و رسول کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہی، سب سے پہلے ایمان لائے اور تقدیق کی۔ انھیں کے متعلق قرآن میں یہ آیت ہے:

﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ وَيَقُلُّوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ...﴾ (پھر بھلا و شخص جو اپنے رب کی

طرف سے صاف دلیل رکھتا ہو پھر اس کے بعد ایک گواہ بھی اس کی تائید میں ہو۔)

اس آیت میں رب کی دلیل میرے جدا اور ان کے گواہ میرے والد ماجد ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: اس قوم نے میرے جد کا یہ ارشاد سنا ہے کہ کسی قوم نے بہتر دانشور کو چھوڑ کر کسی کو اپنا ولی بنایا تو اس کے معاملات پستی کی طرف چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پھر وہ اسی کی طرف رخ کریں گے جسے چھوڑ دیا تھا۔ اس قوم نے میرے جد کا یہ ارشاد بھی سنا ہے کہ میرے والد کے لئے فرمایا: آنٹ منٹی بمنزلۃ هارون من موسیٰ (تشھیص مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی بھی نہ ہوگا)۔

انھوں نے دیکھا اور سنایا کہ رسول خدا نے غدریم میں میرے والد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عادہ۔ پھر رسول اللہ نے لوگوں کو تاکید فرمائی کہ یہاں موجود لوگ غائب افراد تک میرا پیغام یہ ہو چاہیں، احتجاج سے بھر پوری خطبہ قدزوی کی بیانیع المودة میں بھی ہے۔ (۱)

### فرزند رسول امام حسینؑ کا مناشه

بزرگ تابی ابو صادق سالم بن قیس ہلالی نے اپنی کتاب میں شیعیان علیٰ پر معاویہ کی سخت گیری اور ان کے احتجاج کا بلیغ تجزیہ کیا ہے۔ امیر المؤمنینؑ کی شہادت کے بعد کا حال یوں لکھتے ہیں:

معاویہ کی موت سے دو سال قبل امام حسینؑ نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا، آپ کے ہمراہ عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن جعفر بھی تھے۔ اس موقع پر امام نے نبی ہاشم کے مردوں زن حاجی و غیر حاجی، دوست دار شیعوں کے علاوہ معرفت شناس انصار جو صحابہ و تابعین میں عبادت گزار اور نیکیوں سے آراستہ تھے، سب کو جمع کیا، منی کے میدان میں لگ بھگ سات سو آدمیوں میں معزز تابعین کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ اور تقریباً دو سو اصحاب رسول بھی تھے، ان کے درمیان کھڑے ہو کر حمد و شانے اللہی کے بعد فرمایا:

۱۔ بیانیع المودة ص ۲۸۲ (ج ۳ ص ۱۵۰، باب ۹۰)

”اما بعد! اس بد کار سرکش (معاویہ) نے ہمارے شیعوں کے ساتھ جو بتاؤ کیا اسے تم جانتے ہو، تم نے دیکھا اور مشاہدہ کیا، تمہارے پاس خبریں بھی پہنچتی ہیں، میں تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں، اگر میری بات صحیح ہو تو قصد یقین کرنا، غلط کہوں تو جھٹلادیں۔ توجہ سے سنو اور لکھو۔ پھر تم اپنے وطن واپس جاؤ اور وہاں جسے لائق اعتماد کجھوں سے ہمارے حقوق کی طرف دعوت دو اور جو کچھ تھیں علم ہے بتاؤ۔ کیوں کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں یہ حق ملیا میٹ اور مغلوب نہ ہو جائے۔ حالانکہ خدا اپنے نور کو تمام کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کو ناگواری گزرنے۔“

اس موقع پر امام نے اپنے بارے میں نازل آیات کی تلاوت اور اس کی تفسیر بیان کی۔ رسول خدا نے آپ کے والد ماجد، مادر گرامی اور آپ نیز آپ کے الہمیت کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا، اس کی روایت کی۔ آپ کی تقریر کے دوران بار بار صحابہ کہہ رہے تھے: خدا گواہ ایسے سب صحیح ہے۔ اور تابعین کا نزرا تھا: یہ سب معتبر صحابہ سے نقل ہوتا آیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: میں تھیں قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول نے بروز غدیر خم (علیٰ کو) ولایت کے لئے تھیں فرمایا اور اعلان کر دیا کہ جو یہاں حاضر ہیں غالب لوگوں تک پہنچا دیں۔ سب نے کہا: خدا گواہ ہے، بالکل صحیح ہے... آخر حدیث۔ (۱)

اس تقریر میں فضائل کی متواتر سندیں ہیں، اصل کی طرف رجوع کیا جائے۔

### معاویہ سے عبد اللہ بن جعفر کا احتجاج

عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کا بیان ہے کہ میں امام حسن و امام حسین کے ساتھ معاویہ کے پاس موجود تھا، وہاں عبد اللہ بن عباس اور فضل بھی تھے۔ معاویہ میری طرف متوجہ ہو کر بولا:

”تم حسن و حسین کی بڑی تعظیم کرتے ہو، حالانکہ نہ وہ تم سے بہتر ہیں نہ ان کے پاپ، اگر خضر رسول فاطمۃ نہ ہوتیں تو میں کہتا کہ تمہاری ماں اسماء بنت عمیس سے بھی بہتر نہیں۔“

میں نے کہا: خدا کی قسم! تمہاری معلومات ان کے اور ان کے والدین کے بارے میں بہت کم ہیں۔ خدا کی قسم! یہ دونوں بھجے سے بہتر ہیں۔ ان کے والدین میرے والدین سے بہتر ہیں۔ اے معاویہ! جو کچھ میں نے ان کے متعلق اور ان کے والدین کے متعلق رسول خدا سے سنا اور حافظہ میں محفوظ کیا ہے اس سے تم قطعی غافل ہو۔

معاویہ نے کہا: اچھا تو وہ سب بیان کرو، تم نہ جھوٹے ہونے تم پر تہمت لگائی جاسکتی ہے۔

میں نے کہا: میرا خیال تمہارے خیال سے بہت بلند ہو گا۔

معاویہ نے کہا: نحیک ہے، چاہے وہ احمد و حیرا سے بھی بڑا ہو۔ اس وقت تو خدا نے ان کو قتل کر دیا اور تمہاری جمعیت پر اگنڈہ کر دی، خلافت کو اس کے مستحق تک پہنچایا۔ بیان فضائل میں کوئی ہرج نہیں، مجھے نقصان نہ ہو گا۔

میں نے کہا: جب یہ آیت "وَمَا جعلنا الرُّؤْيَا إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ" (اور یہ جو میں نے تھیس دکھایا ہے اس کو اور اس شجرہ کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے لوگوں کے لئے فتنہ قرار دیا ہے) لوگوں کے استفسار پر رسول خدا نے فرمایا: میں نے خواب میں اپنے منبر پر بارہ گمراہی کے سرداروں کو چڑھتے اور اترتے دیکھا اور امت کو ایسے پیر و اپس کرنے کی سعی کرتے دیکھا میں نے رسول اللہ کو فرماتے سن کہ وہ ابوالعاص کے بیٹے ہیں، جب ان کی تعداد پندرہ تک پہنچ جائے گی تو کتاب خدا میں تحریف، بندگان خدا کو غلام اور مال خدا کو شخصی ملکیت سمجھنے لگیں گے۔

اے معاویہ! میں نے رسول اللہ کو فرماتے سن ہے، وہ منبر پر تھے اور میں ان کے پہلو میں موجود تھا۔ منبر کے سامنے عمر بن ابی سلمہ، اسامہ بن زید، سعد بن ابی و قاص، سلمان فارسی، ابوذر، مقداد اور زبیر بن العوام بھی تھے، حضرت نے فرمایا: کیا میں مومنین کے نفسوں پر ان سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں۔ سب نے کہا: یقیناً ہیں اے خدا کے رسول! پھر فرمایا: کیا میری بیویاں تمہاری ماں میں نہیں ہیں۔ سب نے کہا: یقیناً ہیں۔ پھر فرمایا: من كنت مولاہ فعلى مولاہ اس کے نفس پر اس سے زیادہ با اختیار اور علیٰ کے شانوں پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللهم وال من والاہ و عاد من عاداه۔ اے لوگو!

میں مومنین پر ان کے نفوس سے زیادہ با اختیار ہوں، مومنین پر صرف یہی میرا امر ہے۔ ان کے بعد میرا بیٹا حسن مومنین پر اولیٰ بالتصرف ہے اور مومنین پر صرف یہی اس کا امر ہے۔

دوبارہ لوگوں سے خطاب فرمایا: جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو علیٰ تمہارے نفوس پر زیادہ بخراکل ہوں گے، جب علیٰ دنیا سے رخصت ہوں تو میرا بیٹا حسن مالک و مقار ہے، حسن کے بعد میرا فرزند حسین مالک و مقار ہے۔

آخر میں عبداللہ کا بیان ہے: معاویہ کہنے لگا کہ اے فرزند جعفر! تم نے بڑی بات کہہ دی۔ اگر تمہاری بات حق ہے تو تمہارے خاندان والوں کے سوا بھی ہلاک ہو گئے، نہ مهاجر باقی بچے نہ انصار۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! جو کچھ میں نے کہا وہ مطابق واقع اور حق ہے۔ میں نے خود رسولؐ سے سنائے۔ معاویہ نے امام حسنؐ اور امام حسینؐ نیز عبداللہ ابن عباس کی طرف رخ کر کے کہا: فرزند جعفر کیا کہ رہے ہیں؟

ابن عباس نے جواب دیا: اگر تھیں ان کے بیان پر ایمان نہیں تو انہوں نے جن لوگوں کا نام لیا ہے ان سے پوچھلو۔ معاویہ نے عمر بن سلمہ اور اسامہ کے پاس آؤ۔ بھیجا تو انہوں نے گواہی دی کہ فرزند جعفر نے جو کچھ کہا اسے ہم لوگوں نے خود بھی سنائے۔

آخر میں عبداللہ بن جعفر نے کہا:

تمہارے رسولؐ نے یقیناً بہترین فرد کو غدرِ خم میں اور دوسرے موقع پر امت کی ہدایت کے لئے معین فرمایا، ان پر جدت قرار دی، ان کی اطاعت کا حکم دیا اُنھیں سمجھا دیا کہ علیٰ کی نسبت رسولؐ سے وہی ہے جو ہاروں کو موتی سے تھی اور یہ کہ رسولؐ کے بعد وہ تمام مومنوں کے ولی ہیں، اولیٰ بالتصرف ہیں رسولؐ کی طرح۔ علیٰ جانشین رسول ہیں، ان کے وصی ہیں، ان کی اطاعت خدا کی اطاعت، ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے، ان کی دوستی خدا کی دوستی ہے، ان سے کینہ خدا سے کینہ ہے۔ آخر حدیث تک بے شمار قسمی فوائد پر مشتمل ہے۔ (۱)

## بردنے عمر و عاص کو تھاڑا

ابن قتیبہ نے ”امامة والسياسة“ میں لکھا ہے کہ مورخین کا بیان ہے کہ ہمدان کا ایک جوان بردنائی معاویہ کے پاس آیا تو عمر و عاص علی کی مذمت کر رہا تھا، عمر و عاص سے بردنے پوچھا: ہمارے بزرگوں نے رسول خدا سے سنائے ہے: من كنت مولاہ فعلی مولاہ یہ حدیث غلط ہے کہ صحیح...؟ عمر و عاص نے کہا: صحیح ہے۔ تم نے جو سنائے ہے اس پر اضافہ سن لو کہ جتنے فضائل علی کے ہیں کسی صحابی کے نہیں۔

”ہمیں!،،، وہ جوان جی پڑا۔

عمر و بولا: ”لیکن علی نے اقدم قتل عثمان کر کے تمام فضائل ملیا میٹ کر لئے۔“

بردنے پوچھا: ”علی نے قتل عثمان کا حکم دیا تھا یا خود قتل کیا تھا؟“

عمر و نے کہا: ”یہ سب کچھ نہیں لیکن انہوں نے قاتلوں کو پناہ دی تھی اور انتقام میں رکاوٹ ڈالی تھی۔“

بردنے کہا: ”اس کے باوجود لوگوں نے ان کی بیعت کی۔“

عمر و نے کہا: ”ہاں۔“ - بردنے پوچھا: ”پھر تم نے بیعت کیوں توڑ دی؟“

عمر و نے کہا: ”میں انھیں قتل عثمان میں متعبد سمجھتا تھا۔“

بردنے کہا: ”تم پر بھی تو وہی تہمت عائد ہوتی ہے۔؟“

عمر و نے کہا: ”تم نمیک کہتے ہو، اسی لئے میں فلسطین چلا گیا تھا۔“

جب وہ جوان اپنے قوم قبیلے میں ہیوں چا تو لوگوں سے بولا: میں ایسے آدمیوں کے پاس سے آرہا ہوں کہ خود انھیں کی باتوں سے جھٹ قائم ہو جاتی ہے، علی حق پر ہیں انھیں کی پیر وی کرو۔ (۱)

## عمر و عاص کا معاویہ سے احتجاج

خطیب خوارزی نے مناقب میں معاویہ و عمر و کے خطوط نقل کئے ہیں، معاویہ نے عمر و عاص کو جنگ

صفین میں اپنی مدد کی ترغیب دی۔ عمرو نے جواب دیا: عمرو کے جواب کے یہ نظرے ہیں:

”تم نے ابو الحسن برادر اور صحبی رسول کی طرف جو بغاوت و حمد کی نسبت دی اور صحابہ کو فاسق اور قتل عثمان کا ذمہ دار نہ کرایا ہے، یہ تمام باقی جھوٹ اور گمراہی پر مشتمل ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ابو الحسن نے رسول پر جان ندا کر دی، شب بھرت ان کے بستر پر سوئے، وہ بھرت و اسلام میں سابق ہیں، رسول نے ان کے لئے کہا ہے کہ وہ مجھ سے ہیں میں اس سے ہوں۔ اور مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر یہ کہیرے بعد نہیں۔ انھیں کے بارے میں غدریخ میں رسول نے فرمایا: ”الا من كثت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عادہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذله۔“ (۱)

### عمار یاسر کا احتجاج

نصر بن مزاحم کتاب صفين میں عمار یاسر کی ایک طویل تقریر لکھتے ہیں، آپ نے بروز صفين عرو و عاص کو اس طرح مخاطب فرمایا:

”رسول خدا نے مجھے بیعت شکنون سے جنگ کا حکم دیا وہ ہم کر چکے، مجھے قسطنیں (مخرفین حق) سے جنگ کا حکم دیا وہ تم لوگ ہو، اب مار قین (دین سے نکل جانے والے) باقی رہ گئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ انھیں پاسکوں گایا نہیں۔ اے مقطوع انسل! کیا تو نہیں جانتا کہ رسول خدا نے علیٰ کے لئے فرمایا: من كثت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و عاد من عادہ۔ میرا مولا تو خدا اور رسول اور ان کے بعد علیٰ ہیں۔ تیر کوئی مولا نہیں۔“

عمرو نے جواب میں کہا: ”اے ابوالیقظان (عمار کی کنیت) مجھے ملامت نہ کرو۔“ (۲)

بقیہ باقیں عرو و عاص کے حالات میں بیان ہوں گی۔ اے شرح فتح البلاغہ میں ابی الحدید نے بھی لکھا ہے۔ (۳)

۱۔ مذاقب خوارزمی ج ۲۲، ص ۱۹۹ (ص ۳۳۸، حدیث ۲۳۰)

۲۔ شرح فتح البلاغہ ج ۲۷، ص ۲۷۳ (ج ۸، ص ۲۱۴، خطبہ ۱۲۲)

## اصنیع بن نباتہ کا احتجاج

امیر المؤمنین نے صفين کے زمانے میں معاویہ کو خط لکھ کر اسے کے ہاتھوں روانہ کیا، اصنیع کا بیان ہے کہ معاویہ چری گلکو سے پر بیخا تھا، دو بزرگ کی تکمیلی ہوئی۔ دہنی طرف عمر و عاص، حوشب اور ذوالکلام تھا، باہمیں طرف اس کا بھائی عتبہ، عبداللہ بن عامر بن کریز، ولید (فاسق بھن قرآن) ابن عقبہ، عبدالرحمن، ابن خالد، شریل، ابن سلط اور اس کے سامنے ابو ہریرہ، ابو درداء اور عثمان بن بشیر اور ابو امامہ بالطی بیٹھے ہوئے تھے۔ معاویہ نے خط پڑھ کر کہا: ”علیٰ قاتلان عثمان کو ہمارے حوالے نہیں کریں گے۔“

اصنیع کہتے ہیں، میں نے کہا: ”اے معاویہ! خون عثمان کا بہانہ مت ڈھونڈو۔ تم حکومت و اقتدار کے خواہشند ہو، اگر تم چاہتے تو عثمان کی زندگی میں ان کی مدد کر سکتے تھے، لیکن تم تو ان کے قتل کے منتظر تھے تاکہ اس معاملے کو حصول حکومت کا وسیلہ قرار دے سکو۔“ معاویہ میری بات سے لال بھیوکا سرخ انگارہ ہو گیا۔ میں نے سوچا اس کا غصہ کچھ اور بھڑکے، ابو ہریرہ کی طرف رخ کر کے میں نے کہا: ”اے صحابی رسول! میں تھیں اسی ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ تم مجھے بتاؤ کیا تم غدری میں موجود تھے؟“

انھوں نے کہا: ”ہاں میں موجود تھا۔“

میں نے پوچھا: ”پھر تم نے علیٰ کے متعلق وہاں کیا کیا؟“

انھوں نے کہا: ”میں نے رسول سے سنا ”من كنت مولاہ فعلى مولاہ“ خدا یا جو اسے دوست رکھے اس سے دوستی کر، جو اس کو دشمن رکھے اس کو دشمن رکھ، جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر، جو اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے۔“

میں نے کہا: ”اے ابو ہریرہ! اب تو تمہاری یہ حالت ہے کہ ان کے دشمن سے تم نے دوستی گاٹھ رکھی ہے اور ان کے دوستوں کو دشمن رکھتے ہو۔“

یہ سن کر ابو ہریرہ نے طویل مختصری سائنس لے کر کہا: انا لله وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِعون۔

اس کی روایت حنفی نے مناقب اور ابن جوزی نے تذکرہ میں کی ہے۔ (۱)

### ایک جوان نے ابو ہریرہ کو تھاڑا

حافظ ابو علی موصیٰ اور حافظ طبری نے اپنی اسناد سے لکھا ہے:

ابو ہریرہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، ایک جوان کھڑا ہوا اور بولا: میں تھیس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے ارشاد رسول نہیں ہے: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم  
وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

ابو ہریرہ نے کہا: ”میں گواہی دیتا ہوں، میں نے یہ ارشاد نہیں ہے۔“ (۲)

اس کی روایت ابو بکر بشیعی نے دو سنودوں کی صحت و توثیق کے ساتھ نیز ابن کثیر اور ابن جریر طبری نے بھی کی ہے۔ (۳)

ابن ابی الحدید نے سفیان ثوری، عبدالرحمن بن قاسم، عمر بن عبد الغفار کی سند سے لکھا ہے کہ جب معاویہ کے ساتھ ابو ہریرہ کو فہرے میں وارد ہوئے تو اکثر راتوں میں باب کندہ پر بیٹھ کیا کرتے تھے، لوگ ان کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ ایک دن کو فہرے کے ایک جوان نے ان سے پوچھا: ”میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ نے علیٰ کے متعلق یہ ارشاد رسول نہیں ہے: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ؟“

ابو ہریرہ بولے: ”میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں ہے۔“

وہ جوان کہنے لگا: ”تو میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ نے ان کے دشمن سے دوستی کا نکھر کیا ہے اور ان کے دوستوں سے دشمنی کر رہے ہیں۔“ (۴)

۱۔ مناقب خوارزمی ص ۱۳۰، حدیث ۲۰۵ (ص ۲۰۵ حدیث ۲۰۵) تذکرۃ الثوّاب ص ۲۸، حدیث ۲۳۸ (ص ۲۸، حدیث ۲۳۸)

۲۔ سند ابی علی (رواصل ص ۳۰، حدیث ۶۲۲۳)

۳۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۵، البدریہ والہبیہ ج ۹ ص ۲۱۳ (ج ۹ ص ۲۳۲، حادیث ۷۰)

۴۔ شرح فتح البلاغ ج ۱ ص ۳۶۰، حادیث ۶۸ (ج ۱ ص ۶۸ خطبہ ۵۶)

راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہؓ بھوں کے ساتھ راستے میں کھانا کھایا کرتے تھے، ان کے ساتھ کھلتے بھی تھے، اپنے مدینے کی گورنری کے زمانے میں ایک دن انھوں نے خطبہ دیا:  
”اس خدا کا شکر جس نے دین کو مستحکم اور ابو ہریرہ کو امام بنایا۔“

لوگ ان کی اس بات پر بنس پڑے۔ اپنی گورنری کے زمانے میں مدینے کے راستوں پر چلتے ہوئے اگر اپنے آگے کسی کو چلتے دیکھتے تو پیر پاک کر جلاتے: ”راستے دو گورنر آ رہا ہے۔“ اس سے خود اپنے کو مراد لیتے۔ ابن الی الحدید کہتے ہیں کہ یہ تمام باشیں ابن قتبیہ نے معارف میں حالات ابو ہریرہ کے ذیل میں لکھی ہیں جو ان پر جھٹ ہیں کیونکہ انھیں ابو ہریرہ کے معاملے میں عناد کا الزام نہیں دیا جاسکتا۔ (۱) علامہ ابن فرماتے ہیں کہ ان تمام پاتوں کو معارف مطبوعہ مصر ۱۳۵۰ھ میں قلم انداز کر دیا گیا ہے، ہائے یہ تحریف کا حلواڑ۔ اس قسم کی خیانتیں متعدد موقعوں پر ملتی ہیں۔

### زید بن ارقم سے منا شدہ

ابو عبد اللہ شیبانی (یا بزرگ تابعی۔ ابو عمرو۔ شیبان بن نجلہ کوفی) کہتے ہیں کہ ہم لوگ زید بن ارقم کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں ایک شخص وارد ہوا، اس نے پوچھا: ”تم میں زید بن ارقم کون ہے؟“  
لوگوں نے کہا: ”یہ کیا ہیں زید بن ارقم۔“  
نووارد نے زید سے کہا: میں تھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے رسول خدا کو ارشاد فرماتے سناء ہے:  
”من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والا وعاد من عاداه“؟  
زید نے جواب دیا: ”ہاں امیں نے سناء ہے۔“ (۲)

### عرائی کا جابر سے منا شدہ

علامہ بخشی شافعی نے کفاریہ الطالب میں بلند مرتبہ مشائخ سے اخراج کیا ہے، شریف خطیب ابو تمام

(۱) العارف (ص ۲۲۸-۲۲۷) (۲) مودة القرباني مودة نمبر ۵، بیانی المودة ص ۲۳۹ (ج ۲۳، ۳، ۷ باب ۵۶)

علی بن ابی الفخار بن ابی منصور ہاشمی کرخ بغداد۔ ابوطالب عبداللطیف نہر محلی۔ ابراہیم بن عثمان کا شفری  
ان سب نے محمد بن عبد الباقی ابن بطی۔ ابن تاج القرآن۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ جابر کے گھر پر تھے، وہاں علی بن حسین، محمد بن حنفیہ اور  
ابو حضر بھی تھے، ایک عراقی نے جابر سے کہا: ”میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ آپ مجھ سے ایسی حدیث  
بیان کیجئے جسے آپ نے رسول سے دیکھا اور سنایا ہو۔“ (۱)

جابر نے کہا: ”ہم جوچہ غدیر خم میں تھے، وہاں مجھ سے پہلے جہنمی، مزنیہ اور غفار کے لوگ تھے،  
رسول خدا خیہ سے (یا اونی چادر اوڑھے ہوئے) نکلے اور تین بار اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔ اس کے  
بعد حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من کنت مولاہ فعلى مولاہ“۔

حمویی نے فراند کے باب نہم میں نقش ترین سند سے شیخ مجدد الدین عبداللہ بن محمود حنفی، مسماں بن  
عمر بن عویس، محمد بن عبد الباقی، ابن بطی، امام ابو غالب، بہت اللہ سامری، شیخ حasan بن عمر، ابو بکر محمد بن  
عبداللہ بن نصر زعفرانی، ابو عبد اللہ مالک بن احمد بن علی، ابن زاغواني، ابو الحسن احمد بن محمد بن موی بن  
صلت، ابو سحاق ابراہیم بن عبد الصمد، ابو سعید الحنفی، ابو طالب مطلب بن زیاد۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے  
جابر کا بیان نقل کیا ہے۔ (اسی سند میں راویوں کے بیان کی تاریخ بھی درج ہے)۔ (۲)

تاریخ ابن کثیر کی سند ہے: مطلب بن زیاد، عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر سے سنا کہ وہ کہہ رہے  
تھے کہ جوچہ میں غدیر خم میں تھے کہ رسول چادر اوڑھے ہوئے خیسے سے نکلے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من  
کنت مولاہ فعلى مولاہ ہمارے شیخ ذہبی کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔ (۳)

علامہ امینی فرماتے ہیں کہ ابن کثیر کا جابر کے پاس موجود افراد اور مرد عراقی کے مناشدے کو  
نظر انداز کرنا ہمارے نزدیک چند اس اہمیت کا حامل نہیں، کیوں کہ اس بے حیا کی تاریخ بدایہ والنهایہ میں  
اہلیت اور خاصان خدا کے متعلق رسول کے ارشاد کی خیانتیں بہت واضح طریقے سے نظر آتی ہیں۔ اس

۱۔ کغایۃ الطالب ص ۱۶ (ص ۲۱)

۲۔ فرائد اسطین (ج راص ص ۲۲ حدیث ۲۹)

۳۔ البدایہ والنهایہ ج ۵ ص ۲۱۳ (ج ر ۵ ص ۲۳۲ حادیث ۱۷)

کتاب میں ابن کثیر نے دوستان اہلیت کی نہادت کی ہے اور انھیں گالی دی ہیں، دشمنان اہلیت کی تعریفوں کے پل باندھے ہیں، اہل بیت کی صحیح و صریح روایات کو جعلی بتایا ہے۔ ان کے لئے راویوں کو ضعیف کہا ہے۔ ان تمام باتوں میں اس نے بلا دلیل حکما نہ رویہ اپنایا ہے اور تحریف کی شرمناک حرکتیں کی ہیں۔ اگر ان تمام باتوں کا تذکرہ کیا جائے تو تحسین کتاب تیار ہو جائے۔ اس کی تحریف کی صرف ایک مثال حدیث دعوہ ہے کہ آیہ ﴿وَإِنَّدُرَ عَشِيرَةَ الْأَقْرَبِينَ﴾ کی شان نزول کے متعلق اپنی کتاب میں تینیقی کے طریق سے لکھتا ہے کہ یہ حدیث ابو جعفر نے محمد بن حمید از دی سے روایت کی ہے پھر تمام سند بیان کی ہے۔ رسولؐ کے ارشاد کے بعد کہ میں تمام دنیا کی بھلائی لایا ہوں، اس فقرے کا اضافہ کیا ہے: ”مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تحسین اس کی طرف دعوت دوں، اب تم میں کون ہے جو اس مرحلے پر میری حمایت کرے تا کہ میرا بھائی ہو اور ایسا ویسا“..... پھر علیؑ کا میان نقل کیا ہے کہ ”تم لوگ خوف کی وجہ سے پچھے رہ گئے، صرف میں نے جواب دیا۔ حالانکہ ان سب میں کم سن، چوک آلو دا کھلدا والا، بڑے پیٹ والا، کمزور پنڈلیوں والا تھا۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسولؐ میں ہوں، آپ کی ہر مرحلے پر مدکروں گا۔ رسولؐ نے میری گروں پکڑ کر فرمایا: ”یہ میرا بھائی ہے اور ایسا ویسا۔ اب تم لوگ اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔“ علیؑ کہتے ہیں کہ پھر تمام لوگ ہستے ہوئے اٹھ گئے۔ ابو طالب سے کہنے لگے کہ تحسین اپنے بیٹے کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔“ (۱)

اسی روایت کو اپنی تفسیر ج رص ۲۵۱ میں ابو جعفر بن جریر کی مذکورہ سند کے ساتھ لکھا ہے۔ لیکن میں تفسیر طبری کے الفاظ نقل کرتا ہوں تا کہ ہدایت گمراہی سے الگ ہو جائے:

”میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائیاں لے کر آیا ہوں۔ خدا نے مجھے تمہاری طرف دعوت حق کا حکم دیا ہے۔ اب تم میں کون ہے جو اس معاملے میں میرا ہاتھ بٹائے تا کہ تمہارے درمیان میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہو۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ تمام لوگ ذر سے چپ ہو گئے، لیکن میں نے کہا کہ اگر چہ میں کسی ہوں، آنکھیں رمد آلو د، پیٹ بڑا اور پنڈلیاں کمزور ہیں، اے خدا کے رسولؐ! میں ہوں، اس

معاٹے میں آپ کا بوجھ بناوں گا۔ رسول نے میری گردن پکڑی اور فرمایا: یقیناً یہ میرا بھائی میرا صی اور تمھارے درمیان میرا خلیفہ اور جانشین ہے، اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ علی فرماتے ہیں کہ اس وقت قوم کے لوگ ہنستے ہوئے اور ابو طالب سے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ (محمدؐ نے) تمھارے بیٹے کی اطاعت کا تخصیص حکم دیا ہے، جس میری شکایت خدا ہی سے ہے۔ (۱)

ابن کثیر نے طبری کے الفاظ کی تحریف کی ہے۔ کیا اسے مناسب نہ تھا کہ اصل الفاظ نقل کرتا، یا پھر دوسرے ائمہ حدیث و تاریخ کے الفاظ نقل کرتا لیکن وہ تو اپنے کینہ و عناد میں تحریف پر مصروف تھا۔ حالانکہ خدا اس کے عناد سے واقف ہے۔ (۲)

### قیس بن سعد کا احتیاج

بعد شہادت امام حسنؑ، معاویہ اپنے زمانہ حکومت میں حج کے بعد مدینہ پہنچے، مدینہ والوں نے ان کا استقبال کیا، اس موقع پر ان کے اور قیس بن سعد کے درمیان جو مکالمہ ہوا، اس کی تفصیل قیس کے حالات میں آئے گی۔ قیس نے معاویہ سے کہا: ”میری جان کی قسم! انصار قریش اور عرب و جنم کا کوئی بھی شخص علیؐ اور ان کی اولاد کے مقابلہ میں حقدار نہیں۔ اس سلسلے میں نص وارد ہے۔“

معاویہ بھرک اٹھے، بولے: سعد کے بیٹے ایہ بات تم نے کہاں سے پائی، کس سے روایت کی، کس سے سنی؟

شاید تم نے اپنے باپ سے حاصل کی ہے۔

سعد نے متانت سے جواب دیا: میں نے جس سے سنائے وہ میرے باپ سے کہیں زیادہ افضل

ہے۔

معاویہ نے پوچھا: کون؟

۱۔ تاریخ الامم والملوک ج ۲۱ ص ۲۱۷ (ج ۳۲ ص ۲۲۱)

۲۔ جامع البيان ج ۱۹ ص ۷۲ (ج ۱۱ ص ۱۲۲)

جواب ملا: ”علی ابن الی طالب! جو اس امت کے عالم و صدیق ہیں جن کے متعلق خدا نے آیت نازل کی: قل کفی بالله شهیداً بینی و بینکم و من عنده علم الكتاب (کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا کی گواہی کافی ہے اور وہ جسے کتاب خدا کا مکمل اور بھرپور علم ہے)۔ اسی طرح علی کی شان میں نازل آئیوں کو سنایا۔

معاویہ نے کہا: اس امت کے صدیق تھے تو ابو بکر اور فاروق امت عمر ہیں اور جس کے پاس مکمل کتاب خدا کا علم ہے وہ عبداللہ بن سلام ہیں۔

قیس بولے: ان ناموں سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے لئے آیت اتری ہے: افمن کان علی بیسنا من ربہ و يتلوه شاهد منه (بخلاف وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے صاف شہادت رکھتا ہے اور ایک گواہ) اور رسول خدا نے غدریخم میں نصب کرتے ہوئے فرمایا: ”جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے نفس سے زیادہ اس پر با اختیار ہوں، اس کے یہ علیٰ مولا ہیں، مالک و مختار ہیں۔ اور غزوہ جتوک میں فرمایا: ”تمھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہاروں کو موئی سے تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں“۔ (۱)

### دارمیہ جو نیہ کا احتجاج

زخیری ریت الابرار (۲) میں لکھتے ہیں: معاویہ حج کے لئے گئے، وہاں انہوں نے دارمیہ نامی ہیئت علیٰ خاتون کو بلوایا۔ وہ بہت سیاہ فام تھیں۔ ان سے پوچھا: ”حَامَ کی بیٹی، کیا حال ہے؟“۔ انہوں نے کہا: ”اچھا ہی ہے۔ لیکن میں حامی نسل سے نہیں ہوں“۔

معاویہ نے کہا: ”حج کہتی ہو، کیا تم جانتی ہو میں نے تمھیں کیوں بلوایا ہے؟“

جواب ملا: ”اے سجان اللہ! میں غیب تھوڑے ہی جانتی ہوں“۔

معاویہ بولے: یہ پوچھنے کے لئے بلا یا ہے کہ تم علی سے محبت اور مجھ سے نفرت کیوں رکھتی ہو۔ علی سے تعلق اور مجھ سے کیسے کیوں ہے؟ کہنے لگیں: مجھے معاف ہی رکھو۔

معاویہ غزائے: ”ہرگز نہیں۔“

دارمیہ نے کہنا شروع کیا: ”نہیں مانتے تو سنو۔ علیؑ سے محبت اس لئے ہے کہ وہ رعایت کے ساتھ انصاف کرتے تھے ان کی تقسیم مساوی تھی، تم سے نفرت اس لئے ہے کہ تم ان سے برس پیکار رہے جو خلافت کا تم سے زیادہ حقدار تھا، تم ادھر لپکے جس کے تم مستحق نہیں تھے، مجھے علیؑ سے اس لئے محبت ہے کہ رسول خدا نے غدرِ خم میں ان کی ولایت کا عہد لیا تھا، وہاں تم بھی موجود تھے، وہ مسکینوں سے محبت اور دینداروں کا احترام کرتے تھے، تم سے نفرت اس لئے ہے کہ تم نے خون بھایا، پھوٹ ڈالی اور عدل و انصاف میں تم روار کھا، تمہارے فیصلے خواہشات کے ماتحت ہوتے ہیں۔“ (۱)

### عمر و اودی کا احتجاج

مفتی و قاضی کوفہ شریک بن عبد اللہ الخجی نے ابو اسحاق سعیی سے رولیت کی ہے کہ عمر بن میمون اودی کے سامنے امیر المؤمنین حضرت علیؑ کا تذکرہ ہوا۔ انہوں نے کہا: یہ لوگ علیؑ کو برآ بھلا کہتے ہیں یہ سب جہنم کے ایندھن ہیں، میں نے حدیثہ بن یمان اور کعب بن عجرہ جیسے اصحاب رسولؐ سے سنائے کہ جو کچھ علیؑ کو عطا ہوا، کسی کو بھی نہ مل سکا، وہ اولین و آخرین کی سردار خواتین فاطمہؓ کے شوہر تھے۔ اولین و آخرین میں سے کس نے یہ فضیلت پائی یا نی، وہ سردار ان جوانان جنت کے باپ تھے، ایسا باپ اولین و آخرین میں کون ہے، رسول خدا ان کے سر تھے اور وہ رسولؐ کے اہل و ازواج کے وصی تھے، ان کے سوا سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند ہو گئے، وہ فاتح خیبر و پرم بردار تھے، ان کی دھنی آنکھوں میں رسولؐ نے لحاب دہن لگایا کہ کبھی انھیں سردی و گرمی کا احساس نہیں ہوا، وہ صاحب یوم غدیر تھے، رسولؐ نے ان کا نام لے کر امت پر ولایت فرض کی اور ان کا مرتبہ بتایا: من كنت مولاہ فعلی مولاہ.....الخ۔

۱۔ تھوڑے سے اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ احتجاج درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔ بلاغات النساء ج ۲۷ (ص ۱۰۵)، العقد الفرید راص (ج راص ۲۲۲) میں الاعشی (ج راص ۲۵۹) (ج راص ۳۰۶)

## عمر بن عبد العزیز کا احتجاج

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں سند کے ساتھ عمر بن مورق کا بیان نقل کیا ہے: میں شام میں حا عمر بن عبد العزیز لوگوں کو دادو، بہش فرمائے تھے۔ میں سامنے گیا تو پوچھا: ”تم کون ہو؟“ میں نے کہا: ”قریش“۔

پوچھا: ”قریش کی کون سی شاخ؟“؟

میں نے کہا: ”بنی هاشم!“

تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر پوچھا: ”بنی هاشم کون سی شاخ سے؟“؟

میں نے جواب دیا: ”علیٰ کا غلام ہوں، ان کا دوستدار“۔

پوچھا: کون علی؟

کہا: ”علی بن ابی طالب!“۔

پھر تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا: ”خدا کی قسم! میں بھی علی بن ابی طالب کا غلام ہوں۔ پھر کہا: مجھ سے بہت سے لوگوں نے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے ارشاد رسول نبی ہے: **مَنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهٌ**۔ پھر غلام کو آواز دی: ”اے مژاہم! ایسے لوگوں کو تم کتنا دے سکتے ہو؟“

وہ بولے: ”سو یاد دوسو درہم“۔

حکم دیا: ”نہیں پچاس دینار دے دو“۔

ابن داؤد کے بیان کے مطابق ساختہ دینار ولایت علیٰ کے سلسلے میں عطا ہوئے۔ پھر فرمایا: ”اپنے وطن واپس جاؤ، جس قدر تمہارے وطن کے باشندوں کو عطا کیا جاتا ہے تھیں بھی عطا کیا جائے گا“۔ (۱) اس کی ردایت ابو الفرج نے آغازی میں۔ ابن عساکر نے تاریخ میں جمیونی نے فرائد اسرائیلیین میں۔ حافظ جمال الدین زرندی نے لظم دار اسرائیلیین میں۔ سہودی نے جواہر العقائد میں میزید بن عمرو

بن مرزوق سے روایت کی ہے۔ (۱) انھیں نام کا اشتبہ ہوا ہے۔

### خلیفہ مامون کا احتجاج و انشوروں سے

ابو عمرہ بن عبدربہ نے عقد الفرید میں اسحاق بن ابراہیم کا بیان نقل کیا ہے کہ ”قاضی القضاۃ بیکی بن ائمہ نے میرے علاوہ بہت سے دوستوں کے پاس پیغام دیا کہ مجھے امیر المؤمنین مامون رشید نے کل تڑ کے صحیح کو چالیس ایسے فہما کے ساتھ حاضر ہونے کا حکم دیا ہے جو بات اچھی طرح صحیح سکیں اور بہتر جواب دے سکیں۔ میں نے اکثر کے نام لکھ کر بھیجے، یہاں تک کہ تعداد پوری ہو گئی۔“

صحیح ہی شاہی فرستادہ سب کی حاضری کا حکم لئے پہنچ گیا۔ جب ہم لوگ وہاں گئے تو بھی کپڑا پہن کر بیٹھا ہوا ہم لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔ ہمیں ساتھ لئے مامون کی خدمت میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک غلام تھیں تھا۔ ہمیں دیکھ کر قاضی القضاۃ سے بولا: ”امیر المؤمنین آپ حضرات کا انتظار کر رہے ہیں۔“ اندرون پہنچ تو ہمیں نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ ابھی نماز سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اذن باریابی ملے، ہم نے دیکھا کہ امیر المؤمنین فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

اسحاق کا بیان ہے کہ قاضی القضاۃ نے ہم سے کہا۔ ”امیر المؤمنین نے آپ حضرات کو اس لئے بلا یا ہے کہ وہ آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔“

ہم نے کہا: ”مناظرہ فرمائیں۔ خدا امیر المؤمنین کی توفیقات میں اضافہ کرے۔“

اس نے کہا: ”امیر المؤمنین کا عقیدہ ہے کہ بعد رسول ﷺ بن ابی طالب تمام خلفاء سے افضل ہیں تو، اور سب سے زیادہ وہی حقدار خلافت ہیں۔“

اسحاق نے کہا: ”امیر المؤمنین ہم لوگوں کو علی کے متعلق اس بات کی معرفت نہیں۔ آپ نے تو ہمیں مناظرے کے لئے بلا یا ہے۔“

۱۔ الاعمال ج ر ۸ ص ۱۵۲ (ج ر ۹ ص ۳۰۱)؛ تاریخ بغداد مشق ج ر ۵ ص ۳۲۰ (ج ر ۶ ص ۲۵۱) فرانک لسمین (ج ر ۱ ص ۱۱)

حدیث ۳۲ باب ۱۰) نظم الدر لسمین ص ۱۲۱؛ جواہر العقدین ص ۳۰۳

مامون نے اسحاق سے کہا: ”تمھیں اختیار ہے کہ اگر تم چاہو تو میں تم سے سوال کروں یا پھر تم مجھ سے سوال کرو۔

اسحق نے موقع غنیمت سمجھ کر کہا: ”امیر المؤمنین! میں ہی پوچھوں گا۔“

مامون نے کہا: پوچھو۔

اسحق نے کہا: امیر المؤمنین نے کیسے کہہ دیا کہ علی بن ابی طالب رسول کے بعد سب سے افضل اور مستحق خلافت ہیں۔

مامون: بتاؤ تو لوگ کس بنا پر افضل ہوتے ہیں، لوگ کیسے کہتے ہیں کہ فلاں فلاں سے افضل ہے۔  
اسحاق: اعمال صالحی وجہ سے۔

مامون: تم نے حق کہا۔ اچھا بتاؤ، زمانہ رسول میں وہ شخص تھے، ایک فاضل دوسرا منفول، کیا بعد رسول جو منفول ہے اپنے عمل سے فاضل پر برتری حاصل کر لے گا۔؟

اسحاق کہتے ہیں کہ میری سیئی گم ہو گئی۔ مامون نے کہا:

”یہ مت کہنا کہ برتری حاصل کر لے گا۔ کیوں کہ آج کے زمانے میں ایسے لوگوں کو دکھادوں گا جو نماز، روزہ، حج و جہاد اور صدقہ میں زمانہ رسول کے لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔“

اسحاق: ہاں امیر المؤمنین! اسیا ہی ہے، جو شخص زمانہ رسول میں منفول ہے، رسول کے بعد اپنے نیک عمل کی وجہ سے فضیلت و برتری حاصل نہیں کر سکتا۔“

مامون: اے اسحاق! کیا حدیث ولایت کی روایت کرتے ہو؟

اسحاق: ہاں! اے امیر المؤمنین۔

مامون: ذرا اس کی روایت کر دا لو۔

اسحاق نے اس کی روایت بیان کی۔

مامون: ”کیا اس حدیث کی روشنی میں ابو بکر و عمر پر علی کی ولایت واجب نہیں ہوتی۔ برخلاف علی کے۔“

اسحاق: ”لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث زید بن حارث کی وجہ سے بیان ہوئی تھی کیوں کہ زید علی کے درمیان پچھنا چاہی ہو گئی تھی، زید نے علی کی ولایت سے انکار کیا تو رسول نے فرمایا: ..... من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ.....“

مامون: یہ حدیث کس جگہ فرمائی گئی، کیا حجۃ الوداع سے واپسی پر نہیں فرمائی گئی؟

اسحاق: ”ہاں۔“

مامون: ”زید بن حارث تو غدری سے پہلے قتل ہو چکے تھے۔ تم نے یہ دھانڈھلی کیسے باور کر لی؟ مجھے بتاؤ تو تمھارا پندرہ سالہ لڑکا کہے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو کہ میرا مولا میرے چھپرے بھائی کا مولا ہے، حالانکہ تمام لوگ اس بات کو جانتے ہیں، جو بات سب جانتے ہیں اور اس سے انکار بھی نہیں کرتے اسے مقام تعریف میں بیان کرنے سے کیا تم ناپسندیدگی کا مظاہرہ نہیں کرو گے۔؟“

اسحاق: کیوں نہیں۔

مامون: ”ارے تم اپنے پندرہ سالہ لڑکے کے لئے جوبات پسند نہیں کرتے اسے رسول کے لئے کیسے اچھا سمجھتے ہو۔؟ تم لوگوں پر افسوس ہے۔ خدا نے قرآن میں یہود و نصاریٰ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے احبار و رہبان کو خدا کے سوا اپنا پروردگار سمجھ لیا ہے، حالانکہ یہود و نصاریٰ احبار و رہبان کی نماز، روزہ نہیں بجا لاتے تھے۔ عبادت نہیں کرتے تھے، صرف اطاعت کرتے تھے۔“ (۱)

ابن مسکویہ نے ندیم الفرید میں مامون کا خط میں ہاشم کے نام نقل کیا ہے جس میں یہ فقرے بھی ہیں:

”مہاجرین میں سے کسی نے بھی علی سے زیادہ حمایت رسول میں جدوجہد نہیں کی علی نے رسول کی پشت پناہی کی، جانشینیاں برداشت کیں۔ ان کے بستر پر سو کر ہمیشہ اسلام کو بچاتے رہے عظیم بہادروں سے بھڑ گئے اور سب کو پچھاڑا، ان کا حوصلہ ناقابل تحریر تھا، کسی میدان میں پیٹھ نہیں دکھائی، نہ کوئی ان پر قابو پاس کا، وہ سب سے زیادہ مشرکین کے لئے سخت تھے، خدا کی راہ میں سب سے زیادہ جہاد فرمایا، سب سے زیادہ دین خدا کی سوچ بوجھ رکھتے تھے، قرآن کے سب سے بڑے قاری تھے اور حرام و

حلال کے سب سے زیادہ واقف کار تھے۔ غدیر خم میں ان کی ولایت کا اعلان ہوا اور انھیں کے لئے حدیث منزلت فرمائی گئی۔<sup>(۱)</sup>

### مسئلہ کا نقطہ نظر

ابو الحسن مسعودی شافعی مردوں الذهب میں لکھتے ہیں:

”جن باقتوں کی وجہ سے اصحاب رسول مسحق فضیلت ہوتے ہیں ان میں سبقت ایمانی، بحرث، نصرت رسول، میہاشم سے رشد واری، قناعت، ایثار، علم قرآن، جہاد فی سبیل اللہ، ورع، زبد، قضا و حکم اور عفت و داشت ہے۔ یہ تمام صفات بلکہ زیادہ حصہ علی میں موجود تھا۔ پھر یہ کہ ان کی انفرادیت یہ تھی کی مواخاة کے موقع پر اپنا بھائی بنایا، ان کے لئے حدیث منزلت اور حدیث غدیر فرمائی۔ اور جب ان نے بھنا ہوا پرندہ پیش کیا تو رسول نے دعا فرمائی: اے خدا میرے پاس اس وقت ایسے شخص کو سچی دے جو میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے، اس وقت علی ہی داخل ہوئے“... آخر کلام تک۔<sup>(۲)</sup>

۱۔ شیعی المودۃ ص ۳۸۷ (ج ۲ ص ۱۵۷ باب ۹۲)، عبقات الافوار ج راص ۱۳۷ (حدیث غدیر)

۲۔ مروج الذهب ج ۲ ص ۳۹ (ج ۲ ص ۲۳۵)

## واقعہ غدری قرآن میں (آیت بلغ)

گذشتہ صفحات میں اشارہ کیا گیا کہ مشیت خداوندی بھی تھی کہ واقعہ غدری بہر طور تروتازہ رہے، گزرتے لمحات اس پر کہنگی کے اثرات مرتب نہ کر سکیں۔ بنابریں اس موضوع کی وضاحت سے متعلق آیات نازل فرمائیں تاکہ امت اسلامی ہر صبح و شام تریل و تلاوت کے ذریعہ مصدق آیات کو قلب و نظر میں جگدے کر واقعہ غدری کے درخشاں اثرات کی تجدید کرتی رہے اور جو کچھ دین الہی نے خلافت کبریٰ سے متعلق واجب قرار دیا ہے، فکر و نظر کے راستے قلب و جگر کا نصب لعین بنا کے۔

ان آیات کریمہ میں سورہ مائدہ کی آیت ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلْغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَةَ اللَّهِ يَعِصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾

”اے رسول! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے حکم تم پر نازل کیا گیا ہے، یہو نچاہو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (سبھ لوکہ) تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا (اور تم ذر نہیں) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔“

یہ آیہ شریفہ جیۃ الوداع کے سال بتاریخ ۱۸ ارڈی الحجہ شاہر نازل ہوئی۔ رسول اکرم غدری خم میں یہو نجی چکے تھے، دن کی پانچ ساعتیں گزری تھیں، اتنے میں جبریل نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! خداوند عالم بعد تحقیق درود فرماتا ہے کہ اے رسول! جو کچھ علیٰ کے متعلق پیغام رب نازل کیا جا چکا ہے اس کی تبلیغ فرمادیجئے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا کا رسالت انجام ہی نہیں دیا۔ اس درمیان میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کا قافلہ قریب بھڑکا چکا تھا، رسول نے آگے بڑھ جانے والوں کو چیچپے پہنچنے کا اور چیچپے رہ

جانے والوں کے انتظار کا حکم دیا تاکہ لوگوں کے درمیان علیؑ کو بلند کر کے حکم پروردگار کی تبلیغ کی جاسکے، جب تک نے رسول اکرمؐ کو آگاہ کر دیا کہ خداوند عالم آپؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ مندرجہ بالا تفصیل علائے شیعہ کے نزدیک متفقہ مسلم ہے لیکن ہم یہاں احادیث اہل سنت کے ذریعے استدلال و احتجاج کریں گے۔ یہ ہے بیان مطلب.....

۱۔ حافظ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۴۵ھ نے کتاب الولاية میں زید بن ارقم سے تخریج کی ہے کہ جب رسول خداً جیسے الوداع سے واپس ہوتے ہوئے غدیر خم میونچے تو ظہر کا ہنگام، ہوا گرم تھی۔ آنحضرتؐ کے حکم سے اس جگہ کے کائنے صاف کر کے نماز جماعت کا اعلان کیا گیا۔ ہم سب جمع ہوئے تو رسول اللہؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ”خدانے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ جو حکم آپؐ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جا چکا ہے، اسے ہو نچاہد مجھے اگر ایسا نہ کیا تو گویا کار رسالت ہی انجام نہ دیا، خدا آپؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور جب تک نے مجھے حکم رب ہو نچایا ہے کہ اسی جگہ پر کالے گورے کو آگاہ کر دوں کہ علیؑ بن ابی طالبؓ میرا بھائی، وسی اور میرا جانشین ہے، میرے بعد لوگوں کا امام ہے۔ میں نے جب تک نے درخواست کی کہ خدا مجھے اس امر کی انجام دہی سے معاف رکھے، کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تقویٰ شعار افرادِ کم اور موزیٰ و ملامت کرنے والے زیادہ ہیں جو علیؑ سے میری شدید وابستگی پر ملامت کریں گے، اسی توجہ کی بنا پر ان بدخواہوں نے مجھے اذن (کان) کہنا شروع کر دیا ہے، خدا نے مجھے اس طعن کی خبر دی ہے: ﴿وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذِنُ النَّبِيُّ وَيَقُولُونَ هُوَ اذْنُ قُلْ اذْنُ خَيْرٌ لَّكُم﴾ (ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو خیبر کروادیت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کان ہے، تم کہہ دو کہ کان تمہارے حق میں بہتر ہے) اگر میں چاہوں تو ان کی نشان دہی کر دوں، مگر پرده پوشی ہی میں کرامت ہے، خدا نے بہر حال مجھے تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ لہذا اے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو کہ خدا نے علیؑ کو تمہارے لئے ولی و امام کی حیثیت سے نصب فرمایا ہے، اور اس کے حکم کی بجا آوری سب پر واجب ہے، اس کا حکم نافذ اور قول رائج ہے، اس کا مخالف ملعون اور اس کی تقدیق کرنے والا مستوجب رحمت ہے، سن لو اور اطاعت کا عہد کرو کہ خدا تمہارا مولا اور علیؑ تمہارا امام ہے۔ پھر اس کے صلب سے

میرے فرزندوں میں قیامت تک امامت برقرار ہے، کوئی حلال نہیں مگر وہی جسے خدا اور رسول نے حلال قرار دیا ہے اور کوئی حرام نہیں مگر صرف وہی جسے خدا اور رسول نے حرام قرار دیا، تمام علوم کو خدا نے اس کی ذات میں احصاء اور منتقل کر دیا ہے اب اس سے منہ نہ موزو، اس کے حکم سے سرتابی نہ کرو کیوں کرو وہی تمہاری حق کی طرف رہنمائی کرے گا اور حق پر عمل کرے گا خداوند عالم مکروہ ولایت کی نتوبہ قبول کرے گا اور نہ بخشنے گا۔ اسے ابد آثار دروناک عذاب میں بٹلا کرے گا۔ وہ میرے بعد تمام لوگوں سے افضل ہے جب تک رزق نازل ہو رہا ہے اور مخلوق باقی ہے اس کا مخالف ملعون ہے اور میرا یہ قول بواسطہ جبریل خدا کا حکم ہے۔ اب ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کل قیامت کے لئے کیا بخشج رہا ہے۔ محکمات قرآن کی پیروی کرو، تقاضا بے کے چکر میں نہ پڑو۔ صرف اسی کی بیان کردہ تفسیر صحیح ہے جس کا بازو میرے ہاتھ میں ہے اور جسے بلند کر کے تعارف کرایا ہے، جس کا میں مولی ہوں اس کا یعنی مولا ہے، اس کی ولایت خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

خبردار! میں نے اپنی ذمہ داری بھادی۔ خبردار! اوضاحت طلب باتوں کی میں نے تو شرح کر دی۔ مومنین کی سرداری صرف اسی کو زیب دیتی ہے۔ پھر علی کو اس قدر بلند کیا کہ علی کے پاؤں نبی کے گھنٹوں تک آگئے اور فرمایا: یہ میرا بھائی، میرا صاحی اور میرے علوم کا حامل ہے، جو بھی مجھ پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ میرا جانشین ہے، خدا یا اس کے دوست کو دوست اور اس کے دشمن کو دشمن رکھ، اس کے منکر پر لعنت کر، اس کے حق کا انکار کرنے والے پر غضب ناک ہو۔

اے خدا تو نے اعلان ولایت علی پر آیت اتاری ﴿الیوم اکملت لكم دینکم﴾ ”آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا“۔ اس کی امامت کی وجہ سے۔ اب جو بھی اس کی اور اس کے صلب سے اماموں کی امامت نہ مانے اس کے تمام اعمال اکارت ہیں کہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، یقیناً ایسیں نے آدم کو جنت سے نکلوایا مخفی ان کے صفوۃ اللہ ہونے کے حسد میں۔ اس لئے اب تم کبھی حسد نہ کرنا اور نہ تمہارے اعمال اکارت اور قدم پھیل جائیں گے، علیٰ ہی کے لئے سورہ عصر نازل ہوا ہے۔ قسم ہے عصر کی تمام انسان گھانے میں ہیں (ایمان و عمل صاف کا مصدق سلمان و علیٰ ہیں)۔

اے لوگو! ایمان لا و خدا و رسول پر اور اس نور پر جو نازل کیا گیا ہے قبل اس کے کہ چھروں پر جھاؤ و پھرے یا ہم ائے پھروں پھریں یا ہم اصحاب کے سبب کی طرح تم پر لعنت کریں۔ خدا کا وہ نور میرے بارے میں ہے پھر علیٰ کے بارے میں اور اس کی نسل میں قائم مہدی تک۔

اے لوگو! انقریب میرے بعد جہنم کی طرف بلانے والے امام ہوں گے، قیامت کے دن ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ خدا اور میں اس سے پیزار ہیں وہ اور ان کے پیروکار و مددگار جہنم کے آخری طبقے میں ہوں گے۔ انقریب میرے بعد خلافت کا معاملہ ناقص ملوکیت بنا دیا جائے گا۔ اے دونوں گروہ جو زمین کے لئے بوجہ ہوتم سے فارغ ہونے ہی والے ہیں۔ تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا جس کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔“

۲۔ حافظ بن ابی حاتم ابو محمد حظی رازی متوفی ۷۳۰ھ ابو سعید خدری سے تخریج روایت کر کے اس آیت کے غدیر خم میں علیٰ کے بارے میں نازل ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ (۱)

۳۔ حافظ عبد اللہ محالی متوفی ۷۳۰ھ نے یہی بات کہی ہے۔

۴۔ حافظ ابو بکر فارسی شیرازی نے کتاب ”مازول من القرآن فی امیر المؤمنین“ میں یہی لکھا ہے۔

۵۔ حافظ بن مردوزیہ نے ابو سعید خدری سے تخریج کر کے کہا ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں حضرت علیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک دوسری سند میں عبد اللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ ہم زمانہ رسول میں یہ آیت یوں پڑھتے تھے: ”یا ایتها الرسول بلغ ما انزل اليک من ربک ان علياً امیر المؤمنین وإن لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس“ (اس کی روایت سیوطی، شوکانی و ارشادی نے بھی کی ہے)۔

اور ابن عباس کا قول نقل کیا ہے: جب خدا نے رسول کو حکم دیا کہ علیٰ کو اپنا جانشین مقرر کریں تو آپ نے عرض کی: خدا یا! میری قوم جاہلی عہد سے قریب ہے۔ پھر جو تمام کیا اور ملتے ہوئے غدیر خم یہو نچے تو خدا نے آیت نازل فرمائی: ”یا ایتها الرسول بلغ ما انزل اليک من ربک۔ پھر آپ نے علیٰ کا

باز کپڑ کر لوگوں کے سامنے فرمایا: اے لوگو! کیا میں مومنین کے نفوں پر ان سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں۔ سب نے کہا: ہاں اے رسول خدا! فرمایا: اے خدا! جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیٰ مولا ہیں۔ خدا یا! اس کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھ۔ اس کے مدگاروں کی مدد کر، جو اس کو چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے، اس کے ناصر کی نصرت کر، اس کے دوست کو دوست رکھا اور اس کے دشمن پر غصب ناک ہو۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم! پوری امت کی گردن پر ولایت و اجنب قرار دے دی گئی۔ اس کے بعد حسان نے اشعار پڑھے: يَنَادِيهِمْ يَوْمَ الْغَدْيرِ بِيَنِيهِمْ

اور زید بن علی سے روایت ہے کہ جب جبریل ولایت کا امر لے کر نازل ہوئے تو نبی کا سینہ تک ہونے لگا، آپ نے فرمایا: میری قوم جاہلیت سے بہت نزدیک ہے۔ اس وقت آیت اُتری۔ (۱)

۶۔ ابو احْمَاقْ نَيْشاَبُوريَ تفسير الكهف والبيان میں امام باقرؑ سے آیت کا مطلب لکھتے ہیں: بلَّغَ ما انْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ - جو کچھ فضیلت علیؑ کے متعلق آپؑ کے پاس حکم رب نازل ہو چکا ہے اس سے یہو نچاہت بھے۔ اس وقت آپؑ نے علیؑ کا ہاتھ کپڑ کر فرمایا: منْ كَنْتَ مُولَاهُ۔ (۲) آگے لکھتے ہیں: مجھے خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن محمد قاسمی، ابو الحسین محمد بن عثمان نصیبی، ابو بکر محمد بن حسن سمیعی، علی بن محمد الدہان و حسین بن ابراہیم جصاص۔ حسین بن حکیم۔ حسین بن حسین، حبان، کلبی، ابو صالح ابن عباس سے متذکرہ مشہوم کی تشریف دہی کی ہے۔ (۳)

۷۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی ماذل من القرآن فی علی میں ابو بکر خلاو، محمد بن عثمان ابن ابی شیبہ، ابراہیم بن محمد میمون، علی بن عابس، ابو الحکاف و اعمش ان دونوں نے عطیہ سے۔ (۴)

۸۔ ابو الحسن واحدی نیشاپوری اسباب النزول میں ابو سعید محمد بن علی صفا، حسن بن احمد خلیدی، محمد

۱۔ کشف الغمہ ص ۹۹۳ (ج راص ۲۲۲)

۲۔ الکھف والبيان تفسیر سورہ مائدہ آیت ۶

۳۔ العبدہ ص ۲۹۰ (ص ۱۰۰)، الطراائف (ج راص ۱۵۲) حدیث (۲۲۲)؛ کشف الغمہ ص ۹۹۳ (ج راص ۲۲۵)، مجمع البیان

ج راص ۲۲۳ (ج راص ۳۲۲)، مذاقب آل أبي طالب (ج راص ۵۲۶) (ج راص ۲۹)

۴۔ ماذل من القرآن فی علی (ص ۸۶)، خصالیں الوجی الحبین (ص ۵۲) حدیث (۲۱)

بن حمدون بن خالد، محمد بن ابراہیم طوانی۔ حسن بن حماد جادہ۔ علی بن عابس۔ (۱)

۹۔ حافظ ابو سعید جستانی نے کتاب الولایت میں اپنی سند سے متعدد طریقوں سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے جسے حافظ بن مردویہ کے ضمن میں لکھا چاہکا ہے۔ (۲)

۱۰۔ حافظ حاکم حکافی نے شواہد المتریل میں کلبی، ابو صالح، ابن عباس اور جابر سے آیہ تبلیغ کے نزول میں لکھا ہے کہ جب علیؑ کو نصب کرنے کا حکم خدا نے دیا تو آپؑ نے بکوہ کیا کہ لوگ اپنے ابن عم کی حمایت کا طعنہ دیں گے۔ اس وقت آیت اتری تو آپؑ نے اعلان ولایت فرمایا۔ (۳)

۱۱۔ حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے۔ (۴)

۱۲۔ ابو افیح نظری نے خصائص العلویہ میں پانچوں اور چھٹے امام کی سند سے۔

۱۳۔ ابو عبد اللہ الفخر الدین رازی نے تفسیر کیرم میں دسویں بات اس آیت کو واقعہ غدریم سے متعلق کر کے اعلان ولایت اور تہذیت حضرت عمر کی تثاندی کی ہے۔ (۵)

۱۴۔ ابو سالم نصیبی شافعی (ان کے حالات ساتویں صدی کے شعراء میں بیان ہوں گے) اپنی کتاب مطالب السنوی میں بحوالہ اسباب النزول واحدی اس آیت کو غدریم سے مخصوص فرمایا ہے۔ (۶)

۱۵۔ حافظ عز الدین اسحقی موصیٰ حنبیلی نے شان نزول کو غدریم سے مخصوص قرار دیا ہے۔

۱۶۔ شیخ الاسلام ابو سحاق جوینی نے فراہم میں مشائخ ثلاثة ابراہیم بن عمر حسینی مدینی۔ عبداللہ بن محمود موصیٰ، محمد بن محمد بخاری کی سند سے ابو ہریرہ سے۔ (۷)

۱۔ اسباب النزول میں ۱۵۰ (ص ۱۳۵) (ج راص ۱۲۱ احادیث ۱۸۵، ۱۸۳)

۲۔ الطراف (ج راص ۱۲۵) (حدیث ۲۲۹)

۳۔ شواہد المتریل (ج راص ۱۵۵) (حدیث ۲۲۹)

۴۔ تاریخ مسیہ و مشق (ج ۱۲ ص ۲۲۷) ، (در منثور ج ۲۲ ص ۲۹۸) (ج ۲۳ ص ۲۷) ، (ج القدیر ج ۲۲ ص ۲۷) ، (در منثور ج ۲۲ ص ۲۹۸) (ج ۲۳ ص ۲۷) (ج القدیر ج ۲۲ ص ۲۷) (ج ۲۲ ص ۲۰)

۵۔ التفسیر الکیر ج ۲۳ ص ۲۳۶ (ج ۱۲ ص ۲۹)

۶۔ مطالب السنوی میں ۱۶: (مقارن الجافی مذاقب آل العاص ر ۳۲، باب ۲، فصل ۱)، کشف الغمة ص ۹۲ (ج راص ۳۲۵)

۷۔ فرائد المصطفی (ج راص ۱۵۸) (حدیث ۱۲۰)

۱۔ سید علی ہدایتی نے مودۃ القرطبی میں براء بن عاذب سے واقعہ غدریم لکھا ہے۔ (۱)

۱۸۔ بدر الدین ابن عینی حنفی عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری میں حافظ واحدی، مقائل اور زخیری کے حوالے سے۔ (۲)

۱۹۔ نور الدین ابن صباغ مالکی - الفضول الہمہ میں بحوالہ اسباب النزول واحدی۔ (۳)

۲۰۔ نظام الدین قیمی نیشاپوری نے تفسیر السائر والداری میں ابوسعید خدروی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت فضیلت علیؑ میں نازل ہوئی۔ رسولؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر من کنت مولاہ فرمایا۔ پھر حضرت عمر نے تہذیت پیش کی۔ یہ قول ابن عباس، براء بن عاذب و محمد بن علی کا ہے۔ اس کے بعد شان نزول کے دوسرے اقوال لکھے ہیں۔ (۴)

۲۱۔ کمال الدین میمینی - شرح دیوان امیر المؤمنین میں ثعلبی کی روایت کی ہے کہ آیہ مبلغ غدریم میں نازل ہوئی اور ارباب توفیق پر واضح ہے کہ ”النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم“ حدیث غدری سے میل کھاتی ہے۔ (۵) و اللہ اعلم

۲۲۔ جلال الدین سیوطی در منثور میں لکھتے ہیں: ابوالاشنخ نے حسن سے تخریج کی، خدا نے مجھے ایسے پیغام پر مأمور فرمایا ہے کہ میر اسینہ تھک ہو رہا ہے، لوگوں کے جھلانے کا ذرخا، خدا نے تهدید فرمائی، ضرور یہو نچاڑو رہ عذاب کروں گا، اس وقت آیہ تملیخ نازل کی۔ (۶)

اور عبد الرحمٰن حمید، ابن جریر اور ابن الجائم اور ابوالاشنخ نے مجاہد سے تخریج کی ہے کہ جب آیہ مبلغ نازل ہوئی تو رسول نے فرمایا: میں اکیلا ہوں لوگوں سے کیسے نپٹ سکوں گا۔ اس وقت آیت اتری: ”اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا رسالت کا کام ہی انجام نہ دیا“، ابن الجائم، ابن الجائم، مردویہ اور ابن عساکرنے

۱۔ مودۃ القرطبی، مودۃ نمبر ۵

۲۔ عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری ج ۸۸، ص ۵۸۲ (ج ۱۸، ص ۲۰۶)

۳۔ الفضول الہمہ ص ۲۷ (ص ۲۲)

۴۔ السائر الداری ج ۲۶، ص ۱۷ (ج ۱۶، ص ۱۹۳)

۵۔ شرح دیوان امیر المؤمنین ص ۲۱۵ (ج ۲۳، ص ۳۰۶)

۶۔ در منثور ج ۲۴، ص ۲۹۸

ابوسید خدری سے اس آیت کے علیٰ کے بارے میں نازل ہونے کی نشان وہی کی ہے کہ آیت یوں اتری تھی: بِنَا إِلَيْهَا الرَّئْسُوْلُ بَلَّغَ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ أَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ لَمْ يَفْعَلْ فَمَا بَلَّغَتْ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَغْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ (۱)

۲۳۔ سید عبدالواہب بخاری آئیہ مودۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: براء بن عاذب نے آیہ بلغ کے سلسلے

میں کہا ہے کہ ”یعنی فضائل علیٰ کی تبلیغ کرو۔“ یہ آیت غدیر خم میں نازل ہوئی تھی، رسول نے اعلان و لایت فرمایا، اس وقت حضرت عمر نے تہذیت پیش کی۔ (۲)

۲۴۔ سید جمال الدین شیرازی نے ایضًا میں۔

۲۵۔ محمد محبوب عالم نے تفسیر شاہی میں۔

۲۶۔ میرزا محمد بدختانی نے مفتاح الجمیل دربارہ علی آیات قرآنی کو احصائے کتاب کا مشکل امر

قرار دیتے ہوئے لب لباب میں اس آیت کی شان نزول غدیر خم قرار دی ہے اور ابن مردویہ، زربن حمیش اور عبد اللہ سے، اور دوسری سند میں ابن مردویہ، ابوسعید خدری سے اور حافظ رسمی کے وہی الفاظ اُنقل کے ہیں جو اوپر ذکر ہوئے۔ (۳)

۲۷۔ قاضی شوکانی نے فتح الغدیر میں ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن عساکر، ابوسعید خدری سے ان

کے الفاظ اُنقل کئے ہیں، دوسری سند میں ابن مردویہ کے الفاظ..... ما انزل اليك من ربك ان

عليها مولى المؤمنين۔ (۴)

۲۸۔ سید شہاب الدین آلوی روح المعانی (۵) میں لکھتے ہیں: شیعوں کا گمان ہے کہ اس آیت

۱۔ تاریخ مدینہ و دمشق (ج ۲ ص ۸۶ / حدیث ۵۸۹)

۲۔ (مانزول من القرآن فی علیٰ ص ۸۶، شمار القلوب ص ۲۳۶ / نمبر ۱۰۶۸)

۳۔ مفتاح الجمیل (ص ۳۶-۳۲-۲۳-۲ باب ۲ فصل ۱۱) ۴۔ فتح القدیر ج ۲ ص ۵۷ (ج ۲ ص ۶۰)

۵۔ آلوی کا کہنا کہ شیعوں کا گمان ہے، محض شیعی روایات کی تخصیص کی بنا پر ہے۔ حالانکہ انہوں نے آگے روایات اہل سنت بھی اس بارے میں نقش کی ہیں۔ شیعوں کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ آیت سے خلاف امیر المؤمنین کا بلغہ ترین افادہ ہوتا ہے، جو شیعی نقطہ نظر کے میں موافق ہے۔ ہم اس سلسلے میں آگے بحث کریں گے۔

میں خلافت علی بن ابی طالب مراد ہے، بات بھی اسی ہی ہے، کئی سندوں میں ابو جعفر اور ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ خدا نے رسول پر وحی نازل فرمائی کہ علی کو اپنا جانشین مقرر کر دیں۔ آپ کا سیدنہ تک ہونے لگا کہ صحابہ کی ایک نوی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے گی، اس وقت خدا نے اس امر کی تقویت کے لئے آیت نازل کی۔ (۱)

ابن عباس کہتے ہیں کہ آیت حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول کو ذرخا کہ لوگ اپنے چجیرے بھائی کی جانبداری کا طعنہ دیں گے، اس لئے خدا نے آیت نازل کی تو رسولؐ نے غدریم میں علیؑ کو بھاٹھوں پر بلند کر کے فرمایا نَسْأَلُ مَنْ يَعْلَمُ الْأَذْيَارَ إِنَّمَا يَعْلَمُ الْأَذْيَارَ مَنْ يَعْلَمُ الْأَذْيَارَ اور پھر سیوطی کا افادہ نقل کیا ہے۔ (۲)

۲۹۔ شیخ سلیمان قدوزی حنفی بیانیق المودة میں اس کی شان نزول میں اعلان والا یت نقل کرتے ہیں۔ (۳) انھوں نے ثعلبی، جموینی، ماکی اور شیخ حجی الدین نووی کے حوالے دئے ہیں۔ (۴)

۳۰۔ شیخ محمد عبدالحصیر منار میں لکھتے ہیں۔ ابن حاتم، ابن مردویہ، ابن عساکر، ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت غدریم میں علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۵)

## دادخن

یہ تھی آیہ تبلیغ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہونے کے سلسلے میں علمائے اہل سنت کے اقوال و احادیث کی مقدور پھر احاطہ بندی۔ آیت کی شان نزول کے سلسلے میں کچھ لوگوں نے دوسرے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ ہماری اطلاع میں اولین شخص طبری ہے جس نے اپنی تفسیر جلد ششم میں ان اقوال کی نشان

۱۔ روح الحکای (ج ۶۷، ص ۳۳۸) (ج ۶۷، ص ۱۹۲)

۲۔ درمنثور (ج ۳۳، ص ۱۱۷)

۳۔ بیانیق المودة ص ۱۲۰ (ج راص، ۱۱، باب ۳۹)

۴۔ الکھف والبیان (تفسیر آیہ ۲۷ سورہ مائدہ) فراندنا سلطین (ج راص، ۱۵۸، حدیث ۱۲۰، باب ۳۲) الفصول المبہہ (ص ۳۲)

۵۔ تفسیر المناج (ج ۶۷، ص ۲۶۳)

وہی کی اور ان کی پیروی میں متاخرین نقل کرتے چلے گئے۔ (۱) چنانچہ خداوندین رازی کی تفسیر میں آیت کی شان نزول کے اقوال کی تعداد ۹ تک پہنچ گئی ہے اور دسوال قول واقعہ غدیر خم قرار پایا۔ (۲) متذکرہ آیت کے سلسلے میں طبری کا دوسرا قول ابن عباس سے مردی ہے، وہ کہتے ہیں: آیت کا مطلب یہ ہے کہ: "إِنَّ كَحْمَتَ أَيَّةً مِمَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَمْ تَبْلُغْ رِسَالَتِي" (یعنی اگر آپ نے نازل شدہ آیت پروردگار کو چھپایا تو گویا کا رسالت ہی انجام نہ دیا)۔ طبری کا یہ قول میرے بیان کردہ شان نزول بروز غدیر خم سے کوئی تضاد نہیں رکھتا۔ خواہ ابن عباس کے آیت کو نکرہ محض تصور کریں یا نکرہ شخص۔ اگر نکرہ شخص فرض کریں تو اس صورت میں چونکہ لفظ مطلق ہر مصدق و موضوع کو شامل ہے اس لئے وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغَتْ رِسَالَتِهُ کا جملہ جس امر کی بجا آوری کا حکم ہو چکا ہے اس کی انجام دہی کے لئے تاکیدی ہو جائے گا اور واقعہ غدیر یہی ایک تاکیدی مصدق ہے۔

دوسراؤل قادة کا ہے، وہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ غنیریب خداوند عالم اپنے رسولؐ کی کفایت کرے گا اور کینہ توزوں اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، یہ قول بھی میرے بیان کردہ مطلب سے متفاہیں، کیوں کہ اس صورت میں خدا نے تبلیغ غدیر کے سلسلے میں دشمنوں کی مکاری اور بد باطنی سے اطمینان و سکون کی فوائد سنائی ہے۔ احادیث کی روشنی میں یہی معنی معین بھی ہوتے ہیں۔

سعید بن جبیر، عبد اللہ بن شیق، محمد بن کعب القرطبی نے جناب عائشہ کا بیان نقل کیا ہے کہ آیت ﴿۱۰﴾<sup>۱</sup> اللہ يعصمه مِنَ النَّاسِ نازل ہونے سے قبل کچھ لوگ رسول خدا کی محافظت فرماتے تھے۔ لیکن اس آیت کے بعد رسولؐ نے مجربے سے سرنکالا اور حافظوں سے فرمایا۔ واپس جاؤ کیوں کہ خدا نے میری محافظت کا ذمہ لے لیا ہے۔ اس قول میں بھی آیت نازل ہونے کے بعد خدا کی محافظت کا ذمہ صرف یہ بتاتا ہے کہ واقعہ غدیر کے بعد جو لوگ آپ کی محافظت کرتے تھے آیت نازل ہونے کے بعد لوگوں کی ریشہ دوائیوں سے مطمئن ہو کر حافظوں کو واپس کر دیا، اس لئے اس آیت کی بیان کردہ شان نزول سے

۱۔ جامع البیان (ج ۱۶ ص ۱۹۸) (ج ۲۶ ص ۳۰۷)

۲۔ تفسیر الکبیر (ج ۱۲ ص ۳۹)

تضاد نہیں ہو سکتا۔ روایات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔

طبری نے ایک سبب اور بھی بیان کیا ہے: رسول خدا جب بھی سفر میں کسی منزل پر قیام فرماتے تو اصحاب کسی سایہ دار درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے یہو نجادیتے۔ ایک بار آپ آرام فرمائے تھے کہ ایک دیہاتی عرب نے تکوار کھینچ کر آپ کو جگایا اور کہا: "اب میرے حملے سے تمھیں کون بچا کئے گا؟" پیغمبر نے اطمینان سے فرمایا: "میرا خدا!" اسی وقت بد و کے ہاتھ کا پنے اور تکوار گرفتی۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ بد و اس غیر متوقع صورت حال سے گھبرا کر اپنا سر درخت سے ٹکرانے لگا۔ اس وقت خدا نے آیت نازل فرمائی: *وَاللَّهُ يَعِصِمُكَ مِنَ النَّاسِ*۔

یہ روایت اوپر کے بیان سے متفاضل ہے۔ کیوں کہ یہ بعید ہے کہ گرد و پیشِ محافظوں کے موجود ہوتے ہوئے کوئی تکوار کھینچ ہوئے آپ تک یہو نجات جائے، اس کے علاوہ روایت سے یہوضاحت ہوتی ہے کہ آیت کلڑے کلڑے نازل ہوئی ہے۔ کیوں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت بد و کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے اور آیت کے اولین حصے سے اس کی کوئی مناسبت نہیں۔ پھر یہ کہ قرآنی اس کے تہارا وی میں ممکن ہے کہ واقعہ غدری کے بعد بد و کا بھی واقعہ پیش آیا ہوا در سادہ لوح راویوں نے اس اتفاقی امر کو آیت کی شان نزول قرار دیا۔ حالانکہ آیت کے نازل ہونے کی اہم ترین وجہ ولایت کبریٰ تھی۔ ورنہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ واقعہ پیش آیا تو یہ ایسا اہم نہ تھا کہ اس پر آیت نازل ہوتی، اس قسم کے دوسرے بھی نظائر نہیں جو غیر اہم ہونے کے باوجود نص ولایت علیٰ سے مشابہت کی وجہ سے سادہ لوحوں کے لئے وہم و مگان کا سبب بن گئے۔

طبری نے ابن حزرج سے روایت کی ہے کہ رسول خدا قریش سے خوفزدہ تھے جب آیت "والله يعصمك من الناس" اتری تو مطمئن ہو کرتیں بار فرمایا: اب جو مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے آئے۔ میں ممکن ہے کہ رسول خدا جس معاملے میں قریش سے خوفزدہ تھے وہ بھی خلافت ہو جیسا کہ روایات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ بنابریں اس روایت سے بھی ہمارا نظر یہ متفاہیں۔ (۱)

طبری نے چار سنوں سے جناب عائشہ کا بیان نقل کیا ہے: ”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ رسول خدا نے قرآن کا کچھ حصہ چھپا لیا ہے اس نے بلاشبہ خدا پر بڑی بہتان طرازی کی کیوں کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے یا ایسا رسول بلغ.....(۱)

حضرت عائشہ کا یہ بیان شان نزول کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ انہوں نے فقط اس آیہ کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ آپ دین کی تبلیغ میں نہایت اہتمام فرمایا کرتے تھے اور کسی آیت کو نظر انداز نہیں کیا، سب کی تبلیغ فرمادی۔ ظاہر ہے کہ ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ تبیت نازل ہونے کے قبل و بعد رسول نے بھرپور طریقے سے دین کی تبلیغ فرمادی۔

تفسیر رازی میں جلد سوم میں آیت نازل ہونے کے دو وجہوں بیان کئے گئے ہیں۔ دسویں قول نص غدیر ہے۔ آٹھواں پیدہ و کادا قعد۔ اندیھہ قریش و یہود و نصاریٰ کو نواں قول قرار دیا ہے، دس سلسلے میں نص غدیر کے سوا جتنے بھی اقوال ہیں ان کی بنیاد مرسل روایات، محبوب راویوں اور ایسکی سندوں پر ہے جن کا تسلیل منقطع ہے۔ (۲) اسی لئے تفسیر نظام الدین نیشابوری میں ان اقوال کو بیان کرتے ہوئے قیل (کہا گیا ہے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور نص غدیر کی روایات کو اولین حیثیت دے کر ابن عباس، براء بن عاذب، ابو سعید خدری اور محمد بن علی سے منسوب کیا ہے۔ (۳) خود طبری کا باخبر قلم ان اقوال کو قطعی نظر انداز کر گیا ہے، اگرچہ انہوں نے حدیث غدیر کو بھی نقل نہیں کیا ہے لیکن ایک مستقل کتاب لکھ کر حدیث ولایت کو ۵۷ طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ اس میں طبری نے آیت کی شان نزول اور اعلان غدیر کو زید بن ارقم سے نقل کیا ہے۔ خود رازی نے بھی تذکرہ و جھوں کو معتبر نہیں سمجھا ہے مگر برداشت طبری نویں وجہ قریش و یہود و نصاریٰ سے خوفزدہ ہونے کو ترجیح دی ہے۔ اس پر ہم آگے بحث کریں گے۔

۱۔ جامع البیان (ج ۶ ص ۳۰۸)

۲۔ الشیر الکبیر (ص ۲۳۵، ۲۴۳) (ج ۱۲ ص ۲۹)

۳۔ غرائب القرآن (ج ۶ ص ۱۹۳)

ہنا بریں دس متذکرہ وجوہوں میں نص غدیر کے علاوہ تمام و جہیں غیر معتبر قرار پاتی ہیں اور چونکہ حدیث غدیر کی تائید طبری، ابن الجائم، ابن مردویہ، ابن عساکر، ابو فیض، ابو حاتم الخبی، واحدی، بختانی، حسکانی، نظری رعنی جیسے علماء و مفسرین نے متواتر و مسلسل سندوں کے ساتھ کی ہے اس لئے اس کی برابری وہ اقوال نہیں کر سکتے۔ ان جلیل القدر علماء کی تصدیق کے بعد دوسرے وہم و مگان کی اہمیت ہی کیا ہے؟ پھر یہ کہ ان اقوال میں بناوٹ صاف جملک رہی ہے کیوں کہ آیت کے سیاق و شان نزول میں کوئی مناسبت نہیں۔ لہذا العینیں کہ وہ نہ اقوال تفسیر بالارائے یا بغیر دلیل کا احسان فرضی ہوں۔ یا پھر ان اقوال کا مقصد یہ ہو کہ حدیث غدیر کو بہم بنانے کے لئے الم علم با توں کا ذہیر لگا کر ولایت کبریٰ کی بات بہم بنا دی جائے حالانکہ خداوند عالم نے اپنے نور کو تمام کرنے کا تہبیہ کر رکھا ہے۔

امام رازی نے آئیہ بلغ کی شان نزول کے سلسلے میں دس و جہیں لکھ کر کہا ہے: ”جاننا چاہیے کہ اس سلسلے میں روایات بہت زیادہ ہیں لیکن بہتر ہی ہے کہ مدلول آیت کو اس پر محول کیا جائے کہ خداوند عالم نے یہود و نصاریٰ کی مکاریوں سے مطمئن فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ بے خوف اپنی تبلیغ فرمائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آیت کے قبل و بعد یہود و نصاریٰ ہی کی بات کی گئی ہے اس لئے اس آیت کو بھی انھیں سے متعلق سمجھنا مناسب ہو گا ورنہ قبل و بعد کے مطالب غیر مر بوط ہو جائیں گے۔“ (۱)

آپ ملاحظہ فرمار ہے ہوں گے کہ متذکرہ وجہ کو ترجیح دینا محض استنباطی حیثیت سے ہے، ورنہ سیاق آیت کی رعایت پر کوئی روایتی سندنہیں پیش کی گئی ہے۔ اور ہمیں بخوبی یہ بات معلوم ہے کہ آیات کی ترتیب نزولی اعتبار سے نہیں ہے، پھر اس کے بعد سیاق آیت کی گہار پیٹا کوئی اہمیت نہیں رکھتا، دوسرے یہ کہ سورتوں کی ترتیب بھی نزول سے مخالف ہے۔ ملکی آیات مدنی سورتوں میں ہیں۔ سیوطی نے اتقان میں صراحةً کی ہے کہ:

اس اجماع اور ان مترادف نصوص کا بیان، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آیات کی ترتیب بلاشبہ تو قبیل (یعنی رسول خدا کی ہدایت کے مطابق) ہے۔ بہت سے علماء نے اس امر پر اجماع نقل کیا ہے۔ (۲)

مخملہ ان کے زرکشی نے کتاب البرہان میں۔ (۱) ابو جعفر بن زیر نے اپنی کتاب مناسبات میں اس اجماع کی صراحة ان الفاظ میں بیان کی ہے ”آتوں کی ترتیب اپنی اپنی سورتوں میں رسول خدا کی توقیف (ہدایت وامر) کے مطابق ہوئی ہے اور اس محاصلے میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے“، اور اس کے بعد علماء کے نصوص بیان کئے ہیں کہ رسول نے اپنے اصحاب کو تلقین فرمائی کہ موجودہ مصحف کے مطابق حسب ہدایت جبریل ترتیب دیں۔ اس آیت کو فلاں آیت کے بعد رکھیں۔۔۔

طبعی صورت حال کا تقاضا ہے کہ رسول خدا کو یہود و نصاری کا خوف بعثت کے ابتدائی دنوں میں ہوگا۔ اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ بھرت کے بعد بھی خوف تھا تو لازمی طور سے ابتدائے ایام میں ہوگا آخري ایام میں تو سلطنتیں لرز رہی تھیں، قومیں لرزہ بر انداز تھیں۔ فتح خیر کے بعد نبی قریظہ و بنی نصیر کا استیصال ہو چکا تھا، ان کی ساری اکڑ ختم ہو چکی تھی، چاروں ناچار اطاعت تسلیم کر چکے تھے۔ اس درمیان جب جہاد الوداع واقع ہو چکا تھا جس میں آیت متذکرہ نازل ہوئی تھی۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بہت سی احادیث نقل کی گیکیں۔ قرطبی نے سورہ مائدہ کے مدینی ہونے کی شاندیہ کی ہے۔ پھر وہ نقاش کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیبیہ کے سال ۶۲ھ میں نازل ہوئی اور اسی کے بعد ابن عربی کی تردید نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے کسی مسلمان کو یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ آگے کہتے ہیں کہ اس سورے کا بعض حصہ جہاد الوداع میں نازل ہوا اور بعض حصہ فتح مکہ کے موقع پر۔ اور یہ آیت ہے: لا یحرومك شنان قوم..... اور بھرت کے بعد تمام نازل شدہ آیات مدینی ہیں خواہ مدینہ میں نازل ہوئی ہوں یا حالت سفر میں اور کم وہ آیات ہیں جو بھرت کے قبل نازل ہوئیں۔ (۲)

سیوطی نے اتفاق میں محمد بن کعب کی سند سے ابو عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورہ مائدہ جہاد الوداع میں مکہ و مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔ (۳) فضائل القرآن (ابن خلیل) میں ہے کہ قرآن کی اولین آیت اقراءِ ایامِ ربک ..... پھر مزل ..... گنا تے ہوئے فتح پھر مائدہ پھر رأۃ کی شاندیہ کر کے کہا ہے کہ قرآن کا

۱۔ تفسیر البرہان (ج راص ۶۲۰)

۲۔ الجامع لاحکام القرآن (ج راص ۳۰۰) (ج راص ۲۲)، (تفسیر الخازن (ج راص ۲۲۹))

۳۔ الاتفاق فی علوم القرآن (ج راص ۲۰۰) (ج راص ۵۲۶)

آخری سورہ مائدہ ہے۔ (۱)

تفسیر ابن کثیر میں ہے: آخری سورہ مائدہ ونصر ہے اور احمد، حاکم اور نسائی کا قول نقل کیا ہے کہ آخری سورہ مائدہ ہے۔ (۲)

ان تمام باتوں کی روشنی میں تفسیر قرطبی کی اس روایت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے جسے سیوطی نے باب القول میں بطریق ابن مردویہ و طبرانی نقل کیا ہے، وہ ابن عباس کا بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب روزانہ نبی ہاشم کے جوانوں کو رسولنا کی محافظت کے لئے متعین فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ آیت ”وَاللَّهُ يَعْصِمُكُمْ مِنَ النَّاسِ“ نازل ہوئی تو ابوطالب نے محافظ متعین کرنا چاہا تو رسول نے فرمایا: ”پچا جان! خداوند عالم نے جن و انس سے محافظت کا بھر پور ذمہ لے لیا ہے“ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت کی ہے۔ حالانکہ ہم نے روایات و احادیث کا انبار لگا دیا ہے کہ یہ آیت جس الوداع کے موقع پر اجھا طور سے نازل ہوئی۔ (۳)

## ذیلی بحث

تفسیر قرطبی میں ”یا ایلہا الرَّسُولُ بَلَغَ“ کے ذیل میں افادہ کیا گیا ہے کہ یہ رسول خدا کو اور جملہ ازباب علم کو تادیب ہے کہ وہ امور شریعت میں کچھ بھی چھپائیں نہیں۔ حالانکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ رسول خدا نے وحی الہی کا ذرا بھی حصہ چھپا یا نہیں۔ (۴)

صحیح مسلم میں جناب عائشہ کی روایت ہے:

”جو بھی تم سے کہے کہ رسول خدا نے وحی الہی میں سے کچھ بھی چھپایا ہے وہ یقیناً جھوٹ بولا، کیوں کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ یا ایلہا الرَّسُولُ بَلَغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ اور خدا

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۲۲

۲۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲

۳۔ الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۲۳ (ج ۶ ص ۱۵۸)؛ باب القول ص ۲۷ (ص ۸۳)

۴۔ الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۲۲ (ج ۶ ص ۱۵۷)

شیعوں کا ستیناں مارے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے وحی الہی کی بعض ضروری چیزیں چھپائی تھیں۔ (۱)

اسی طرح قسطلانی فتح الباری میں افترا پردازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

”شیعوں کا نظریہ ہے کہ رسول خدا نے بر ستمل تقیہ کچھ با تمیں چھپائی تھیں۔“ (۲)

کاش ان دونوں نے اس افترا پردازی کا کوئی سراج ہی بتایا ہوتا کہ کس شیعہ عالم کا نظریہ ہے، کس کتاب میں لکھا ہے، کس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے، ان دونوں کو کہیں بھی سراج نہیں مل سکتا۔ یہ دونوں اس بھرے میں ہیں کہ جو کچھ ہم لکھ ماریں گے مان ہی لیا جائے گا، یا یہ سمجھتے ہیں کہ شیعوں کے پاس اعتقادی کتابیں نہیں ہیں، یا یہ سمجھتے ہیں کہ بعد کی نسلوں میں ان کی یادوں گوئیوں کا محاسبہ کرنے والے پیدا نہ ہوں گے، انھیں دونوں کی بات نہیں۔ اس قسم کے کینہ تو ز قلم کاروں کی اچھی خاصی تعداد ہے جو غلط اور مہمل افترا پردازوں کے ذہیر لگا کے جاہل عوام کے احساسات کو بھڑکاتے ہے تاکہ افتراق بین اسلامیین کی فضاسازگار رہے، اس روئیے نے بے دریغ ایسے لوگوں کی تحریک تیار کر دی ہے جو شیعوں کی طرف بے بنیاد با تمیں منسوب کرتی رہتی ہے۔

شیعہ ہرگز ایسی جسارت نہیں کر سکتے کہ سرکار رسالت کی شان میں اسی بات منسوب کریں اور جو کچھ آپ پر تبلیغ و اجتباق تھی اس کے چھپانے کا عقیدہ رکھیں۔ آپ نے تبلیغی ذمہ داریوں کو زمانی و مکانی تقاضوں کے لحاظ سے بھر پور طریقے پر ادا فرمایا۔

بندہ اگر یہ دونوں مفسر خود اپنے جرگے کے مفروضوں کے نظریاتی پلنڈوں پر نظر ڈال لیتے جو اس آیت کے سلسلے میں دس اقوال پر مشتمل ہیں تو ان کی یہ ہم نہ ہوتی۔

کوئی کہتا ہے کہ آئیے تبلیغ جہاد کے بارے میں نازل ہوتی ہے ”کیوں کہ رسول خدا منافقین سے جگ کرنے میں پچکوار ہے تھے۔؟“

۱۔ صحیح مسلم (ج راص، حدیث ۲۰۸۷، حدیث ۲۸۷ کتاب الایمان)

۲۔ ارشادی الساری لشرح صحیح البخاری ج راص، حدیث ۱۰۱ (ج راص، حدیث ۲۱۰)

دوسرے صاحب ہاکِ لگاتے ہیں: ”جس وقت رسول خدا نے موسیوں کے خداویں کی نعمت میں سکوت فرمایا تو یہ آیت اتری“

تیسرا صاحب چلائے: ”رسول خدا نے آئی تحریر کو اپنی ازواج سے چھپایا تو یہ آیت اتری۔“  
اس بحث میں آپ نے بعض مفروضوں کا نقطہ نظر دیکھ لیا کہ رسول خدا اپنی ذمہ داریوں سے بچکا رہے تھا اس لئے یہ آیت اتری، تو بہ کچھے...! اس قسم کی باقیں تقدیس نبوت کے خلاف ہیں۔  
یہ تقویٰ شعراوں کے لئے صحیح ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ جھلانے والے

ہیں۔

## امال دین

بروز عید غدیر حضرت امیر المؤمنین کی شان میں ﴿ الیوم اکملت لکھم دینکم ھے بھی نازل ہوئی۔ عالم طور سے تمام شیعہ بغیر استثنائی اس بات پر تتفق ہیں کہ یہ آئیہ کریمہ نص نجدیہ سے متعلق نازل ہوئی ہے۔ رسول خدا نے ولایت امیر المؤمنین کا اعلان اس طرح واضح اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ تمام صحابہ و عام عرب نے پوی طرح سمجھ لیا اور جس نے بھی سمجھا اس اعلان سے استدلال و احتجاج کیا۔ اہل سنت کے بہت سے علماء و محدثین و حفاظ نے شیعوں کے اس نظریہ سے اتفاق کیا ہے۔ یہ ایسی معتبر حقیقت ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں ان تمام محدثین و مفسرین کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی یا بیاسی دن سے زیادہ رسول خدا نہ نہیں رہے۔ (۱)

ابوالسود نے مطبوع بر حاشیہ تفسیر رازی میں اس مدت کی تعین کی ہے۔ (۲) جن موسمین اہل سنت نے ذکر کیا ہے کہ وفات تفسیر ۱۲ اربیع الاول کو ہوئی انہوں نے روز غدیر اور روز وفات تفسیر میں ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے لیکن تسامح کے باوجود حقیقت سے قریب ہے۔ (۳) بخلاف اس کے جن لوگوں نے اس آیت کو عرف کے دن نازل ہونے کی بات کہی ہے مثلاً بخاری و مسلم۔ اس میں کئی دن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ (۴)

۱۔ اثیر الکیرج ر ۳۹ ص ۵۲۹ (ج ۱۱ ص ۱۳۹)

۲۔ ارشاد اعقل اسلام الی مزیۃ القرآن الکریم ج ر ۳۳ ص ۵۲۳ مطبوع بر حاشیہ۔ تفسیر رازی (ج ر ۳۳ ص ۷)

۳۔ تاریخ کامل ج ۲ ص ۱۳۳ (ج ۱۱ ص ۹ حادثہ الہ)۔ مقریزی کی الاتصال ص ۵۲۸، البدریۃ والتهابیہ ج ۶ ص ۳۳۲ (ج ۷ ص ۳۶۵ حادثہ الہ)۔ البیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۳۸۲ (ج ۳ ص ۳۵۳)

۴۔ صحیح بخاری ج ۱۱ ص ۱۶۰۰ حدیث ۳۱۲۵؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵ حدیث ۳ کتاب التفسیر

اس کے علاوہ بہت سے اقوال بھی تائید کرتے ہیں کہ یہ آیت غدر یعنی میں نازل ہوئی اس دعوے سے مربوط روایات یہ ہیں:

- ۱۔ حافظ ابو جعفر ابن جریر طبری کتاب الولاية میں زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت بروز غدر یعنی امیر المؤمنین کی شان میں نازل ہوئی۔
- ۲۔ حافظ بن مردویہ بطريق ہارون عبدی، ابو سعید خدری اور ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت بروز غدر ۱۸ ارذی الحجۃ جمعۃ الدواع کے سال نازل ہوئی جب رسول خدا نے اعلان ولایت فرمایا۔ ابن مردویہ کی نشاندہی کا تذکرہ سیوطی نے درمنثور، بدخشی نے مفتاح الجواہر قطفی نے الفرقۃ الناجیہ میں کیا ہے۔ (۱)

۳۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی نے ”ما نزل من القرآن فی علی“ میں محمد بن احمد مقلد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، یحییٰ حتانی، قیس بن ریق، ابو ہارون عبدی سے ابو سعید خدری کی روایت لکھی ہے کہ پیغمبر نے غدر یعنی میں درخت کے نیچے جماڑ و دلوائی، پنجشنبہ کا دن تھا۔ پھر علی کا بازو پکڑ کر اس قدر بلند فرمایا کہ سفیدی بغل نمایاں ہو گئی۔ ابھی مجمع متفرق بھی نہ ہوا تھا کہ آئیے اکمال اتری۔ اس وقت رسول خدا نے فرمایا: خدا کی شان۔ خدا نے دین کامل فرمایا، نعمت تمام کی اور میری رسالت علیؑ کی ولایت سے راضی و خوشنود ہوا۔ اس کے بعد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ خدا یا! اس کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھ، اس کے مددگار کا ناصر بن اور اسے چھوڑنے والے کو چھوڑ دے۔ حتان نے اجازت مانگی کہ کچھ اشعار پڑھوں گا۔ رسول خدا نے فرمایا: پڑھو! خدا کی برکت سے۔ حتان نے کھڑے ہو کر کہا: اے بزرگان قریش! میں اعلان ولایت کی پیروی میں کچھ اشعار سنانا چاہتا ہوں پھر چھشم پڑھے۔

اس کے بعد نبیؐ نے غدر یعنی میں ان لوگوں کو آواز دی۔ اور رسول سے زیادہ کس کی بات لائق ساعت ہے پوچھا: تم حمارا ولی اور مولی کون ہے۔؟ سب نے بے وظہ ک کہہ دیا: آپ کا خدا میرا مولا اور

۱۔ درمنثور ح ر ۲۵۹، زارخ بغداد (ج ر ۸ ص ۲۹۰، نمبر ۲۲۳۹۲)، تاریخ مدینہ و مشق ح ر ۱۴ ص ۲۳۵، الاقان، ح ر ۱۶ ص ۵۳ (ج ر ۱۶ ص ۳۳) باب ۲ فصل ۱۱

آپ ہمارے ولی ہیں، آپ ہمیں اس اقرار ولایت میں گھنہ کار نہیں پائیں گے۔ اس وقت رسول نے علی سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔ تھیں میں نے اپنے بعد لوگوں کا امام وہادی بناتا پسند کیا، جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، اب تم لوگ چے دل سے ان کی ولایت کا اقرار کرو۔ اور دعا فرمائی: خدا یا! اس کے دوست کو دوست اور اس سے لفظ و عناء رکھنے والے کو دشمن رکھ۔ (۱) ان الفاظ کی روایت سعیم بن قیس ہلالی نے بھی کی ہے۔ (۲)

۳۔ حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے تاریخ میں دو سندوں سے اس کی روایت کی ہے، پہلی سند عبد اللہ بن علی بشران، حافظ دارقطنی، جبوون خلال، علی بن سعید رملی، جزء، ابن شوذب، مطر دراق، ابن حوشب اور ابو ہریرہ ہیں۔ (۳)

دوسری سند میں احمد بن عبد اللہ نیری، علی بن سعید، ضمرہ، ابن شوذب، مطر، ابن حوشب، ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص اخبارہ ذی الحجہ کو روزہ رکھے خدا اسے سائچہ مہینوں کے روزوں کا ثواب عطا کرے گا، اور وہ روز غدریم ہے جب رسول نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں تمہارے نقویں پر تم سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں؟ سب کے اقرار کے بعد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اس وقت حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: ”مبارک ہواے ابوطالب کے فرزند! آپ میرے اور رہنماء مسلمانوں کے مولا ہو گئے۔“

اس کے بعد خدا نے آیے اکمال دین نازل فرمائی۔

۵۔ حافظ ابو سعید جحتیانی کتاب الاولیۃ میں ابو سعید خدری کا بیان نقش کرتے ہیں جس میں غدریم کے اجتماع اور کائنوں کی صفاتی کی تفصیل ہے۔

۶۔ ابو الحسن ابن مغازی نے مناقب میں اپنی سند سے۔ (۴)

۱۔ نازل من القرآن فی علی (ص ر ۵۶)

۲۔ کتاب سعیم بن قیس (ج ر ۲ ص ر ۸۲۸ حدیث ۳۹۰)

۳۔ تاریخ بغداد ص ر ۲۹۰

۴۔ مناقب ابن مغازی (ص ر ۱۸۱ حدیث ۲۲)

۷۔ حافظ ابو القاسم حکانی۔ (۱)

۸۔ حافظ ابن عساکر بطریق ابن مردویہ۔ (۲)

۹۔ اخطب الخطباء خوارزمی نے مناقب میں یہی تفصیل نقل کی ہے۔ رسول خدا کا غدریم میں بلانا درختوں کے نیچے صفائی، جھرات کا دن، علی کو اس قدر بلند فرمایا کہ سفیدی بغل نمایاں ہو گئی۔ ابھی لوگ متفرق ہجی نہ ہوئے تھے کہ آئیہ ﴿الیوم اکملت لكم دینکم﴾ نازل ہوئی۔ اسی مناقب میں حافظ یعنی کامتن نقل کیا گیا ہے۔ (۳)

۱۰۔ ابوالفتح نظری نے خصائص علویہ میں ابوسعید خدری۔ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے ارشادات نقل کئے ہیں۔ امام جعفر صادق اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ آج میں نے دین کامل کر دیا ہا فظان دین کو تعمین کرنے کی وجہ سے اور ہماری ولایت کی وجہ سے تم پر نعمت تمام کر دی اور ہمارے احکام پر سرتسلیم خم کرنے کی وجہ سے دین اسلام سے راضی ہوا۔

۱۱۔ ابوحامد سعد الدین صالحانی۔ شہاب الدین احمد توضیح الدلائل میں مجاهد کی روایت کے ذریعے آئیہ آکمال کو غدریم میں نازل ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کی روایت صالحانی نے کی ہے۔

۱۲۔ ابوالمظفر سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں خطیب بغدادی و دارقطنی کی روایت نقل کی ہے۔ (۴)

۱۳۔ جوینی نے فراند میں دو سنوں سے اس کی نشاندہی کی ہے۔ (۵)

۱۴۔ عمال الدین ابن کثیر دمشقی نے اپنی تفسیر میں ابن مردویہ کے طریق سے ابن سعید خدری اور اپنی تاریخ میں بطریق خطیب بغدادی ابو ہریرہ کی روایت میں اس آیت کے غدریم میں نازل ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ (۶)

۱۵۔ جلال الدین سیوطی نے درمنثور میں ابن مردویہ۔ خطیب، ابن عساکر کے طریق سے ابن

۱۔ شوہید المتریل (ج راص ۲۰۱ حدیث ۲۱۱) ۲۔ درمنثور ج ۲ ص ۲۵۹ (ج ۳ ص ۱۹)

۳۔ مناقب خوارزمی ص ۸۰ (ص ۱۳۵ حدیث ۱۵۲)، ص ۹۲ (ص ۱۵۶ حدیث ۱۸۲)

۴۔ تذکرۃ المؤمنین (ج راص ۲۷۲ حدیث ۳۷۹ باب ۱۲)

۵۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳؛ البرایۃ والتهابیہ ج ۵ ص ۲۱۰ (ج ۵ ص ۲۲۳ حادیث ۱۰۰)

مردویہ کے الفاظ نقل کئے ہیں (۱) اور انقان میں سفری آیات گناتے ہوئے آیے اکمال کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت عمر کی روایت ہے کہ روز عرفہ بروز جمعہ نازل ہوئی لیکن ابوسعید خدری اور ابوہریرہ کی روایت ہے کہ یہ آیت بروز غدیر خم نازل ہوئی جب رسول خدا آخری حج سے پلٹ رہے تھے۔ لیکن یہ دونوں صحیح نہیں ہیں۔ (۲)

### ہمارا نقطہ نظر

اگر ان کی مراد عدم صحت سے سند روایت ہے تو ابوہریرہ کی اس روایت کو اساتذہ فن نے صحیح کہا ہے اور اس کے راویوں کی توثیق کی گئی ہے، ہم آگے اس پر مفصل بحث کریں گے اور ابوسعید خدری میں بھی بے شمار طرق ہیں جس کا تذکرہ حموینی نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ روایت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری ہی سے مخصوص نہیں بلکہ گزشتہ صفات میں بتایا گیا ہے کہ جابر، مجاهد، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے بھی مردی ہے۔ خود سیوطی کی صراحت ہے کہ اسے خطیب، ابن عساکر کے علاوہ دوسرے محدثین و مفسرین، جن میں حاکم، نیقی، ابن شیبہ، دارقطنی اور ولیمی جیسے دانشوروں نے بغیر اعتراض کے اس کی تخریج کی ہے۔ اور اگر عدم صحت سے مراد شان نزوں کا تعارض روایات ہے تو اس صورت میں سیوطی کے لئے مکمل جانبدارانہ فیصلہ مناسب نہ تھا۔ کیوں کہ معارض روایت پر کھنے کے اصول متعین ہیں، خاص طور سے اس وقت جب کہ جمع کی صورت بھی متوقع ہو۔ مثلاً آیت کے دوبارہ نازل ہونے کا احتمال اجسیا کہ جو زی کا آیے بسم اللہ کے سلسلے میں میں قول ہے کہ ایک بار کہ میں دوسری بار مدینہ میں نازل ہوئی۔ (۳) علاوہ ازیں اس آیت کے غدیر خم میں نازل ہونے کا ثبوت رازی اور ابوال سعود کے اشاریہ میں ہے کہ رسول خدا اس کے بعد اکیاسی یا پیاسی دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے۔ دراصل سیوطی نے اس بارے میں ابن کثیر کی پیروی کی ہے۔ (۴) وہ دونوں کوڈ کر کے کہتا ہے کہ نہیں صحیح ہے نہ وہ صحیح ہے پہل کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے۔

۱۔ درمنثور ج ر ۲۵۹ (ج ر ۲۳ ص ۱۹) ۲۔ الاقان فی علوم القرآن ج ر ۳۱ (ج ر ۳ ص ۵۳)

۳۔ تذکرۃ الخواص ص ۱۸ (ص ۳) ۴۔ تفسیر ابن کثیر ج ر ۲۵ ص ۱۷

۱۶۔ میرزادخشی نے مقام الحجہ میں ابن مردویہ کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ (۱) ان تمام دلائل و آثار کے بعد را آلوی کا شکوف بھی ملاحظہ فرمائے۔ وہ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ شیعوں نے ابوسعید خدری سے روایت کا اخراج کیا ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں اعلان ولایت علی کے بعد نازل ہوئی۔ اس وقت رسول خدا نے فرمایا اللہ اکبر (خدا کی شان) کہ اس نے دین کامل کیا، بعثت تمام کی اور علی کی ولایت سے خوشود ہوا۔ (۲) یہ افترا پر دعا اور روایت کی رکا کت ابتدائے امری سے ظاہر ہے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ آلوی کو ان تمام روایات کی خبر نہ ہو گی اور محض اپنی جہالت کی وجہ سے اس خبر کو شیعوں سے منسوب کر بیٹھے ہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ محض عناوی وجہ سے اس واضح حقیقت کو نظر انداز کر رہے ہیں کیا اہل سنت کی اس قدر تصریحات کے بعد اس فتنہ انگلیزی کی گنجائش تھی۔؟ کیا کوئی ایسا نہیں جوان گدھوں سے سوال کرے کہ اتنے مفسرین، محدثین و مورخین حنفیوں نے اس آیت کے غدیر خم میں نازل ہونے کا اقرار کیا ہے بھی شیعہ ہیں؟ جس کا سلسلہ ابو ہریرہ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ تک منتسب ہوتا ہے اسے صرف ابوسعید خدری تک ہی محدود کیوں کیا؟

کوئی پوچھے اس مزموں رکا کت اور شیعوں کی بنائی ہوئی حدیث کا سراکھاں سے ہاتھ آگیا، کیا متذکرہ روایات میں کہیں ابہام کا شائہ ہے؟ کہیں یہ تمہارے ذہن و دماغ کی چیجیدگی یا رکا کت تو نہیں جو تمہارے اسلوب میں ڈھل گئی ہے۔ اس حدیث میں کہیں بھی ترکیبی تنافر، معنوی سقم یا تکلف نہیں پایا جاتا۔ بات صرف یہ ہے کہ وہ تمام روایات جن میں حضرت علی کی فضیلت پائی جائے وہ آلوی اور اس کے جرگے کے عقیدہ و نظر میں رلیک ہے۔ کاش ہمیں معلوم ہو سکتا کہ شیعہ اگر صحیح روایات نقل کریں اور اہل سنت بھی اس کی تائید کریں تو اس میں شیعوں کا کون سا گناہ ہے کہ عناوی پرست ناصی ایسی لپر بات کہنے پر آمادہ ہو جائے۔ ہم بیہاں اس کی کتاب کے لپر مندرجات کے چیزیزے اڑا سکتے تھے لیکن باوقار طور پر نظر انداز کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں یہ تو ایک نصیحت ہے، اب جس کا جی چاہے مانے اور یہ لوگ کوئی سبق حاصل نہ کریں گے مگر یہ کہ اللہ ایسا چاہے۔

## عذاب واقع

غدیر خم سے متعلق آیات میں سورہ معارج کی یہ آیتیں بھی شامل ہیں: ﴿ سال سائل بعد اب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذی المعارض ﴾ ”ما نگئے والے نے نوٹ پڑنے والا عذاب مانگا، کافروں کے لئے اسے کوئی بھی دفع کرنے والا نہیں ہے، اس خدا کی طرف سے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ ”

شیعوں کے ساتھ اہل سنت کے مندرجہ ذیل علماء نے اپنی تفسیر و حدیث کی کتابوں میں ثبت و ضبط کیا ہے۔

**۱۔ حافظ ابو عبیدہ ہروی** (متوفی مکہ ۲۲۳-۲۲۲) نے اپنی تفسیر غریب القرآن میں روایت کی ہے کہ جب اعلان ولایت غدیر دور راز علائقوں میں مشہور ہوا تو جابر بن نصر بن حارث بن کلدہ عبدالری (۱) آیا اور کہنے لگا:۔ اے محمد! آپ نے ہمیں کلمہ پڑھنے، نماز روزہ، حج و زکوٰۃ بجا لانے کا حکم دیا ہم نے مان لیا۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کی اور اپنے چھپرے بھائی کا بازو پکڑ کر بلند کیا اور انہیں ہمارے اوپر فضیلت دیکر ان کی ولایت کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان خدا کی جانب سے ہے یا آپ کی جانب سے؟

رسول خدا نے فرمایا: قسم ہے اس خدا کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ امر خدا کی جانب سے ہے یہ سن کر وہ شخص اپنی سواری کی طرف یہ کہتا ہوا امڑ گیا کہ اے خدا! جو کچھ محمد کہہ رہے ہیں اگر یہ حق ہے

۱۔ آئے شعبی کی روایت میں ہے کہ علماء کا مستنقڈ فصل ہے کہ اس کا نام حارث ابن نعمان فہری تھا۔ عبید نہیں ہے کہ متذکرہ روایت میں جابر ابن نصر بھی صحیح ہو کیونکہ علی نے حکم رسول اُس کے باپ کو بدر کبری میں قتل کیا تھا۔ چونکہ اس وقت تک جاہل عصیت اور کینہ سے معمور تھے اس لئے اس اعلان کو سن کر اس کی آتش حدمہڑک آئی اور وہ گستاخی پر آمادہ ہو گیا۔

تو میرے اوپر آسان سے پھر کی بارش یا کوئی دردناک عذاب بیچج دے۔ ابھی وہ اپنی سواری تک بھی نہیں پہنچا تھا کی فراز آسان سے ایک پھر اس کے سر پر گرا اور نچلے حصے سے نکل گیا۔ وہ ہلاک ہوا اور خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۔ ابو بکر نقاش موصیٰ بغدادی نے تفسیر شفاعة الصدور میں مندرجہ کردہ روایت نقل کی ہے فرق صرف یہ ہے کہ بجائے جابر ابن نصر کے حارث ابن نعمان فہری لکھا ہے۔ چنانچہ آگے ٹھلبی کی روایت میں بیان ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ صحیح ان کی اپنی ہے۔

۳۔ ابو الحسن علی بن تفسیر الحنفی والبیان میں لکھتے ہیں: سفیان ابن عینیہ سے کسی (۱) نے پوچھا کہ یہ آیت ۶ سال سائل بعذاب واقع ہے کس کے متعلق نازل ہوئی ہے؟

انہوں نے کہا: تم نے ایسی بات پوچھی ہے کہ آج تک کسی نے نہیں پوچھی۔ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی، ان سے حضرت جعفر بن محمد نے اپنے آباء کرام سے کہ جب رسول خدا نے لوگوں کو غدرِ خم میں جمع کر کے اعلان و لایت علی فرمایا تو یہ خبر دوسرے شہروں اور دور دور از علاقوں میں مشہور ہوئی اور رحارت ابن نعمان فہری کے کافنوں میں بھی پڑی۔ وہ خدمت رسول میں ناقہ پر سوار ہو کر ان طبق (۲) تک آیا، ناقہ سے اتر اور اسے باندھ کر خدمت رسول خدا میں آیا اور کہنے لگا: اے محمد! آپ نے خدا کی طرف سے حکم دیا کہ ہم تو حیدر خداوندی اور آپ کی رسالت کی گواہی دیں ہم نے مان لیا، آپ نے نماز روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہم نے مان لیا آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا اور اپنے چچیرے بھائی کو بازوں پر بلند کر کے ہمارے اوپر برتری دیدی اور ان کی ولایت کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان شخصی حیثیت سے آپ کی طرف سے ہے یاد کی طرف سے؟

حضرت نے فرمایا: اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اعلان خدا کی طرف سے تھا۔ یہ سن کر حارث اپنی سواری کی طرف یہ کہتا ہوا مژگیا: خدا یا! جو کچھ محمد نے کہا ہے اگر یہ حق ہے تو

۱۔ فرات بن ابراہیم کوئی کی تفسیر میں ۱۹۰، اور کراچی کی کنز الفوائد میں ہے کہ پوچھنے والے شخص کا نام ”حسین بن محمد خارقی“ تھا۔  
۲۔ اپنے کے متعلق تفصیلی بحث آئے گی۔

آسمان سے میرے اوپر پھر برسادے یا کوئی دردناک عذاب ہمچند ہے۔ ابھی وہ سواری تک بھی نہیں ہیوں نچا تھا کہ آسمان سے اس کے اوپر پھر گرا جو سر سے ہوتا ہوا نچلے ہے سے نکل گیا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت (مسال مسائل) نازل فرمائی۔ (۱)

۳۔ حاکم حکانی نے ”دعاۃ الہدایۃ الی اداء حق المولاة“ میں روایت کی ہے۔ ان کی سند میں ابو بکر ابن محمد صید لانی، ابو محمد عبد اللہ ابن احمد جعفر شیابی، عبدالرحمٰن بن حسین اسدی، ابراہیم ابن حسین کسائی، فضل ابن دکین، سفیان ابن سعید ثوری، متصور، ربیع، حذیفہ بن یمانی سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اس کے یہی مولا ہیں۔ نعیان ابن منذر فہری (نام میں تصحیف ہے) نے کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ آپ کی طرف سے ہے یا حکم خدا ہے۔ بقیہ تمام تفصیل۔ (۲)

ایک دوسری سند میں ابو عبد اللہ شیرازی، ابو بکر جرجانی، ابو احمد بصری، محمد ابن اہل، زید ابن اسماں، محمد ابن الجوب و اسطلی، سفیان ابن عینیہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے اس میں نعمان ابن حارث فہری کا نام ہے۔ (۳)

۴۔ ابو بکر تجھی قرطی سورہ معارج کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں جب رسول اللہ نے اعلان ولایت فرمایا تو نظر ابن حارث (۴) آپ سے کہنے لگا اور تمام متذکرہ تفصیل مندرج ہے۔ (۵)

۵۔ شمس الدین المظفر سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں ظہبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب اعلان

۱۔ تفسیر سورہ معارج آپ۔ ۲۔

۲۔ (حاکم حکانی نے شاہد المتریل بح ۲۸۳ ص ۳۸۳ نمبر ۱۰۳۲ میں بھی ابن دیزل سے اس کی روایت کی ہے)

۳۔ (حاکم حکانی نے شاہد المتریل بح ۲۸۳ ص ۳۸۳ نمبر ۱۰۳۲ میں بھی اس کو نقل کیا ہے)

۴۔ اس کا نام نظر ابن حارث بن کلده بن مناف بن کلدہ ارتحا۔ اس روایت میں اسٹباہ ہوا ہے کہ کیونکہ جنگ بر کبری میں قید ہوا تھا اور شدید عذات کی بنا پر رسول خدا نے اس کو قتل کا حکم دیا تھا۔ امیر المؤمنین نے اسے ہاتھ پر باندھ کر قتل کر دیا تھا۔ بیرہ بن ہشام بح ۲۸۶ ص ۲۹۸ (بح ۲۸۶ ص ۲۹۸) طبری بح ۲۸۶ ص ۲۵۹ (بح ۲۸۶ ص ۲۵۹) تاریخ یعقوبی بح ۲۸۶ ص ۲۹۸ (بح ۲۸۶ ص ۲۹۸)۔

۵۔ تفسیر قرطی بح ۱۸۱ ص ۱۸۱، پورا واقعہ بح ۱۸۱ ص ۲۷۸ پر تحریر کیا ہے

ولادت کی شہرت ہوئی تو حارث ابن نعمن فہری رسولؐ کی خدمت میں تا تھے پر سوار ہو کر آیا، تا تھے کو دروازہ مسجد پر باندھ کر مسجد میں داخل ہوا اور پیغمبرؐ سے بحث کرنے لگا:

”اے محمدؐ! آپ نے کلہ تو حیدر رسالت کا حکم دیا ہم نے مان لیا، رات دن میں پانچ وقت کی نماز، ماہ صیام کے روزوں اور حج و ذکوٰۃ کا حکم دیا، ہم نے آپ کی وجہ سے مان لیا پھر بھی آپ کا دل نہیں بھرا اور اپنے چپیرے بھائی کو اپنے ہاتھوں بلند کر کے تمام انسانوں پر برتری دیدی اور اعلان کر دیا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟“ -  
رسولؐ خدا کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں۔ اور آپؐ نے فرمایا اس خدا کی قسم! جسکے سوا کوئی معبد نہیں، یہ خدا کا حکم تھا۔ آپؐ نے اسکو تین بار دھرا یا۔

حارث یہ کہتا ہوا اللہا ”اے خدا! جو کچھ محمدؐ گہر رہے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو میرے اوپر آسمان سے پتھر بر سادے یا کوئی دردناک عذاب نازل کر دے“

پس خدا کی قسم وہ اپنی سواری تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور اسکے سر سے گزرتا ہوا نچلے حصہ سے نکل گیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (۱)

۷۔ شیخ ابراہیم ابن عبد اللہ بنینی و صابی شافعی نے کتاب ”الاكتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء“ میں متذکرہ حدیث غلبی کی روایت نقل کی ہے۔

۸۔ شیخ الاسلام حموینی نے فرائد کے تیر ہویں باب میں اپنی سند سے شبی کی روایت نقل کی ہے (۲)

۹۔ شیخ محمد زردی خنی نے مغارج الوصول اور دارالاسطین میں نقل کیا ہے۔ (۳)

۱۰۔ شہاب الدین احمد دولت آبادی ہدایۃ السعداء میں آٹھویں ہدایت کے دوسرے جلوے میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے ایک دن فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ و

۱۔ تذکرة المخواص ص ۱۹ (ص ۳۰)

۲۔ فرائد اسطین ج راص ۸۲ (حدیث ۵۳)

۳۔ نظم الدر اسطین (ص ۹۳)

عاد من عاداہ یہ بات خوارج (۱) کی نولی کے ایک کافرنے سی تو پیغمبرؐ کے پاس آ کر کہنے لگا: آپ نے یہ حکم خدا کی طرف سے دیا ہے یا انہی طرف سے؟ آپؐ نے فرمایا: ”یہ حکم خدا کی جانب سے ہے۔ وہ کافر مسجد سے باہر آیا اور دروازہ مسجد کے پاس ایک جگہ ٹھہر کر کہنے لگا کہ اگر محمدؐ کی بات حق ہے تو آسمان سے میرے اوپر پتھر بر سے۔ راوی کا کیاں ہے کہ اسی وقت اس کے سر پر آسمان سے ایک پتھر گرا اور اس کا سر چکنا چور ہو گیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ان کے علاوہ جن لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

نور الدین ابن صباح ماکنی۔ (۲)

سید نور الدین حسنی سہودی جواہر العقدین۔

ابوسعود عماری۔ (۳)

شمس الدین شربینی قاہری۔ (۴)

سید جمال الدین شیرازی۔ (۵)

شیخ زین الدین منادی۔ (۶)

سید بن عیدروس حسینی یعنی العقد النبوی والسر المصنفوی۔

شیخ احمد بن باکشر کی شافعی۔ (۷)

۱۔ یہاں خوارج کا لفظ عمومی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ ہر اس شخص کو شامل ہے جو اپنے وقت کے حجۃ اللہ سے خاذ آرائی اور اس کی تدبیر پر آمادہ ہو جائے خواہ پیغمبر ہو یا اس کا جائز۔

۲۔ الفصول الہمہ ص ۲۶۷ (ص ۲۶۷)

۳۔ ارشاد اعقل اسلم اہل مزایا القرآن انکریم رح ۸۸ ص ۲۹۲ (ج ۹ ص ۲۹۲)

۴۔ السراج المحرج رح ۳۶۲ ص ۲۸۰ (ج ۹ ص ۲۸۰)

۵۔ الاریثین فی فضائل امیر المؤمنین (ص ۳۰۰ حدیث ۲۳)

۶۔ فیض القدری شرح البیان الصیرح رح ۶۶ ص ۲۸۸

۷۔ وسیلة النائل (۱۲۰-۱۱۹)

شیخ عبد الرحمن صفوری۔ (۱)

شیخ برہان الدین طبی شافعی۔ (۲)

سید محمود قادری الصراط السوی فی مناقب النبی۔

شیخ الدین حنفی شافعی۔ (۳)

شیخ محمد صدر العالم مغارج العلی۔

شیخ محمد محوب عالم تفسیر شافعی۔

ابو عبد اللہ زرقانی۔ (۴)

شیخ احمد ابن عبد القادر ذخیرۃ المآل۔

سید محمد بن اسماعیل بیانی۔ (۵)

سید موسیں پلیخی۔ (۶)

استاد شیخ محمد عبدہ مصر نے اپنی تفسیر "النار" میں تخلیقی کی روایت لکھ کر ابن تیمیہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔ (۷)

"اگر تم جھلاتے ہو تو تم سے پہلے بہت سی قومیں جھلا چکی ہیں اور رسول پر تبلیغ واضح کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں"۔

۱- زہرۃ الجاہلیٰ ح ۲۳۲ ص ۲۰۹ (۲۲۲)

۲- السیرۃ الاطہبیٰ ح ۳۰۲ ص ۲۷۳ (ح ۲۳۰ ص ۳۰۲)

۳- شرح الجامع الصیفی ح ۲۷۸ ص ۳۸۷

۴- شرح المواہب اللہ نیہج ح ۷۷ ص ۱۱۳

۵- الروضۃ العذریٰ فی شرح انتقہ الطویلیٰ (ص ۱۵۶)

۶- نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ص ۷۸ (۱۵۹)

۷- تفسیر النار ح ۶ ص ۲۶۲

## حدیث پر تنقیدی نظر

آپ نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمایا کہ تفسیر و حدیث کی بے شمار کتابیں آیے کریں سائل سائل کے شان نزول کے سلسلہ میں مخدوہم آواز ہیں۔ متعدد سندوں نے نصوص کی مطابقت کو دوپھر کے سورج کی طرح واضح کر دیا ہے۔ جنے پڑھ کر پوری طرح اطمینان ہو جاتا ہے۔ شعراء نے بھی واقعہ حارث کو قدیم الایام سے لفتم کے پیرا یہ میں بیان کیا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے بلند پایہ شاعر ابو محمد عونی غسانی نغمہ سرا ہیں: ”جس وقت رسول خدا نے ولایت امیر المؤمنین کے سلسلہ میں امت سے فرمایا کہ یہ آج سے مولا ہے، جو کچھ رب کریم کی طرف سے کہتا ہوں تو جس سے سنو تو ایک کافر، کینہ تو ز منافق نے رسول خدا کو سلگتے دل کے ساتھ آواز دی: کیا یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے یا آپ نے خود گڑھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا کی پناہ میں نے اپنی طرف سے ہرگز نہیں کہا۔ تب وہ دشمن خدادعا کرنے لگا: خدا یا! اگر یہ حق ہے تو میرے اوپر عذاب نازل فرم۔ تو اس کے کفر کے سبب آسمان سے فوراً پھر کا عذاب نازل ہوا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔“

ایک دوسرا نغمہ یوں ہے:

”جو کچھ حارث ابن نعیان فہری کے ساتھ پیش آیا وہ واضح ترین دلیل ہے، رسول نے امت کی بھلائی کیلئے جو کچھ فرمایا، اس پر وہ اس قدر بے جملیں ہوا کہ رسول کی خدمت میں مدینہ آیا اور وہ شدت عناد میں انگاروں پر لوٹ رہا تھا، اعلان ولایت کے خلاف ایسی بکواس کی کہ در دن اک عذاب میں بتلا ہو گیا۔“

ہم نے دور و نزدیک کسی کو بھی نہیں دیکھا جس نے مسلم واقعہ حارث پر طعن کیا ہو یا اسے جھلایا ہو۔

جس نے بھی لئے راویوں پر نظر کی، بلا تردیدی مان لیا۔ اس میدان میں اکیلے اہن تیسی نظر آئے جھونوں نے منہاج النتہ<sup>(۱)</sup> میں اس مذکورہ واقعہ کی شان نزول کے خلاف زبان کھول کر اپنی عناد پرستی کا ثبوت دیا ہے ایک بھی مسئلہ کیا؟ ان کی بد نہادی ہر معاملہ میں عام مسلمانوں کے خلاف الگ رائے قائم کر کے لجر اکلوتے پن نما مظاہرہ کرتی ہے۔ اس آبیت کے سلسلے میں اختصار کے ساتھ ان کے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔

### پہلا اعتراض

”تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ واقعہ غدیر حضرت رسول خدا کے آخری حج سے واپسی میں پیش آیا۔ حالانکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو حارث پیغمبر کی خدمت میں اٹھ کر میں آیا، حالانکہ مطلق اعتبار سے یہ واقعہ مدینہ میں پیش آنا چاہئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث گڑھنے والا واقعہ غدیر سے ناواقف تھا۔“

### جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ سیرت حلیہ و مذکورہ سبط ابن جوزی اور صدر العالم کی معارج العلی میں بیان کیا گیا ہے کہ حارث مسجد میں آیا تھا۔ اگر مسجد سے مراد مسجد مدینہ ہو۔ پھر یہ کہ حلی بن دضاحت بھی کر دی ہے کہ مدینہ میں بھی یہ واقعہ پیش آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہن تیسیہ کا انکار مکمل مزعومہ کی بنا پر ہے۔<sup>(۲)</sup>

دوسری بات یہ ہے کہ اس شخص نے جہالت یا تعصّب کی وجہ سے اٹھ کو حوالی مکہ سے مخصوص سمجھ لیا ہے، اسے لغت کا پتہ ہی نہیں۔ اگر اس جاہل نے حدیث اور لغت کی کتابیں یا جغرافیائی تالیفات دیکھی ہوں تو معلوم ہو جاتا کہ اٹھ ہر اس گھانی کو سمجھتے ہیں جہاں خلک ریگزار اور حلان ہو۔ اسی لئے مکہ کو اٹھ

۱۔ منہاج النتہ ج ر ۳ ص ۱۳

۲۔ سیرۃ الحلیہ (ج ر ۳ ص ۵۵۶، ۵۵۷ حدیث ۱۳۵۹)؛ تذکرة المؤمنین ص ۳۰

کہا جاتا ہے کہ وہاں شکر رشیلی ڈھلانیں ہیں اسی لئے دشت و صحرایا شہر کے اطراف میں اگر یہ صفت ہو تو اسے انٹھ کہا جاتا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن عمر کی روایت ہے کہ رسول خدا نے بظاہرے ذوالخلیفہ میں اونٹ بھایا اور نماز پڑھی این عمر جب بھی حج یا عمرہ سے پہلے تو متذکرہ رسولؐ کی جگہ پر نماز پڑھتے۔ (۱) صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے ذوالخلیفہ میں شب باشی فرمائی تو آپ سے کہا گیا کہ آپ مبارک بظاہرے میں ہیں۔ (۲) امتابع مقریزی میں ہے کہ جب رسول خدا مکہ سے پہلے اور مدینہ کے انٹھ میں رات گئے داخل ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ مبارک بظاہرے میں ہیں۔ (۳) صحیح بخاری میں ابن عمر نیز ابن زبالہ کی روایت ہے رسول اللہ نے عمرہ فرمایا تو ذوالخلیفہ میں اترے، بظاہرے مشرقی وادی میں اونٹ بھاتے تھے۔ (۴)

مسانع البخوی میں قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان سے عرض کی: امی جان! مجھے قبر پیغمبر بتائیے۔ انہوں نے تین قبروں کی نشان دہی کی، جو بلند تر نہ زمین سے چھپیدہ بلکہ اس کی شکل سرخ نگریزوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ (۵)

سمہودی وفاء الوفاء میں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ دو بظاہر (مدینہ و حقیق) باغ جنت سے آراستہ ہیں۔ انہیں کے ساتھ واقعہ ندیر کی حدیفہ ابن رسید اور عمار ابن لیلیؓ کی روایت کو بھی ملا جاتے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ رسولؐ حج آخر سے پلت کر جھہ پھوٹے۔ آپ نے منع فرمایا تھا کہ بظاہرے درختان سرہ کے پاس کوئی نہ ہبھرے۔ (۶)

۱۔ صحیح بخاری ح رام ۱/۱۸ (ح رام ۱/۱۸۰ حدیث ۱۳۵۹) صحیح مسلم ح رام ۱/۲۸۲ (ح رام ۱/۱۵۲ حدیث ۲۳۰ کتاب انٹھ)

۲۔ صحیح بخاری (ح رام ۱/۱۵۵۶ حدیث ۱۳۵۹) صحیح مسلم (ح رام ۱/۱۵۳ حدیث ۲۳۲ کتاب انٹھ)

۳۔ صحیح مسلم ح رام ۱/۲۸۲ (ح رام ۱/۱۵۵ حدیث ۲۳۲ کتاب انٹھ)

۴۔ امتابع الامائع (ص ۵۳۳) ۵۔ صحیح بخاری ح رام ۱/۱۷۱ (ح رام ۱/۱۸۳ حدیث ۲۷۰)

۵۔ مسانع النزیح رام ۱/۸۳۳ (ح رام ۱/۱۵۵ حدیث ۱۲۱۸)

۶۔ وفاء الوفاء ح رام ۱/۲۱۲۳ (ح رام ۱/۱۰۷۱)

لغت و بلديات کي اہم ترین کتاب مجمم البلدان ہے۔ اس میں بطيحا کی تعریف یوں ہے: ایسی ڈھلوان وادی جس میں ریگزارکی کثرت ہواں کی غیر قیاسی جمع اباظہ اور بطاخ آتی ہے۔ (۱) آگے کہتے ہیں کی ابو الحسن محمد بن نصر کاتب کہتے ہیں کہ میں نے ولید کی رقصہ کو طریقہ ابن اساعیل کا گیت گاتے ہوئے سنایا:

انت ابن مسلم بطاخ والولج  
”تو سبع فھاؤں اور ڈھلوان وادیوں کافر زند ہے۔ پرچہ ریگزار تجھے ناپ نہیں سکتیں۔“  
بعض تماشا یوں نے کہا کہ بطيحا تو مکہ کے سوا کہیں نہیں، پھر جمع کا کیا مطلب؟ اس موقع پر بطيحاوی علوی پھڑک اٹھے: ”بطھائے مدینہ تو بطھائے نکد سے بھی بڑا ہے۔“  
میرے دادا کا شعر ہے:

وبطھاء المدینہ لی منزل      فیا جذا ذاک من منزل  
”ریگار مدینہ کی وادی میری منزل ہے اور وہ کتنی اچھی قیام گاہ ہے۔“  
ایک مترض نے سن کر کہا: اس سے تو معلوم ہوا کہ دو بطيھا ہیں کلر جمع تو پھر بھی صحیح نہیں۔  
ہم نے جواب دیا: عربی ادب و شعرو سعی و ہمہ گیر ہے، اس بنا پر دو چیزوں کو جمع کہا جا سکتا ہے۔  
وہیں ایک ماہر زبان بھی تھا کہنے لگا: کم سے کم جمع دو ہے۔  
چنانچہ فرزدق کا شعر ہے:

وانت ابن بطھاوی قریش فان تشا      تکن فی ثقیف سیل ذیادب عقر  
”تو دو بطيھائے قریش کا فر زند ہے اپنے کو چاہے ثقیف سے منسوب کر جس کے زبان وال ریگزاروں کی طرح بھرے پڑے ہیں۔“

اس کے بعد مؤلف مجمم البلدان کہتے ہیں کہ کتابوں کی یہ ساری باتیں قصع اور بے راہ رو ہیں، جب تمام اہل لغت کے نزدیک بطيھا ریگزاروں سے بھر پور زمین کو کہتے ہیں تو پھر وہ تمام زمین کے حصہ جہاں یہ

صفت ہو بھا کہے جائیں گے۔ اس بنا پر اس کی جمع بھی ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے قریش کو زمانہ جاہلیت کے ہالک ابتدائی زمانہ میں جب کہ مدینہ میں کوئی بھی نہ رہتا تھا، قریش البطحاء اور قریش الطواہر کہا جاتا تھا۔ رہ گئی فرزدق اور ابن باتاتہ کی بات تو ان شعروں سے یہ ثبوت نہیں پیش کیا جاسکتا کہ بطحاء صرف دو ہیں کیوں کہ عرب رقم کو قیحان اور رامہ کو رامتان کہتے ہیں۔ اصل چیز شعر کی موزونیت ہے، البطح قبیلہ بنی بر بوس کی منزل۔ لمبید کا شعر ہے:

تربعث الاشراف ثم تهيفت حسأء البطائح وانجعن السلافلة  
اور کہا جاتا ہے کہ بطح قبیلہ اسد کے دیار میں ایک چشمہ ہے جہاں مسلمانوں نے خالد ابن ولید کی سرکردگی میں مرتدین سے جنگ کی تھی اور ضرار بن ازرد اسدی نے خالد کی طرف سے بطح ناہی جگہ پر مالک ابن نویرہ کو قتل کیا تھا۔ محتول کے بھائی تم نے مرثیہ کہا تھا:

سابکی اخی مادام صوت حمامہ تورق فی وادی البطاح حماما  
”میں اپنے بھائی پر ہمیشہ روتا رہوں گا جب تک کبوتروں کی آوازیں وادی بطح میں کبوتروں کو بیدار کرتی رہیں گی۔“

وکیع ابن مالک نے بھی واقعہ بطح پر مرثیہ کہا ہے:

فلما اتسا خالد بلوانہ تخطت اليه بالبطاح الدائع  
مجمم البلدان (۱) میں ہے: لغت میں بطح کے اصل معنی ایسی کشادہ ڈھلوان کے ہیں جہاں ریگ بہت زیادہ ہونصر کہتا ہے ابلح و بطح کے معنی ایسی زمین کے ہیں جو ڈھلوان، نرم و ہموار، اوپنجی پنجی اور گھٹائی ہو۔ یعنی ایسی جگہ جہاں پانی کے بہاؤ کا اثر نمایاں ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ابلح و بطح کی وادی میں آیا۔ اس سے مراد نرم زمین ہے جو وادی کے درمیان ہوا سکی جمع ابلح آتی ہے۔

بعض علماء لغت نے کہا ہے کہ ہر کشادہ زمین کو بطحاء کہتے ہیں۔ حضرت عمر کا قول (بسطحوا المسجد یعنی مسجد کے حصیں میں سُگر یزے بچھاؤ) نیز بطحاء ایک مخصوص جگہ ذی قار کے پاس۔ مدینہ کے

ساتھ بخطاء مکد اسی طرح بخطاء ذی الحلیفہ کہا جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: ”رسولؐ کی غزوہ کے قصد سے لکھ اور کو ہستانی راست سے نبی دینار کو جا دھمکے، پھر بخطاء ابن ازہر میں ایک درخت جس کا نام ذات الساق تھا، نماز پڑھی۔ آنحضرتؐ کی مسجد آج بھی ہے۔ نیز بخطاء ایک شہر نہستان کے نزدیک ہے۔“

(بخطاء و بخطاء مدینہ کی تین وادیوں میں ایک ہے) ابو زیاد کہتے ہیں کہ قبیلہ غیاب کے چشمہ کا نام بخطاء ہے (مؤلف نے شعری شواہد پیش کئے ہیں)

مجم البلدان میں ہے کہ بخطاء و بخطاء میکاں ہیں۔ کہا جاتا ہے: تبیطع العسلیل۔ اس مناسبت سے بطاخ و اسطو کہتے ہیں کیوں کہ وہاں پانی اپنا پھیلاوہ بنا چکا ہے واسط و بصرہ کے درمیان کشاورہ زمین ہے، پرانے زمانہ سے وہاں دیہات آباد تھے، پرویز کے زمانہ میں دجلہ میں باڑھ آئی، فرات میں بھی خلاف موقع باڑھ آئی، لوگ اپر بندھ باندھنے سے عاجز رہے، پانی چاروں طرف سمجھیل گیا، کھیت مکان سمجھی زیر آب ہو گئے اور وہاں کے باشندے وہاں سے تتر پر ہو گئے۔ (۱)

ابن منظور لسان العرب میں اور زیدی تاج العرب میں کہتے ہیں: (بطخاء خلاصہ) بخطاء زرم زم میں کی وادی کو کہتے ہیں جہاں ریگ زار میں بہاؤ کا اثر محسوس ہو سکے۔ (۲) ابن اثیر کہتے ہیں: بخطاء وادی کو کہتے ہیں اور اٹھ اس زرم زم میں پر مشتمل ریگ زار کو کہتے ہیں جہاں پانی کے بہاؤ کا اثر نمایاں ہو۔ اسی مفہوم میں حدیث ہے کہ رسولؐ نے اٹھ میں نماز پڑھی یعنی اٹھ مکہ۔ (۳) ابن اثیر کے خیال میں وہ مکہ کا ریگ زار ہے۔ الاحقیفہ سے منقول ہے کہ اٹھ میں کوئی چیز نہیں آگئی۔ اٹھ بہاؤ کی جگہ کو کہتے ہیں۔

نظر سے منقول ہے کہ بخطاء میں کئی حصہ کو کہتے ہیں جو اوپھی پنجی زمین سے بھر پور ہوا اور وادی ہو۔ کہا جاتا ہے ہم وادی اٹھ میں آ کر سو گئے، اور بخطاء وادی اسی کے مانند ہے اور وہ نرم درواں زمین کا بالو ہے۔

۱۔ لسان العرب (ج رامص ۲۳۶، ۲۲۲) (ج رامص ۳۲۸، ۳۲۷)

۲۔ مجم البلدان (ج رامص ۲۵۰) (ج رامص ۲۲۲)

۳۔ الشہیۃ فی غریب الحدیث والاثر (ج رامص ۱۳۳) (ج رامص ۱۳۳)

ابو عمر کہتے ہیں ابٹخ، جہاں پانی ابٹاخ پیدا کر دے، یعنی دائیں بائیں جاری ہو جمع ابٹخ و بٹاخ۔ صحاح میں ہے: قبطع السیل یعنی وادی میں بہاؤ پھیل گیا۔ (۱) ابن سیدہ کے نزدیک اسکے معنی ہے کہ بہاؤ چوڑاں میں پھیل گیا۔ اس سلسلہ میں ذوالرمہ اور ولید کے اشعار بھی ہیں۔ (۲)

اسی وسعت ریگزار کی وجہ سے بٹخاء مکد و ابٹخ مشہور ہے۔ بٹخان بھی اکثر استعمال ہوتا ہے۔ نہایہ این اثیر کے مطابق صحیح طاکے سکون کے ساتھ ہے۔ (۳) عیاض نے مشارق میں کہا ہے کہ محدثین سکون طاہی روایت کرتے ہیں۔ اپنے اساتذہ سے بھی یہی سنائے لیکن صحیح ب کوزیر اور طاگوزیر ہے۔ (۴) جیسے قطر ان قالی و بکری نے تائید کی ہے کہ ولید اس کے مطابق اس کے علاوہ بولنا ناجائز ہے۔ (۵) کچھ بھی ہو یہ کلمہ مدینہ کی تین وادیوں میں سے ایک ہے۔ این اثیر نے اسے طائفی روایت کیا ہے۔

ابٹخ و بٹخا کے مفہوم کو شعراء نے بھی نظم کیا ہے دلیل کے طور پر امیر المؤمنینؑ کا ولید کو خطاب کر کے

کہنا کہ:

یه ددنی بالعظم الولید      فقلت انا ابن ابی طالب  
 انا ابن البحل بالابطحین      وبالیت من سلفی غالب  
 ”مجھے ولید نے زبردست دھمکی دی تو میں نے کہا کہ میں ابوطالب کا فرزند ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جو وادی مکد و مدینہ اور غالب کے دو گھرانوں کے نام سے معروف ہے“  
 میبدی نے شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابٹخین سے مراد بٹخائے مکد و مدینہ ہے۔ اس سلسلہ میں تابع سید حمیری، سید رضی، مہیار دہلی، ارجانی، جیسی بھیں وغیرہم کے اشعار بھی ہیں۔ جیسی بھیں نے اہل بیت کی سوگواری میں انہیں کی زبان حال سے ظالموں کو مخاطب کیا ہے:

۱۔ الصحاح (ج راص ۳۵۶۲)

۲۔ المختصر (ج راص ۱۴۹۰)

۳۔ التہلیۃ فی غریب الحدیث والاثر (ج راص ۱۳۵)

۴۔ مشارق الانوار الی گنج الآثار (ج راص ۸۷)

۵۔ البارع فی اللذ (ص ۱۲۷)

ملکنا فكان العفو مناسحة فلما ملكتم سال بالدم البطح  
 و حللتكم قتل الاسارى و طالما عدونا عن الاسر انعد و تفخع  
 واضح رہے کہ اہل بیت کی قتل گاہیں عراق طف (کربلا) وغیرہ ہیں بعض فی میں قتل ہوئے کہ مکہ  
 سے چھٹیل پر ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

بیت البنی مقطع الاطناب ولشن نفسی لیربوع وقد عزا  
 ضربوه بین اساطیح وروابی بیت لآل المصطفی فی کربلا

### دوسراء اعتراض

”سورہ معارج کو تمام علماء نے متفقہ طور سے مکنی کہا ہے، اس بنابر واقعہ غدری کے دس سال قبل یہ سورہ نازل ہو چکا تھا۔“

### جواب

علماء کے اتفاق کی مجموعی نوعیت یہ ہے کہ سورہ معارج مکہ میں نازل ہوا ہے نہ کہ اس کی تمام آیات کی ہیں، لہذا ممکن ہے کہ یہ آیات مدینہ میں نازل ہوئی ہوں جیسا کہ بہت سے سوروں میں ایسا ہی ہے۔ یہ اعتراض بھی دارو نہیں ہو سکتا کہ یہ متعین ہونے کے بعد کہ فلاں سورہ مکنی ہے یاد فی ہے تو اس کی ابتدائی آیات بھی کی یاد فی ہوں گی کیوں کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ سوروں کی آیات تو قبیل ہیں نزولی نہیں، لہذا اس کا بہر حال امکان ہے کہ بعد کی نازل شدہ آیات کو مقدم کر دیا گیا ہو ہر چیز کی حکمت و مصلحت سے واقف ہونا یا مصلحت جاننا ہمارے لئے ضروری نہیں۔ ہم اکثر آیات کی ترتیبی حکمت و مصلحت سے واقف نہیں۔ اس کے بہت سے نظائر ہیں مثلاً سورہ عنكبوت۔ (۱) کہف۔ (۲)

البیان ن ۸۲۳ (ج ۲۲۵، ۲۲۳)، البیان لاحکام ن ۲۲۰ (ج ۲۲۴، ۲۲۳)، السراج لمیرج ن ۲۲۷ (ج ۲۲۳، ۲۲۲)  
 ۲- البیان لاحکام القرآن ن ۱۰۰ (ج ۲۲۶، ۲۲۵)، الاتقان فی علوم القرآن ن ۱۶ (ج ۲۲۳، ۲۲۲)

ہود (۱) مریم - (۲) رعد (۳) ابراہیم - (۴) بنی اسرائیل - (۵) حج - (۶) فرقان - (۷) نمل (۸) قصص - (۹) مدثر - (۱۰) قمر - (۱۱) واقعہ - (۱۲) مطفقین - (۱۳) داہل - (۱۴) یونس - (۱۵) کے سورے کی ہیں لیکن ان کی ابتدائی دس آیات یا بعض آیات مدنی ہیں انھیں طبری، قرطبی، سیوطی اور شریفی کی تفاسیر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بعض سورے مدنی ہیں لیکن ان میں کی آیات بھی موجود ہیں مثلاً سورہ مجادہ کی ابتدائی دس آیات کی ہیں۔ (۱۶) سورہ بلد کی چار آیات کی ہیں۔ (۱۷) علاوہ اذیں ممکن ہے کہ ایک آیت دوبارہ نازل ہوئی ہوجیسا کہ اکثر علماء نے وضاحت کی ہے کہ فتحت، یاد دہانی یا

- ۱۔ الجامع لاحکام القرآن ح ۹۰ ص ۱ (ح ۹۰ ص ۳)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۰ (ح ۲۲ ص ۲۲)
- ۲۔ الاتقان فی علوم القرآن ح راص ۱۶ (ح راص ۲۲)
- ۳۔ الجامع لاحکام القرآن ح ۹۰ ص ۲۲۸ (ح ۹۰ ص ۱۸۲)، التفسیر الکبیر ح ۶۰ ص ۲۵۸ (ح ۱۸۰ ص ۲۲۰)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۱۳۲ (ح ۲۲ ص ۱۳۳)
- ۴۔ الجامع لاحکام القرآن ح ۹۰ ص ۳۳۸ (ح ۹۰ ص ۲۲۲)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۱۵۹ (ح ۲۲ ص ۱۱۷)
- ۵۔ الجامع لاحکام القرآن ح راص ۱۰۳ (ح راص ۱۳۲)، التفسیر الکبیر ح ۶۰ ص ۵۳۰ (ح ۲۰ ص ۱۳۵)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۶۱۲ (ح ۲۲ ص ۲۲۳)
- ۶۔ الجامع لاحکام القرآن ح راص ۱۲ (ح ۱۲ ص ۲)، التفسیر الکبیر ح ۶۰ ص ۲۰۶ (ح ۲۲ ص ۲)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۱۱۵ (ح ۲۲ ص ۲۲۴)
- ۷۔ الجامع لاحکام القرآن ح ۱۳ ص ۱ (ح ۱۳ ص ۲)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۱ (ح ۲۲ ص ۶۳۶)
- ۸۔ الجامع لاحکام القرآن ح ۵۵ ص ۲۵ (ح ۱۰ ص ۲۲)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۰۵ (ح ۲۲ ص ۲۱۲)
- ۹۔ الجامع لاحکام القرآن ح ۱۳ ص ۲۲۲ (ح ۱۳ ص ۱۶۲)، التفسیر الکبیر ح ۶۰ ص ۵۸۵ (ح ۲۲ ص ۲۲۳)
- ۱۰۔ تفسیر الطازن ح ۲۲ ص ۳۲۳ (ح ۲۲ ص ۳۲۶)
- ۱۱۔ السراج المہیر ح ۲۲ ص ۱۳۶ (ح ۲۲ ص ۱۳۲)، ح ۲۲ ص ۳۱ (ح ۲۲ ص ۱۷۸)
- ۱۲۔ جامع البیان ح ۳۰ ص ۵۸ (ح ۳۰ ص ۹۱)
- ۱۳۔ الاتقان فی علوم القرآن ح راص ۱۷ (ح راص ۲۷)
- ۱۴۔ تفسیر الکبیر ح ۲۲ ص ۲۷۷ (ح ۱۷ ص ۲)، الاتقان فی علوم القرآن ح راص ۱۵ (ح راص ۲۰)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۲
- ۱۵۔ التفسیر الکبیر ح ۲۲ ص ۲۷۷ (ح ۱۷ ص ۲)، الاتقان فی علوم القرآن ح راص ۱۵ (ح راص ۲۰)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۲
- ۱۶۔ ارشاد اعقل الہیم مطبوعہ رحایہ تفسیر ازی ح ۸۸ ص ۲۸۳ (ح ۸۸ ص ۲۱۵)، السراج المہیر ح ۲۲ ص ۲۱۰ (ح ۲۲ ص ۲۱۹)
- ۱۷۔ الاتقان فی علوم القرآن ح راص ۱۷ (ح راص ۲۷)

آیت کی شان و اہتمام کے پیش نظر بعض آیات دوبارہ نازل ہوئیں جیسے بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سورہ روم کی ابتدائی آیات و آیے روح وغیرہ۔ سورہ فاتحہ دوبارہ نازل ہوئی۔ جیلی بار نماز واجب ہوتے وقت اور دوسری بار تبدیل قبلہ کے وقت۔ اسی لئے اس کا نام مثانی رکھا گیا۔ (۱)

### تیسرا اعتراض

”آیت ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحُقْقُ مِنْ عِنْدِكَ﴾ کے متعلق تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ جنگ بدر کے بعد اور واقعہ غدری کے کئی سال پہلے نازل ہوئی ہے۔“

### جواب

گویا اس شخص کا گمان ہے کہ متذکرہ روایات جو ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، ان کی روشنی میں حارث بن نعمان فہری نے جو کچھ زبان سے ادا کیا ہے وہ پہلے کی نازل شدہ آیت کو دعا یہ شکل میں ادا کر کے غدری کے دن بیان کیا ہے۔ حالانکہ صورت حال اس کے برخلاف ہے، ابن تیمیہ کا گمان ہے کہ پہلے کی نازل شدہ آیتوں کا کسی مرد کی زبان سے ادا ہونا ممکن نہیں۔ اگر حارث یا جابر نے انہیں کلمات کو زبان سے ادا کیا تو اس کا شان نزول سے تعلق کیسے قائم ہوگا؟

یہ آیت چاہے بدر میں نازل ہوئی یا أحد میں۔ حارث نے بجائے خود ان کلمات کو جوش الماد میں ادا کیا۔ ابن تیمیہ کی خواہش صاف جھلکتی ہے کہ وہ ایک ثابت شدہ حقیقت کو مہمل اعتراضات کی تعداد بڑھا کر باطل کرنے کی سعی کر رہا ہے۔

### چوتھا اعتراض

”یہ آیت مشرکین مکہ کی حکایت گفتار پر نازل ہوئی ہے کیوں کہ وجود پیغمبر کی وجہ سے وہاں کفار مکہ پر تو عذاب نازل نہیں ہوا کیوں کہ قرآن کی روشنی میں وجود پیغمبر کی وجہ سے عذاب نازل نہیں ہو سکتا یا

۱۔ الاتقان ج راص ۶۰ (ص ۳۱)، تاریخ انٹیسیس ج راص ۱۱

اگر وہ لوگ استغفار کریں۔“

### جواب

اس عناد پرست کو مشرکین ملکہ پر عذاب نازل نہ ہونے اور حارث پر عذاب ہونے میں فرق محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ خداوند عالم کے افعالِ مصلحت و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور حالات کے تحت مصلحتیں بدلتی رہتی ہیں۔ اگر کفار کمک پر عذاب نازل کر دیتا، جوان کی صلب سے مسلمان پیدا ہونے والے تھے وہ پیدا نہ ہو پاتے اور بعثت رسول کا حقیقی مقصد فوت ہو جاتا۔ حارث اپنے عناد میں ایمان کے بعد کفر کا مرٹکب ہوا تھا، خداوند عالم جانتا تھا کہ اسے سعادت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے صلب میں بھی کوئی مسلمان پیدا ہونے والا نہیں۔ جس طرح حضرت نوحؐ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی تھی: {ولن یلدوا آلا فاجرأ کفارا} (اب ان میں مسلمان پیدا نہ ہوں گے صرف کفار و بدکاری پیدا ہوں گے) چنانچہ خداوند عالم نے تمثیلے نبوت میں ان کا روشنیہ حیات و نسل ختم کر دیا۔ اس بناء پر جو لوگ ابتدائے بعثت میں امید ہدایت میں نسل میں اسلام کی توقع کی بنا پر نوازے گئے یا محروم ہدایت کی بنا پر عذاب کا شکار ہوئے ان دونوں میں برابر فرق ہے۔ پہلے قسم کے لوگوں میں زیادہ تر لوگ غروات میں مارے گئے یا دیگر بدختیوں کا شکار ہوئے۔ اس لئے ان کی گمراہی محدود تھی۔ دوسرے قسم کے لوگ اپنی بدنہادی و گمراہی کا پرچار کر رہے تھے اور قتنہ و فساد پر آمادہ تھے، اس لئے ابتدائی زمانے کے کفار و مشرکین اور آخری زمانے کے منافقین میں بہت بڑا فرق ہے، نہ اس سے ہدایت کی توقع تھی اور نہ اسلام کی امید۔

یہ صحیح ہے کہ وجود رسول رحمت اور عذاب سے رکاوٹ ہے۔ لیکن اس سکتے کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ مکمل رحمت کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ امت کی راہ سعادت سے نقصان دہ افراد کو بر طرف کر دیا جائے۔ تبھی وجہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے خداوند علیؐ کی طرف سے اعلان شدہ خلافت الہیہ کی خلافت کے جرم میں اس کی بدنہادی کی سزا دی۔ بالکل اسی طرح جیسے رسولؐ نے غروات میں اپنی توار سے ظالموں کا قلع قلع کیا۔ یا آپ کا تحریک از اے والوں اور ٹھنڈھ مارنے پر بد دعا کی۔

صحیح مسلم و بخاری میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب قریش رسول اکرمؐ کی خلافت پر کربلا سے

ہو گئے تو آپ نے بدعا فرمائی: ”خدایا! ان پر زمانہ یوسف کی طرح غلہ کا عذاب نازل فرماء۔“ رسولؐ کی بدعا سے ایسا قحط پڑا کہ ان کا تمام غلہ ختم ہو گیا۔ بھوک نے ان کا تیا پانچ کر دیا اور وہ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک سے ان کی آنکھوں میں دھویں اڑنے لگے، یہی مطلب ہے: یوم تاتی السماء بدخان میں (جس دن آسمان صرخ سے دھواں لئے ہوئے آیا)۔ (۱)

تفسیر رازی میں ہے کہ مکے والوں نے رسولؐ کو جھلا لیا تو آپ نے بدعا فرمائی کہ ان پر زمانہ یوسف کی طرح قحط نازل فرماء۔ نتیجے میں بارش رک گئی، بنا تات، کی روئیدگی ختم ہو گئی، بھوک کی شدت سے ہڈیاں اور کتوں کے مردار کھانے لگے، ان کی آنکھوں میں ساری فضاد دھواں دھواں تھی۔ (۲) یہی بات ابن عباس، مقاتل، مجاهد، ابن مسعود، فرز، اوز جاج نے کہی ہے۔ ابن اثیر نے نہایہ میں اور سیوطی نے بحوالہ تہمی و ابو نعیم یہی بات نقل کی ہے۔ (۳)

کامل ابن اثیر میں ہے کہ ابو زمعہ، اسود بن مطلب اور اس کے ساتھی رسولؐ کو آنکھ مار کے محکم اڑاتے تھے۔ آپ نے بدعا فرمائی۔ ابو زمعہ درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ جبرئیل نے پتوں کی ایسی ضرب لگائی کی وہ انداز ہو گیا۔ اسی میں ہے کہ مالک بن طلال کے لئے رسولؐ نے نفرین فرمائی تو وہ کھال پھٹنے کی بیماری میں بیٹلا ہو گیا۔ (۴)

استیغاب عبدالبریت میں ہے کہ رسولؐ خدا دائیں بائیں اپنے شانوں کو جھکاتے ہوئے راستے چلتے تھے۔ حکم بن العاص آپؐ کی نقل کرتا تھا۔ ایک دن رسولؐ خدا متوجہ ہوئے اور بدعا کی۔ ”ایسا ہی ہو جا،۔ اس کے بعد حکم، کپکی اور اخلاقی کے مرض میں بیٹلا ہو گیا۔ (۵) عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت

۱۔ صحیح مسلم ج ۲۶ ص ۳۶۸، (ج ۵ ص ۳۳۶، حدیث ۳۹ کتاب صفت القيمة والجود والثار) صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۲۵، (ج ۷، بیان ۳۰، حدیث ۲۳۱۶)

۲۔ انفسير الكبير ج ۲ ص ۳۶۷، (ج ۷ ص ۲۷۲)

۳۔ النہدی فی غریب الحدیث واللارج ج ۳ ص ۲۹۳، (ج ۳ ص ۲۹۳)، الحصانی الصکری ج ۱ ص ۲۵۷، (ج ۱ ص ۲۳۶)

۴۔ کامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۷۸، (ج ۱ ص ۲۹۵)

۵۔ الاستیغاب مطبوع بر حاشیة الاصابة ج ۱ ص ۳۱۸، (قسم الاول ص ۳۵۹، نمبر ۵۲۹)

نے عبد الرحمن بن حکم کی نعمت میں کہا :

ان اللعین ابوک فارم عظامہ

”بے شک تیراباپ ملعون ہے۔ اس کی بڑیاں چینک دے (اس سے اپنے کو منسوب نہ کر) اگر تو نے اسے چینک دیا تو گویا مرگی کاماریا دیوانہ ہے۔ اس کا پیٹ تقویٰ سے عاری اور خباشت عمل سے بھر پور ہے۔“

ابن اشیر نے عبد الرحمن بن ابی بکر کی روایت نقل کی ہے کہ مروان کا باپ حکم اکثر رسول خدا کے پیش پشت بیٹھتا، جب رسول بات کرتے تو جو کروں کی طرح نقل کرتا۔ آپ نے یہ حالت دیکھ کر بدعا کر دی اس کے بعد مرتبے دم تک وہ اسی مکروہ صورت حال سے دوچار رہا، اختلاج و رعشہ ہوا۔ اس سے افاقہ ہوا تو مرگ نے آدبو چاہا، اس سے پیچھا چھوٹا تو پھر مرگ نے دھر لیا۔ (۱)

ابن حجر نے اصحابہ، یہیقی نے دلائل اور سیوطی نے خصائص میں بھی بات لکھی ہے۔ (۲) یہیقی نے مالک بن دینار اور انھوں نے ہند سے روایت کی ہے کہ حکم رسول خدا کی الگیوں کی حرکت کا تمثیر کرتا۔ ایک دن رسول نے متوجہ ہو کر بدعا کر دی۔ (۳)

خصائص کبریٰ اور اصحابہ میں ہے پیغمبر نے حارت بن ابی حارث سے اس کی بیٹی کا پیغام دیا۔ اس نے بھانہ بنیا کہ میری بیٹی خطرناک بیماری میں بیٹلا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیٹی مبروس ہو چکی ہے۔ (۴)

ابولہب کے بیٹے لہب نے رسول خدا کو گالی دی، آپ نے بدعا فرمائی: خدا یا! اس پر اپنا کوئی کتاب مسلط فرمادے، کہتے ہیں کہ شام اپنا تجارتی مال بھیجتے ہوئے ابولہب نے غلاموں سے لہب کے متعلق خصوصی تاکید کی کہ ہمیشہ لہب کی نگرانی کریں کیوں کہ مجھے رسول گی بدعا سے ڈر لگتا ہے۔ غلاموں نے ہر

۱۔ النہلیہ فی غریب الحدیث ح رامص ۳۳۵ (ج ۲۶ ص ۶۰)

۲۔ الاصابة ح رامص ۳۳۵؛ دلائل العزة (ج ۲۶ ص ۲۲۹)، الخصائص الکبریٰ ح رامص ۹۷ (ج ۲۶ ص ۱۳۲)

۳۔ دلائل العزة (ج ۲۶ ص ۲۰۰)

۴۔ الخصائص الکبریٰ ح رامص ۹۷ (ج ۲۶ ص ۱۳۳)، الاصابة ح رامص ۲۷۶

منزل پر لہب کو دیوار کی طرف سلاکر کپڑوں سے چھپانے کا طریقہ اپنایا۔ عرصے تک گرانی کا یہی طریقہ رہا، ایک رات کی درندے نے آ کر بھجوڑا۔<sup>(۱)</sup>

یعنی کی روایت میں عتبہ بن ابو لہب کے متعلق اسی واقعہ کی نشان دہی ہے۔ ایک منزل پر شیر بھیت کے گرد چکر لگانے لگا، پھر عتبہ پر بھیت کر جملہ آور ہوا اور دانتوں سے بھجوڑا کر اس کا کام تمام کر دیا۔<sup>(۲)</sup> ابو نعیم کے یہاں اس روایت کے ذیل میں حسان کے یہ شعر بھی منقول ہیں:

ترجمہ: ”اولاد اشتر سے مل کر دریافت کرو کہ ابو داسع کے ساتھ کیا حاملہ پیش آیا۔ خدا اس کی قبر کشادہ کرنے کے بجائے نگ کر دے جس نے رسول کی قرابت قطع کی۔ باعظمت اور متور دعوت رسول کی حرم خدامیں تکذیب کی اور مستوجب نفرین ہوا۔ سب نے دیکھا کہ سوتے میں خدا نے اس پر اپنا کتا مسلط فرمایا اور وہ کتاب دھو کے سے آتا جاتا رہا، پھر درمیان میں آ کر اس کی کھوپڑی پر جملہ آور ہوا اور بھوکے آدمی کی طرح اس کو لاش کا ذہیر بنا دیا۔“<sup>(۳)</sup>

علامہ امین فرماتے ہیں کہ دیوان حسان میں صرف پہلا ہی شعر ہے اس کے بعد یہ تین شعر ہیں:

”جس وقت ابو لہب کا بیٹا لوگوں کو بلا رہا تھا، اپنے حسب نسب اور جماعت کا واسطہ دے رہا تھا، شیر نے دانتوں سے دبوچ کر خون میں لات پت زمین پر ڈال دیا۔ خدا نے رحمن گرنے والے کو بلند نہ کرے اور شیر کی قوت ختم نہ کرے جس نے ایک کافر کو ذہیر کر دیا۔“

ابونعیم میں ہے کہ رسول خدا نے ”والنجم اذا هوى“ تلاوت فرمائی۔ عتبہ چلایا: میں رب نجم سے کافر ہوں۔ رسول نے بدعا فرمائی کہ خدا تھجھ پر اپنا کتا مسلط فرمادے۔<sup>(۴)</sup>

قارئین کو اس بات کی طرف بھی متوجہ ہو جانا چاہئے کہ وجود رسولؐ کی برکت سے عذاب نہ آنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کلیّہ کسی حال میں بھی عذاب نہ آئے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فی الجملہ عذاب

۱۔ انعام شاہ الکبریٰ (ج راص ۱۳۷) (ج راص ۲۲۳)، دلائل النبوة (ج راص ۲۲۸)

۲۔ التہاہی فی غریب الحدیث (ج ۲۳، ص ۲۱) (ج ۲۳، ص ۹۱)؛ دلائل النبوة (ج ۲۳، ص ۲۳۹)

۳۔ دلائل النبوة (ص ۵۸۵) (حدیث ۳۸۰؛ دیوان حسان (مر ۱۳۵))

۴۔ دلائل النبوة (ص ۵۸۸) (حدیث ۳۸۳)

نہ آئے گا اور عمومی مصلحت کا تقاضہ بھی بھی ہے کہ بدن کا جو حصہ خراب ہو جائے اسے چھانٹ کر الگ کر دیا جائے تاکہ دوسرے حصوں کی حفاظت ہو سکے۔ لیکن جس بیماری سے دوسرے حصوں پر اثر پڑنے کا اندیشہ نہ ہو، یا علاج سے اچھا ہونے کی امید ہوتا ہے قطع نہیں کیا جاتا۔ خداوند عالم نے قریش کو دھمکی دی کہ اگر اسلام سے منہ موزنے کا اپنا رد یہ باری رکھا تو قوم شود و عاد کے صاعقہ عذاب کی طرح تم پر بھی بھلی گرے گی۔ ”فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقْلِ اندر تکم“ چونکہ اس میں سب کے منہ موزنے کی بات تھی لیکن ان میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اس لئے ان پر عذاب نازل نہیں ہوا۔ اگر بھی نے منہ موز لیا ہوتا تو یقیناً وعدہ خداوندی کے مطابق عذاب سب لوگوں پر نازل ہوتا۔ اگر وجد رسول کلیتیہ مانع عذاب ہوتا تو یہ تهدید آیت کا تیور نہ ہوتا اور ایک بھی عذاب میں گرفتار نہ ہوتا، نہ غزوات ہی میں قتل ہوتا۔ کیوں کہ یہ سب عذاب ہی کی قسمیں ہیں... خدا کی پناہ!

### پانچواں اعتراض

”اگر حارث کا واقعہ صحیح ہوتا تو اس پر مستقل آیت نازل ہوتی، جیسے اصحاب کے لئے سورہ نازل ہوا، اور لوگوں نے اپنے رشحت پیش کئے ہوتے، ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ مصنفوں اور ارباب مسانید و صحاح نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی ہے، سیرت و تاریخ کی کتابوں میں اس پر کچھ بھی نہیں لکھا گیا۔ اس لئے یہ واقعہ جھوٹا اور من گھوٹھت ہے۔“

### جواب

اس واقعہ کو انفرادی قرار دے کر اصحابِ فیل کے تحت بیان کرنا بڑی لمحہ بات ہے۔ کیونکہ حارث کا واقعہ بعض دجوہ کی بنا پر عمومی توجہ و شہرت نہ پاس کا۔ پھر یہ کہ جو لوگ اس کے گواہ تھے وہ اس کو شہرت دینا بھی نہیں چاہئے تھے کیوں کہ اس سے اصل موضوع یعنی ولایت علی کو تقویت ملتی تھی۔ وہ چاہئے تھے کہ کسی طرح یہ واقعہ دب جائے۔ کہیں بیان بھی کرتے تو اشتباہ پیدا کرنے کی سعی کی جاتی تھی۔  
حادیثِ فیل ایک اہم و عظیم واقعہ اور مجزہ رسول اعظم تھا۔ جس میں بہت سے لوگ ہلاکت کا شکار

ہوئے اسی وجہ سے اس کو عمومی شہرت حاصل ہوئی۔ قوم اپر ہد کے کمر سے نجگنی اور کعبہ جو مظہر عبودیت اور زیارت گاہ خلائق ہے، صحیح و سالم رہ گیا۔ اس بنا پر دونوں کے مقاصد بھی الگ الگ تھے ان دونوں کو ایک معیار پر پہنچا سریجی دھاندی ہے۔ اسی طرح مجرمات نبی میں واضح فرق ہے بعض صرف خبر آتا ہاد پر مان لئے گئے ہیں بعض حدّ تو اترنکہ یہو نجگئے اور بعض تو بغیر سند کے مستقفل طور پر تسلیم کرنے گئے ہیں یہ اختلاف ان کی عظمت و اہمیت و شرائط و متعلقات کی حیثیت سے خود ان مجرموں سے مر بوط ہیں۔

ابن تیمیہ کا یہ دعویٰ کہ مصنفوں نے اس واقعہ کو نظر انداز کیا ہے، دوسرا دھاندی ہے۔ گزشتہ صفحات میں عظیم دانشوروں، بلند پایہ مددوں اور معتبر مورخوں کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔ اب اس منحوس نے جو مجبول سند کی بات کہی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کون ہیں اور کیا ہیں کیوں کہ اس سلسلے کی روایات بزرگ صحابی حدیفہ سے مردی ہیں۔ حدیث و تفسیر کے امام سفیان بن عینیہ نے نقل کیا ہے۔ ابن تیمیہ کے دعوے کے برخلاف مشہور ترین وثائق ہیں۔ ان دونوں کی شخصیت کو حفاظ و محدثین نے سراہا اور موٹاں سمجھا ہے کوئی بھی ان کی عظمت کا مذکور نہیں۔ یہ عظیم محدثین بے اصل باتوں کی اپنی کتابوں میں کبھی جگہ نہ دیتے۔ اندھے پن میں سند کو مجبول بتا کر اصل واقعہ سے انکار کرنا ابن تیمیہ کی انتہائی عناد پرستی ہے۔

### چھٹا اعتراض

”اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ متذکرہ حارث اسلام کے مبادی بخگانہ کا اقرار کرتا تھا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی بھی مسلمان عہد نبوی میں عذاب کا شکار نہیں ہوا۔“

### جواب

یہ حدیث جس طرح حارث کا اسلام ثابت کر رہی ہے اسی طرح مرتدین کا اسلام ثابت کر رہی ہے مرتدین بھی ارشادات پیغمبرگی تردید کرتے تھے، احکامات خداوندی میں شک کرتے تھے۔ بنابریں حارث پر حالت اسلام میں نہیں بلکہ حالت کفر میں عذاب آیا تھا۔ اس کے علاوہ اکثر مسلمان رسول سے گستاخی کے جرم میں عذاب کا شکار ہوئے جیسے جرم و عذاب کا شکار ہوئی۔ صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ

ایک شخص رسول اکرمؐ کے ساتھ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپؐ نے اسے داہنے ہاتھ سے کھانے کی تاکید فرمائی۔ اس نے کہا: داہنے ہاتھ سے کھانے کی صلاحیت نہیں (حالانکہ طاقت و صلاحیت تھی) آپؐ نے فرمایا: ”تجھے طاقت نہیں رہے گی۔“ پھر وہ عمر بھر منہ تک اپنا ہاتھ نہ لے جاسکا۔ (۱)

صحیح بخاری میں ہے: رسول اللہؐ ایک بدوسی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ رسولوں کا طریقہ تھا کہ فرمایا کرتے تھے کوئی ہرج نہیں ہے یہ بڑی طہارت ہے۔ یہاں بھی فرمایا۔ اس نے جھلٹا ہٹ میں کہا: یہ طہارت نہیں بلکہ بڑھے کو بخار نے قبر تنک پہنچا دیا ہے۔ رسول نے فرمایا جیسا سمجھ رہے ہوا یہاں ہو گا نتیجہ میں وہ شام تک مر گیا۔ (۲)

ماردی کی اعلام النبیۃ میں ہے کہ ایک شخص کو آپؐ نے بالوں سے کھینے سے منع فرمایا تھا۔ وہ حالت نماز میں بالوں سے کھیل رہا تھا۔ آپؐ نے بد دعا کی: خدا تیرے بالوں کا ستینا ناس کرے، وہ ملکی وقت سُنجھا ہو گیا۔ (۳)

## ساتواں اعتراض

”حارث بن نعمان در میان صحابہ مشہور نہیں ہے ابن عبد البر، ابن منده، ابو فضیم اور ابو مویٰ جیسے محدثین نے بھی صحابہ کے نام میں اس کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ بنابریں ایسے شخص کا وجود ہمارے نزدیک تحقیقی کیسے ہو سکتا ہے۔“

## جواب

صحابہ کے اساماء و حالات پر مشتمل کتابوں میں سب کے ناموں کا احاطہ نہیں کر لیا گیا ہے، بلکہ ہر مولف نے اپنی معلومات بھر صحابہ کے ناموں کی نشاندہی کی ہے۔ دوسرے مولف نے آکر اس میں مزید

۱۔ صحیح مسلم (ج ر حص ۲۵۹ حدیث ۷۰۰) اکتاب الاشربة

۲۔ صحیح بخاری (ج ر حص ۲۷۶ حدیث ۳۲۰)

۳۔ اعلام النبیۃ حص ۸۱ (ص ۱۳۲)

اضافہ کیا۔ اس سلسلے میں جامع ترین کتاب اصحابی تیزی الصحابہ ہے جسے ابن حجر عسقلانی نے ترتیب دیا ہے۔ انھوں نے آغاز کتاب میں خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ بلاشبہ شریف ترین علم حدیث نبوی کی واقفیت ہے، اور ان کے اہم ترین موضوعات میں صحابہ کی معرفت اور بعد کے لوگوں سے ان کا امتیاز ہے (۱) اکثر حفاظ نے اپنی تالیفات میں مقدور بھر صحابہ و تابعین کے اسماء کا احاطہ کیا ہے۔ میری اطلاع میں سب سے پہلی کتاب ابو عبد اللہ بن حاری کی ہے جو اس موضوع پر مستقل ہے اور ابوالقاسم بغوی وغیرہ نے ان سے نقل کیا ہے۔ ان کے بعد طبقہ مشائخ نے اسماء صحابہ کی احاطہ بندی کی ہے جیسے خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعید، یعقوب بن سفیان، ابو خیثہ ان کے بعد کی تصانیف میں ابوالقاسم بغوی، ابو داؤد، عبد ان، ان کے بعد، بن سکن، ابن شاہین، ابو منصور ماوردی اور ابن حبان جیسے لوگ اگھرے اور طبرانی کی مجمع الکبیر جیسی کتاب سامنے آئی۔ بعد میں ابو نعیم اور عبد البر کی استیعاب نامی کتاب جس میں ان کے گمان کے مطابق قبل کے تمام کتابوں سے اسماء کی احاطہ بندی کر لی گئی ہے۔ اس کے باوجود زیادہ تر صحابہ کے اسماء چھوٹ گئے ہیں۔ بنابریں ابو بکر بن فتحون نے تکمیل کتاب کے سلسلے میں جامع ترین تالیف پیش کی۔ وہ بھی نامکمل کچھی گئی تو کچھ لوگوں نے اس کا تحریر تالیف کیا۔ اس زمانے تک تمام اسماء صحابہ کا احاطہ نہیں کیا جاسکا تھا کہ ساتویں صدی آگئی۔ ابن اشیر نے اسد الغابہ کے نام سے جامع تالیف پیش کی اور قبل کے تمام ناموں کی احاطہ بندی کی سی کے باوجود صحابہ و تابعین کے ناموں کو محفوظ کر دیا۔ متفقہ میں میں اکثر تسامحات کی تفہیج نہ کر سکے۔ ان کے بعد ذہبی نے اضافہ و صحت کا یہی اٹھایا تھا۔ انھیں کے مطابق اکثر نام نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی تالیف کی ضرورت تھی، اس کے باوجود اسماء صحابہ کے دسویں حصہ کا بھی اضافہ نہ ہو سکا۔ ابوذر عد کے مطابق وفات نبی کے وقت صحابہ و صحابیات ایک لاکھ تھے، ان ایک لاکھ سے زیادہ افراد کو دیکھنے اور استیعاب کے تین ہزار پانچ سو افراد کو دیکھنے۔ ابن فتحون کہتے ہیں کہ میں نے حافظ ذہبی کی تحریر دیکھی ہے کہ شاید پوری تعداد آٹھ ہزار پر مشتمل ہو دردہ کم بھی نہ ہوں گے۔ اسد الغابہ میں کل تعداد سات ہزار پانچ سو چار ہے۔ ابوذر عد کے قول کی تائید کعب بن مالک سے

قصہ چوک سے ہوتی ہے کہ ان کے علاوہ بہت سے نام درج رہنے والے گئے تھے۔ (۱) خطیب ثوری کا یہاں نقل کرتے ہیں کہ جو لوگ علیٰ کو عثمان پر فضیلت دیتے تھے ان کی تعداد بارہ ہزار تھی، ان سے رسول راضی رہے۔ خلافت ابو بکر میں مرتدین سے جنگ میں بہت سے صحابہ مر گئے کچھ طاعون کا شکار ہوئے اس طرح لاتعداد صحابہ مر چکے تھے۔ ان کے نام اس لئے پردہ خفایاں رہ گئے کہ غدریں کے موقع پر حاضر تھے۔ (۲) واللہ اعلم

رسول کے ساتھ جویہ الوداع میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد تھے معاجم میں اتنے افراد کا نام کہاں ہے...؟ ظاہر ہے کہ ان کا احصاء فطری اعتبار سے مشکل ہے کچھ لوگ دوسرے شہروں میں آباد تھے۔ اس وقت کوئی ایسا رجسٹرنگ تھا کہ سب کا نام لکھا جاتا۔ صرف ایسے ہی لوگوں کا نام نقل ہوا کہ جن سے کوئی حادثہ وابستہ ہے اسی حالت میں اگر حارث کا نام لکھا نہیں جائے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ ممکن ہے اس کے ارتداد کی وجہ سے اس کو صحابہ کی فہرست سے نکال دیا گیا ہو۔

۱۔ صحیح بخاری (ج ۳/ ص ۱۶۰۳، حدیث ۳۱۵۶)۔ صحیح مسلم (ج ۵/ ص ۳۰۱، حدیث ۵۲ کتاب التوبۃ)

۲۔ تاریخ بغداد (ج ۲/ ص ۲۹۲، نمبر ۱۶۳۲)

## عید غدیر اسلام میں

واقعہ غدیر کی ابتدائی شہرت، دلوں میں رسوخ اور قلبِ دنظر میں اس کا معیار و مفہوم متعین کرنے کے لئے اس دن کو تاریخی اعتبار سے عید کا دن قرار دیا گیا ہے تاکہ اس تاریخ کو دن وراتِ محفل و اجتماعاتِ منعقد کئے جائیں، عبادتِ الہی کے مراسم بجالائے جائیں، باہمی صلةِ رحم اور بخشش و عطا کے ذریعہ مجاہوں کی خبرگیری کی جائے، نئے اور خوشناibus سے اپنے کو آراستہ کیا جائے، رنگارنگ کھانے پکائے جائیں تاکہ عام لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں، نئے مظاہرات و اہتمام پر ناداقف حضرات کو تحسس ہو، اس کے وجود و اسباب پوچھیں اور واقف کار حضرات واقعہ غدیر کی متواتر روایات نقل کریں، خطباء شعراء کی تقریروں اور نغموں کی گوئی سے اس کے اسناد ایک دوسرے سے ہم آہنگ و مربوط ہو سکیں، اس طرح قوموں اور گروہوں کے درمیان عہد بہ عہداں خبر کی تکرار ہوتی رہے۔

اس سلسلے میں دو چیزیں وضاحت طلب ہیں: ایک یہ کہ عید غدیر فقط گروہ شیعہ ہی سے مخصوص نہیں ہے، اگرچہ اس قوم کو اس سے والہانہ تعلق ہے لیکن مسلمانوں کے دوسرے طبقے بھی بالکل اسی طرح اس سے وابستہ ہیں، بیرونی نے دوسری عیدوں کے ساتھ عید غدیر کی بھی نشاندہی کی ہے جو مسلمانوں کے لئے لائق توجہ ہے۔ (۱)

مطلوب السؤول ابن طلحہ میں ہے کہ روز غدیر خم کا امیر المؤمنین نے اپنے شعر میں تذکرہ فرمایا ہے اور یہ دن اس لئے عید قرار پایا ہے کہ رسول خدا نے آنحضرت کو ولایت کے مرتبہ عظمی پر نصب فرمایا۔ اور اس طرح آپ کو تمام خلائق پر برتری عطا کی۔ (۲)

۱۔ آثار الباقیۃ فی ترودن المأیلیں ص ۵۳۷ ۲۔ مطالب السؤول ص ۵۲ (ص ۱۶)

آگے لکھتے ہیں کہ جو لفظ مولا کا مفہوم رسول کے لئے سمجھا جاسکتا ہے بالکل وہی مفہوم علی کے لئے  
متین فرمایا اور یہ مرتبہ و مقام اختیاری بلند ہے جس سے حضرت کو مخصوص فرمایا، اسی وجہ سے اس دن کو  
دوستوں کے لئے سرور شادمانی کا دن قرار دیا۔ (۱)

یہ جملہ بجائے خود مسلمانوں کے لئے مشترکہ عید کی نشاندہی کرتا ہے خواہ (ان کے دوستوں) کی  
ضیغیر پیغمبر اسلام کی طرف پھیری جائے خواہ علی کی طرف..... اگر پیغمبر کی طرف پھیری جائے تو مطلب  
 واضح ہے اور اگر علی کی طرف پھیری جائے تب بھی مقصود حاصل ہے۔ کیوں کہ تمام مسلمان علی کو اس  
لئے دوست رکھتے ہیں کہ وہ پیغمبر کے بلافضل خلیفہ ہیں۔ مسلمانوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو حضرت  
علی سے عداوت و دشمنی رکھتا ہو۔ صرف معمولی تعداد خوارج کی کمی ہے جو دین اسلام سے خارج ہے۔

اس سبق آموز عید کے متعلق کتب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام مشرق و مغرب کے ممالک مصر،  
مغربی افریقہ اور عراق وغیرہ کے مسلمان صدر اول سے متفقہ طور پر اس کو مناتے چلے آئے ہیں۔ اس  
دن سے متعلق خصوصی اہتمام، نماز و دعا، بزم خطابت اور بزم مقاصدہ وغیرہ کا معمول متعلقہ کتابوں میں  
تفصیل سے مذکور ہے۔ وفیات الاعیان میں اس عید کا متعدد جگہ مذکور ہے۔ (۲) مثلاً مستحلی بن مستنصر  
کے حالات میں ہے: بروز عید غدیر خم پیارخ ۱۸ رذی الحجر ۷۲۸ھ میں موصوف کی بیعت واقع ہوئی۔  
مستنصر بالله کے حالات زندگی میں لکھتا ہے کہ ان کی وفات شب جمعہ ۱۸ رذی الحجر ۷۲۸ھ میں ہوئی۔  
میں کہتا ہوں کہ یہ اشعارہ ذی الحجر کی شب وہی شب غدیر ہے۔ غدیر خم سے مخصوص۔ اکثر لوگ اس مقام  
سے متعلق استفسار کرتے ہیں۔ وہ جگہ مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے جہاں پانی کا چشہ بھی ہے۔  
رسول خدا مجھے الوداع سے واپس ہوتے ہوئے اس جگہ پہنچے تو حضرت علی کو بھائی بناتے ہوئے  
فرمایا: علی! کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ خدا یا! اس کے دوست کو دوست اور اس  
کے دشمن کو دشمن رکھ۔ جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر، جو اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے۔

۱۔ مطالب السنویں ص ۵۶

۲۔ وفیات الاعیان ج رامض ۶۰۳، ج ربیعی ۲۲۲ (ج رامض ۸۰۳ نومبر ۷، ج ربیعی ۲۳۰ نومبر ۷۸)

اس دن سے شیعوں کا بڑا گھر اتعلق ہے۔

حازی کہتا ہے: یہ جگہ محمدؐ کے نزدیک مکہ و مدینہ کی درمیانی وادی میں واقع ہے، اس وادی میں رسول خدا نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تھا، یہ جگہ شدید گری کے لئے مشہور ہے۔ ابن خلکان نے بھی اس دن کے شیعوں سے والہانہ تعلق کا تذکرہ کیا ہے۔ مسعودی نے بھی تنبیہ والا شراف میں حدیث غدریکا تذکرہ کر کے کہا ہے کہ اس دن کوشیعہ بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ (۱) اسی طرح شعبانی نے شمار القلوب میں کہا ہے کہ شب غدر مسلمان قوم میں مشہور ہے۔ اس عید کے موقع پر رسولؐ نے پالان شتر کے نمبر پر من کنت مولانا کی حدیث فرمائی تھی۔ اس رات کی شیعوں کے یہاں بڑی اہمیت ہے۔ (۲)

شب عید غدریکی شہرت اور مبارک عید کی عظمت اعتقداد سے آگے بڑھ کے ادب کی فتنی قدروں میں جگہ بنا چکی ہے۔ تشبیہات و استعارات میں اس کو برابر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

شیم بن معز (م ۷۴۷ھ) ایک قصیدے میں کہتا ہے:

تروح علينا باحداً فها	حسان حكتهن من نشرهنه
نواعم لا يستطيع النهوض	اذ اقمن من ثقل اراداً فهم
حسن كحسن ليالي الغدير	وحبن يهجة ايامتهنه (۳)

اس عید کی نشاندہی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شیخین اور امہات المؤمنین کے ساتھ تمام صحابہ نے رسول خدا کے حکم سے علیؑ کو مبارکباد پیش کی تھی۔ ہم اس کی تفصیل آگے بیان کریں گے۔

دوسری بات جس دن سے رسول خدا نے علیؑ کی خلافت کبریٰ کا اعلان فرمایا اور بروز غدریان کی دینی و دنیوی شہنشاہیت مسلم ہوئی اسی دن سے برابر اور متواتر اس دن کو عظمت و اہمیت دی جاتی رہی اور اس دن سے زیادہ کون ساداں اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے، اس دن سرچشمہ فیضان انوار الہی کی نشان دہی ہوئی، دین میں خواہشات کا قلع قمع ہوا۔ جہالت و اوهام کی نفعی ہوئی۔

۱۔ التنبیہ والا شراف ص ۲۲۱ (ص ۲۲۱-۲۲۲) کرکٹ ۲۔ شمار القلوب ص ۵۱۱ (ص ۶۳۶-۶۳۷) نمبر ۱۰۶۸

۳۔ دمیۃ القصر و عشرۃ اہل الصحر ص ۳۸ (ج ص ۱۱-۱۲)

اس دن سے زیادہ وقیع اور کون سادن ہو گا کہ سنن و آداب شریعت کا اظہار و اعلان ہوا اور شاہراہ ہدایت نمایاں ہوئی، اسی دن تکمیل دین و اتمام نجت کا قرآن نے بلند آہنگ اعلان فرمادیا۔ جس دن پادشاہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوتا ہے اس دن کو لوگ مسرت و شادمانی کا دن قرار دیتے ہیں۔ چراغاں ہوتا ہے، جشن منائے جاتے ہیں اور گروہ درگروہ بزم مسرت جما کے خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں۔ خطباء ادباء اور شعراء قصائد کے انبار لگادیتے ہیں۔ یہ روشن ہر قوم میں جاری رہتی ہے، اس قاعدے کی بنیا پر جس دن سلطنت اسلامی دین کی ولایت عظمی سے وقیع شخصیت کے نام و حی ترجمان کی زبانی بہرہ مند ہوئی اس دن کو بدرجہ اوپر عید قرار دینا چاہئے، دل کھول کر اظہار مسرت کرنا چاہئے۔ ایسے مرتلوں سے بھر پور موقع پر اهتمام مسزت تقرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے نماز روزہ وعدا وغیرہ میں دن بس رکنا چاہئے۔ اسی لئے رسول خدا نے حاضرین مجھ کو جن میں ابو بکر و عمر، ہزارگان ترقیش و انصار نیز ازواج رسول حاضر تھے، حکم دیا کہ امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر انھیں ولایت کبری کے منصب پر فائز ہونے کی خوشی میں مبارکباد کا نذر انہ پیش کریں۔

### حدیث تہذیب

طبری نے کتاب الولاية میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے جس کا اکثر حصہ گزشتہ صفات میں نقل کیا جا چکا ہے اس کے آخر میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: ”لوگو! میں جو کچھ زبان سے ادا کر رہا ہوں اسے دہراو اور کہو: ہم دل سے عہد کرتے ہیں اور زبان سے اس میثاق کا اقرار کرتے ہیں اور ہاتھوں سے بیعت کرتے ہیں اور اسے اپنے اولاد اور عیال کو ودیعت کرنے کا عزم کرتے ہیں۔ آپ ہم پر گواہ اور خداوند عالم ہمارا مکمل گواہ ہے، ہم اس کا بدل نہیں چاہتے۔ اس کے بعد علیؑ کو امیر المؤمنین کہہ کے سلام کرو اور کہو کہ تمام تعریضیں خدا کے لئے مخصوصیں ہیں جس نے اس بات کی طرف ہماری ہدایت کی اور اگر خدا ہماری ہدایت نہ فرماتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ اور خداوند عالم ہر آواز اور نفس کی خیانت سے واقف ہے، اب جو عہد توڑے گا اس کا و بال اسی پر آئے گا اور جو اس عہد کو وفا کرے گا تو خدا اجر عظیم سے

نوازے گا۔ وہی کہو جس سے خدام سے خوش ہوا اگر انکار کرو گے تو خدا مستحقی ہے۔

زید بن ارقم کا بیان ہے کہ یہ سن کر لوگ یہ کہتے ہوئے جھپٹے کہ ہاں ہم نے سنا اور حکم خدا کی دل سے اطاعت کی، سب سے پہلے رسول اور علیؑ سے مصافحہ کرنے والوں میں ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ و زبیر تھے۔ پھر مهاجرین و انصار اور دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ظہرہ عصر ایک ساتھ ادا کی گئی۔ پھر سلسلہ طویل ہوا اور نماز مغرب و عشاء ایک ساتھ ادا کی گئی، بیعت و مصافحہ کی دھوم تین دن تک رہی۔

قاہرہ کے مولف احمد بن محمد طبری معروف بے غلطی نے کتاب مناقب علیؑ میں شیخ محمد بن ابی بکر بن عبد الرحمن کے طریق سے لکھا ہے: ”لوگ جھپٹ کر بیعت کرنے لگے، کہتے جاتے تھے کہ ہم نے سنا اور حکم خدا اور رسول کی دل، جان اور زبان اور تمام اعضاء سے اطاعت کی اور علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سب سے پہلے رسول خدا سے مصافحہ (علیؑ کا نام روایت طبری سے ساقط کر دیا ہے) کرنے والے عمر، طلحہ، زبیر اور بقیہ تمام مهاجرین و انصار تھے۔ اس کی وجہ سے ظہرہ عصر اور مغرب و عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی گئی۔ تین روز اس کا تاثنیہ نہیں ٹوٹا جب بھی لوگ مونج درمونج امنڈتے رسول خدا فرماتے: ”الحمد لله الذي فضلنا على جميع العالمين“ (تمام تعریف خدا سے مخصوص ہے جس نے ہمیں تمام عالمین پر فضیلت عطا کی) یہ مصافحہ اور بیعت کی رسم اسی کے بعد جاری ہوئی۔ اب تو غیر مستحق کے لئے بھی اس کو بردا جانے لگا۔

کتاب نشر و اطمینی میں ہے: لوگ ہاں ہاں کہتے ہوئے لپکے، چلاتے جاتے تھے: ہم نے حکم خدا و رسولؐ کی اطاعت کی۔ رسول خدا اور علیؑ پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ اس کے بعد متذکرہ تفصیل ہے۔ مولوی ولی اللہ لکھنؤی مرآۃ المؤمنین میں حدیث غدیر کی تفصیل کے بعد لکھتے ہیں: ”اس وقت عمر نے ملاقات کی اور کہا مبارک ہواے ابوطالب کے فرزند! آپ ہمارے اور تمام مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔ اسی طرح ہر صحابی نے تہنیت پیش کی،“ (۱)

مورخ حافظ شاہ روضۃ الصفاء میں حدیث غدیر کی تفصیل کے بعد لکھتے ہیں: ”اس کے بعد رسول خدا نے ایک خیمہ برپا کرایا جس میں خود جلوہ افروز ہوئے وہ سراخیمہ علیؑ کے لئے برپا کرایا اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ علیؑ کے خیمے میں جا کر مبارک باد پیش کریں۔ سب لوگ مبارک باد دے چکے تو اہمۃ المؤمنین کو حکم دیا کہ تہنیت پیش کریں۔ ان کے بعد صحابہ نے حنین میں حضرت عمر بھی تھے۔ مبارک باد پیش کی،“ (۱) مورخ غیاث الدین نے جبیب السیر میں یہی تفصیل نقل کی ہے۔ (۲) خاص طور سے شیخین کی تہنیت کو جن ائمہ حدیث تفسیر و تاریخ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے ان کا احاطہ آسان نہیں ہے۔ ان کا سلسلہ استاد ابن عباس ابو ہریرہ، براء بن عازب اور زید بن ارقم تک پہنچتا ہے مندرجہ ذیل علماء نے اس کی روایت کی ہے:

- ۱۔ حافظ ابو مکر عبد اللہ بن محمد بن شیبہ نے براء بن عاذب سے۔ (۳)
- ۲۔ حافظ ابوالعباس شیبانی
- ۳۔ امام احمد بن حنبل مندوں میں۔ (۴)
- ۴۔ حافظ ابو یعلیٰ موصیٰ مندوں میں
- ۵۔ حافظ ابو جعفر محمد بن جریر طبری تفسیر میں۔ (۵)
- ۶۔ حافظ احمد بن عقدہ کتاب الولایت میں
- ۷۔ حافظ ابو عبد اللہ مرزا بن سرقات الشعرا میں
- ۸۔ حافظ علی بن عمر دارقطنی۔ (۶)
- ۹۔ حافظ بن بط کتاب ابانہ میں
- ۱۰۔ قاضی ابوکبر باقلانی۔ (۷)
- ۱۱۔ حافظ خرگوشی شرف المصطفیٰ میں
- ۱۲۔ حافظ ابن مردویہ تفسیر میں
- ۱۳۔ ابو سحاق ثعلبی۔ (۸)
- ۱۴۔ حافظ ابو بکر بن یعنی۔ (۹)
- ۱۵۔ حافظ بن سمان رازی۔ (۱۰)

۱۔ روضۃ الصفاء ح راص ۱۷۳ (ج ر ح ص ۵۳۱۲)

۲۔ جبیب السیر ح راص ۱۳۲ (ج ر ح ص ۳۱۱)

۳۔ مندوں ح ر ح ص ۲۸۱ (ج ر ح ص ۳۵۵) حدیث (۱۸۰)

۴۔ جامیٰ البیان ح ر ح ص ۲۲۸ (ص ۲۲)

۵۔ تہبیدی اصول الدین ح ر ح ص ۱۷۱

۶۔ الصواتن الحجر ح ر ح ص ۲۶ (ص ۲۲)

۷۔ الکھف والبیان تفسیر آیۃ ۱۷ سورہ مائدہ

۸۔ الفصول الحبہ ح ر ح ص ۲۵ (ص ۲۰)، نظم در اسرائیل (ص ۱۰۹)

۹۔ الریاض المشرقة ح ر ح ص ۲۹ (ج ر ح ص ۱۱۳)

- ۱۶۔ خطیب بغدادی  
 ۱۷۔ فقیہ مغازی شافعی مناقب میں۔ (۱)  
 ۱۸۔ ابو محمد عاصمی زین الفتنی میں  
 ۱۹۔ حافظ ابو سعد سمعانی فضائل الصحابة میں  
 ۲۰۔ جیۃ الاسلام غزالی۔ (۲)  
 ۲۱۔ علامہ شهرستانی الحسل و الحخل میں۔ (۳)  
 ۲۲۔ اخطب الخطباء خوارزمی۔ (۴)  
 ۲۳۔ ابو الفرج ابن جوزی مناقب میں  
 ۲۴۔ فخر الدین رازی تفسیر میں۔ (۵)  
 ۲۵۔ مجید الدین ابن اشیر شیبانی نہایہ میں۔ (۶)  
 ۲۶۔ طبری خصائص میں  
 ۲۷۔ عز الدین بن اشیر شیبانی۔ (۷)  
 ۲۸۔ شیخ شافعی کفایۃ الطالب میں۔ (۸)  
 ۲۹۔ سبط ابن جوزی تذکرۃ الجنوام میں۔ (۹)  
 ۳۰۔ عمر بن محمد الملا۔ (۱۰)  
 ۳۱۔ حافظ محب الدین طبری۔ (۱۱)  
 ۳۲۔ حموی فرائد اسٹلین میں۔ (۱۲)  
 ۳۳۔ نظام الدین قمی  
 ۳۴۔ علی الدین خطیب۔ (۱۳)  
 ۳۵۔ جمال الدین زرندی۔ (۱۴)  
 ۳۶۔ ابو الفداء ابن کثیر شاہی۔ (۱۵)  
 ۳۷۔ نقی الدین مقریزی خطط میں۔ (۱۶)

(۱) مناقب ابن مغازلی (ص ر ۱۸۱ حدیث ۲۳۲) ص ۲۲۲، ۲۳۲

(۲) سر العالیین ص ۹۶ (ص ۲۱)

(۳) الحسل و الحخل مطبوع بر جایز افضل بح راص ص ۲۲۰ (ج راص ص ۱۳۵)

(۴) تذکرۃ الجنوام ص ۹۲ (فصل ۱۲)

(۵) الغیر الکبیر بح ۳۶ ص ۶۲ (ج راص ص ۲۹)

(۶) التہلیۃ فی غریب الحدیث والاثر بح ۴۵ ص ۲۲۶ (ج راص ص ۲۲۸)

(۷) اسرار الثابت (ج ۲ ص ۱۰۸) (نمبر ۲۷۸)

(۸) کفایۃ الطالب ص ۱۶ (ص ۲۷)

(۹) تذکرۃ الجنوام ص ۱۸ (ص ۲۹)

(۱۰) اریاض النصرۃ بح ۲۹ ص ۱۲۹ (ج راص ص ۱۱۳)، ذخایر الفتنی ص ۶۷

(۱۱) فرائد اسٹلین (ج راص ص ۲۷۷ حدیث ۲۳۲ باب ۱۲)

(۱۲) مذکوہ المصالح ص ۱۷۷ (ج راص ص ۵۵) (ج راص ص ۱۱۳)

(۱۳) تتم در در اسٹلین (ص ۱۰۹) (ج راص ص ۲۱۰)

(۱۴) البدریۃ والتهلیۃ بح ۴۵ ص ۲۱۰ (ج راص ص ۲۰۹) (ج راص ص ۲۲۲، ۲۲۹)

(۱۵) البدریۃ والتهلیۃ بح ۴۵ ص ۲۱۰ (ج راص ص ۲۰۹) (ج راص ص ۲۲۲، ۲۲۹)

- |      |  |                                      |
|------|--|--------------------------------------|
| (۲۹) | قاضی نجم الدین اوزری۔                              | ۳۸۔ ابن صباغ مکنی۔ (۱)               |
| (۳۰) | جلال الدین سیوطی۔                                  | ۳۹۔ کمال الدین میہنڈی۔ (۲)           |
| (۳۱) | سلطانی مواهب اللہ نیمیں۔                           | ۴۰۔ سہو دی وفاء الوفاء میں۔ (۵)      |
| (۳۲) | ابن جرج عسقلانی۔                                   | ۴۱۔ سید عبدالوہاب حسینی بخاری میں    |
| (۳۳) | ابن کاشی مکنی۔                                     | ۴۲۔ سید علی بن شہاب الدین۔ (۸)       |
| (۳۴) | شیخ باکی شیخانی صراط السوی میں                     | ۴۳۔ شمس الدین منادی۔ (۹)             |
| (۳۵) | شیخ باکی شیخانی۔                                   | ۴۴۔ ابو عبد اللہ زرقانی۔ (۱۱)        |
| (۳۶) | حامد الدین محمد بایزید سہار پوری مرافق الروافض میں | ۴۵۔ میرزا محمد بدھشانی۔ (۱۲)         |
| (۳۷) | شیخ محمد صدر العالم معاویج العلی میں               | ۴۶۔ ابو ولی اللہ احمد عمری دہلوی     |
| (۳۸) | سید محمد صنحانی۔                                   | ۴۷۔ مولوی محمد بنین فرغی محل۔ (۱۳)   |
| (۳۹) | سید احمد ذہبی وجلانی۔                              | ۴۸۔ محمد محبوب العالم فیضیر شاہی میں |
| (۴۰) | شیخ محمد حبیب اللہ۔                                | ۴۹۔ شیخ محمد حبیب اللہ۔ (۱۷)         |

- |   |   |
|---|---|
| ۱۔ الفصول المهمة ص ۲۵۰ (ص ۲۰۰)                            | ۲۔ بدیع العالی ص ۵۵   |
| ۳۔ شرح دیوان امیر المؤمنین ص ۳۰۶                          | ۴۔ کنز العمال ح ۶۰ ص ۲۷۹ (ج ۱۳ ص ۱۳۳) حدیث (۳۶۲۰)               |
| ۵۔ وفاء الوفاء با خباردار المصطفی ح ۲۲ ص ۲۷۳ (ج ۱۰ ص ۱۰۸) | ۶۔ المواهب اللذیۃ ح ۲۳ ص ۱۳ (ج ۲۳ ص ۲۶) (۳۶۲۵)                  |
| ۷۔ الصواعق الاحقر ح ۲۶ ص ۲۶ (ج ۲۲ ص ۲۲)                   | ۸۔ مودة القربی، مودة نبرہ                                       |
| ۹۔ فیض القدری ح ۲۸ ص ۲۱۸                                  | ۱۰۔ وسیلة المال فی عذة مناقب الآل (ص ۲۷)                        |
| ۱۱۔ شرح المواهب ح ۲۷ ص ۱۳                                 | ۱۲۔ مقاصح الحججی مناقب آل العبا (ص ۲۷) قلبی، نزل الابرار (ص ۵۲) |
| ۱۳۔ الروضۃ الالندیۃ فی شرح التحفۃ الطویلۃ (ص ۱۵۵)         | ۱۴۔ وسیلة النجاة (ص ۱۰۲)  |
| ۱۵۔ مرآۃ المؤمنین (ص ۳۶)                                  | ۱۶۔ الفتوحات الاسلامیۃ ح ۲۲ ص ۳۰۶                               |
| ۱۷۔ کفایۃ الطالب ص ۲۸                                     |   |

## آدم برس مطلب

یہ بارہ کت تہنیت اور وحی ترجمان کے حکم سے مصافحہ و بیعت اور ختمی مرتبت کا خوش ہو کر "الحمد لله الذي فضلنا على جميع العالٰى بن" فرمانا، پھر اس دن کی مبارک تقریبات کے بعد آیت قرآنی میں نوید تمجیل دین..... ان تمام باتوں کے بعد یہ بھی توجہ طلب ہے کہ ایک یہودی طارق بن شہاب نامی حضرت عمر کی بزم میں حاضر تھا۔ اس نے کہا: اگر یہ آیت تمجیل دین، ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوتی تو اس دن کو عید قرار دیتے۔ (۱) وہاں بہت سے افراد موجود تھے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ حضرت عمر نے بھی ایسی بات کہی جو اس کے مفہوم کی تصدیق کرتی تھی۔ خود مجتبی بر اسلام گواں کی ٹال مثول پر تہذید وارد ہوئی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس دن اور اس پیغام کو اہمیت دینا چاہئے۔ اس کے باوجود مسلمانوں میں اس کی عظمت و جلالت کے متعلق ایسی کایا پلٹ دیکھنے میں آتی ہے کہ دانتوں میں انگلیاں دبائے ہیں بنتی ہے۔

مندرجہ بالا باتوں کے پیش نظر رسول اسلام اور ان کے بعد ائمہ مخصوصین نے اس کو خصوصی طور سے عید کا دن قرار دینے کی تاکید فرمائی۔ اسی بنا پر شیعیان حیدر کارنے مزارت کا دن قرار دیا۔ اسی معنی کی طرف فرات بن ابراہیم نے حدیث رسول نقل کر کے اس کو عید کا دن قرار دینے کی تاکید کی ہے۔ امام جعفر صادق اپنے آباء کرام سے حدیث رسول نقل کرتے ہیں کہ میری امت کے لئے

۱۔ (صحیح مسلم ج ر ۵ ص ۱۵۵ حدیث ۲۳۷ کتاب المفسر بسن ترمذی ج ر ۵ ص ۲۳۳، حدیث ۲۳۳، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳؛ سنن نسائی ج ر ۶ ص ۳۲۰، حدیث ۳۹۹؛ تفسیر الوصول ج ر ۱۲۲، مشکل الآثار ج ر ۲۳؛ جامی البیان ج ر ۶ ص ۲۶؛ تفسیر ابن کثیر ج ر ۶ ص ۱۲؛ مسند احمد بن حنبل ج ر ۱ ص ۶۵، حدیث ۲۲۳)

افضل تین عید بر زغیر خم کی عید ہے۔ اس دن خدا نے مجھے اپنے بھائی علی کو امت کا امام نصب کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ اسی کے ذریعہ لوگ میرے بعد ہدایت پائیں۔ خدا نے اس دن کی بدولت دین کامل کیا امت پر اپنی نعمت تمام کی اور ان کے اسلام سے راضی ہوا۔ اسی کو حافظ خرگوش نے شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے جس میں رسول اللہ نے فرمایا۔ ہنخوںی ہنخوںی مجھے مبارکباد دو، مجھے مبارکباد پیش کرو۔

رسول عظیمؐ کے قدم پر قدم امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب نے بھی اسے عید کا دن قرار دیا۔ جس

سال جمعہ اور غدیر ایک ساتھ پڑے تو آپ نے خطہ فرمایا:

”اے گروہ مؤمنین! خدا نے تمہارے لئے دو عظیم الشان عیدیں جمع فرمائی ہیں، ان میں ایک کا دوسرے پر انحصار ہے تاکہ تمہاری سیرت شائستہ اور راہ ہدایت استوار کر کے اپنی تمام نعمت تم پر مکمل کرے۔ اپنی حکیمانہ شاہراہ ہدایت سے تمہیں منور کرے، اپنی نعمتوں سے نہال کرے جہاں لئے قرار دیا کہ تمہری اجتماعی کثافتیں ختم ہوں اور ایک ہفتہ قبل کی گندگی جو کچھ ظرف میں جمع ہو چکی ہے دھوڈے، یہ مؤمنین کی تذکیرہ اور پرہیز گاروں کی خشیت کا تبیان ہے، دوسرے دنوں کے مقابلے میں جمعہ میں دو گنا اجر ملتا ہے، آج کے دن کا حق اسی صورت میں ادا ہوگا کہ ادا مر جالا و اور نواہی سے پرہیز کرو۔ طاعت میں والہانہ پن اور مندوبات میں دچپی دکھائی جائے۔ خدا کی توحید عقیدہ رسالت سے مربوط ہے اور دین کی قبولیت ولی امر کی ولایت میں منحصر ہے، اسباب طاعت کی تنظیم والیان امر سے دابشگی کے مظاہرے میں ہے۔ اسی مناسبت سے خدا نے رسول کو غدیر خم میں مخلص بندوں کی تبلیغ کا حکم دیا اور منافق جرگے کی طرف مطلق توجہ کرنے کی تاکید کی تاکہ ان کی مکاریوں سے حفاظت رہیں۔“

آگے فرمایا: ”خداؤند عالم تم پر رحمت نازل کرے، اس بزم سے اٹھ کر جاؤ تو گھر میں اپنے اہل دعیال کی آسائش میں وسعت دو، اپنے بھائیوں کے ساتھ کر جاؤ تو گھر میں اپنے اہل نعمت سے بہرہ مند کیا اور اپنی اجتماعیت کو استوار کرو، خدا تمہارے حالات استوار کرے۔ باہمی صلة رحمی کرو کہ الفت برقرارہ سکے۔ نعمتوں کا تحد ایک دوسرے کے پاس بھجو کو قبل و بعد کی عیدوں کے مقابلہ ثواب سے تمہیں نہال کیا ہے اور یہ فضیلت صرف آج ہی سے مخصوص ہے، آج کی تیکی تمہارے ماں اور

فَدِير؟ قرآن، حدیث اور ادب میں؛ حجۃ

عمر میں اضافہ کرے گی۔ ایک دوسرے پر مہربانی سے رحمت جوش میں آئے گی۔ اپنے بھائیوں اور عیال پر مقدرت بھرا حسان کرو، بیٹاں چہروں کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کرو۔ (۱)

اس عید کو ائمہ مصویں نے بھی متعارف کرایا اور اس کا نام عید رکھا ہے۔ اس دن کی فضیلت کا پرچار خود بھی کیا ہے اور تمام مسلمانوں کو تاکید کی ہے۔

تغیر فرات میں سورہ مائدہ کے ذیل میں ہے کہ فرات میں اخف نے صادق آل محمد سے عرض:

میں قربان جاؤں، مسلمانوں میں عرفہ، عیدین اور جمع کے علاوہ بھی کوئی عید ہے جو ان سے افضل ہو...؟ فرمایا: ”ہاں! ان سے کہیں افضل اور اشرف وہ دن ہے جب خدا نے دین کا مل فرمایا اور آیت نازل کی: ”الیوم اکملت لكم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لكم الاسلام دینا۔“

اخف نے پوچھا: کون سادن ہے وہ؟

فرمایا: ”جب انبیاء نبی اسرائیل اپنے بعد کسی کو وصی یا امام مقرر فرماتے تو اس دن کو عید قرار دیتے۔ اس لحاظ سے تمہارے لئے بھی وہی دن ہے جب رسول اکرم نے علی کو امام مقرر فرمایا اور اس سلسلے میں جو کچھ نازل ہوا وہ جانتے ہی ہو۔“

اخف نے عرض کی: ”وہ سال میں کس دن پڑتا ہے؟“

فرمایا: ”نوں میں تقدم و تاخر ہوتا رہتا ہے۔ سپتھر۔ اتوار۔

پوچھا: ”اس دن کیا کرنا چاہئے؟“

فرمایا: ”نماز، عبادت الہی، شکرانہ اور اعلان ولایت علی پر خوشی کا اظہمار۔ مجھے تو یہی پسند ہے کہ اس دن روزہ رکھو۔“ (۲)

شیخ الاسلام کلینی نے کافی میں صادق آل محمد کی روایت نقل کی ہے، آپ سے پوچھا گیا: ”کیا مسلمانوں میں عیدین کے علاوہ بھی کوئی عید ہے...؟“

۱۔ مصباح النجف ص ۵۲۷ (ص ۶۹۸) ۲۔ تغیر فرات کوئی (ص ۱۷۱) حدیث (۱۲۳)

فرمایا: "ہاں! ان دونوں سے عظیم تر۔"

پوچھا: "کون سادن؟"

فرمایا: "جس دن علیؑ ابن ابی طالب کو امام بنایا گیا۔"

پوچھا: اس دن کون ساعمل بجالانا مناسب ہو گا؟

فرمایا: "روزہ رکھو، آل محمد پر صلوٽ پڑھو، اور غاصبین حقوق سے اظہار بیزاری کرو۔ رسولوں نے

اپنے اوصیاء کو حکم دیا کہ جس دن ان کی وصایت کا اعلان ہوا، اسے عید کا دن قرار دیں۔"

پوچھا گیا: "اس دن روزے کا ثواب کیا ہے؟"

فرمایا: "ساتھ مہینوں کے برابر روزہ کا ثواب۔" (۱)

اسی کافی میں صادق آل محمد سے سوال کیا گیا: "کیا جمعہ و عید یعنی کے علاوہ بھی مسلمانوں میں عید ہے؟"

فرمایا: "ان عیدوں سے زیادہ باعظم وہ عید ہے جب رسولؐ نے علیؑ کو امام بناتے ہوئے من کنت مولاہ کی حدیث فرمائی۔"

پوچھا گیا: "وہ کون سادن ہے؟"

فرمایا: "دن کے چکر میں نہ پڑو، وہ تو آتے جاتے رہتے ہیں (شاید شی تاریخ مراد ہو) وہ اخبارہ ذی الحجہ کا دن ہے۔"

پوچھا گیا: "اس دن کون ساعمل بجالانا چاہئے؟"

فرمایا: "ذکر خدا، روزہ اور دیگر عبادات، تذکرہ محمد وآل محمد۔ اسی دن رسولؐ نے امیر المؤمنینؑ کو تاکید فرمائی تھی کہ عید کا دن قرار دیں، تمام انبیاء نے ایسا ہی کیا۔"

صادق آل محمد کی ایک اور حدیث ہے کہ غدری کے دن کا روزہ سوچ اور سو گروں کے برابر ثواب رکھتا ہے، یہ دن خدا کا اہم ترین دن ہے، عید کا دن۔" (۲)

۱۔ کافی ج راص ۲۰۳ (ج راص ۲۰۷، حدیث ۱) ۲۔ کافی ج راص ۲۰۷ (ج راص ۲۰۹، حدیث ۱)

الخصال میں ہے، مفضل بن عمر نے صادق آل محمد سے عرض کی: ”مسلمانوں میں کتنی عیدیں ہیں؟“ فرمایا: ”چار عیدیں۔“

پوچھا: ”میں جمعہ اور عیدین کو تو جانتا ہوں؟“

فرمایا: ”ان تینوں سے اہم ترین اٹھارہ ذی الحجہ کی عید ہے، اسی دن رسول خدا نے حضرت علی کو امامت کے لئے نصب فرمایا۔“

پوچھا: ”ہمارے لئے اس دن کیا کرنا مناسب ہے؟“

آپ نے فرمایا: ”تمہارے لئے لازم ہے کہ حمد اللہ میں روزہ رکھو، کیوں کہ انبیاء کا دستور ہے کہ تقریری وصی کے دن کو عید کا دن قرار دیتے تھے اور امت کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔“ (۱)

مسابح طوی میں ہے: عمار اٹھارہ ذی الحجہ کو خدمت صادق آل محمد میں پہنچے۔ آپ روزہ سے تھے۔ فرمایا: ”آج کا دن بڑا عظیم ہے۔ خدا نے اس کی حرمت میں آج مومنین کے لئے دین کا مل کر دیا اور نعمت تمام کی۔ آج ہی عہد است کی تجدید فرمائی۔“

سوال کیا: آج کے روزہ کا ثواب کس قدر ہے؟

فرمایا: ”اس یوم مسزت میں روزہ کا ثواب سانحہ نہیں کے برابر ہے۔“

عبداللہ بن جعفر حیری سے مردی ہے، صادق آل محمد نے اپنے شیعوں سے فرمایا: ”کیا تم اس دن کو پہچانتے ہو جب خدا نے اسلام کو استوار فرمایا، دین کے منارے نمایاں کئے اور ہمارے دوستوں کے لئے عید کا دن قرار دیا؟“؟

سب نے کہا: خدا اور رسول اور فرزند رسول بہتر جانتے ہیں۔ کیا وہ عید الفطر ہے اے آقا؟“؟

فرمایا: ”نہیں!“

پوچھا: ”کیا وہ عید الاضحیٰ ہے؟“

فرمایا: ”اگرچہ یہ دنوں باعظمت ہیں، لیکن جس دن منارة دین نمایاں ہوا، وہ اٹھارہ ذی الحجہ کا

دن ہے۔ اس دن رسول خدا غدریم میں ججۃ الوداع سے واپس ہو کر یہو پچھے تھے۔ (۱) اور حدیث حیری میں ہے کہ بروز غدیر بعد نماز سجدہ شکر میں کہے：“اللَّهُمَّ اتَا نَفْرَجَ وَجْهِنَّمَ فِي يَوْمِ عِيدِنَا الَّذِي شَرَّفْنَا فِيهِ بِولَاتِهِ مُولَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ” فیاض بن محمد بن عمر طوسی نے امام ابو الحسن موسیٰ رضا سے بروز غدیر ملاقات کی۔ آپ نے اپنے مخصوصین کو بروز غدیر ااظفار پر مدعا فرمایا تھا، آپ کے گھر بیوی حالت و مظاہرات یکسر بدلتے ہوئے تھے۔ غذا، لباس، انگوٹھی، جوتے بلکہ تمام وضع زندگی آراستہ تھا۔ اپنے غلاموں کو بھی نوبہ نہ آرائش کا حکم دیا ہوا تھا، جو عام دونوں سے قطعی مختلف تھا۔ حضرت لوگوں کو اس دن کی فضیلت سے باخبر فرمار ہے تھا۔

مختصر بصارِ الدرجات میں ہے: محمد بن علاء اور سید بن جریح نمائندہ امام حسن عسکری احمد بن اسحاق سے لئے گئے دروازہ گھنکھنایا، ایک عراقی پیچی نے دروازہ کھولا، ہم نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کہا، آپ مراسم عید میں معروف ہیں کیوں کہ آج عید کا دن ہے۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ! اس کا مطلب یہ ہے کہ شیعوں کی چار عیدیں ہیں۔ عید الاضحی، عید الفطر، جمعہ اور عید غدیر۔

### ”خدا آپ کا بھلا کرنے“

جب آپ عید غدیر کی منتفعہ حیثیت سے واقف ہو گئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس کا سلسلہ عہد نبوی سلسلہ اور متواتر ہے اور اوصیاء و ائمہ مخصوصین کی زبان مبارک سے مربوط رہا ہے۔ اس کی استواری میں امین و حجی حضرت صادق آل محمد اور امام ضامن ٹاون علی بن موسیٰ نے اپنے جد امجد امیر المؤمنین کے طریقے پر استواری کے فرائض انجام دئے، ان دونوں اماموں کی تفسیر فرات اور اصول کافی کی روایات پڑھیں جو تیری صدی کے واثقور ہیں۔ انہوں نے عید غدیر کے زرین مأخذ کی نشاندہی کی ہے۔

اب اس کے بعد ذرا میرے ساتھ آئیے۔ تاکہ ہم نویری و مقریزی سے باز پرس کر لیں، ان کے بے بنیاد اور خلاف واقع نظریات کو جانچ لیں پر کھلیں۔ ان دونوں کے خیال میں اس عید کو معزز الدولہ علی بن بویہ نے ۳۵۲ھ میں ایجاد کیا ہے نویری نے نہایۃ الارب فی قتون الادب میں اسلامی عیدوں کا

تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”اور ایک عید شیعوں کی ایجاد ہے اور اس کا نام عید غدیر ہے۔ اس کی ایجاد کا سبب یہ ہے کہ اس دن رسول خدا نے غدیر خم میں علی کو اپنا بھائی قرار دیا اور غدیر..... جہاں سرچشمہ جاری ہے اور اس کے گرد اگر بڑے بھاری درخت ہیں، اور غدیر و چشمہ کے درمیان مسجد رسول ہے۔ انہوں نے ۱۸ ارذی الحجہ کو عید کا دن قرار دیا ہے کیوں کہ موافقہ کی رسم <sup>۱۴</sup> کو جمۃ الوداع کے سال واقع ہوئی تھی۔ یہ شیعہ اس موقع پر شب بیداری کرتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، اس کی صبح قبل زوال دو رکعت نماز بجالاتے ہیں، نئے کپڑے پہنتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، قربانیاں کرتے ہیں۔

اول جس شخص نے اس عید کی ایجاد کی وہ معز الدولۃ ابو الحسن علی بن بویہ ہے.... شیعوں نے اسے ایجاد کر کے رسم و رواج کی طرح اپنے بیہاں شامل کر لیا ہے، اہل سنت کی عوام بھی اس کی نظر میں <sup>۳۸۹</sup> کو سرت کا دن قرار دیا، انہوں نے یہ ایجاد شیعوں کی اس عید کے آخر روز بعد قرار دیا اور کہا کہ اسی دن ابو بکر رسول خدا کے ساتھ غار میں داخل ہوئے۔ اس دن خوشی کے مراسم بجالاتے ہیں۔ گندہ بناتے ہیں اور آگ جلانے کی رسم ادا کرتے ہیں“۔ (۱)

مقرری خلط میں کہتے ہیں: ”عید غدیر کی شرعی حیثیت نہیں ہے نہ ہی سلف امت سے ہوتی آتی ہے۔ سب سے پہلے اسلام میں اس کے مراسم کا اجراء عراق میں ہوا۔ وہ معز الدولۃ علی بن بویہ کا زمانہ تھا <sup>۳۵۲</sup> میں اس عید کی ایجاد ہوئی اس وقت سے تمام شیعہ منانتے آرہے ہیں“۔ (۲)

ہم ایسے کو اس کرنے والوں کو کیا کہیں جو تاریخ شیعہ لکھتے وقت حقیقت معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے یا فراموش کر جاتے ہیں۔ اندھروں میں ٹوٹنے کی کوشش کرتے ہیں جو پایا لکھ مارا۔ آخر یہ مسعودی بھی تو ہے جس کی وفات <sup>۳۶۲</sup> میں ہوئی تنبیہ الاشراف میں لکھتا ہے: ”فر زندان علی اور ان کے شیعہ اس دن کی بڑی قدر کرتے ہیں“۔ (۳)

۱۔ نہلیۃ الارب بحصہ ۲۷ (ج راص ۱۸۲) (ج راص ۲۲۲)

۲۔ تنبیہ والاشراف حصہ ۲۲۱

یہ کلینی بھی تو ہیں جن کی وفات ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔ (۱) ان سے قبل فرات بن ابراہیم اپنے زمانے میں اس عید کی خبر دے رہے ہیں۔ یہ بھی اپنی نگارشات میں مقرر یہی کی ۱۳۵۲ھ کی بدعتی ایجاد کا شو شہ چھوڑنے سے قبل کے ہیں۔ (۲)

یہ نیاض طوی ہیں جو عید غدیر کے وجود کا ۱۳۵۹ھ میں پتہ دے رہے ہیں۔ خود امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں موجود پیغمبیر خود تمام مراسم دیکھ رہے ہیں۔ امام نے اپنے آباء کرام کے سلسلے سے اس عید کی نشاندہی فرمائی۔

امام جعفر صادقؑ جن کی وفات ۱۴۰۷ھ میں ہوئی، اپنے اصحاب کو مراسم عید کی تبلیغ فرمائے ہیں، سنت انبیاء کا اعلان کر رہے ہیں، بادشاہوں کی تاچپوشی کی رسم کے طرز پر وصی و جانشین متعین کرنے کی وجہ سے عید کا دن قرار پایا۔ اس کے اعمال و وظائف تعلیم فرمائے۔ اس دن کی مخصوص دعائیں بتائیں۔ بصارت الدرجات کی مخصوص حدیث توصاف بتاتی ہے کہ تیسری صدی کے اوائل میں چار عیدوں کا باقاعدہ وجود تھا۔

یہ عید غدیر کی حقیقت تھی..... لیکن یہ دونوں گدھے صرف شیعوں پر طنز کی غرض سے بزرگوں کے تمام بیان حقائق کو ہضم کر کے کہتے ہیں کہ معز الدولہ کے زمانے میں اس عید کی ایجاد ہوئی۔ شاید وہ سمجھتے تھے کہ ان کی خیالاتوں کا پردہ فاش کرنے والا ان کا تجزیہ نہیں کرے گا۔

”اس طرح حق ثابت اور ان کی بناوٹی باقی باطل ہو گئی وہ اور ان کے ساتھی میدان مقابلہ میں چلت ہو گئے۔“

۱۔ کافی (رس ۱۳۹، حدیث ۳)

۲۔ تفسیر فرات کوفی (رس ۱۷، حدیث ۱۲۳)

## رسم تاجپوشی

صاحب خلافت کبریٰ کی مملکت اسلامیہ پر حکمرانی اور پیغمبرؐ کے ذریعہ منصب ولایت پر فائز ہونے کے بعد بادشاہوں کے روانج کے مطابق رسم تاجپوشی بھی شاکست ترقی، بادشاہوں کے تاج زرو جواہر سے مرصع ہوتے ہیں لیکن عربوں کے تاج ان کے عما مے ہوتے ہیں جسے صرف اشراف اور بڑے لوگ ہی زیب سر کرتے ہیں اسی لئے رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ”عما مے عربوں کا تاج ہیں“۔ (۱) تاج العروش میں ہے: تاج یعنی اکلیل نضدہ و عمامہ اور عما مے کوشاہت کی بنابر تاج کہا جاتا ہے، اس کی جمع ”تجان اتواج“ آتی ہے، عرب عماموں کو تاج کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے: عما مے عرب کا تاج ہیں، تاج بادشاہوں کے لئے زرو جواہرات سے بنائے جاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ عما مے بادشاہوں کے تاج کی جگہ پر ہوتے ہیں کیوں کہ اکثر بادیہ نشین صحراوں میں نگہ سر رہتے ہیں ان کے درمیان عماموں کا روانج کم ہی ہوتا ہے اور اکلیل عگی بادشاہوں کے تاج کو کہتے ہیں۔ توجہ کا مطلب ہے: اس کو سرداری طی یا اس کے سر پر عمامہ رکھا۔

تاج العروش کی آنھوئیں جلد میں ہے کہ بر سنبھل مجاز کہا جاتا ہے عمُم (اسے عمامہ پہنایا گیا) یعنی اسے سرداری عطا کی گئی کیوں کہ عربوں کا تاج عما مے ہوتے ہیں۔ اسی طرح فارسی میں کہا جاتا ہے توچ (اسے تاج پہنایا گیا) اسی طرح عرب میں عمُم کہا جاتا ہے۔ عربوں میں روانج تھا کہ جب وہ کسی کو سرداری سے منصوب کرتے تو سرخ عمامہ پہناتے۔ جب فارس والے بادشاہوں کے سر پر تاج رکھتے تو

۱۔ المجموع الصغير، ج ۲، ص ۱۵۵ (ج ۷، ص ۱۹۳، حدیث ۵۷۲۳)، النہایۃ فی الحدیث والاثر (ج ۱، ص ۱۹۹)

کہتے ہوئے (یعنی تاج گزاری ہوئی)۔ (۱)

شیعیتی نے نور الابصار میں رسول خدا کا ایک لقب صاحب التاج بھی لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد عمامہ ہے کیوں کہ عربوں کے تاج عمامے ہوتے تھے۔ اسی بنیاد پر رسول خدا نے ایک مخصوص ہیئت کے ساتھ حضرت علیؑ کی عظمت و جلالت ظاہر کرنے کے لئے آپؐ کے سر پر عمامہ صحابہ اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اس سے اپنے جانشین کی حیثیت سے آپؐ کی تاجگذاری کا مظاہرہ مقصود تھا۔ اب جس طرح رسول خدا تسلیمی فرائض انعام دیتے تھے، قائم مقام کی حیثیت سے وہ امور آپ انعام دیں گے (۲)

حافظ ابن ابی شیبہ، ابو داؤد طیالی، بخوی و تیکنی نے حضرت علیؑ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ:

”مجھے رسول خدا نے ہر روز غدرِ ختم عمامہ پہنایا اور اس کا کچھ حصہ میری پشت پر ڈال دیا، یا عمامہ کا کچھ حصہ میرے کاندھ پر ڈال دیا، پھر رسول خدا نے فرمایا: خانے بدر و ختن کے دن فرشتوں سے میری لکھ فرمائی تھی وہ اسی طرح عماموں سے آراستہ تھے۔ اور فرمایا عمامے کے فرد و ایمان کے درمیان حاکم ہوتے ہیں۔ (۳)

کنز العمال میں ہے:

اس وقت رسول خدا نے علیؑ کو اپنے قریب بلایا اور ان کے سر پر عمامہ باندھتے ہوئے اس کا کچھ حصہ پشت سر پر ڈال دیا۔ (۴) حافظ دیلمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے: رسولؐ نے علیؑ کے سر پر عمامہ رکھ کر فرمایا: ”یا علیؑ عمامے عربوں کا تاج ہیں“۔ (۵)

ابن شاذان نے حضرت علیؑ کا بیان نقل کیا ہے:

آنحضرتؐ نے علیؑ کے سر پر عمامہ رکھ کر کچھ گوشہ پشت پر ڈال کر فرمایا: پیچھے گوم جاؤ۔ علیؑ پیچھے ہو گئے۔ پھر فرمایا: سامنے ہو جاؤ۔ علیؑ سامنے ہو گئے۔ اس کے بعد رسولؐ نے صحابہ کی طرف رخ کر کے

۱۔ تاج العروس (ج ۱۱، ص ۱۷)، (ج ۱۸، ص ۲۵)

۲۔ نور الابصار (ص ۲۵، ج ۱۰)

۳۔ سند ابی داؤد طیالی (ص ۲۳ حدیث ۱۵۳)

۴۔ کنز العمال (ج ۱۵، ص ۲۸۲ حدیث ۲۹۰۹)

۵۔ المسط الجید (ص ۹۹)

۶۔ المسط الجید (ص ۹۹)

۷۔ المسط الجید (ص ۹۹)

فرمایا: فرشتوں کے تاج بالکل ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (۱)

جوئی فرائد میں لکھتے ہیں: بدروجن میں جن فرشتوں سے میری لکھ فرمائی تھی وہ ایسے ہی عماوں سے آراستے تھے۔ عماۓ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ یہ حدیث اس وقت فرمائی جب رسول خدا نے بروز غدیر خم علی کو عمامہ پہنایا تو اس کا کچھ حصہ علی کے شانے پر ڈال دیا۔ (۲)

تو حید الدلائل میں مزید یہ ہے کہ اس کے بعد فرمایا: من كنت مولاہ فعلى مولاہ اللهم والی من والاه وعادِ من عاداه وانصر من نصره واحذل من خذله۔ (۳)

### افادی بحث

ابوالحسین ملطی "التعییہ والترد" میں کہتے ہیں: راضیوں کا مقولہ ہے علی صحاب میں ہیں۔ اس سے وہ ارشاد رسول مراد لیتے ہیں کہ جب آپ نے علی کے سر پر عمامہ صحاب رکھا تو فرمایا: آگے بڑھو۔ آپ آگے بڑھے تو فرمایا: علی صحاب میں آرہے ہیں، یعنی صحاب نامی باندھے ہوئے آرہے ہیں یہ راضی اس حدیث کے نامناسب معنی مراد لیتے ہیں۔ (۴)

حرالزخاری کے مطابق غزالی کہتے ہیں کہ رسول خدا کا ایک عمامہ تھا جسے صحاب کہتے تھے، آپ نے اسے علی کو بخش دیا تھا۔ جب یہ عمامہ باندھے ہوئے حضرت علی وارد ہوتے تو رسول فرماتے: علی تمہارے پاس صحاب میں آرہے ہیں۔ (۵)

۱۔ اسی سے ملتی جلتی روایت کے لئے ملاحظہ کیجئے ابو قیم کی معرفۃ الصحبۃ (ج رام ۱۳۰)؛ الریاض العصر (ج رام ۲۱۷) (ج ر ۳ ص ۲۷۱)؛ شرح المواہب (ج ر ۵۵) (ص ۱۰۰)

۲۔ فرائد اصحاب (ج رام ۵۵۲ باب ۱۲ حدیث ۳۱)

۳۔ نظم الدرر لاصحیفین (ص ۱۱۲)؛ فرائد اصحاب (ج رام ۶۲۷ باب ۱۲ حدیث ۳۲۳)؛ الفضول الہمہ ص ۲۷ (ص ر ۳)

۴۔ التبییہ والرسوں (ص ۲۲۶)

۵۔ حرالذخائر (ج رام ۲۱۵)؛ احیاء علوم الدین (ج ر ۲۲۵ ص ۳۳۵)

حلبی نے سیرہ میں لکھا ہے کہ رسول کا عمامہ سحاب تھا، آپ نے اسے علیٰ کو بخش دیا تھا، جب وہ عمامہ باندھے رسول کے پاس آتے تو آپ فرماتے: تمہارے درمیان علیٰ سحاب میں آرہے ہیں۔ (۱) علامہ امینی فرماتے ہیں:

شیعوں کی طرف جو نسبت "علیٰ سحاب میں ہیں" وی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شیعوں نے اول دن سے آج تک اس کے سوا کوئی دوسری تاویل نہیں کی، نہ کوئی دوسرا مطلب مراد لیا۔ اس کے خلاف جو کچھ گمان ہے وہ افتراض ہے اور اس کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔

متذکرہ روز تاچپوشی اسلام کا بیٹاش ترین دن ہے جس طرح عظیم ترین جشن دوسرا کا موقع ہے موالیان علیٰ کے لئے، اسی طرح انگاروں پر لوٹنے کا دن ہے دشمنان علیٰ کے لئے۔

"اس دن کچھ چہرے دکتے ہوں گے۔ ہشاش بٹاش۔ اور کچھ چہروں پر خاک اڑ رہی ہوگی۔

جھلتے ہوں گے۔"

## سندهدیث پر ایک نظر

واقعہ غدری کے اثبات تو اتر صحت پر بحث کی قطعی ضرورت نہیں کیوں کہ بذات خود حدیث اپنی واقعیت میں تمام حیثیتوں سے دلیل سے بے نیاز ہے۔ کس کی مجال ہے کہ اس کی صحت کا مکمل ہو جبکہ اس کی روایت کرنے والے ایسے افراد ہیں جن سے بخاری و مسلم نے روایت لے کر ان کے ثقہ ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ کون کچھ فہم و عناد پیشہ اس کے تو اتر لفظی و معنوی و اجمانی کی ہمہ جہتی حیثیت سے تردید کر سکے گا۔ اس واقعہ کے گواہوں سے دور و نزدیک بھی نے متفقہ طور پر روایت کی ہے اور حدیث تفسیر و تاریخ و کلام کے مؤلفین نے اپنی تالیفات میں بیان کیا ہے کچھ نے اس پر مستقل و مفید کتاب لکھی ہے۔ مختصر یہ کہ جس دن سے منادی رشد و سعادت نے یہ روح پرور اعلان فرمایا ہے اسی دن سے لطیف فضاؤں نے حساس کافوں تک عہد بہ عہد عصر حاضر تک ہو چکا ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاوداں رہے گا۔ اس حدیث کا مکمل گویا دو پہر کے سورج کا مکمل ہے۔ بنا بریں ہم یہاں صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مخالف و موافق سب نے یک زبان ہو کر اس کی صحت تو اتر کا اقرار کیا ہے تاکہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ انکار کرنے والا اس اعتقاد کے باوجود کرامت بھی غلطی پر اتفاق نہیں کر سکتی، مثلاً ذگر سے روگردانی کر رہا ہے۔ اور یہ ہیں تو شیق کرنے والے:۔۔۔

۱۔ حافظ ابو عیسیٰ ترمذی اپنی صحیح میں اس حدیث کو نقل کر کے کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن و صحیح ہے، (۱)

۲۔ حافظ ابو جعفر طحاوی مشکل الآثار میں کہتے ہیں:۔ ابو جعفر کا بیان ہے کہ اس حدیث کے مکمل نے یہ گمان کیا ہے کہ واقعہ ناممکن ہے۔ دلیل یہ دی ہے کہ رسول جس وقت جمعۃ الوداع کے لئے مدینہ سے جھہ

ہوتے ہوئے نکلے اس وقت علیٰ ساتھ نہیں تھے۔ اس سلسلے میں احمد کی بیان کردہ جابر کی وہ روایت لکھی ہے کہ جابر کے سامنے رسولؐ کے حج آخر کی بات آئی تو انہوں نے کہا کہ علیؐ نے قربانیوں کے اونٹ میں سے فراہم کئے۔ ابو جعفر اسے لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، کسی نے اس پر طعن نہیں کیا ہے۔ وہ بات یوں ہے کہ رسول خدا نے حج کے بعد مدینہ واپس ہوتے ہوئے یہ حدیث فرمائی تھے کہ مدینہ سے نکلتے ہوئے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ کہنے والا اپنے گمان کے مطابق بروایت سعد حج کے لئے نکلتے ہوئے اس حدیث کا وقوع سمجھتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس بارے میں سعد کی بیٹی عائشہ کے بجائے مصعب بن سعد سے روایت لے لی گئی ہے۔ اسی طرح ایسی روایت کے بجائے دوسرے سے روایت لی گئی ہے، جسے روایت کا شعور ہے اس کے لئے شعبہ بن جاجح کا قول معتبر ہو سکتا ہے۔ (۱)

۳۔ فقیہ ابو عبد اللہ الحجاجی بخارادی اپنی امامی میں اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔

۴۔ حاکم نے متدرک میں اسے صحیح کہا ہے۔

۵۔ عاصی نے زین الفتنی میں اس حدیث کو اصول کے مطابق اور تمام امت کے لئے قابل قبول کہا ہے۔

۶۔ حافظ بن عبد البر الاستیعاب میں حدیث مواخاة، رایت اور غدیر کو لکھنے کے بعد کہتے ہیں: یہ تمام

خبریں پا یہ ثبوت تک ہو پچی ہوئی ہیں۔ (۲)

۷۔ فقیہ ابن مغازی شافعی مناقب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ عشرہ مشہرہ سیست لگ بھگ سو فراد نے روایت کی ہے اس کے ثبوت میں مجھے کوئی نقش نہ ملا۔ یہ علیؐ کی منفرد فضیلت ہے جس میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔ (۳)

۸۔ جوہ الاسلام غزالی ”سر العالمین“ میں دلائل و برائیں سے نقاب اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ

(۱) مشکل الآثار ج ۲ ص ۲۰۸

(۲) الاستیعاب ج ۲ ص ۳۷۲ (المقدمۃ الثالث ص ۱۰۰-۱۰۹-۱۸۵۵)

(۳) مناقب ابن مغازی (ص ۲۷۲ حدیث ۳۹)

تمام عظیم علماء نے متن حدیث پر اتفاق کیا ہے جس میں خطبہ غدیر اعلان و لایت اور تہنیت عمر کا متن شامل ہے۔ (۱)

۹۔ حافظ ابوالفرح بن جوزی مناقب میں لکھتے ہیں : علماء سیرت نے مخفف طور سے کہا ہے کہ جو جہة الوداع سے واپسی میں ۱۸ روزی الحجج کو واقعہ غدیر پیش آیا۔ صحابہ و باشندگان مکہ و مدینہ و مضافات کے ایک لاکھیں ہزار افراد نے جوچ میں ساتھ تھے، اس ارشاد رسول گونا۔ شعراء نے بھی نغمہ سرائی کیا ہے۔

۱۰۔ سبط ابن جوزی تذکرہ میں حدیث کے صدور اور تہنیت عمر کے مختلف طرق بیان کر کے کہتے ہیں کہ ان تمام روایات کو احمد بن خبل نے اخراج کیا ہے۔ (۲) اگر تہنیت عمر کو ضعیف کہا جائے تو ہم جواب دیں گے کہ یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ ضعیف وہ ہے جس کو احمد بن ثابت الخطیب نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے..... آخر میں کہا ہے کہ حدیث من کنٹ مولاہ کے بعد آیہ اکمال دین نازل ہوئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ حدیث متذکرہ منفرد ایمان کی گئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا استدلال اس حدیث سے نہیں بلکہ احمد کی کتاب الفھائل کی حدیث غدیر سے ہے، جسے انھوں نے براء بن عاذب سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.... پھر کہتے ہیں علماء تاریخ متفق ہیں کہ واقعہ غدیر جمۃ الوداع کی واپسی میں ۱۸ روزی الحجج کو پیش آیا۔ اس میں ایک لاکھیں ہزار صحابہ تھے۔

۱۱۔ ابن ابی الحدید معتبری نے شرح فتح البلاوغہ میں احتجاج امیر المؤمنین نقل کیا ہے۔ (۳)

۱۲۔ حافظ گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب میں احمد، ترمذی، دارقطنی، ابن عقدہ اور محمد شاہی کا سندی تذکرہ کر کے واقعہ غدیر لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مشہور اور حسن اور لائق اعتماد اور لائق لوگوں نے اس کی روایت کی ہے۔ (۴)

۱۳۔ شیخ علاء الدین سمنانی عروۃ الوٹی میں لکھتے ہیں : رسول نے حضرت علی علیہ السلام و

۱۔ سیر العالیین ص/۹۶ (ص/۲۱)

۲۔ تذکرۃ النحوں ص/۱۸۰ (ص/۲۹-۳۰)؛ فضائل علی بن ابی طالب ص/۲۵-۲۲

۳۔ شرح فتح البلاوغہ ص/۲۲ (ص/۲۳-۲۴) (ج/۹ ص/۱۶۶-۱۶۷) (۱۵۲)

۴۔ کفایۃ الطالب ص/۱۵ (ص/۵۹)؛ سنن ترمذی (ج/۵ ص/۵۹) حدیث ۳۷۱۳؛ کفایۃ الطالب (ص/۶۷)

الملاکہ الکرام سے فرمایا: تھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور غدیر خم میں مہاجرین و انصار کے بھرے مجمع میں علیٰ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا: مَنْ كَنْتَ مُولَاهُ فَعُلَىٰ مُولَاهِ اللَّهِمَّ وَالَّذِي مَنْ وَالَّهُ وَعَادَ مِنْ عَادَهُ يَرْجُ حَدِيثَ مُتَقْطُطَ طُورِ صَحْ

بھ، اس کے بعد آپ سید الاویا ہو گئے۔ قلب محمدؐ کی طرح آپ کا بھی قلب تھا۔ (۱)

۱۳۔ شمس الدین ذہبی شافعی نے حدیث غدیر پر مستقل کتاب لکھی ہے اور تخلیص المحدث رک میں کثیر طرق سے اس کی صحت کی نشاندہی کی ہے۔ (۲)

۱۴۔ حافظ ابن کثیر شافعی نے اپنی تاریخ میں سنن نسائی کی سند سے لکھ کر کہا ہے کہ اس طریقہ روایت میں وہ منفرد ہیں۔ پھر ذہبی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ رجبہ کے حدیث مناشدة کو جید کہا ہے۔ احمد، ترمذی اور طبری کے جید اسناد بھی لکھے ہیں، ایک دوسرے طریقہ حدیث جابر کو حسن کہا ہے۔ پھر ذہبی کی بات لکھی ہے کہ صدور حدیث متواتر ہیں یعنی بات ہے کہ رسول نے فرمایا: اللَّهُمَّ وَالَّهُ وَعَادَهُ اس سے زیادہ دعا سیئے فقرے بھی قوی الائسان ہیں۔ (۳)

۱۵۔ یعنی نے مجمع الزوائد میں مختلف طرق سے حدیث مناشدة لکھا ہے۔ اور رجال حدیث کو صحیح و ثقہ کہا ہے۔ (۴)

۱۶۔ شمس الدین جزری شافعی نے حدیث غدیر کو اتنی طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اسی المطالب مستقل طریقے سے لکھی ہے۔ مناشدة رجبہ کے متعلق کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ایک طریقہ سے صحیح اور کثیر طریقہ سے متواتر ہے۔ اکثر حضرات نے بے شمار طریقوں سے روایت کی ہے۔ اپنی بے خبری سے

۱۔ البردة الاملأۃ (ص ۲۲۲)

۲۔ تخلیص المحدث رک (ج ۲۳ ص ۲۱۳) حدیث ۶۲۷۲

۳۔ المبدیۃ والمبہیۃ ج ۵ ص ۲۰۹ (ج ۵ ص ۲۲۸ حدیث ۲۷۹)؛ سنن نسائی ج ۵ ص ۹۶۰

حدیث ۸۱۲۸ (ص ۳۵)

۴۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۰۹؛ سنن احمد بن خبل (ج ۷ ص ۵۸۳) حدیث ۲۲۰۵۰، ۲۲۰۵۱؛ الحجۃ الکبیر (ج ۷ ص ۱۰۳)

حدیث ۳۰۵۲ (ص ۷۳)

ضعیف کہنا لائق عبرت ہے، کیوں کہ اسے ابو بکر صدیق، عمر بن خطاب، علی، زید، سعد، عبد الرحمن بن عوف، عباس بن عبدالمطلب، زید بن ارم، بن عاذب، بریدہ بن حصیب، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، جابر، ابن عباس، جبشی بن جنادہ، ابن مسعود، عمران بن حصین، بن عمر، عمر بن یاسر، ابو ذر، سلمان، اسد بن زرارہ، خزینہ بن ثابت اور انس بن مالک جیسے صحابہ نے روایت کیا ہے۔ (۱)

۱۸- حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں متعدد جگہوں پر کثیر طرق سے نقل کر کے ابن عبد البر، ابن جریر طبری، ابن عقدہ، ترمذی ونسائی کی جیہے سندوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عقدہ نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس حدیث کے بہت سے اسانید صحیح و حسن ہیں۔ (۲)

۱۹- ابو الحسن شیرازی، ابطال الباطل میں فتح الحق کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں... اب رہ گئی بات اس روایت کی جس میں رسول خدا نے یوم غدیر علی کا ہاتھ پکڑ کر است اولی کم فرمایا تو یہ صحاح سے ثابت ہے۔ ہم نے اس کے اسرار کشف الغمہ میں لکھے ہیں۔

۲۰- سیوطی کے نزدیک یہ حدیث متنازع ہے۔

۲۱- حافظ عسقلانی مواہب اللہ نبی میں لکھتے ہیں: ترمذی ونسائی کی حدیث غدیر کے متعلق شافعی کا قول ہے کہ اس سے ولایت اسلام مراد ہے۔ چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ذلک بائی اللہ مولیٰ الذین آمنوا و آنَ الکافرین لا مولیٰ لہم (یہ اس لئے ہے کہ خدامومنوں کا مولیٰ ہے اور کافروں کا کوئی مولانبیں ہے) اور حضرت عمر کی تہذیت اصحابت مولیٰ کل مومن کا مطلب ہے وہی کل مومن اس حدیث کے طرق، بہت زیادہ ہیں۔ ابن عقدہ نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے جس کے زیادہ تر اسانید صحیح و حسن ہیں۔ (۳)

۲۲- ابن حجر کی صوات عن محقرۃ میں شیعوں کی حدیث غدیر سے استدلال کی رکھتے ہوئے لکھتے ہیں

۱- اسی الطالب ص ۲۸

۲- تہذیب التہذیب ج ر ۷ ص ۲۳۷، ۲۳۸ (ج ر ۷ ص ۲۹۷)؛ فتح الباری ج ر ۷ ص ۶۱ (ج ر ۷ ص ۷۸)

۳- المواہب اللہ نبی ج ر ۷ ص ۱۳ (ج ر ۷ ص ۳۶۵)

سب سے قوی تر شبہ کا جواب ایک تمہید کا محتاج ہے۔ بیان یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کیوں کہ ترمذی، نسائی و احمد مجیسے محدثین نے اس کا اخراج کیا ہے اس کے طرق بہت زیادہ ہیں، رسول اصحاب رسول اور احمد کے مطابق تمیں صحابہ نے اس کی روایت کی ہے حضرت علیؓ کے زمانے میں انہوں نے گواہی بھی دی۔ ان میں زیادہ تر کے اسناد صحیح و حسن ہیں۔ یہ حدیث تقدیم سے بالاتر ہے نیز یہ بات کہ علیؓ اس زمانے میں یمن میں تھے، لائق توجہ نہیں کیوں کہ ثابت ہے کہ آپ جبتوں الوداع کے موقع پر واپس آگئے تھے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دعا یہ فقرہ الحاقی ہے۔ یہ اعتراض بھی قطعی مہمل ہے کیوں کہ اس کے طرق ذہبی اور ابن حجر نے لکھے ہیں، طبرانی نے صحیح کہا ہے۔

مناقب امیر المؤمنین گناتے ہوئے حدیث ولایت کو تمیں صحابہ سے روایت کرنے کا ذکر کرتے ہیں جس کے زیادہ تر طرق صحیح و حسن ہیں۔ تصدیقہ بوصیری کی تشریح کرتے ہوئے حدیث غدری کے جید ترین اسناد بیان کئے ہیں۔ (۱)

۲۳۔ جمال الدین حسینی شیرازی اپنی کتاب الریعن میں حدیث غدری، نزول آیہ سائل وغیرہ کو متواترات ہوئے کہتے ہیں کہ اس قصے کو بہت سے صحابہ و محدثین نے روایت کیا ہے۔ (۲)

۲۴۔ ابوالحسن یوسف بن صالح الدین حنفی "المختصر من المختصر" میں لکھتے ہیں: ابوالطفیل عامر بن واصل کی روایت ہے لوگوں کا اجتماع علیؓ کے پاس رجہ میں تھا۔ آپ نے حدیث غدری کی قسم دے کر گواہی طلب کی۔ بہت سے لوگوں نے گواہی دی۔ ابوالطفیل کہتے ہیں: میں وہاں سے انٹھ کر زید اب ان ارقم کے پاس آیا، میرے ذل میں شبہات کلبار ہے تھے، انھیں اس واقعہ کی خبر دی۔ انہوں نے کہا: تھیں شک کیوں ہے، میں نے خود بھی یہ ارشاد رسولؓ سنائے ہے، جس نے بھی یمن سے علیؓ کی عدم واپسی پر شک کیا ہے اس کی بات پر توجہ نہیں ہوتی اپنی چاہئے، مدینے سے نکلتے وقت علیؓ رسولؓ کے ساتھ نہیں تھے مگر واپسی میں ساتھ تھے پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ (۳)

۱۔ الصواعق اخر ذات ص ۲۵ (ص ۲۲، ۲۳)

۲۔ شرح متن المختصر فی مدح خیر البریئہ ص ۲۲۵ (ص ۲۱۳) ۳۔ المختصر من المختصر ص ۲۱۳ (ص ۲۲۵)

- ۲۵۔ شیخ نور الدین ہروی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مختلف طرق کا حامل کلام لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور شہادت سے بالاتر ہے بعض حفاظات میں متواتر کہا ہے۔ (۱)
- ۲۶۔ زین الدین منادی فیض القدری میں کہتے ہیں کہ ابن حجر حدیث غدری کے متعلق بے شمار طرق کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ابن عقدہ نے اس پر مستقل کتاب لکھی ہے جس کے اسناد صحیح اور حسن ہیں۔ اس کے بعد تہذیت عمر و نزول آیہ سائل سائل کا واقعہ لکھا ہے۔ (۲)
- ۲۷۔ نور الدین طبی شافعی سیرہ حلیمیہ میں حدیث کے صحیح و حسن ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ پھر مفترض کی بات لکھ کر ذہبی کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۳)
- ۲۸۔ شیخ احمد بن باکیش رکنی شافعی و سیلۃ المآل فی عدۃ مناقب الال میں حدیث غدری کو حدیفہ، عامر ابن عباس، برائے اکے طرق سے لکھ کر کہتے ہیں کہ اسے بزادو نے بطريق صحیح فطر بن خلیفہ سے اخراج کیا ہے جو اُنہوں نے۔ ام سلمہ اور سعد بن وقاری کی روایت لکھی ہے۔ (۴) محقق بن یسیار کہتے ہیں میں نے ابو بکر کو فرماتے خالق عترت رسول ہیں یعنی علیؑ کے متعلق تمسک کی تاکید رسولؐ نے کی ہے کیوں کہ وہ ہدایت کے ستارے ہیں جس نے ان کی اقتدا کی وہ ہدایت پا گیا ابو بکر انھیں اس فضیلت سے اس لئے مخصوص سمجھتے تھے کہ انھیں امام و پیشواؤ کا مرتبہ حاصل تھا۔ وہ شہر علم و عرفان تھے پس وہ امام الائمه اور عالم امت تھے، انھیں یہ خصوصیت غدری میں حاصل ہوئی اور یہ حدیث صحیح ہے، کسی قسم کے شک و تردید کی گنجائش نہیں، اس کی بہت سے صحابہ نے روایت کی ہے۔ اور اسے مکمل شہرت حاصل ہوئی۔ سب سے بڑی شہرت جمیع الوداع کا مجتمع تھا، عسقلانی نے ترمذی ونسانی سے اخراج کیا ہے۔ (۵) ابن عقدہ نے صحیح و حسن اسناد پر مستقل کتاب لکھی ہے، اس کے بعد واقعہ رحیم درج کیا ہے۔

۱۔ المرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ ج ۵۲۸ ص ۵۶۸ (ج ۱۰ ص ۳۶۲ حدیث ۲۰۹۱)

۲۔ فیض القدری ج ۲ ص ۲۱۸ (ج ۱۰ ص ۳۶۲)

۳۔ السیرۃ الاحمیلیہ ج ۳ ص ۳۰۲ (ج ۱۰ ص ۳۶۲)

۴۔ دیلۃ المآل فی عدۃ مناقب الال (ص ۱۷، ۱۱۸)

۵۔ رحمۃ الباری (ج ۷ ص ۲۷۵)

۲۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مکملہ میں لکھتے ہیں: یہ حدیث بغیر شک و تردید کے صحیح ہے۔ ترمذی، نسائی و احمد نے کثیر طرق سے روایت کی ہے سولہ یا باروایتے تھیں اصحاب رسول نے خود سن کر اس کی روایت بیان کی۔ زمانہ خلافت علیؑ میں جب اختلاف ہوا تو انہوں نے گواہی دی اکثر اسناد صحیح و حسن ہیں۔ دعا یعنی فقرہ پر شک کرنے والوں کی بات نظر انداز کرنا چاہئے کیونکہ بے شمار طرق میں ذہبی کے نزدیک اکثر صحیح ہیں..... اپنی کتاب لعات میں لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح اور شک کی گنجائش سے بالا ہے۔ ترمذی جیسے لوگوں نے اخراج کیا ہے۔ استاد ابن حجر نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

۳۰۔ شیخ محمود شیخانی نے الصراط السوی میں صحت کی نشاندہی ترمذی کا حوالہ اور واقعہ رجب کے اسناد بیان کئے ہیں..... آگے لکھتے ہیں: یہاں اس سلسلے میں بھی اساعیلیوں نے اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں اچھوتا عقیدہ قائم کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول خدا نے جتنے الوداع سے واپسی پر غدرِ خم میں اصحاب کو جمع کر کے ”الست اولیٰ بکم من الفسکم“ فرمایا۔ تین بار تکرار کی، سب سے اقرار و تصدیق کی۔ اس کے بعد روایت کا اعلان اور دعا یعنی فقرہ کہا: ”اللهم ادر الحق معه حیث دار“ کا اعلان کیا۔

یہاں مولا کے معنی اولی بالصرف ہی مراد ہو سکتے ہیں، ناصر، محبت یا دوسرے معنی مراد نہیں ہو سکتے، اساعیلیوں کا دعوی ہے کہ یہاں ولایت کا مفہوم وہی ہے جو رسول نے لئے ثابت ہے۔ اس کی مستحکم دلیل ”الست اولیٰ بکم“ کا سوال ہے۔ وہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ اگر اس سے مددگار و سید مراد لینا حقاً تو جمع اکٹھا کرنے یا گواہ بنا نے کی ضرورت نہیں تھی پھر رسول نے ”اللهم وال من والا“ بھی فرمایا تھا۔ وہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ یہ عاشر مخصوص کے لئے ہی کی جاسکتی ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو۔ رسول نے حق کو علمی کا تالیع قرار دیا ہے نہ کہ متبع کا، یہ بھی مخصوص ہی کے لئے ممکن ہے، ان دلیلوں سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ تھا و می رسول ہیں اور آپ کی وصایت مخصوص ہے۔ آپ کی مخالفت عصیان و گناہ ہے..... مدی کا افتراق تمام ہوا۔

علامہ امینی فرماتے ہیں کہ صحیح و حسن احادیث کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ مدی نے جو کچھ لکھا سب صحیح

نہیں ہے بلکہ صحیح صرف وہی ہے جسے میں نے ذکر کیا ہے: ”من کنت مولاہ اور اللهم وال من والاہ۔ ان اللہ ولی المؤمنین ومن کنت ولیہ فهذا ولیہ“ یہ بھی صحیح ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ رسول نے پوچھا: ”اتعلماون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم“۔ اور سب نے اقرار کیا: نعم یا رسول اللہ.... پھر آپ نے حدیث اور دعا فرمائی۔ رسول نے یہ بھی فرمایا کہ میرا بیلادوا آگیا ہے اور میں قضاۓ الہی کو لبیک کھوں گا، پھر حدیث ٹھیکین فرمائی اور اس کے بعد حدیث ولایت۔ اس کے بعد حضرت عمر نے ملاقات کر کے کہا: مبارک ہوا ہے علی! آپ میرے اور تمام مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔ جو کچھ میں نے بیان کیا وہی صحیح ہے، افترا پر داڑ نے جو باتیں گڑھی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، اس موضوع پر اپنے عقده وغیرہ نے مستقل کتاب لکھی ہے۔

۳۱۔ سید محمد بزرگی نقشبندی میں لکھتے ہیں: جانتا چاہیے کہ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ یہ حدیث غدیر امامت علی پر واضح نص ہے۔ ان کا شبرقوی تر ہے: حقیقی مقدار میں نے من کنت مولاہ کی ذکر کی، وہ صحیح اور کثیر طریق سے روایت ہوئی ہے۔

۳۲۔ ضیا الدین مقلوبی نے ”الابحاث المسددة في الفنون الحسدة“ میں حدیث کو متواتر اور علی افادات سے بھر پور کہا ہے۔ ایک دوسری کتاب تعلیق ہدایۃ العقول میں لکھا ہے کہ علامہ سید عبداللہ بن وزیر اپنی مشہور تاریخ طبق الحکوم میں محمد ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ حدیث ولایت کے ذریعہ سو طرق ہیں۔ محمد بن اساعیل امیر کے زدیک بھی ذریعہ سو طرق ہیں۔ (۱)

اس تجزیہ کے بعد علامہ مقلوبی فرماتے ہیں کہ اگر یہ واضح نہیں تو پھر دین کی کوئی بات واضح نہیں۔ وہ حدیث ولایت کو متواتر کہتے ہیں لیکن حدیث منزلت کے متعلق کہتے کہ یہ صحیح مشہور تو ہے لیکن متواتر نہیں۔ اور سید امیر محمد صنعاۃ الروضۃ الندیۃ میں کہتے ہیں کہ حدیث غدیر متواتر ہے۔ (۲) حافظ ذہبی نے تذكرة الحفاظ میں طبری نے حالات لکھتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے حدیث غدیر پر مستقل کتاب لکھی ہے (۳)

۱۔ تعلیق ہدایۃ العقول الی عایۃ السنوی و ج ۲ ص ۴۰۹

۲۔ الروضۃ الندیۃ شرح الحفاظۃ الحلویۃ (ص ۱۵۶)

۳۔ تذكرة الحفاظ (ج ۲ ص ۱۲۷ نمبر ۲۸)

ذہی کہتے ہیں کہ میں نے اس موضوع پر ایک کتاب حاصل کی اس میں حدیث غیر کے طرق کی کثرت دیکھ کر میں دہشت زده گیا۔ ذہی نے حاکم کے حالات میں نشاندہی کی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے جید طرق پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ آگے کہتے ہیں کہ استاد محمد ضیاء الدین صالح نے اپنی بخشش میں حدیث غیر کو متواتر شمار کیا ہے۔ (۱)

۳۳۔ شیخ محمد صدر العالم معارج العلی فی مناقب المرتضی میں لکھتے ہیں کہ حدیث موالۃ سیوطی کے نزدیک متواتر ہے میں نے ان کی کتاب قطف الازہار کا تجزیہ کر کے یہ بات کہی ہے۔ (۲) اس طرح سیوطی نے احمد، حاکم، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، طبرانی، ابو نعیم، ابن قائلہ اور ترمذی کی روایات کے ساتھ ساتھ نسائی، ضیاء مقدسی و ابن عقدہ وغیرہ کے اسناد کا اور صحابہ کی روایتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۴۔ سید بن حمزہ حرانی دمشقی حنفی اپنی کتاب البیان والتریق میں ترمذی، نسائی، طبرانی، حاکم اور ضیاء مقدسی کی روایات غدریقفل کرتے ہیں۔ پھر سیوطی کے قول تو اتر کی نشان دہی کرتے ہیں۔ (۳)

۳۵۔ ابو عبد اللہ زرقانی مالکی شرح المواہب میں فرماتے ہیں: رسول خدا نے علی کو ان کے ذور علم ورقائق استنباط و فہم و سیرت و صفاتے نفس، اخلاق کریمانہ و ثبات قدم سے مخصوص فرمایا۔ آگے حدیث غدری، اس کے اسناد و سائل سائل کا نزول، شیخین کی تہذیت کے بعد ابن عقدہ کے خیالات لکھتے ہیں۔ رحیم کی گواہی لکھ کر یمنی اسماعیلیوں کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ (۴)

۳۶۔ شہاب الدین حقی شافعی۔ بارہویں صدی کے غدری شاعر۔ اپنی کتاب ذخیرۃ الاعمال میں اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ شک و شبہ سے بلند ہے۔ ترمذی، نسائی واحمد نے اس کی روایت کی ہے اس کے طرق کثیر ہیں۔ امام احمد کے بقول تیس صحابہ نے رحیم میں اس کی گواہی دی تھی۔ (۵)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ (ج ۲۳ ص ۹۰۳۳ و ۹۱۷ حدیث ۱۰۲) (۹۶۲)

۲۔ قطف الازہار (ج ۲۳ ص ۱۳۶۱ و ۱۳۶۰ حدیث ۵۷ ص ۲۳۳ و ۱۲۹۰ حدیث ۶۱۵)

۳۔ البیان والتریق (ج ۲۳ ص ۱۳۶۱ و ۱۳۶۰ حدیث ۵۷ ص ۲۳۳ و ۱۲۹۰ حدیث ۶۱۵)

۴۔ شرح المواہب (ج ۲۳ ص ۱۳۶۱ و ۱۳۶۰)

۵۔ مسند احمد بن خبل (ج ۵ ص ۳۹۸ حدیث ۱۸۸۱۵)

۳۷۔ میرزا محمد بدشی نزل الابرار میں کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح مشہور ہے اس کا انکار صرف متصرف غیر معتبر ہی کر سکتا ہے کیون کہ اس کے طرق بے شمار ہیں۔ ابن عقدہ نے مستقل کتاب اور ذہبی نے اکثر طریقوں پر نص فرمائی ہے۔ بہت سے صحابہ نے اس کی روایت کی ہے۔ (۱) مفتاح الجاہیں اس کے اسناد بیان کئے ہیں۔ (۲)

۳۸۔ مفتی شام عمدی خلقی نے الصلوۃ الفاخرہ میں متواتر کہا ہے کہ آغاز کتاب میں دس مشائخ کی روایت بیان کی ہے جن میں اکثر ترمذی، بزار، احمد، طبرانی، ابی فیض، ابن عساکر اور ابن عقدہ سے نقل کیا ہے۔ (۳)

۳۹۔ ابوالعرفان الصبان شافعی نے حاشیہ نور الابصار پر اسعاف الراغمین میں لکھا ہے کہ اس کی روایت تیس صحابہ نے کی ہے جس کے اکثر طرق صحیح و حسن ہیں۔ (۴)

۴۰۔ سید محمود آل ولی روح المعانی میں کہتے ہیں: ہاں! ہمارے نزدیک حدیث غدری ثابت ہے، اس سلسلہ میں بہت سی روایات ہیں لیکن جو لوگ اس سے علیٰ کی ریاست کبریٰ و قیادت عظیمی کا دعویٰ کرتے ہیں اس پر کوئی دلیل نہیں... وہ ذہبی کا قول بھی نقل کرتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور متواتر ہے۔ (۵) قوی ترین اسناد کے ساتھ دعا یہ فقرے: اللهم وال من والاہ بھی ثابت ہیں۔ (۶)

۴۱۔ شیخ محمد حوت یروتی شافعی اسی الطالب میں کہتے ہیں: حدیث غدری ابو داؤد کے علاوہ بھی اصحاب سنن نے لکھی ہے احمد اسے صحیح کہتے ہیں من کنت ولیہ فهذا ولیہ کسی روایت بھی آئی ہے جسے احمد، نسائی و حاکم نے صحیح کہا ہے۔ (۷)

۴۲۔ مولوی ولی اللہ لکھنؤی ”مراۃ المؤمنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین“ میں حدیث غدری کو صحیح

۱۔ نزل الابرار ص ۲۱ (ص ۵۲) (فصل ۱۲)

۲۔ مفتاح الجاہیں ص ۲۵، ۲۲، باب ۲ (ص ۱۲)

۳۔ اسعاف الراغمین ص ۱۵۳

۴۔ روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۹ (ج ۶ ص ۶۱)

۵۔ روح المعانی ج ۲ ص ۳۵۰ (ج ۶ ص ۱۹۵)

۶۔ اسی الطالب میں ص ۲۲۷ (ص ۳۶۱) حدیث (۱۷۸۱)

کہتے ہیں۔ جو اس میں بیک کرتا ہے سخت غلطی پر ہے کیون کہ ترمذی ونسائی نے اخراج کیا ہے۔ بہت سے صحابہ نے اس کی روایت کی ہے، اور زمانہ خلافت علیؑ میں اس کی گواہی دی ہے۔ (۱)

۲۳۔ عہد حاضر کے دانشور شہاب الدین ابوالظفیش احمد بن محمد بن صدیق حضری تشفیف الاذان میں حدیث غدیر کو متواتر ہتھی ہے، اس کی سائٹ ٹھنڈوں نے روایت کی ہے۔ انھوں نے طوالت کے خوف سے صرف پچھس طرق پیان کئے۔ آخر میں ابن عقدہ کی کتاب الموالۃ کا ذکر کیا ہے، جس میں متعدد اسانید سے ہیں صحابہ کے نام درج ہیں۔ (۲)

دُتھمارے پروردگار کی بات سچائی و انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔ کوئی اس کے فرائیں کو بدلنے والا نہیں اور خدا سچی و علیم ہے۔ اگر تم ان کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین پر بنتے ہیں تو تشیص خدا کے راستے سے بھٹکا دیں گے، وہ تو محض گمان پر چلتے ہیں اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

۱۔ مرآۃ المؤمنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین (ص) ۲۰

۲۔ تشفیف الاذان ص ۷۷

## حاکمہ؟ سندهدیث پر

”اور ان کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کرو، ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو۔“

گزشت تحقیقی کاوشوں سے قارئین کو معلوم ہو گیا کہ بے شمار علماء امت، حفاظ اور اکابر مذہب نے حدیث غدیر کی روایت کے پورے قلبی اطمینان کے ساتھ صحت کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں کچھ لوگوں نے اس کے متعلق مشک و شبہ اور تعصّب و عناد کی نظاہم کرنے کے لئے اس کے صحیح و حسن ہونے کی توثیق اور اسناد کے قوی ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ کچھ اہم علماء نے تواتر کا فیصلہ صادر کیا ہے اور منکرین حدیث غدیر کی سرزنش کی ہے۔ قارئین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس حدیث کو ایک سودی (۱۱۰) صحابہ نے بیان کیا ہے۔ حافظ بختیانی نے ایک سو بیس اور ابوالعلاء ہمدانی نے ڈھائی سو صحابہ کی روایت نقل کی ہے۔ اس روشنی میں تابعین و متاخرین کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ کی احادیث میں سے کسی کو بھی یہ حساس کیفیت و تاثر حاصل نہیں۔ جزوی نے اس کے اثبات کے تواتر میں مستقل کتاب لکھ کر اس کے منکر کو جانل و نادان کہا ہے۔ فقیہ ضیاء الدین مقملی کے نزدیک اگر اس کا ثبوت و تحقیق بہم ہے تو پھر تمام آثار بہم ہیں۔ عاصمی نے کہا کہ حدیث کو تمام امت نے قبولیت سے سرفراز کیا ہے۔ غزالی کے مطابق جمہور کامتن حدیث پر اجماع ہے اور اہلسنت اس پر متفق ہیں۔ بدخشی کے نزدیک حدیث غدیر صحیح اور مشہور ہے، اس پر متعصب ضدی ہی کلام کر سکتا ہے جو ناقابل اعتبار ہوگا۔ نیز اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے اس کا متن تواتر ہے لیکن طور سے رسول نے یہ حدیث فرمائی۔ اس کے ذیل میں (اللهم وال من والا) کو بھی قوی ترین اسناد کے ساتھ بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے۔ پھر کہتے ہیں اس کی صحت پر تنقید کرنے والا غلطی پر ہے، نیز یہ حدیث مشہور اور کئی طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ الوی کہتے

ہیں: ہاں اہمارے نزدیک یہ ارشاد رسولؐ، علیؐ کے حق میں ثابت ہے، یہ صحیح ہے شک کی قطعی گنجائش نہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ یہ رسولؐ سے متواتر طریقے پر وارد ہے اور علیؐ سے بھی متواتر ہے، راویوں کی قطارگی ہوئی ہے، جو سے ضعیف کہتا ہے وہ غیر معتبر ہے اور اسے علم حدیث کی واقفیت نہیں۔ آگے کہا: اس کی صحت پر اعتراض لائق توجہ نہیں۔ یہ متواتر ہے، بے شمار لوگوں نے حم جزم کے ساتھ صحت کی نشان دہی کی ہے۔

اصفہانی کا خیال ہے یہ حدیث صحیح و ثابت ہے اس کے متعلق کسی قدح سے میں واقف نہیں ہوں، اس کو عشرہ مشہور سیمت سے زیادہ صحابہ نے بیان کیا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے اقوال گزشتہ باب میں بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن ان تحقیقی کاؤشوں اور حاکموں کے درمیان تعصب، کینہ توڑی اور بد بختنی بھی نظر آتی ہے، کچھ عواد پیشہ افراد نے ولایت علیؐ کے شفاف جسمیتے کو گندرا کرنے کے لیے مختلف شہبات کی راہداریاں بھی پیدا کی ہیں۔

ایک نے متن حدیث کی صحت داغدار کرنے کے لئے کہا کہ حضرت علیؐ توجہ الوداع کے موقع پر یمن میں تھے رسولؐ کے ساتھ کہاں تھے...؟ (۱)

دوسرے نے ہائک بیشتر راویان نے "الست اولیٰ بکم" کی روایت نہیں کی ہے۔ (۲)

اس کے ساتھ تیسرے لپکے: ذیل حدیث "اللهم وال من والاہ" ضعیف ہے، قطعی جھوٹ ہے۔ (۳)

چوتھا پوزے واقعہ پر طعنہ زن ہو گیا: اس کا دعا یہ فقرہ الحاقی ہے، احمد کے سوا کسی نے بھی اس کا اخراج نہیں کیا ہے۔ (۴)

۱۔ مشکل الآثار طحاوی ج ۲ ص ۳۰۸

۲۔ القاصد تقدیمانی ص ۲۹۰ (ج ۵ ص ۲۲۳)

۳۔ تجات المؤمنین محمد حسن کشمیری

۴۔ منہاج السنن ج ۲ ص ۸۵

آپ نے اس حدیث کے اعتبار و صحت و تو اتر پر علماء کی توضیحی گفتگو ملاحظہ فرمائی، اس کے بعد مکمل اور بال کی کھال نکالنے والوں کی باتیں اہمیت کے قابل نہیں رہ جاتیں، علماء الہل سنت کا اجماع پوری طرح ان کی یاد و گوئیوں پر مشتمل انکار و تردید کا قلع قمع کر دیتا ہے، مکرروں کی بکواس ایک دفعہ تو یہ ہوتی ہے کہ ہمارے علماء نے اس کی روایت نہیں کی۔ (۱) لیکن پھر دوسری بار کہتے ہیں کہ ثقہ راویوں نے اس کی صحت تسلیم نہیں کی۔ (۲) ان کے پچھے متاخرین نے تقلید کرتے ہوئے گھار بھائی کے معتبر اور ثقہ محدثین نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بکواس مقلد دوسری چگہ اپنی کتاب میں اس حدیث کے متواتر ہونے کا قائل ہے۔ خدا نے ان اندھے مقلدوں کو سلام کر کے الگ ہو چانے کا حکم دیا ہے: اذا خاطبهم العاجلُون قالوا سلاماً۔

اس بد و کو علمی نارسانی مانع ہے ورنہ وہ مسلک کے معتبر علماء کو پچھاتا یا صحیح و مستند کتابوں کو ہی دیکھ لیتا یا پھر یہ کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ان عظیم محدثین کو غیر مستقر سمجھتا ہے:

نہیں جانتا تو یہ ہے مصیبت : اگر جانتا ہے تو آفت بڑی ہے

**شعور گو پال پوری**

انھیں غیر ذمہ داروں میں محمد محسن کشمیری اپنا راگ الاضمپتے ہیں کہ اس حدیث کی احمد کے علاوہ کسی نے بھی روایت نہیں کی ہے اور منہ احمد میں صحیح وضعیف ہر قسم کی روایتیں ہیں۔

اس بکواسی کی نظر سے منہ احمد کے علاوہ کوئی کتاب ہی نہیں گزری یا پھر صحاح و مسانید کی کتابیں اس کی علمی دسترس سے باہر ہیں یا اس موضوع پر احمد کے ہم پایہ شاہیر علماء کی تابیفات کا پتہ نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ علماء نے احمد کی جو کچھ تعریف کی ہے اس کا پتہ نہ ہو۔ طبقات مکی میں ہے کہ احمد نے اپنی منہ ایسی لکھی ہے کہ امت کا اصل اصول ہے۔ حافظ ابو موسیٰ مدینی کہتے ہیں کہ منہ امام محدثین کے لئے اصل کبیر و مرحج ویشیق ہے۔ بے شمار احادیث اور وافر مسواعات کی منتخب یہ کتاب اختلاف کے موقعوں پر قائد

۱۔ یہ بات ان حزم نے الفاضلة میں الصحابہ میں کی ہے۔

۲۔ الفصل ب ج ۲۸ ص ۱۳۸؛ مہماج النہج ج ۲ ص ۸۶

و معتقد ہے۔ مجھے ہمارے والد اور دوسرے نے مطلع کیا کہ ابن بطة سے امام احمد نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب مسند کو سازھے ساخت لاکھ احادیث میں منتخب کر کے تالیف کیا ہے، امت اسلامیہ جب بھی کسی حدیث رسول پر اختلاف کرے گی تو اس کی طرف رجوع کرے گی اگر اس میں ہے تو جنت ورنہ جنت و سند نہیں۔

عبداللہ بن احمد نے باپ سے پوچھا: آپ کتاب میں لکھنا کیوں پسند نہیں کرتے جب کہ آپ نے سند تالیف کی ہے...؟

جواب دیا: ”میں نے جو کتاب تالیف کی ہے وہ لوگوں کے اختلاف سنت رسول کے موقع پر صحت ہو گی، لوگ حل اختلاف کے سلسلے میں اس کی طرف مراہد کریں گے۔“ (۱)

ابوموسیٰ مدینی یہ بھی کہتے ہیں کہ مسند احمد میں انھیں لوگوں سے حدیث لی گئی ہے جن کی دیانت و صداقت پائی ہوئی ہے۔ جو مطعون تھے انھیں نظر انداز کیا گیا، سند حدیث میں بڑی احتیاط برقراری ہے۔ امام احمد کے بارے میں حافظ جزری کے اشعار مذکور ہیں:

”یقیناً کتاب مسند ما نند دریا ہے خبیل کے فرزند صالح کی تالیف ہے، انھوں نے ارشادات رسول کے موت پر وعے ہیں، جامعیت میں صحیح بخاری ہے اور مسند صرف مسند احمد ہی ہے۔“

کنز العمال میں ہے: حافظ سیوطی بحق الجامع کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ: ...مسند احمد کی تمام حدیثیں قابل تقبل ہیں، اس کی حدیث ضعیف بھی حسن کے مانند ہے۔ (۲) بالفرض اگر ابن تیمیہ کی بات احمد کے بارے میں مان بھی لی جائے تو اس میں احمد یا ان کے تبع کا کیا قصور ہے۔ حالانکہ حدیث غدر صرف مسند احمد تک ہی محصر نہیں، صحاح و مسانید کے مستند علماء کی ایک بھی قطار ہے جن میں ثقہ و معتر افراد ایسے بھی ہیں جن سے بخاری و مسلم نے روایت لی ہے۔

حام الدین سہاران پوری نمودار ہوئے، ان کی تقدیم سنئے: ”حدیث غدر یہ جن کتابوں میں درج ہے وہ صحیح نہیں،“

انھیں پتہ ہی نہیں کہ اس حدیث کو صحیح ترمذی، سنن ابن ماجہ اور دارقطنی نے متعدد طرق سے درج کیا

ہے۔

ضیاء الدین مقدس الخوارہ میں کہتے ہیں کہ شیخ محمد حوت نے کہا کہ اس کو ابو داؤد کے علاوہ تمام سنن میں درج کیا گیا ہے، احمد نے اسے درج کر کے صحیح کہا ہے۔ ان کتب کی نشاندہی سے حدیث کی صحت کا پتہ چل جاتا ہے۔ اب اس کے بعد جن لوگوں (۱) نے کہا ہے کہ مسلم و بخاری نے اس کی روایت نہیں کی اس کی کیا قدر قیمت رہ جاتی ہے، حالانکہ دوسروں نے اس کے متعلق صحیح و مدلل انداز اختیار کیا ہے۔ پھر شیخ محمود کایان بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ تکنی ہی صحیح حدیثیں ہیں جنہیں بخاری و مسلم نے اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا ہے۔ بخاری مسلم کی عدم روایت کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ حاکم نیشاپوری کی ایک عظیم کتاب جو حجم کے اعتبار سے بخاری و مسلم سے زیادہ ہے صرف اس لئے تالیف کی ہے کہ بخاری و مسلم کا مدارک ہو سکے، یہی حاکم مستدرک جلد اول میں کہتے ہیں:

”ایسا نہیں کہ جو کچھ بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے بس وہی صحیح ہے۔ عصر حاضر کے بدعت نوازوں کی ایک ٹوپی ہے جو راویان آثار پر طعن تشیع کرتی ہے کہ تمہارے پاس دس ہزار احادیث صحیح سے زیادہ کا سرمایہ نہیں اور یہ تمام مولفہ اسانید جو ہزاروں جلدوں تک پہنچ جاتی ہیں سب کی سبقیم اور غیر مقبول ہو گئیں۔ اس شہر کے اکابر علماء نے مجھ سے فرماش کی بخاری و مسلم کے مانند کتاب تالیف کرو، اس لئے کہ معلول احادیث بہر حال موجود ہیں اور خود انہوں نے بھی ذاتی طور سے سقم سے خالی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے ان کے ہم عصر علماء نے سبقیم احادیث کی نشاندہی کی، میں نے کوشش کی ہے کہ ایسی احادیث صحیح جمع کروں جو محمد بنین کے لئے قابل قبول ہوں اور دوائی ہوں، اور میں لفڑ رواثت کے اخراج کے لئے خدا ہی سے مدد کا طالب ہوں کیونکہ فقہاء کے نزدیک شرعاً صحت یہ ہی ہے کہ اسناد و متن میں زیادتی نہ ہو۔“ (۲)

۱۔ المواقف (ص ۳۰۵)؛ شرح المقادد (ج ۴۵ ص ۲۷۷)

۲۔ المسدرک علی الحسن بن راس (ج راس ۲۱)

حافظ کیر عراقی نے دو بیتوں کی شرح میں کہا ہے کہ بخاری و مسلم نے تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کر لیا ہے اور نہ ہی انہوں نے اس کا التزام کیا ہے۔ (۱)

حاکم متدرک پیش لفظ میں کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم کا دعویٰ ہرگز نہیں کہ ان کے مندرجات کے سوا تمام احادیث غیر صحیح ہیں۔ امام بخاری نے کہا کہ میں نے صرف صحیح احادیث جمع کی ہیں بعض طویل احادیث صحیح نظر انداز کر دی ہیں۔ مسلم کہتے ہیں کہ میں نے صرف انھیں حدیثوں کو جمع کیا ہے جن پر اجماع ہے۔ ظاہر ہے کہ اجماع کی وجہ سے بعض صحیح احادیث محدثین کی نظر سے اوپر ہو سکتی ہیں، عراقی نے پھر دو بیتوں کی شرح میں کہا کہ بخاری و مسلم نے تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کر لیا ہے۔ اس لئے صحیح احادیث وہی ہیں جن کی صحت پر نص ہو۔ یعنی ابو داؤد، ترمذی، نسائی، دارقطنی، حظابی اور زہبی جیسے لوگوں کا اجماع ہو۔ بخاری و مسلم کی قید تو ان صلاح نے لگائی ہے۔ اگر غیر معروف افراد بھی شرعاً صحت پر پورے ارتے ہیں تو انھیں قول کر لیتا چاہئے جیسے ابن قطان و ابن معین وغیرہ۔

ابن صلاح نے بخاری و مسلم کی شرط اس لیے لگائی کہ آج کل ان دونوں کے علاوہ دوسرے پر حکم صحت لگانا پہبخت نہیں ہے، حالانکہ صحیح ابن خزیس، صحیح ابی حاتم اور متدرک حاکم بھی حکم صحت میں ہیں۔ ارباب نظر پر پوشیدہ نہ رہے کہ صدر اول اسلام میں غیر خیم کے اعلان پر یہ سب غوغائیں تھا، صرف کچھ اہل عناد، خاصاً خدا کی عداوت میں اسے شخصی مسئلہ قرار دئے کہ امیر المؤمنین اور زید کے درمیان ناقصی کا سبب بتاتے تھے۔ وہ اس طرح اسے غیر معمولی قرار دینا چاہتے تھے۔ پھر مامون رشید کا زمانہ آیا اور اس نے چالیس فقہائے عصر سے مل ممتاز ناظرہ کر کے حق بات خاہر کی۔ اس کے بعد چوتھی صدی میں تمام امت نے عام قبولیت کا مظاہرہ کیا، علماء و حفاظ نے تسلیم کیا۔ جس نے یہ اعتراض کیا کہ جمیۃ الوداع میں علی موجود نہیں تھے، اس کی تردیدی کی، حدیث کی صحت و حسن و تواتر کی حقیقی اعلان کیا۔ بخاری و مسلم کے عدم اخراج کے شناسار نے کوئی معیار سے جانچ پڑھاں کر کے صحیح و حسن ہونے کی نشاندہی کی۔ تیری صدی کے وہ مشائخ جن سے بخاری و مسلم نے بھی روایت کی ہے ان میں یحییٰ بن آدم

اسود بن عامر، عبد اللہ بن نیزید، حاج بن منہاں، عفان بن مسلم اور محمد بن کثیر جسے تمیں سے زیادہ اہم مشائخ ہیں۔ اس طرح بخاری و مسلم نے اگرچہ حدیث غدیر کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ متفقہ طور سے صحیح و متواتر ہے۔ (۱)

اس سلسلے میں شیخ محمود کہتے ہیں کہ بہت سی احادیث کا شخصیں نے اخراج نہیں کیا ہے۔ وہ اس سے دونوں کی عظمت داغدار نہیں کر رہے ہیں بلکہ حدیث غدیر کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میری بات پر جمہور اہلسنت کا اتفاق ہے۔

ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ حدیث غدیر کے اجماع کی تزوید سب سے پہلے ابن حزم الاندلسی نے کی، حالانکہ وہ اس کا بھی قائل ہے کہ امت کبھی غلطی پر اتفاق نہیں کر سکتی۔ پھر ابن تیمیہ نے اس کی پیروی کرتے ہوئے حدیث کے مدرک پر اعتراض کیا کہ بخاری و ابراہیم حرانی اور دوسرے علمائے حدیث نے نقل کر کے اسے ضعیف قرار دیا ہے، وہ منہاج السنۃ کا اپنا فقرہ بھول گئے کہ ”واقعہ غدیر جتنہ الوداع سے واپسی پر پیش آیا اس پر تمام لوگوں کا اجماع ہے۔“ (۲) اس کے بعد تو مخربین حق کی نوئی امنڈ پڑی۔ تنتازانی قاضی ابیحی قویحی اور جرجانی نے ابن حزم و ابن تیمیہ کی پیروی میں مصیبتوں کے پھاڑکھڑے کر دیئے۔ انہوں نے استنادی حیثیت سے بخاری و مسلم عی کے عدم اخراج پر اکتفا نہیں کی بلکہ ان کی جرأت اتنی بڑی کہ بطور ارسال مرسل کرنے لگئے کہ ابو داؤد و جعیانی نے حدیث غدیر پر طعن کیا ہے۔ ان کے بعد ابن حجر نے مزید اضافہ کیا۔ پھر ہردوں نمودار ہوئے اور بحثانی و اقدی و ابن خزیمہ کی نشاندہانی کی۔ السهام الٹا قبیل میں کہتے ہیں کہ ابو داؤد و ابن خزیمہ جیسے صفت بر حمد شین نے واقعہ غدیر پر طعن کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ خداۓ رحمٰن پر یہ لوگ افتراق پر دازنی میں کس قدر گستاخ ہیں۔ ایسے مناظر کو کیا کہا جائے جو محمد شین و عقاظ کی طرف بے بنیاد منسوب کرتا ہے۔ کوئی ان سے سوال کرنے والا نہیں کہ اس نقل و اضافے کا سرا کہاں ہے، کس کی تالیف میں پایا، کون سی کتاب ہے، کہاں ہے، اس کا نام کیوں نہیں لیتے، کیا اساتذہ حدیث نے روایت کی ہے۔ اس کے استناد کو نظر انداز کیوں کر دیا؟

کوئی نہیں پوچھتا کہ بخاری کی طرح حفاظ و محدثین کا وہ گردہ پہلی صدی سے ساتویں صدی (عہد ابن تیمیہ) تک وہ لوگ چھپے کیوں رہ گئے، کسی نے بھی ان کی تحقیق پر دم نہ مارا کسی نے بھی اپنی مندی میں نقل قول نہ کیا۔ شاید اس لئے کہ بازار تحقیق میں وہ بے وقت ہو کر رہ جائے گی۔ ان باتوں کے علاوہ کہاں سے سراغِ ملک اس حدیث غدریکے تو اتر کا مجرمانہ انکار کر دیا گیا اور یہ کہ شیعہ اسی تو اتر پر اعتبار کر کے امامت علی کا استدلال کرتے ہیں، حالانکہ یہ حدیث احادیث ہے۔ (۱)

اس شخص کو ایسی بات کہتے ذرا بآک نہیں، حالانکہ یہی حدیث جس کی سنند میں آگر آٹھ صحابی ہوں تو اسے متواتر مانتا ہے۔ (۲) اسی کے گروہ میں ایسے افراد بھی ہیں جو چار صحابیوں کی روایت کو متواتر مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی مخالفت جائز نہیں۔ (۳) وہ حدیث الاعجمة من قریش کو انس، بن عمر اور معاویہ سے روایت کے باوجود متواتر مانتا ہے۔ (۴) دوسرا کہتا ہے کہ اس کو بارہ افراد نے علیؑ سے اور علیؑ نے رسولؐ سے روایت کی ہے، پھر کہتا ہے کہ یہ بارہ طریق علیؑ تک منتہی ہوتے ہیں لہذا حدیث متواتر ہے۔ (۵) ایک دوسرے صاحب نے تسلیک الفہر الباغیہ کو عمار کے لئے متواتر بتایا ہے اور اس کی نسبت عمار، عثمان، عبد اللہ بن مسعود، حذیفہ، ابن عباس اور دوسروں کی طرف دی ہے۔ (۶) سیوطی الفہر میں کہتے ہیں کہ اگر تو اتر حدیث دس افراد تک بھی ہو تو وہ پسندیدہ ہے۔ (۷) یہ ہے تو اتر کے متعلق ان لوگوں کا نظریہ۔ حالانکہ حدیث غدریکو ایک سو بیس اصحاب رسولؐ یا اس سے زیادہ نے روایت کیا ہے اور اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ احمد امین اپنی کتاب ظہیر الاسلام میں

۱۔ القاصد ص ۲۹۰ (ج ۵ ص ۲۲۲)؛ الصواعق المحرقة ص ۲۵ (ص ۲۲)

۲۔ الصواعق المحرقة ص ۱۳۲ (ص ۲۲)

۳۔ الحکیم (ج ۹ ص ۶ مسئلہ ۱۵۱)

۴۔ الفصل ب ج ۲ ص ۸۹

۵۔ البدریۃ والبلیۃ ج ۷ ص ۲۸۹ (ج ۷ ص ۳۲۱) حادث کا

۶۔ تہذیب العہد یہ ب ج ۷ ص ۳۰۹ (ج ۷ ص ۳۵۸) (ج ۷ ص ۳۵۸)؛ الاصفیہ ج ۷ ص ۵۱۲ نمبر ۵۷۰۳

۷۔ الفیض ص ۱۶ (ص ۲۲)

لکھتے ہیں کہ شیعوں نے حدیث غدیر کی روایت برداں عاذب سے کی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ محدثین نے دوسرے اصحاب رسولؐ سے زیادہ تر روایت کی ہے۔ (۱) اسی جلد میں چالیس سے زیادہ عظیم علمائے اہل سنت کی نشان و نی ہوئی ہے جن میں احمد، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی، ابن شیبہ جیسے لوگ ہیں۔ ان سب کے استاد صحیح اور رجال ثقہ ہیں۔ لیکن احمد امین اسے صرف شیعوں ہی سے منسوب کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ حدیث استدلائی صلاحیتوں سے محروم ہو جائے۔ یہ بات احمد امین ہی پر تھصر نہیں اہل سنت کے تمام مصنوعی علماء کی بھی حالات ہے۔

”ان کے منح سے بڑی بات نکل رہی ہے۔ یہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں۔ شاید تم اپنی جان کھو بیٹھو اگر وہ اس بابت پر ایمان نہ لائیں۔“

## ابن حزم کے متعلق عام رائے

سبھی میں نہیں آتا کہ ایسی منحوس فرد کے متعلق کیا لکھا جائے جس کی گمراہی کی وجہ سے دانش و روان عصر نے اس کی ندمت کی ہے، عوام کو اس سے دور رہنے اور تمام تالیفات کو نذر آتش کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ (۱) آلوی تو اپنی تفسیر میں اس کے نام ہی سے بھڑک اٹھتے ہیں: ”وَ خُودْ گرَاہ ہے اور دوسروں کو بھی گرَاہ کرتا ہے۔“ (۲)

ایسے بکواسی کے متعلق کیا کہا جائے جسے اپنی تالیفات میں خدا رسولؐ کی تکذیب، مقدسات شرع نبوی کے ساتھ گستاخی اور مسلمانوں پر احترام طرازی میں ذرا بھی باش نہیں، اپنی کج بخشی میں بغیر اساس و استناد قرآن و حدیث کے الغم فتوے جھاڑ دیتا ہے، ائمہ فن، حفاظ اور امت اسلامیہ کی طرف ایسے نظریات منسوب کرتا ہے جن کا کہیں پتہ نہیں، اس کی گمراہی کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اپنی فقہی کتاب الحکیم میں مسئلہ بیان کرتا ہے کہ اگر کسی مقتول کے ورثاء میں غائب، بچہ یا مجنون ہو تو اس موقع پر لوگوں کے درمیان اختلاف ہے۔ اس کے بعد ابو حنیفہ کا قول بیان کرتا ہے کہ ایسی حالت میں قاتل سے قصاص کا حق ولی مکلف اور بالغ کو ہے۔ کم سن بچوں کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ اگر مقتول کے اولیاء میں ایک بھی کم سن اور نابالغ ہو تو بڑے کو قصاص کا حق نہیں۔ (۳) پھر اسی شافعی نظریہ کی روشنی میں کہتا ہے کہ امام حسن نے حضرت علیؓ کے قتل کا قصاص ابن ملجم سے لیا

۱۔ مسلم انجیل ۲۰۰ ص (ج ۲۳ ص ۲۲۹ نمبر ۵۸۳)

۲۔ روح العالیٰ ج ۲۱ ص ۶۷

۳۔ الحکیم ج ۲۱ ص ۲۸۲

حالانکہ علی کے دوسرے نابالغ بیٹے موجود تھے۔ اس کے بعد اعتراض کرتا ہے کہ اس قتل ابن ملجم میں شافعیوں کا طعن خود ان پر بھی وارد ہوتا ہے کیوں کہ اس بارے میں شافعیوں اور مالکیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ جو بھی تاویل کی بنا پر کسی کو قتل کردے اس پر قصاص نہیں۔ اور اس بارے میں امت اسلامیہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ابن ملجم نے علی کو اجتہاد و تاویل کی بنا پر قتل کیا اور اس کا اجتہاد صحیح تھا۔

اس سلسلے میں قبیلہ صفریہ کا شاعر عمران بن طلان کہتا ہے:

بِسْ أَضْرِبْرَةً مِنْ تَقْيَىٰ مَا لَرَادَ يَهَا      الْأَفْيَلُغُ مِنْ ذِي الْعَرْشِ رَضْوَانًا

أَنِّي لَا ذَكْرَهُ حِينَ افَاحِسْبَهُ      أَوْ فِي الْبَرِّيَّةِ عِنْدَ اللَّهِ مِيزَانًا

”کیا کہنا اس پر ہیزگار کی ضربت کا جس نے محض آسان والے کے خوشنودی کا ارادہ کیا تھا، میں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں کہ میزان عمل میں خدا کے نزدیک مخلوقات میں کامل تر ہے۔“

یعنی جب بھی عبد الرحمن ابن ملجم کے تعلق سوچتا ہوں تو اسی نتیجے پر ہیوں پنچتا ہوں کہ شائستگی میں تمام کائنات کے مقابلے میں کامل تر تھا۔ امام حسن کے اس عمل کی بنا پر حنفی ملامت کے مستحق ہیں ہے وہ شافعیوں کے لئے جائز بحثتے ہیں، وہ اپنے حصے کی ملامت نقل نہیں کرتے، اپنے کھودے ہوئے کنوں میں گرے ہیں۔ (۱)

اب ذرا میرے ساتھ آئیے۔ ہرواہ استہ اسلام سے پوچھا جائے کہ یہ کنوار افتولی کہاں سے حاصل کیا گیا، حالانکہ اس کے مقابلے میں رسولؐ کی صحیح حدیث موجود ہے کہ ”یا علی اتحمارا قاتل آخری زمانے کا کمینہ ترین انسان ہو گا۔“ دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں میں سب سے بڑا کمینہ، اور تیسرا روایت میں ہے کہ امت کا سب سے بڑا کمینہ جس طرح ناقہ صالحؐ کا قاتل قوم خود کا کمینہ ترین شخص تھا۔ اس ارشاد رسولؐ کو بالغ نظر حفاظ اور اکابر علمائے نے متعدد طریقوں سے نقل کیا ہے۔ خود ابن حزم کے معیار کے مطابق متواتر حدیث ہے۔

امتنیع الحجیر فی تجزیۃ احادیث الرافعی الکبیر ابن حجر عسکری (ج ۲۳ ص ۲۶۲)

ان کے اسناد طرق مندرجہ ذیل کتابوں میں ہیں:  
 ”مند احمد، خصائص نبأیٰ، الامامة والسياسة، مسند رک حاکم تلخیص ذہبی، تاریخ خطیب،  
 استیغاب، سیر اسحاق، ریاض طبری، تاریخ ابن کثیر، جمع الجواہر مع سیوطی“۔ (۱)  
 ابن حزم کی اس رائے اور ارشاد رسول میں کیا مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے کہ آپ نے حضرت علی  
 سے فرمایا:

”کیا میں تھیس خبر دوں جسے قیامت میں خت ترین عذاب دیا جائے گا؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں“۔

فرمایا: ”نافذ صاحب کو پہنچ کرنے والا قوم خود کا شخص اور وہ جو تمہاری داڑھی کو تمہارے خون سے  
 خفاب کرے گا“۔ (۲)

کیا ارشاد رسول سے بھی مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے؟

”یا علی تمہارا قاتل شبیہ یہود بلکہ یہودی ہے“۔ (۳)

نیز ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ اکثر فرمایا کرتے تھے: ”کیا رکاوٹ ہے شقی ترین شخص  
 کے لئے“۔ (۴)

۱۔ مسند احمد بن حنبل ج ۲۳۲، حدیث نمبر ۸۵۷ (ج ر ۵۶، حدیث ۲۳۶)؛ خصائص نبأیٰ ص ۲۹ (ص ۱۷۲، حدیث ۱۵۳)؛ اشن الکبریٰ  
 ج ر ۵۶، حدیث ۸۵۸ (ج ۲۳۵، حدیث ۲۳۶)؛ الامامة والسياسة ج ر ۵۶، حدیث ۲۳۶ (ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۳)؛  
 حدیث ۷۹ (ج ۲۳۶، حدیث ۲۳۷)؛ تلخیص المسند رک ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۴ (ج ۲۳۶، حدیث ۲۳۷)؛ تاریخ بغدادی ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۵ (ج ۲۳۶، حدیث ۲۳۸)؛ استیغاب مطبوع بر جواہر  
 الامامة ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۶ (ج ۲۳۶، حدیث ۲۳۹)؛ ریاض الحerra (ج ر ۵۶، حدیث ۲۰۸)؛ البدایة والہدایة ج ر ۵۶، حدیث ۲۳۲ (ج ۲۳۵، حدیث ۳۵۸)؛ کنز العمال  
 ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۷ (ج ۲۳۶، حدیث ۳۹۹)؛ ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۸ (ج ۲۳۶، حدیث ۳۶۵)؛ کنز العمال ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۹ (ج ۲۳۶، حدیث ۳۹۹)؛  
 ج ر ۵۶، حدیث ۱۶۰ (ج ۲۳۶، حدیث ۴۰۰)؛ ج ر ۵۶، حدیث ۱۶۱ (ج ۲۳۶، حدیث ۴۰۱)؛ کنز العمال ج ر ۵۶، حدیث ۱۶۲ (ج ۲۳۶، حدیث ۴۰۲)

۲۔ العقد الفرید ج ۲۹۸، (ج ر ۵۶، حدیث ۱۵۵)

۳۔ کنز العمال ج ر ۶۱، (ج ۲۳۶، حدیث ۱۹۵)؛ کنز العمال ج ر ۶۲، (ج ۲۳۶، حدیث ۳۶۵)

۴۔ البدایة والہدایة ج ر ۵۶، حدیث ۳۵۸ (ج ۲۳۶، حدیث ۴۰۰)؛ کنز العمال ج ر ۶۱، (ج ۲۳۶، حدیث ۱۸۷)؛  
 حدیث ۳۶۵ (ج ۲۳۶، حدیث ۴۰۱)

ابن محبم کے لئے فرمایا: ”کیا رکاوٹ ہے شقیٰ ترین شخص کو؟“ (۱)

حضرت نے اپنے عیال سے فرمایا: ”خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ شقیٰ ترین شخص اقدام کر بیٹھے،“ (۲)

آپ کا پانچواں ارشاد ہے: ”تمہارے شقیٰ ترین شخص کے لئے کیا رکاوٹ ہے؟“ - (۳)

آپ کا چھٹا ارشاد ہے: ”تمہارے شقیٰ ترین شخص کو کیا رکاوٹ ہے یا کس بات کا انتظار ہے؟“ (۴)

کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ کس اجتہاد نے واجب الاطاعت امام کے قتل کی اجازت دی ہے؟ کس اجتہاد میں قتل امام کو خارجی عورت کا مہر قرار دیا گیا ہے؟ ابن محبم قبلہ مراد پر فریفہ تھا۔ کیا رسولؐ کے واضح حکم کے مقابلے میں اجتہاد کی گنجائش ہے؟ (۵)

پھر تو اس راستے سے تمام انجیاء و خلفاء کا قتل اجتہاد کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔ لیکن یہی ابن حزم کا نظریہ عروہ بن عثمان کے قتل پر اجتہاد کی اجازت نہیں دیتا۔

کاش ہم یہ جان سکتے کہ کس قوم میں ابن محبم جیسے پانچ کوسرابا گیا ہے؟ ابن حزم اس کا نام بتا دیتے اسلام کا تو یہ ذیل عقیدہ نہیں، صرف خوارج ہی کا ہے جو دین سے خارج ہیں اور یہ بھی خارجی تھا۔ عمران کا احتجاج بھی اس نظریہ کی تائید ہے۔

یا اللہ! یہ عمران بن خطان کون ہے؟ ولی خدا، امام پاک، امیر المؤمنین کی خون ریزی کے شرمناک عمل کو اچھا سمجھنے کا انصاف تیرے ذے۔ اس کے شعری بکواس کی کیا اہمیت ہے جس سے استدلال کر کے احکام اسلامی کی اساس قرار دی جائے۔

۱۔ تاریخ طبری ج ۶/ ص ۸۵ (ج ۵/ ص ۱۳۵ حادثہ ۳۰۷ھ)؛ تاریخ کامل ج ۳/ ص ۱۶۹ (ج ۲/ ص ۲۳۵ حادثہ ۳۰۷ھ)

۲۔ الریاض الحضرۃ ج ۲/ ص ۲۰۸ (ج ۳/ ص ۲۰۸)

۳۔ تاریخ کامل ج ۳/ ص ۱۶۸ (ج ۲/ ص ۲۳۳ حادثہ ۳۰۷ھ)؛ کنز العمال ج ۲/ ص ۳۱۲ (ج ۱/ ص ۱۹۱ حدیث ۳۶۵۷۰)

۴۔ محالی کی امالم (ص ۸۷۷ حدیث ۱۵۰۵)؛ ریاض الحضرۃ ج ۲/ ص ۲۰۸ (ج ۳/ ص ۲۰۸)

۵۔ الامامت والیاسۃ ج ۱/ ص ۱۳۳ (ج ۱/ ص ۱۳۷ حدیث ۱۵۰۵)؛ تاریخ طبری ج ۲/ ص ۸۳ (ج ۵/ ص ۱۳۳)؛ المسدر رک ج ۲/ ص ۱۳۲ (ج ۲/ ص ۱۵۲ حدیث ۲۴۹۰)؛ تاریخ کامل ج ۳/ ص ۱۶۸ (ج ۲/ ص ۲۳۵)؛ البدریۃ والبلہیۃ ج ۲/ ص ۲۲۸ (ج ۷/ ص ۳۶۱ حادثہ ۳۰۷ھ)

اس فقیہ (ابن حزم) کو کیا کہا جائے جو عمران جیسے کہنے کی بکواس کو واضح احکام کے مقابلے میں دستاویز قرار دے، مخالفت رسول، تردید نص، اور خارجی کی بیکانہ بکواس سے استدلال کر کے امت اسلامی کو میتم کرے، اسی عمران کا ہم عصر ابوالطیب طاہر بن عبد اللہ شافعی یوں نظر ریز ہے:

انی لا براء حما انت قائله عن ابن ملجم الملعون بهتانا

با ضربة من شقى ما اراد بها الا ليهم للاملام اركانا

انی لا ذکرہ يوما فالعنہ دنيا والعن عمرانا و خطانا

علیه ثم عليه الدهر متصلأ لعائن الله اسراراً وأعلانا

(فانتما من كلاب النار جاء به) نص الشريعة برهانا و تبيانا (۱)

”میں قطعی بیزار ہوں عبد الرحمن بن ملجم کے بارے میں تمہاری بکواس سے۔ ہائے اس کہنے کی ضربت جس نے ارکان اسلام منہدم کرنے کا ارادہ کیا، میں جب بھی اس دن کا خیال کرتا ہوں تو عمران اور اسکے باپ طان دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں، اس پر خدا کی برابر لعنت ہوتی رہے، پوشیدہ اور علی الاعلان نص و دلیل کی ہتھ پر جہنم کے کتے ہو۔“

بکرین حسان باللہ نے کہا: (آئندہ شعروں کا مفہوم ہے)

”ابن ملجم سے کہہ دو حالانکہ مقدرات غالب ہیں۔ تجوہ پر افسوس ہے کہ تو نے ارکان اسلام کو منہدم کر دیے۔ ایسے کو قتل کیا جو تمام چنے والوں میں افضل، سب سے پہلے اسلام و ایمان سے سرفراز اور سب سے بڑا عالم تھا، جس نے سیرت رسول کو شریعت و بیان کی روشنی میں واضح کیا۔ وہ رسول کے داماد و حاجی تھے۔ ہمارے مولاتھے ان کے مناقب نور و برہان کی روشنی میں واضح ہیں۔ حاسدوں کی جلن کے باوجود ان کی حیثیت وہی تھی جو مویٰ کے نزدیک ہارون کی تھی۔ وہ جہاد میں چمکتی ہوئی تکوار اور میدان کا راز کے شیر تھے۔ میں ان کے قاتل کو یاد کر کے رو دیتا ہوں۔ پاک ہے وہ ذات جو لوگوں کا پروردگار... مجھے گمان نہیں تھا کہ آپ کا قاتل انسان ہو گا جسے قیامت کا خوف نہ ہو لیکن وہ تو شیطان تھا۔ قبائل میں قبلیہ

مرا دا کمینہ ترین انسان تھا اور خسروں نبین میں بنتا تھا۔ جس طرح الگوں میں ناقہ صاحب کو پے کرنے والا قوم خود کا شخص، حضرت علیؑ نے اپنی موت سے قبل ہی خبر دے دی تھی کہ یہ داری خون سے خضاب ہوگی۔ اس نے جو گناہ کیا ہے خدا بھی معاف نہ کرے اور عمر ان بن طالن کی قبر سیرا بند نہ کرے کیونکہ اس نے اپنے شعروں میں ابن ملجم کے سلسلے میں بڑی منحوس بات کی ہے (وہ خبیث کہتا ہے) کیا کہنا اس پر ہیز گار کی ضربت کا جس نے محض خوشنودی رب کے لئے تواریخ چلائی۔۔۔ نہیں بلکہ ضربت گمراہی سے بھر پوری تھی اس کی وجہ سے دوزخ کے شرارے بھڑک اٹھے۔ وہ جلد ہی غصب خود ندی کا ٹھکار ہوا۔ بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا سحق ہو گیا۔۔۔ (۱)

ابن حجر اصحابہ میں کہتے ہیں کہ بکر بن حماد تاہری نے یہ شعر کہے ہیں جو قیر و ان کے باشندے اور بخاری کے ہم عصر تھے۔ عمران سے ان شعروں کا اجازہ سید حمیری نے لیا ہے جو ان کے دیوان میں موجود ہے۔ (۲)

استیغاب میں ہے کہ متذکرہ تاہری نے مردمیہ امیر المؤمنین بھی کہا ہے جس کا پہلا شعر ہے:  
و هز علی بالعراقین لحیہ مصیبتها جلت علی کل مسلم  
”یعنی حضرت علیؑ کی زخمی ریش اقدس نے بصرہ کو فوج گنجوڑا لا جن سے مسلمانوں کی مصیبت سخت ہو گئی“۔ (۳)

عمران کی تردید میں محمد ابن احمد طبیب نے بھی اشعار کہے ہیں:  
ہائے وہ مکار ترین شخص کی ضربت اور تمام خلائقات میں کمینہ ترین تھا۔ جب یاد کرتا ہوں تو اس پر لعنت بھیجا ہوں نیز اس کے عمران بن طالن پر بھی۔۔۔ (۴)

۱۔ استارخ کامل (ج ۲۳۹ ص ۲۳۹)؛ مروج الذہب (ج ۲۳۸ ص ۲۳۵)؛ الاستیغاب (قسم الثالث ص ۲۸۷)۔

حالات امیر المؤمنین)؛ بتارخ کامل (ج ۲۳۸ ص ۱۸۶) (ج ۲۳۹ ص ۱۸۱) (ج ۲۳۹ ص ۲۳۹)؛ بحدی کی تمام المتن ص ۱۵۲ (ص ۲۰۱)۔

۲۔ الاصابة (ج ۲۳۸ ص ۱۷۹)۔

۳۔ الاستیغاب (ج ۲۳۸ ص ۲۷۲) (قسم الثالث ص ۳۱۱) (نمبر ۱۸۵۵)۔

۴۔ کامل مزدوج (ج ۲۳۸ ص ۹۰) (ج ۲۳۹ ص ۱۳۶)۔

ان تمام باتوں کے علاوہ جب امام حسن نے ابن ملجم کو قتل کیا تو صحابہ و تابعین کا گروہ موجود تھا جنہوں نے آپ کے اس اقدام کو سراہا تھا، بلکہ ان لوگوں کا قصاص پر اصرار قطعی دلیل ہے کہ یہاں اجتہاد کی عنیایش نہیں تھی اجتہاد کو بہتر سمجھنے کا تو سوال ہی نہیں۔ اگر یہاں اجتہاد فرض کر لیا جائے تو نص کے مقابلے میں تھا، اس لئے تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ اس پلید کیزے کو ہمیشہ کے لئے مٹھا نے لگا دیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ امام حسن نے دوسرے فضائل کی طرح اس فضیلت کے حصول میں بھی سبقت کی اس لئے ابن حزم کے موضوع تحریر سے باہر ہے۔ شافعی، حنفی و مالکی کے نزاع کے متعلق من مانی رائے قائم کرنے اور معنکہ اڑابنے کے بجائے اسے سوچنا چاہئے کہ امام وقت کے قتل کا قصاص ضرورت دین کے لئے ہے، یہی وجہ ہے کہ عقیدت مندان عمر بن خطاب ان کے قاتل کے وجوب قصاص میں کوئی شبہ نہیں کرتے نہ یہاں اجتہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ خود ابن حزم نے قاتلین عثمان کے موقع پر اجتہاد کو ناجائز کہا ہے۔

ابن ملجم کو ابن حزم سراتھی ہیں لیکن صاحب لسان المیز ان اسے خارجی، مکار ترین اور مردہم آزار کہتے ہیں۔ (۱) اس معاہلے میں ابن حجر ابوذر عدی کی پیروی کی، وہ کہتے ہیں کہ خوارج نے علی پر ہجوم کیا تو آپ ان پر کامیاب ہوئے انھیں کا بقیہ شقی ترین ابن ملجم مرادی ملعون قہاجس نے علی پر حملہ کر کے آپ کا روشنہ حیات قطع کیا۔ (۲)

### نظریات ابن حزم کے مزید نہموں نے

ابوالغادیہ یہاں بن سبع سلطی جس نے حضرت عمار یاسر کو قتل کیا تھا، ابن حزم اس کی خطاۓ اجتہادی کا قائل ہے حالانکہ عمار بیعت رضوان میں موجود تھے خدا نے ان کے سکینہ القلب کی گواہی دی۔ این حزم کہتا ہے کہ ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ نے عمار کو با غیانتہ طور پر قتل کر کے خطاۓ اجتہادی فرمائی۔

۱۔ لسان المیز ان حج رام ۵۳۲، نمبر ۷۷ (۵۰)؛ تہذیب العجذیب حج رام ۳۳۸ (نر ۷۷، م ۲۹)۔

۲۔ طرح المقریب ح رام ۸۶۔

پس انھیں ایک ثواب عطا کیا جائے گا، لیکن یہ خطاۓ اجتہادی کی تاویل حضرت عثمان کے قاتلوں پر لاگو نہیں ہو سکتی، کیونکہ عثمان نے نہ تو کسی سے جنگ کی نہ کسی کو قتل کیا، نہ کسی سے زناۓ محضہ کے مرتبہ ہوئے۔ نہ مرتد ہوئے بلکہ آپ سے جنگ کرنے والے فاسق و فاجر تھے۔ انہوں نے عدم احترام خون بہایا، ان کے قلم کی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ وہ بھی بدکار ملعون تھے۔ اشتبہ (۱)

میں نے ابوالغادیہ کے اجتہاد کا سراکہیں نہیں پایا، کیونکہ یہ مجبول شخص عہد نبوی کا گذانام ترین انسان ہے۔ صرف اس کے قبلیہ چھٹی سے ہونے کی شان دعی ہوتی ہے۔ کتابوں میں اس کے حالات و اجتہاد و کچھ نہیں سکے صرف دو روایتیں میں، دمماں کم و اموال کم حرام (تمہارا خون و مال محترم ہے) اور لا ترجعوا بعدی کفار ای ضرب بعضکم رقاب بعض (یعنی میرے بعد کفر کی طرف مت پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردان مارنے لگو) اصحاب رسول خداً تجوب کرتے تھے کہ اس نے ان باقوں کو سنا اور پھر عمار کو قتل کیا۔ (۲)

علمائے اعلام میں این حزم کے سوا کسی نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے۔

چھوڑیئے بھی اسے... عمار یا سر کے متعلق واضح حکم رسول کے مقابلے میں اجتہاد، کیا یقیتا ہے؟ میرا مطلب صرف اسی حدیث ہی سے نہیں کہ ”تفتسلک الفتنۃ الباغیۃ“ (تحسیں با غی کروہ قتل کرے گا)۔ (۳) یا ”الناتکۃ عن الطريق“ (یعنی راہ حق سے مخرف گروہ قتل کرے گا) کیونکہ اس حدیث سے قتل عمار کو اچھا سمجھنے اور اجتہاد کرنے کی گنجائش قطعی طور سے ختم ہو جاتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ قاتل عمار با غی حق۔ کیا اجتہاد میں بخاوت کی بھی گنجائش ہے؟ بخاوت کو نہ تو عقل اچھا سمجھتی ہے اور نہ شریعت، ہر چند معادیہ نے این عمر کو مہل تاویلی جواب دیا۔

بات یوں ہوئی کہ عبد اللہ بن عمر نے معادیہ کو حدیث رسول سنائی کہ عمار کو با غی گروہ قتل کرے گا۔

۱۔ الفضل بیہقی ج ۱۹۱ ص ۱۷۱

۲۔ الاستیغاب ج ۲۲ ص ۲۸۰ (القسم الرابع ص ۲۵۷، نومبر ۲۰۰۹)؛ الاصابۃ ج ۲۳ ص ۱۵، نومبر ۲۰۰۸

۳۔ الاصابۃ ج ۲۳ ص ۵۱۲ (نومبر ۲۰۰۹)؛ تہذیب العہد بیہقی ج ۲۷ ص ۳۰۹ (ج ۲۷ ص ۲۵۸، نومبر ۲۰۰۹)

عمرو عاص نے متوجہ کرتے ہوئے معاویہ سے کہا: ”آپ عبداللہ کی بات سن رہے ہیں؟“  
معاویہ نے عبداللہ بن عمر کو بھجنبوڑتے ہوئے کہا: ”تیرے جیسا احمد بڑھا پیشاب میں لت  
پت، مجھ سے حدیث رسول نقل کرتا ہے۔ کیا عمار کو میں نے قتل کیا؟ اس کے قاتل تو علی ہیں جو عمار کو  
ہمارے نیزوں کے درمیان لائے۔“ (۱)

معاویہ نے عمرو عاص سے بھی شکایت کی تھی کہ ”تم نے شام والوں کو مجھ سے برگشتہ کر دیا ہے، کیا  
رسولؐ سے سننا ہوا سب کچھ بیان کر دی دو گے؟“  
عمرو نے جواب دیا ”میں علم غائب نہیں جانتا، یہ اس وقت کہا تھا جب عمار میرے اور تمہارے  
دوست تھے، مجھے نہیں معلوم تھا کہ صفين کا عمر کہ بھی پیش آئے گا، تم نے بھی تو عمار کے بارے میں یہی  
رواہت کی ہے۔“

اس مشہور مباحثے کو ظلم بھی کیا گیا ہے، جس کا حاصل مطلب یہ ہے:  
”تم مجھ سے حدیث رسولؐ بیان کرنے پر فنا ہوا لانکہ سبھی تم نے بھی کیا ہے، اپنی جوتی استوار کرو  
میں نے تمہاری متابعت میں بات کہی ہے، مجھے کیا معلوم تھا کہ عمار میرے قتل پر لوگوں کو ابھاریں گے۔  
اگر مجھے علم غائب ہوتا تو میں اس خبر کو چھپا لیتا، اور ان چھاتیوں کو برداشت کرتا جن میں حسد جوش مار رہا  
ہے، بغیر جرم کے بھج پر غصہ مناسب نہیں۔ قسم ہے اونٹوں کی رفتار کی! میں تمہاری حمایت میں گم کشہ  
حوال ہوں۔“ (۲)

معاویہ نے جواب دیا:  
”خداستی نا اس کرے عتاب اور عتاب کرنے والے کا۔ تم مجھے مصیبت میں پھنسا ہوا دیکھ رہے ہو  
ان باتوں کو جانے دو، کوئی تدبیر کر کے میرے دشمنوں کو رد کرو۔ علیؐ نے انھیں پکارا تو انھوں نے مال  
و عیال سے زیادہ محبت کا مظاہرہ کیا۔“ (۲)

۱۔ تاریخ طبری ج ۴۰ ص ۲۲ (ج ۴۰ ص ۳۱)؛ تاریخ ابن کثیر ج ر ۳۶۹ (ج ر ۷ ص ۲۹۹ حوارث ۲۷۷)

۲۔ ابن القاسم کی شرح فتح البلاغہ ج ۲ ص ۲۷۳ (ج ۸ ص ۲۷۲ خطبہ ۱۲۲)

طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف ہو تو فرزند سمیہ (عمر) حق پر ہو گا۔ یہ مضبوط دلیل ہے کہ عمار کی مخالفت کرنے والا باطل پر ہے، کیا باطل پرست کے طغیان پر اجتہاد جائز ہے؟ (۱)

حکم نے مسند رک میں عمر و عاصی کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”خدا یا! عمار کو اذیت دینے میں قریش بہت حریص ہیں، عمار کو بہمنہ کرنے اور قتل کرنے والا جنہی ہے۔“ (۲)

زید بن وہب کہتے ہیں کہ قریش کی عمار پر حریفانہ سرزنش شباب پر تھی، اس قدر مارا کہ گھر پر ہی صاحب فراش ہو گئے۔ عثمان ان کی عیادت کو آئے، پھر منبر پر جا کر فرمایا: ”میں نے رسول خدا سے نا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ قاتل عمار جنہی ہے۔“ (۳)

اسی غہووم کی روایت عبداللہ بن عمر سے ہے۔ (۴) اسامہ بن زید اور امام سلمہ میں اس قدر اضافہ ہے کہ عمار لوگوں کو حق کی طرف بلا میں گے اور وہ انھیں جہنم کی طرف۔ (۵)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ عمار حق کے ساتھ ہے اور حق عمار کے ساتھ۔ عمار حق کے ساتھ پھرتا ہے جدھروہ پھرتا ہے، قاتل عمار جنہی ہے۔ (۶)

خالد بن ولید سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

جو عمار سے دشمنی رکھے خدا اس سے دشمنی رکتا ہے، جو عمار سے کینز رکتا ہے خدا اس سے کینز رکتا

۱۔ الحجۃ الکبیر ح ر ۱۰۱ ص ۹۶ / حدیث ۱۰۷۱: کنز العمال ح ر ۲۶ ص ۱۸۲ / حدیث ۲۱۰ (ج ر ۱۰۱ ص ۲۱۰ / حدیث ۲۳۵۲۵)

۲۔ المسند رک علی الحجۃ ح ر ۲۳ ص ۲۷۱ / حدیث ۵۶۶ (ج ر ۲۳ ص ۱۹۳۲ / حدیث ۲۲۳)؛ الجمیع الصخیر ح ر ۲۳ ص ۱۹۳۲ (ج ر ۲۳ ص ۲۲۳ / حدیث ۵۹۹۸)

۳۔ الاصابة ح ر ۲۳ ص ۱۵۱؛ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۷ (ج ر ۱۳ ص ۵۳۱ / حدیث ۳۲۳۸۲)؛ ص ۲۱ ص ۲۳۵۲۲ / حدیث ۲۳۵۲۳

۴۔ مختصر راز دشمن ح ر ۱۸ ص ۲۱۰؛ مختصر راز دشمن ح ر ۱۸ ص ۲۱۹

۵۔ مختصر راز دشمن ح ر ۱۸ ص ۲۱۹؛ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۷ (ج ر ۱۳ ص ۵۲۸ / حدیث ۲۷۳۶)

۶۔ مختصر راز دشمن ح ر ۱۲ ص ۶۳؛ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۷ (ج ر ۱۳ ص ۵۳۷ / حدیث ۳۰۶)

۷۔ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۷؛ ح ر ۶۱ ص ۱۸۲ / حدیث ۱۰۱ (ج ر ۱۰۱ ص ۲۲۷ / حدیث ۳۲۵۳۵)؛ ح ر ۱۳ ص ۵۳۰ / حدیث ۳۷۳۱۵ (ج ر ۱۰۱ ص ۲۱۵)

۸۔ مختصر راز دشمن ح ر ۱۲ ص ۶۳؛ البدریۃ والٹہلیۃ ح ر ۲۳ ص ۲۷ (ج ر ۱۳ ص ۲۶۸ / حدیث ۲۹۸)

۹۔ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۷ (ج ر ۱۰۱ ص ۵۳۸ / حدیث ۳۲۳۱۱)؛ مختصر راز دشمن ح ر ۱۲ ص ۶۲۲

ہے۔ (۱)

طبرانی کی روایت ہے کہ عمار کو گالی دینے والا خدا کو گالی دیتا ہے، عمار کو تحریر بخشنے والا خدا کی تحریر کرتا ہے، جس نے عمار کو حمق کہا، اس نے خدا کو حمق کہا۔ (۲)

کہاں یہ صحیح و متوار نصوص اور کہاں ابوالغادیہ کا اجتہاد اور کہاں ابن حزم کی ابوالغادیہ کے متعلق صفائی، اجتہاد کے بارے میں شو شہ، ایک ثواب عطا کرنے کی بات، وہ تو واضح ارشادِ نبوی کی روشنی میں لامحال جہنمی ہے، کیا قل سے زیادہ ہے بغض و تحریر؟

تاریخ کامل ابن اثیر میں ایک سبق آموز روایت ہے، قاتل عمار ابوالغادیہ زمانہ حاجج تک زندہ رہا، ایک دن وہ حاجج کے دربار میں پہنچا تو اس کی بڑی آواز بھگت ہوئی۔

حجاج نے پوچھا: ”عمر کو تم نے قتل کیا تھا؟“؟

جواب دیا: ”ہاں!“

حجاج نے کہا: ”جو شخص قیامت کے دن بڑے پیٹ والے کو دیکھنا چاہے وہ قاتل عمار کو دیکھ لے۔“ (۳) پھر ابوالغادیہ نے حاجج سے کچھ سوال کیا، حاجج نے کچھ نہیں دیا، اس وقت ابوالغادیہ نے کہا: ”میں نے ان لوگوں کے لئے دنیا کو رام کیا تھا اور یہ مجھے دنیا سے بہرہ مند نہیں کر رہے ہیں، پھر بھی مجھے بڑے پیٹ والا کہر رہے ہیں۔“

۱- مندرجہ بن حبیل ح ۲۳ ص ۸۹ (ج ر ۵۰ حدیث ۱۲۲۳)؛ المسدر ک علی الحسنین ح ۲۳ ص ۳۹۱ (ج ر ۲۳ ص ۳۹۱) حدیث ۵۶۷۳؛ تاریخ بغدادی ح راص ۱۵۲؛ اسد القابۃ ح ۲۳ ص ۲۵ (ج ر ۲۳ ص ۳۲۱ نمبر ۳۷۹۸)؛ البدریۃ والشهیۃ ح ۲۷ ص ۱۳ (ج ر ۲۳ ص ۳۲۵ حادث ۱۲۴)؛ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۳؛ تاریخ ر ۲۳ ص ۱۸۳ (ج ر ۲۳ ص ۵۲۲ حدیث ۳۷۳۸)؛

ج ر ۱۳ ص ۲۲ حدیث ۲۲۳ (۲۲۳۵۲۲)؛ تاریخ ر ۱۳ ص ۲۰ حدیث ۱۲۳۰؛ الاصابة ح ر ۲۳ ص ۵۱۲۳

۲- المسدر ک علی الحسنین ح ۲۳ ص ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲ (ج ر ۲۳ ص ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲ حدیث ۵۶۷۰)؛ کنز العمال ح ر ۲۳ ص ۲۳ (ج ر ۱۳ ص ۵۲۳ حدیث ۲۷۲۸)؛ تاریخ مدینہ دشمن ح ۱۲۵ ص ۲۲۵؛ مندرجہ بن حبیل ح ۲۳ ص ۹۰ (ج ر ۵۲ حدیث ۱۲۳۸۰)

۳- تاریخ کامل ح ر ۲۳ ص ۱۰ (ج ر ۲۳ ص ۳۸۲ حادث ۱۲۳)

جاح بولا: ”ہاں۔ خدا کی قسم! جس کے دانت کوہ احمد کی طرح، ران کوہ در قان کی طرح اور بنی اک  
مدینہ و ریدہ کی طرح ہو تو وہ یقیناً قیامت کے دن بڑے پیٹ والا ہوگا، قسم خدا کی! اگر تمام دنیا نے مل کر  
عمر کو قتل کیا ہوتا تو سب کے سب جہنمی ہوتے“۔ (۱)

استیغاب میں ہے: ابوالخادیہ دوستدار اعلیٰ قتل عمار تھا۔ وہ جب بھی دربار معاویہ میں اذن  
باریابی طلب کرتا تو کہتا: ”قاتل عمار دروازے پر کھڑا ہے“۔ (۲) اس بیان صفت کے باوجود اس پر کوئی  
دھیان نہ دیتا، اس نے بڑی دلچسپ حدیث رسول روایت ہے کہ میرے بعد مرتد نہ ہو جانا کہ ایک  
دوسرے کی گردان مارنے لگو، باوجود اس کے عمار یا سر کا قاتل ہے۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ  
جان بوجہ کر اس نے عمار کو محض معاویہ کی طرفداری میں قتل کیا۔ اس رحمان کی وجہ سے گزشتہ فقرہ  
چپاں ہو سکتا ہے کہ یہ بڑھا جمیں اور پیشتاب میں لٹ پت تھا۔ قارئین! معاویہ کا مقصد، ابوالخادیہ کے  
جرائم اور اجتہاد کے عوامل کو سمجھ دی گئے ہوں گے۔

قتل عثمان کے بارے میں این حرم کا اجتہاد بمقابلہ نصیب یہی تو ہے کہ کسی مسلمان و موحد کی  
خوب ریزی جائز نہیں مگر صرف تین صورتوں میں۔۔ بوڑھا زنا کار۔ قصاص قتل اور دین چھوڑنے  
اور جماعت سے الگ ہونے والا۔ (۳) لیکن علیٰ کے مقابلے میں اس کے اجتہاد کو سانپ سونگھ جاتا ہے  
حالانکہ حضرت علیٰ اور عثمان دونوں کے قتل کا حال یکساں ہے۔ جب دونوں کا مورد ایک ہے تو قاتلین  
عثمان کو بھی ایک ثواب کیوں نہیں عطا کیا جاتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ قاتل علیٰ ہے اور وہ قاتل عثمان  
ہیں۔ وہاں قتل عثمان میں اجتہاد کے قاتل نہیں۔ یہاں صرف صحیح اجتہاد کی بات کی جاتی ہے، خطائے

۱۔ الاصابة (ج ۲۳ ص ۱۵۱)

۲۔ الاستیغاب مطبوع بر حاشیۃ الاصابة (ج ۲۳ ص ۱۵۱) (القسم الرابع ص ۲۷۰ نمبر ۹)

۳۔ صحیح بخاری (ج ۲ ص ۲۵۲) حدیث ۹۲۸۲؛ صحیح مسلم (ج ۲ ص ۵۰۶) حدیث ۲۵؛ سنن ابی داود (ج ۲ ص ۱۳۶) حدیث

۴۔ سنن ترمذی (ج ۲ ص ۱۲) حدیث ۱۳۰۲؛ سنن نسائی (ج ۲ ص ۲۹۱) حدیث ۳۲۷۹؛ سنن ابن ماجہ (ج ۲ ص ۸۲۷) حدیث

۵۔ سنن داری (ج ۲ ص ۱۷) طبقات ابن سعد (ج ۲ ص ۲۷۶) مسن احمد بن حنبل (ج ۲ ص ۲۳۱) حدیث

۶۔ سنن طیبی (ص ۲۷ حدیث ۲۸۹)؛ مخازن القردی ص ۲۳۰؛ ۲۳۲

اجتہادی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ پھر وہ لوگ عقیدت صحابہ کے دلدل میں پھنسے ہوئے کہتے ہیں کہ قاتلین عثیں ملعون ہیں، گھنگار ہیں۔ کیونکہ صحابہ کو گالی دینے والا کافرو فاقہ ہے۔ اکثر ائمہ نے اسے موجب تعریف کہا ہے۔ تمام صحابہ کے عدول پر جہور کا اتفاق ہے۔ (۱) ابن حزم خود بھی الفصل میں لکھتے ہیں: ”صحابہ کو گالی دینے والا جاہل ہے تو معدور، عنااد کی دلیل قائم ہونے پر زنا کار و چور کی طرح فاسق اور دشمنی خدا و رسول میں ہے تو کافر ہے۔ حضرت عمر نے بد ری صحابی حاطب کے لئے کہا کہ.... اس منافق کی گردن مار دوں... حضرت عمر اس مکفیر سے کافرنہیں ہوئے بلکہ تاویل خطا کے مرکب ہوئے حالانکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نفاق کی پہچان انصار سے نفرت ہے۔ حضرت علیؓ سے فرمایا: ”تم سے صرف منافق ہی نفرت کرے گا۔“ (۲)

ابن حزم کے نزدیک ابن ملجم و ابوالغاؤر یہ جیسے کہتے ہیں مجہدین ہیں جنہیں الفصل میں ایک اجر کا مستحق سمجھا گیا ہے۔ وہ چوتھی جلد میں رقم طراز ہیں: ”ہمارا عقیدہ ہے کہ معادو یہ اور ان کے رفقاء نے خطاۓ اجتہادی کی، اور وہ ایک اجر کے مستحق ہیں۔“ (۳) آگے معادو یہ کے ساتھ عمرو عاص کو بھی مجہد الحصر بنادیا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خوزیزی کے معاملے میں مفتی کی طرح اجتہاد کیا۔ جیسے جادو گر کا قتل، غلام کے قصاص میں آزاد کا قتل اور کافر کے قتل کے بد لے مومن کے قتل کے سلسلے میں فقیہوں کے ذریمان اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے، اگر جہالت و کور پاٹنی آڑے نہ آئے تو یعنیہ یہی حالت معادو یہ اور عمر و عاص کی ہے.... انتہی۔ (۴)

حقیقت یہ ہے کہ دو مفتیوں کے اختلاف فتویٰ اور حکایتیں علیؓ میں بڑا فرق ہے، دو مفتی شرعی دلیلوں کو دیکھ کر قوی تر کو اختیار کر کے فتویٰ دیتے ہیں، لیکن جن لوگوں نے علیؓ سے جنگ کی انھیں معلوم تھا کہ قرآن عصمت علیؓ کی گواہی دے رہا ہے، آئیے تطہیر و مبارکہ علیؓ و فاطمہ و حسین علیہم السلام کے بارے

۱۔ الصارم المسلط علی شام الرسول ص ۵۹۲، ۵۷۲، ۵۷۵: آمدی کی الاحكام فی اصول الاحكام ج ۲ ص ۶۳ (ج ۲ ص ۱۰۲) :

الشرف المؤذن ص ۱۹۹، ۱۱۲ (ص ۲۲۲، ۲۲۳)

۲۔ الفصل ج ۲ ص ۲۵۷

۳۔ الفصل ج ۲ ص ۱۶۰

۴۔ الفصل ج ۲ ص ۱۶۱

میں نازل ہوئی ہیں جن کی روشنی میں علیٰ نفس پیغمبر ہیں۔ ان کے علاوہ تین سو سے اوپر آیات انھیں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ (۱) پھر حفاظ و محدثین کی تصریحات کے مطابق حدیث منزالت و حدیث برآؤہ وغیرہ جیسی صحیح و متواتر احادیث کو صحابے نے تابعین کے گوش گزار کیا اور نبی کے ذریعہ امت تک یہ پیغام پہنچادیا گیا کہ نعلیٰ کی اطاعت اور علیٰ کی نافرمانی نبی کی نافرمانی ہے۔ (۲) کیا یہ ممکن ہے کہ جس کی طہارت کا اعلان کیا جائے، مودت و احتجاج کی جائے ولایت و رسالت کا بارہندیں دیا جائے، اس سے جگ، اس کا قلقیل مجمع عام میں دشنا� طرازی، منبروں پر لعن وطن کو اجتہاد کا درجہ دیا جا سکے؟ کیا اس قسم کا اجتہاد و فتویٰ قتل سارے کے برابر ہو سکتا ہے...؟

حالانکہ خود ابن حزم کہتے ہیں کہ: ”جو بھی مسلمان تاویل میں غلطی کر جائے اگر اس پر محبت قائم نہ ہو سکے اور حق ظاہر نہ ہو سکے تو وہ معذور ہے اور ایک اجز کا سختی ہے کیونکہ اس نے ٹلاش حق میں سستی کی۔ اگر سہواً غلطی کر جائے تو معافی کا حقدار ہے۔ خداوندوالم کا ارشاد اگر ایسی ہے: ”لَيْسَ عَلَيْكُمْ حُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَاثُمُ“، یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں جس میں تم سے خطاب ہو گئی ہو اور تم نے جان بوجہ کر غلطی نہیں کی، اگر اس نے تاویل میں جواب کو پالیا تو اسے دو اجر ہے۔ ایک صواب کا دوسرا سئی و طلب کا۔ لیکن اگر دلیل و محبت کے باوجود عناواد کا مظاہرہ کرے اور وہ حکم خدا اور رسولؐ کے خلاف نہ ہو تو ایسا شخص فاسق ہے کیوں کہ امر حرام میں اصرار کر کے اس نے خداۓ تعالیٰ پر جرأت کا مظاہرہ کیا، اگر عناد کے ضمن میں حکم خدا کی خلافت کی تو وہ کافر و مرتد ہے، اس کا مال و خون حلال ہے، ان تمام احکام میں اعتقادی و شرعی خطاب ابر ہے، اتنی۔ اس بنیاد پر کیا ممکن ہے کہ قرآن کے محبت ہونے سے انکار کیا جا سکے یا ان آیات کی نئی کی جا سکے، کیا ممکن ہے کہ ان مجتہدین سے قطعی جمیں پوشیدہ رہ گئی ہوں اور ان پر حق ظاہر نہ ہو سکا ہو۔ یہ ان نصوص میں بھی اجتہاد و تاویل جاری ہوئی ہے۔؟؟

۱۔ تاریخ بغدادی ج ۲، ص ۲۲۱، (نمبر ۳۲۷۵)؛ تاریخ مدینہ دمشق (ج ۱۲، ص ۳۰۹، ۳۰۶)؛ کتبیۃ الطالب ص ۱۰۸، (ص ۲۳۱، ۲۲۴)

الصوات اخر قسم ۲۷، (۱۲۷)؛ تاریخ اخلاقاء م ۱۱، (۱۶۱)؛ التوحیات الاسلامیہ ص ۲، ۳۳۲؛ نور الابصار ص ۸۱، (۱۲۲)

۲۔ المحدث رک علی الحسینین ج ۳، ص ۱۲۱، ۱۲۸، (ج ۳، ص ۱۳۹، ۱۳۷، ص ۲۶۱)

ان کے علاوہ رسول کے واضح ارشادات میں علیٰ سے جنگ، رسول سے جنگ ہے۔  
مصدرک حاکم میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول نے علیٰ وفاطمہ و حسین علیہم السلام کے  
لئے فرمایا: ”میں اس سے جنگ کروں گا جوان سے جنگ کرے، میں اس سے صلح کروں گا جوان سے صلح  
کرے۔“ (۱)

محب الدین طبری ریاض الصفرہ میں ابو بکر سے اخراج کرتے ہیں: ”میں نے رسول کو دیکھا کہ  
ایک خیمه برپا کر کے عربی کمان پر نیک لگائے ہوئے تھے، خیمه کے اندر علیٰ وفاطمہ و حسین تھے، فرمایا:  
مسلمانو! میں اس سے صلح کروں گا جوان خیمه والوں سے صلح کرے، اس سے جنگ کروں گا جوان سے  
جنگ کرے، میں اس کا دوست ہوں جوان کا دوست ہے، انھیں صرف نیک بخت اور پاک نسب ہی  
دوست رکھے گا اور صرف بد بخت اور غبیث زادہ ہی نفرت رکھے گا۔“ (۲)

جاابر کا بیان ہے: ”رسول خدا نے علیٰ کا بازو دپڑ کر فرمایا: یہ نیکوں کا سردار، بدکاروں کا قاتل ہے، اس  
کا مدودگار کامران اور چھوڑنے والا خوار وزبوں ہے، اس کے بعد متوجہ کرنے کیلئے صحیح فرمایا۔“ (۳)  
ان کے علاوہ بیشتر احادیث ہیں کہ اگر جمع کیا جائے تو تھیم جلدوں کے ذہر لگ جائیں، جن کے  
متعلق ابن حزم نے معاویہ و عمر و عاص کو خطائے اجتہادی کا ایک اجر عطا کیا ہے، رسول نے انھیں جنگوں  
سے باز رہنے کی تاکید فرمائی تھی۔ رسول خدا نے مونین اور امیر المومنینؑ کو نام بنا مکحور ہوں سے جنگ  
کرنے کا حکم دیا تھا، صحابہ پر طبعی حیثیت سے وہ حکم پوشیدہ بھی نہیں تھا۔ کچھ نہ نو نے یہ ہیں:

۱۔ المسدرک علی الحسنین ح/ص ۱۳۹ (ح/ص ۱۶۱ / ۱۱۰ حدیث ۲۷۱۲) کتابۃ الطالب ص ۱۸۹ (ص ۳۳۱ / ۹۳ باب ۱۱) الحسن  
الکیر (ح/ص ۴۳ / ۴۰ حدیث ۲۶۲۰) ماتقب خوارزی ص ۹۰ (ص ۱۳۹ / ۱۱۰ حدیث ۷۷)؛ کنز العمال ح/ص ۲۱۶ (ح/ص ۹۶ / ۳۲۱۵۹)؛ تاریخ بغدادی ح/ص ۷۷ / ۱۳۹؛ تاریخ مدینہ دمشق ح/ص ۳۱۶ (ح/ص ۲۹۳ / ۲۹۵)؛ الصواعق  
الخرقد ص ۱۱۱ (ص ۱۸۷ / ۱۱۱)؛ الفصول الهمہ ص ۱۱ (ص ۲۵)؛ ریاض الصفرہ ح/ص ۱۸۹۲ (ح/ص ۳۲ / ۱۳۶)؛ البدری  
والنهلیہ ح/ص ۳۶ (ح/ص ۲۳۰ / ۲۳۹)؛ مناجہ بن خبل ح/ص ۲۲۲ (ح/ص ۱۸۷ / ۱۱۰ حدیث ۹۳۰۵)

۲۔ ریاض الصفرہ ح/ص ۱۸۹ (ح/ص ۳۲ / ۱۳۶)

۳۔ المسدرک علی الحسنین ح/ص ۱۳۹ (ح/ص ۱۶۱ / ۱۱۰ حدیث ۲۷۱۲)؛ مطالب السنوی ص ۳۱؛ الصواعق الخرقد  
ص ۱۷ (ص ۱۲۵ / ۱۱۱)؛ الفتوحات الاسلامیہ ح/ص ۲۳۸۲ (ح/ص ۳۲۲ / ۲۳۸۳)

ابوالیوب انصاری فرماتے ہیں کہ ”رسول خدا نے علیٰ کو ناکشین (بیعت توڑنے والے)، قاطین (حق سے محرف) اور مارقین (دین سے نکل جانے والے خارج) سے جنگ کا حکم دیا تھا۔“ (۱)  
 امیر المؤمنین نے فرمایا: ”مجھے رسول اللہ نے ناکشین، قاطین و مارقین سے جنگ کا حکم دیا تھا۔“  
 یہی روایات ابن مسعود، سعد بن عبادہ اور ابن عباس سے بھی متفق ہیں۔ (۲)  
 رسول خدا نے ام سلمہ سے فرمایا: ”یہ علیٰ ابن ابی طالب ہے، اس کا گوشت میرا گوشت ہے، اس کا خون میرا خون ہے، اس کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ اے ام سلمہ! یہ مونوں کا امیر، مسلمانوں کا سردار ہے، میرے علم کی پناہ گاہ اور میرا دصی ہے، یہ میرا دہ باب ہے جس سے لوگ داخل ہوں گے، دنیا و آخرت میں میرا بھائی اور میرے ساتھ علیٰ علیین میں رہے گا، یہ علیٰ قاطین، مارقین و ناکشین سے جنگ کرے گا۔“ (۳)

فراید جوئی میں تین طریقوں سے مروی اس خبر میں دعا علیٰ کی جگہ وعیتہ علیٰ مذکور ہے۔ (۴)  
 غیاث بن شبلہ کہتے ہیں کہ ابوالیوب انصاری نے خلافت عمر کے زمانے میں فرمایا تھا کہ ”مجھے رسول نے ناکشین، قاطین اور مارقین سے جنگ کا حکم دیا ہے۔“ (۵)  
 ابوسعید خدری نے بھی یہی فرمایا ہے کہ میں ناکشین، قاطین اور مارقین سے جنگ کا حکم دیا ہے۔  
 ہم نے پوچھا کہ آپ نے کس کے ساتھ ہو کر لونے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

- ۱۔ المسند رک علی الحسنین ج ر ۳۹، ۱۳۹، ۱۳۰ (ج ر ۲۲، ص ۱۵۰) حدیث ۲۷۳، ۳۶۷، ۵، ۳۶۷ (ص ۱۲۸، باب ۲۷)  
 ۲۔ تاریخ بغدادی ج ر ۳۲، ص ۱۲۰؛ تاریخ مدینہ دمشق (ج ر ۱۲، ص ۳۶۷)؛ فرانک اسرائیلین (ج ر ۱۲، ص ۲۸۲)  
 حدیث ۲۲۲ باب ۲۵
- ۳۔ یقینی کی الحسان والساوی ج ر ۳۱ (ص ۲۲-۲۵)، مناقب خوارزمی ص ۵۲، ۵۸، ۵۹ (ص ۸۶، حدیث ۷۷)؛ فرانک اسرائیلین (ج ر ۱۲، ص ۳۲)، حدیث ۲۵ باب ۶۱؛ ص ۱۵۰، حدیث ۱۱۳ باب ۳۰
- ۴۔ فرانک اسرائیلین باب ۲۹، ۲۷ تاریخ الطالب ص ۶۹ (ص ۱۲۸، باب ۲۷)؛ کنز العمال ج ر ۶، ص ۱۵۲ (ج ر ۱۱، ص ۶۰)، حدیث ۲۲۹، ۲۶ باب ۲۲۲
- ۵۔ فرانک اسرائیلین (ج ر ۱۲، ص ۲۸۲، حدیث ۲۲۲ باب ۵۳)

”علی ابن ابی طالب کے ساتھ“ (۱)

قارئین پر حق واضح ہو گیا۔ اب صرف معاویہ اور عمر و عاص کے متعلق تاریخ کتب کھنگانے کا کام رہ گیا ہے،

ہم آئندہ صفحات میں عمر و عاص اور بعد کی جلد میں معاویہ کا حال بیان کریں گے۔

یہ ابن حزم کی گمراہیوں کا اجمالی تذکرہ تھا۔ ان کی جہالت اور کورباطنی اچھی طرح واضح ہو گئی۔ کیا

اس کے بعد ماکیوں کی طرف حسد و کینہ کی نسبت مناسب معلوم ہوتی ہے.....؟

ابن خلکان میں ہے کہ ابن حزم نے اپنے پیش روؤں کی بڑی نہمت کی ہے، ان کی زبان سے کوئی

نشیخا۔ (۲)

ابن حریف کہتے ہیں کہ ابن حزم کی زبان اور حجاج کی تکوار بر ارتقی، اس کی بدگونی سے بھی تنفسرت تھے

فقہاء نے اس کی نہمت کی ہے، سب نے اس کی گمراہی کا فتوی دیا، شاہوں اور مشائخ کو اس کے فتوی

سے ڈرایا، عوام کو قریب جانے سے روکا۔ نتیجہ میں باشہوں نے اسے دھکارا اور خاندان باہر کر کے

صرائے لبلہ میں پھوپھادیا، بروز یکشنبہ دوسری ماہ شعبان ۱۵۵۶ھ میں انتقال ہوا۔

”یقیناً ان پر عذاب کی بات تحقیق ہو گئی، کیا تم اسے جہنم سے پچا سکو گے۔“

۱۔ فرانس اسٹیٹ (ج راص ۲۸۰ حدیث ۲۲۰ باب ۵۳)؛ الاستیحاب مطبوع بر حاشیۃ الاصابة ج ۲۳ ص ۵۳ (قسم الثالث ص ۷۷۷ نمبر ۱۸۵۵)

۲۔ وفیات الاعیان ج راص ۳۷۰ ص ۳۲۷ (ج ۲۳ ص ۳۲۷ نمبر ۲۳۸)

## حدیث غدیر کی افادی حیثیت

گزشہ صفات کی بحث سے شہادت کے تمام دروازے بند ہو گئے اور یہ بات واضح ہو گئی کہ حدیث غدیر قطعی طور سے زبان رسالت سے ادا ہوئی ہے، اب یہ بات کہ اس کی دلالت حضرت امیر المؤمنین کی امامت پر واضح طریقے سے ہوتی ہے تو ہر چیز میں شک کیا جاسکتا ہے لیکن لفظ مولیٰ کے معنی امامت میں کسی قسم کے شک کی قطعی منجاش نہیں۔ اس کے سوا دوسرا کوئی مطلب ثابت نہیں ہوتا۔ خواہ وضع لفظی ہمارے مقصود کی وضاحت کرے، خواہ بہت سے معانی میں مشترک ہونے کی بنا پر اس کا مفہوم جملہ ہو۔ خواہ قرآن سے عاری ثبوت مدعا ہو یا ان قرآن کا متحمل ہو۔ کیونکہ جن لوگوں نے بروز غدیر خم علیم اجتماع میں اس لفظ کو سنایا اور سمجھا، یا کچھ مدت گزرنے کے بعد لوگوں تک یہ اہم خبر پہنچی اور جن کی بات ماہرین لغت مقام استدال میں پیش کرتے ہیں ان تمام لوگوں نے بغیر کسی تردید و انکار کے اس لفظ کا یہی مفہوم سمجھا ہے اور یہی متعینہ مفہوم شاعروں اور ادیبوں کے یہاں دھڑتے سے بولا جاتا رہا ہے۔ یہی آہنگ ہمارے عہد تک پہنچا، اثبات مدعا کے لئے یہی قطعی دلیل ہے، اس تسلسل کا ہر اول دست خود امیر المؤمنین کا وہ خط ہے جس میں آپ نے معاویہ کے جواب میں لکھا تھا۔ اس کا ایک شعر ہے:

**وَاجْبٌ لِي وَلَا يَتَّهِ عَلَيْكُمْ      رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ غَدِيرِ خَمٍ**

”میں ہوں جس ولایت کو رسول خدا نے غدیر خم کے دن تم پر واجب قرار دی ہے۔“

پھر حسان بن ثابت کا شعر ہے جو غدیر خم میں موجود تھے۔ رسول اکرمؐ کی اجازت سے پوری بات نظم

کی:

**فَقَالَ لَهُ قَمْ يَا عَالِيَ فَانْتَيْ      رَضِيَتَكَ مِنْ بَعْدِي إِمَامًا وَهَادِيَا**

”پھر ان سے فرمایا: یا علی! کھڑے ہو جاؤ کیونکہ میں نے تھیں اپنے بعد امام وہادی بنانا پسند کیا۔“

بزرگ صحابی قیس بن سعد بھی انھیں لوگوں میں ہیں۔

وعلى امامنا و امام لسوانا اتى به التنزيل

يوم قال النبى من كت مولا فهذا مولا خطب جليل

”اور علی ہمارے اور ہمارے سوادوسروں کے امام ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن نازل ہوا جس دن رسول خدا نے عظیم الشان تقریر فرمائی کہ جس کامیں مولا ہوں اس کے یعنی مولا ہیں۔“

محمد بن عبد اللہ حمیری بھی کہتے ہیں:

تساوساً نصبه في يوم خم من البارى ومن خير الانام

”لوگ بھول گئے ان (علی) کا غدیر خم میں امام منصوب ہوتا خدا اور رسول کی جانب سے۔“

صحابی رسول عمر و عاصی کہتے ہیں:

”هم نے رسول خدا سے کتنی بار علی کے بارے میں مخصوص وصیتیں سنیں اور بروز غدیر خم منبر پر تشریف لائے حالانکہ آپ کے اصحاب نے کوچ نہیں کیا تھا اور علی کو خدا کی جانب سے مومنین کی امارت (سرداری) عطا فرمائی شرعی حیثیت سے، آپ کا ہاتھ علی کے ہاتھ میں تھا، بلند آواز سے پکار رہے تھے بھکم خدا۔ فرمایا: جس کامیں مولی ہوں اس کے آج سے یعنی مولا ہیں۔“

شہید مودت ”کیت بن زید اسدی“ کے اشعار ہیں:

و يوم الدوح دوح غديرس خم

”اور غدیر خم کے گھنے درختوں کے دن (رسول نے علی کو) ولایت آشکار فرمائی، کاش! اس کی اطاعت بھی کی جاتی، لوگوں نے خلافت پیغما بری میں نے ایسی منوع بات کبھی نہیں دیکھی۔“

سید اسماعیل حمیری نے اس سلسلے میں بہت زیادہ نغمہ طرازی کی ہے، یہاں چودہ اشعار کا مفہوم پیش

کیا جاتا ہے:

لذالک ما اختصارہ بہ۔

”اسی لئے پورا دگار عالم نے علی کو رسولؐ کی پیشیابی کے لئے وحی کی حیثیت سے منتخب فرمایا۔ سفر روز کر غدرِ خم میں کھڑے ہوئے، پالان شتر کے منبر پر حاجیوں کے عظیم اجتماع میں حیدر کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے دن چڑھے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں۔ پھر پوچھا۔ کیا میں نے تم لوگوں تک پیغام ہیوں نچا دیا؟ سب نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: تم میں جو حاضر ہے وہ غایب تک پیغام ہیوں نچا دے۔ پھر سب کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین ہونے کی حیثیت سے علیؐ کی بیعت کی جائے لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر علیؐ کی بیعت کی۔ رسولؐ نے فرمایا: خدا یا! جو بھی اس ولی سے دوستی رکھے تو اسے دوست رکھنا، جو اسے دشمن رکھے اس کا احسان نہ مانے تو اسے دشمن رکھنا، جو اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے، جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر۔ مصطفیٰ کی اس پکار پر لیک کہنے کے بعد جائے لوگوں نے اسے نظر انداز کر دیا، اے ٹانی مصطفیٰ! میں آپ کو اور جو کچھ حاضرین غدری کے سامنے بات کہی گئی دوست رکھتا ہوں“۔

دوسری صدی کے نفر نگار عبدالی کوئی کہتے ہیں:

وَكَانَ عَنْهَا لَهُمْ فِي خَمْ مِزْدَجْرٍ      لِمَارْقِي اَحْمَدُ الْهَادِي عَلَى تَبْ  
”ان مسلمانوں کے لئے غدرِ خم میں امر و لایت کے سلسلے میں تسلیخ تاکرید تھی۔ جس وقت رسول خداؐ پالان شتر کے منبر پر گئے۔ کچھ لوگ آپ کے نزدیک اور کچھ برابر کھڑے توجہ سے سن رہے تھے۔ علیؐ سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ مجھے تسلیخ کا حکم ہوا ہے، مجھے اس سے سروکار ہے میں اپنے بعد علیؐ کو ہادی و امام متعین کرتا ہوں اور علیؐ منصوب لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ اس کے بعد سب نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی لیکن دل مخفف تھے۔“

عربی ادب کے استاد ابو تمام کہتے ہیں:

بِضَحْيَاء لَا فِيهَا حِجَابٌ وَ لَا سُرْتُ      يَوْمُ الْقَدِيرِ اسْتُوْضِحَ الْحَقُّ اَهْلُهُ  
”غدری کے دن حقدار کا حق واضح ہو گیا۔ اگئے سورج کے اجالوں میں نہ کوئی حجاب تھا۔ پرده۔“

رسول نے کھڑے ہو کر لوگوں کو حق کی دعوت دی.... اس واضح بیان کے باوجود کینہ پر افراد نے علیٰ کے حق کا انکار کیا۔"

علیم دانش و روزوں کی ایک قطار ہے جو نابغہ روزگار اور علم و عربی ادب پر کامل دسترس رکھتے ہے۔ ان سب نے موارد لغت کے التراجم، وضع الفاظ سے آگائی اور ترکیب کلام میں صحیح موزونیت کی تقدیم کے ساتھ لفظ کا بھی مفہوم سمجھا ہے اور اپنے شعروں میں بھی بتاتے ہے۔ ان میں عمل خزانی، جمانی کوئی، امیر ابو فراس، علم الہدی سید مرتضی، سید رضی، حسین بن جاج، ابن روی، کشاجم صنوبری، مفعح، صاحب بن عباد، ناشی، صیرت نوی، زاید، ابو الحلاء سروی، جوہری، ابن علویہ، ابن حماد، ابن طباطبا، ابوالفرح، مہیار، صولی نیلی، فجکر دی جیسے اساتذہ لغت اور بزرگان ادب و شعر کی طویل فہرست ہے جن کے فوی آثار زمانے کی رفتار کے ساتھ عصر حاضر تک ہو چکے ہیں۔ ادب و فن کے کسی ماہر کی یہ مجال نہیں کہ ان فن کاروں پر انگلی اٹھا سکے کیونکہ ان میں کبھی سرچشمہ لغات اور کلاسیکی ادب کے ستون ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اہم افراد ہیں جنہوں نے اگرچہ شعروں میں تو نہیں لیکن اپنی گفتار سے بھی سمجھایا کہ لفظ مولیٰ اور ولی کا مطلب بھی امامت و رہبری ہے۔

ایسے لوگوں میں حضرت ابو بکر و عمر سرفہرست ہیں، انہوں نے علیٰ کی بیعت کرتے ہوئے کہا: "اے

علی! آپ میرے اور تمام موسمن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔"

میں نہیں سمجھتا کہ مولا کے وضع کردہ حکمۃ مقاہیم میں کس مطلب کو مراد لے کر شیخین نے تہذیت پیش کی تھی۔ اگر یہاں نصرت و محبت مراد لیا گیا ہے تو جب سے علیٰ نے پستان ایمان سے دودھ پیا اور اپنے بچپنے بھائی کی گود میں پرورش پائی وہ اس صفت سے متصف تھے۔ یا پھر کوئی اور معنی مراد لئے گئے۔ خدا کی قسم! یہ سب کچھ نہیں، یہاں صرف مسلمانوں کی رہبری اور اولویت کے اقرار پر ان دونوں نے تہذیت و بیعت کی۔

امامت و رہبری مراد لینے والا حارث بن نعمان، جابر بن نعمان فہری بھی ہے جو اپنے عناوں انکار کی وجہ سے فوراً ہی عذاب کا شکار ہوا۔ وہ بارگاہ رسالت میں آ کر بولا: "اے محمد! تم نے ہمیں کلمہ پڑھنے،

نماز، روزہ، حج بجالانے کا حکم دیا، ہم نے مان لیا۔ تم نے اسی پر اکتفانہیں کی بلکہ اپنے چھپرے بھائی کو ہاتھوں پر بلند کر کے انھیں ہم پر فضیلت و برتری عطا کر دی، حدیث ولایت کا اعلان کر دیا۔“ اس مکروہ احادیث نے غسلت و برتری کے اعلان کی تردید کرتے ہوئے جس شک و شبہ کا اظہار کیا ہے کہ خدا کی طرف سے ہے یا محمد نے اپنی طرف سے تھوپ دیا ہے۔ کیا یہاں مددگار و دوست مراد لیا جاسکتا ہے؟ ہم نہیں سمجھتے کہ قارئین کا ذہن اسے قبول کر لے گا۔ بلکہ روشن ضمیری کا واضح و صاف فیصلہ ہو گا کہ یہاں وہی ولایت مطلقہ مراد ہے جس پر کفار کہ رسول کے سلسلے میں انکار کرتے رہے۔ پھر انھوں نے مجرمات دیکھ کر پر ڈال دی۔ پھر اس کے بعد کامرانی حق کا وہ منفرد یکھنے کو ملا کہ لوگ جو حق در جو حق دین خدا میں شامل ہونے لگے۔ یہی ولایت مطلقہ کا مفہوم ان لوگوں پر شاق گزر رہا تھا۔ بات صرف اتنی ہے کہ جس کا انکار بہت سے لوگ اپنے جی میں کر رہے تھے اسے حارث نے زبان سے ادا کر کے اپنے کو عذاب میں پھنسا لیا۔

ولایت کا یہی مفہوم رحیب کوفہ کے لوگوں نے امیر المؤمنینؑ کو سلام کر کے مراد لیا تھا، جیسے ہی انھوں نے ”السلام عليك يا مولانا!“ کہا، حضرت نے لوگوں کو جتنے کے لئے تو پنج چاہی：“ میں تمہارا مولا کیسے، تم لوگ عرب ہو؟ ..؟

انھوں نے جواب دیا: ”ہم نے غدرِ خم میں اعلان ولایت سنائے۔“

محترم قارئین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جکھا ہاں عرب کسی حال میں بھی طاعت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے، انھوں نے مولویت سے محبت و نفرت یا کوئی دوسرے معنی مراد نہیں لئے۔ وہ اس بات سے ریاست کبریٰ اور امامت و خلافت مراد لے رہے تھے، جو ان کے مزاج پر بارہ تھا۔ لیکن امیر المؤمنینؑ کی وضاحت طلبی پر خصوصی ظاہر ہوا۔

دارمیہ خوب نیکے واقعہ کی روشنی میں اسی مفہوم کو پر دہ نشین ہورتیں بھی مراد لیتی تھیں۔ معاویہ نے ان سے علیؑ کی محبت کے اسباب پوچھے، انھوں نے احتجاج میں فرمایا کہ رسول خدا نے علیؑ کے لئے غدرِ خم میں ان کی ولایت کا اعلان کیا اور تمہارے جیسا نتا اہل ان سے جنگ پر آمادہ ہے۔ اسی لئے تم سے نفرت کرتی ہوں۔ معاویہ نے اس کی تردید نہیں کی۔

ان تمام باتوں سے پہلے دلائل منا شدہ اور امیر المؤمنین کا بروز رحمہ احتجاج و استدلال کی تفصیل گزر جکی امر خلافت کے بارے میں لوگوں کا معاند اندر ویہ اور آپ کی سبقت اسلامی سے لوگوں کا استدلال۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ ان سے آپ کی فضیلت و برتری ثابت ہوتی ہے۔ برہان الدین طبی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے خلافت ملنے کے بعد اپنے خلفیں کے خلاف حدیث غدیریؑ سے استدلال فرمایا تھا۔ (۱)

ان حالات و کیفیات کے بعد میرے بتائے ہوئے معنی مولا کے علاوہ دوسرا معنی ہر گز نہیں لئے جاسکتے جس مفہوم کو خود حضرت علیؑ نے سمجھایا، جس کی صحابہ نے گواہی دی، یا جو لوگ فضیلت علیؑ پہنچانے کی وجہ سے مرض برص کے عذاب میں بچتا ہوئے ان سب نے بھی مفہوم مراد لیا تھا۔ ورنہ خلافت کے سلسلے میں اختلاف رائے کے موقع پر محبت و ناصر کے مفہوم سے حضرت کو کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا، اس میں تو تمام مسلمان آپ کے شریک تھے، آپؑ کو کیا خصوصیت حاصل تھی۔ مگر آگے بیان کردہ تعریف کی بنا پر اس سے وہی مفہوم مراد لیا گیا ہے۔

افراد امت کے سامنے احتجاج۔ صدر اول سے آج تک کی کتابیں یا مابرین لسانیات کی وضاحتیں ان سب میں وہی مفہوم مراد لیا گیا ہے جس سے آخر حضرت کی امامت ثابت ہوتی ہے، اس کے علاوہ دوسرا کوئی شہوم سمجھا ہی نہیں جا سکتا کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کی طرح لوگوں کے جان و مال کے مختار کل تھے۔ ہم یہ بحث ختم کرتے ہوئے مزید علمی تیقین اور محققین کے حوصلوں کے حوالے کرتے ہیں۔ یہاں اتنی سمجھا کش ہی نہیں تھی۔

### مولیٰ بمعنی اولیٰ

لغت میں مولیٰ کے معنی اولیٰ کے ہیں، یا مولیٰ کے بہت سے معنی میں سے ایک۔ اس سلسلے میں محدثین و مفسرین کے افادات کافی تشقی کر سکتے ہیں۔ سورہ حدیث کی آیت «فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فَدْيَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَا وَكَمْ النَّارُ هِيَ مُولَكُمْ وَ بِشَسْ المَصِيرِ» ”آج نہ تم

لوگوں سے کوئی فدیہ لیا جائے گا نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا۔ تمہارا نکاح نہ جہنم ہے وہی تمہارا مولیٰ ہے اور براثکانہ ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں مولیٰ کے معنی صرف اولیٰ لکھا ہے، بعض نے دوسرے معانی کے علاوہ اسے بھی لکھا ہے۔

جن لوگوں نے مولیٰ کے معنی صرف اولیٰ لکھا ہے ان میں ابن عباس، کلبی، فرمعر بن منیٰ، شیخ مفید، شریف مرتضیٰ، شریف جرجانی، اخفش اوسط، سعد بن اوس بغوی، امام بخاری، ابن قشیر، احمد بن سیعی خوی شیبانی، ابو جعفر طبری، ابو بکر بناوی، ابو الحسن رمانی، ابو الحسن واحدی، ابن جوزی، ابن طلحہ، سبط ابن جوزی، محمد بن ابی بکر رازی، تقتازانی، ابن صباغ ماکلی، جلال الدین محمد بن احمد تخلی شافعی، جندی، قوچی، خفاجی، سید عثمان حنفی، صنعتی، شیخ حسن حمز اوی اور سونک پلخی لائق ذکر ہیں۔ (۱)

دوسری طبقہ جس نے مولیٰ کے معنی اولیٰ کو دوسرے معانی کے ساتھ ایک معنی قرار دیا ہے، ان کے نام ہیں: شعبانی، ابو الحجاج شنیری، فرا، زخیری عکبری، بیضاوی، نسی، خازن ابن سینین طبی، نظام الدین نیشاپوری، شربینی، ابوالسود حنفی، شیخ سلیمان، مولیٰ جارالله، محبت الدین آفندی۔ (۲)

۱- تفسیر ابن عباس (ص ر ۲۵۸)؛ تفسیر فیروز آبادی ص ر ۲۲۲؛ اثیر الکبیر ح ر ۸۸؛ معلان القرآن (ج ر ۲۹ ص ر ۲۲۷)؛ معلان القرآن (ج ر ۳۳ ص ر ۱۳۳)؛ اثیر الکبیر ح ر ۸۸ ص ر ۹۳؛ شیخ مفید کا رسالہ دربارہ مولیٰ ص ر ۳۸؛ الشافی فی الاملہ (ج ر ۲۹ ص ر ۲۶۹)؛ شرح المواقف ح ر ۳۳ ص ر ۲۷؛ (ج ر ۸ ص ر ۳۶)؛ صحیح البخاری ح ر ۷ ص ر ۲۰؛ (ج ر ۳۳ ص ر ۱۸۱۵)؛ الفرقین ح ر ۲۲ ص ر ۱۶۲؛ شرح المطافتات انس ح ر ۱۰؛ جامی البیان ح ر ۹ ص ر ۷؛ (ج ر ۲۷ ص ر ۲۲۸)؛ الشافی فی الاملہ (ج ر ۲۲ ص ر ۲۷)؛ ابن بطریق کی المحمدۃ ص ر ۵۵ (ص ر ۱۱۳)؛ تفسیر الوسیط (ج ر ۲۲ ص ر ۲۲۹)؛ زاد المسیر (ج ر ۸ ص ر ۱۶۷)؛ مطالب المسودہ ص ر ۱۲؛ تذکرۃ المؤمنین ص ر ۱۹ (ص ر ۳۲)؛ شرح القاصد ص ر ۲۸۸؛ (ج ر ۵ ص ر ۲۳)؛ الفضول الہمہ ص ر ۸۸ (ص ر ۳۲)؛ تفسیر الجلالین (ص ر ۲۱)؛ شرح الحجری (ص ر ۲۷)؛ تاج التغاییر ح ر ۲۲ ص ر ۱۹۲؛ (ج ر ۲۲ ص ر ۱۸۲)؛ الروضۃ الندیۃ فی شرح انفہنۃ الطویۃ (ص ر ۱۵۸)؛ الغور الساری مطبوع برہانی شریح ر ۷؛ نور الابصار ص ر ۸۷ (ص ر ۱۲۰)۔

۲- تحسیل عین الذہب (تعليق بر کتاب سیبوی) (ج ر ۸ ص ر ۲۰۲)؛ محاکم المترتب (ج ر ۲۲ ص ر ۲۷)؛ الکشاف ح ر ۲۲ ص ر ۲۳۵ (ج ر ۲۲ ص ر ۲۶)؛ الماء، مامن بہ الرحن ص ر ۱۳۵ (ج ر ۸ ص ر ۲۵۶)؛ تفسیر البیهادی ح ر ۲۲ ص ر ۲۷ (ج ر ۲۲ ص ر ۲۹)؛ تفسیر النسی مطبوع بر حاشیہ تفسیر القازنی ح ر ۲۲ ص ر ۲۲۹ (ج ر ۲۲ ص ر ۲۲۶)؛ تفسیر القازنی ح ر ۲۲ ص ر ۲۲۹؛ غرائب القرآن (ج ر ۲۲ ص ر ۲۲۰)؛ المسراج الہمیر (ج ر ۲۲ ص ر ۲۰۸)؛ ارشاد الحقیقیم الہمی مطبوع بر حاشیہ تفسیر رازی ح ر ۸ ص ر ۲۷ (ج ر ۸ ص ر ۲۰۸)؛ الفتوحات الالہمیہ (ج ر ۲۲ ص ر ۲۹۰)؛ تنزیل الآیات علی الشواہد سن الایات (ص ر ۲۰)

یہ عربی ادب کے امام اور لغت کے شہbaz تھے، ان سے چوک نہیں ہو سکتی تھی، اگر یہ مطلب نہیں جانتے تھے تو تفسیر مناسب نہیں تھی، اب رہ گیا بیضاوی کا قول۔ انہوں نے اس کا معنی اولیٰ لکھ کر کہا ہے کہ یہ دراصل ولی کے معنی میں ہے، کیوں کہ ولی معنی ناصر یا قرب کے ہیں، یا پھر ولی کے معنی متولی کے ہیں۔ (۱) اس شرح سے بیضاوی کا مقصد لغت کے حقیقی معنی بیان کرنا نہیں بلکہ وہ اس کے حاصل معنی بیان کر رہے ہیں۔ ثبوت یہ ہے کہ پہلے اولیٰ بکم کہے کے لبید کے شعر کو شاہد کے طور پر پیش کیا ہے تاکہ اول کے سوا دوسرے معنی کا اختلال ختم ہو جائے۔ بعد کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دوسرے معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ لیکن مناسب ترین معنی اولیٰ ہی ہے۔ لغت کے اعتماد سے اور لبید کے شعر سے استشهاد کر کے اس کو ترجیح عطا کی۔ اسی سے ملتی جلتی بات تفسیر نسلی میں بھی ہے۔

خازن کہتے ہیں: ”هو مولاكم يعني وليكم“۔ (۲) یہ بھی کہا گیا ہے: ”اولیٰ بکم لاما اسلفتم من الذنوب“ اسکے معنی یوں ہو گے۔ ”اب سابقہ گناہوں کی وجہ سے آگ تمہارے لئے اولیٰ تر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”ہی مولاکم“ کا معنی ہے تمہارا مولیٰ وناصر ہے، کیوں کہ آگ جس کی مولیٰ ہواں کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کی تفسیر ولی کے لفظ سے کی جائے تو بھی کوئی فرق نہیں ہوتا کیوں کہ ولی و مولیٰ دونوں کے متعدد معنی ہیں۔ ان بہت سے معنوں میں ایک اولیٰ بھی ہے اس لئے ان دونوں اقوال میں تعبیر کی مغایرت ہے، تباہی فی الحقيقة نہیں ہے، اس کے بعد جتنے معنی بیان ہوئے ان کا مقصد قریب ترین معنی بیان کرنا ہے۔

تیرے قول میں لازمہ معنی بیان کیا گیا ہے، خواہ ولی ہو یا اولیٰ، اس لئے دونوں میں مناقبات نہیں اس کے علاوہ دوسری آیات میں بھی ولی کی اولیٰ بالام تفسیر کی گئی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت ”انت مولانا“ کے متعلق غلبی نے الکھف البیان میں کہا ہے ”یعنی ہمارا ناصر، ہمارا محافظ ہمارا ولی اور ہمارے لئے سزاوار“۔ (۲)

۱۔ انوار المتریل (ج ۲، ص ۳۶۹)

۲۔ تفسیر الحازن (ج ۲، ص ۲۲۹)

۳۔ الکھف والبیان تفسیر سورہ حدیث آیت ۱۵

۳۷۲

سورہ آل عمران کی آیت ”بِلَّهُ مُولَّاکُمْ“ کے متعلق تفسیر زادہ میں ہے: ”یعنی خدا اطاعت کا زیادہ سزاوار ہے۔“

سورہ توبہ میں ”مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مُولَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلِيَتُوكُلُ الْمُؤْمِنُونَ“ کے متعلق الوحیان کی تفسیر میں کلبی کا قول نقل ہے۔ یعنی ”أولیٰ بِنَا مِنْ أَنفُسِنَا فِي الْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ۔“ (۱) ایک قول یہ بھی ہے مالکنا و سیدنا اس لئے جیسے چاہے تصرف کرے۔

جعفری نے غریب القرآن میں تفسیر کی ہے اسی ولیتا اور کہا ہے کہ مولیٰ کے آٹھ معنی ہیں معتقد (آزاد کرنے والا) معنی (آزاد شدہ) ولی، اولیٰ باشی، چیز ابھائی، داماد، پڑوی، حلیف۔ (۲)

### مفہوم حدیث پر رازی کا اعتراض

امام رازی سامنے آئے اور شیخ و ترمذی کے ذمہ لگ گئے، وہ اپنے لچر خیالات کو خوبصورت بیرائے میں بیان کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کا الجہہ بھی ملاحظہ فرمائیے جسے گائے جکالی کر رہی ہو۔ بحث کا تواریخ کرنا کرنے کے لئے مولیٰ کا معنی لکھ کر کہا کہ آیت ”مَا وَكِمْ النَّارُ هِيَ مُولَّاکُمْ وَبِنْ الصَّيْرِ“ میں بہت سے نظریے ہیں۔

۱۔ ابن عباس کا خیال ہے کہ ”مولاکم“ کا مطلب ”صییر کم“ (تمہاری بازگشت) ہے، اس معنی کی تحقیق یہ ہے کہ مولیٰ موضع ولی ہے۔ ولی کا مطلب نزدیکی ہے اس طرح معنی یوں ہوں: ان النار ہی موضعکم الذی تقربون منه و تصلون اليه ”یقیناً آگ تمہارا مکان ہے جس کے قریب ہوئے اور تم اس میں ہوئے تو نجھے گے۔“

۲۔ کلبی کا قول ہے: یعنی اولیٰ کم اور یہی معنی زجاج، فرز اور ابو عبیدہ نے بیان کئے ہیں۔ اس سلسلے میں سمجھ لیتا چاہئے کہ ان لوگوں نے جو کچھ کہا ہے وہ کلمہ کا معنی ہے تفسیر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مولیٰ اور اولیٰ

۱۔ تفسیر ابو حیان ج ۵ ص ۵۲

۲۔ غریب القرآن ص ۱۵۳ (۳۱)

لغت میں ہم معنی ہوتے تو ایک کا استعمال دوسرے کی جگہ صحیح ہوتا۔ اس وقت یہ کہنا صحیح ہوتا کہ ”هذا مولیٰ من فلاں“ (جس طرح یہ کہنا صحیح ہے کہ (هذا اولیٰ من فلاں) اور جب یہ صحیح نہیں ہے تو ہمیں سمجھ لیتا چاہئے کہ یہ لفظ کا معنی ہے تفسیر نہیں۔ میں نے اس وقت نکتے کی طرف اس لئے متوجہ کیا کہ شریف مرتفعی نے امامت علیٰ سے تمیک کرتے ہوئے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے متعلق کہا ہے کہ مولیٰ کا ایک معنی اولیٰ بھی ہے۔ پھر وہ ائمہ لغت کے اقوال سے ثبوت فراہم کر کے آیت زیر بحث کا مطلب صرف اولیٰ ہی تھیں کرتے ہیں اور جب ثابت ہو گیا کہ متذکرہ لفظ لغت کے اعتبار سے معنی اولیٰ کا متحمل ہے تو لا حالہ اس مقام پر اسی معنی میں عمل کیا جائے گا کیونکہ دوسرے معانی مولاہ کا ثبوت حضرت علیٰ کے سلسلے میں واضح ہے مثلاً چھپرا بھائی (۱)، ندوگار، یا پھر معنی (آزاد شدہ) معتقد (آزاد کرنے والا) کی نظر کرنا پڑے گی۔ اول معنی بیکار اور دوسرے معنی پر کذب کا اطلاق ہو گا اور جب ہم نے بیان کر دیا کہ یہ لفظ معنی ہے تفسیر نہیں تو ان کا استدلال ساقط ہو گیا۔ (۲)

سہی امام رازی نہایۃ العقول میں کہتے ہیں:

”اگر مولیٰ کے معنی اولیٰ صحیح ہو تو اس کے قرین دوسرے الفاظ کو بھی صحیح قرار دینا پڑے گا، حالانکہ ایسا نہیں ہے لہذا اولیٰ مراد لینا محال ہو ایمان شرط یہ ہے کہ واضح لغت نے مفرد الفاظ کو مفرد معانی کے لئے وضع کیا ہے لیکن مفرد وضع کے گئے بعض الفاظ کو دوسرے لفظوں کے معنی میں قرار دینا امر عقلی ہے وضنی نہیں۔ مثلاً جب ہم کہیں کہ انسان حیوان ہے تو یہاں لفظ انسان کا افادہ مخصوص حقیقت میں وضعی حیثیت سے ہے۔ اسی طرح حیوان بھی وضعی حیثیت سے ہے لیکن جب حیوان کی نسبت انسان کی طرف دی جائے گی تو یہ امر عقلی سمجھا جائے گا وضنی نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہو گی تو لفظ اولیٰ جب کہ کسی معنی کے لئے وضع ہے اور لفظ من دوسرے معنی کے لئے تو دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ داخل ہونا تجویز عقلی کی

۱۔ یہ خطرناک دعا نہ طلبی ہے، آگے بیان ہو گا کہ رسول خداً حضرت عقیل، طالب کے چھپرے بھائی تھے لیکن علیٰ کو چھپرے بھائی کے بجائے بھائی کہا گیا، اس نتاً پر معنی مولاہ کا لفظ جھوٹ ہو گا تھے کہ ثابت شدہ معلوم۔

۲۔ التفسیر الکبیر ج ۹۳ ص ۲۹۶ (ج ۲۹۶ ص ۲۲۷)

بنا پر ہو گا وضیٰ حیثیت سے نہیں ہو گا۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا تو جب بھی لفظ اولیٰ کم و بیش لفظ مولیٰ ہی کا مترادف ہو گا تو اس پر لفظ من داخل کرنا بھی درست ہو گا کیونکہ صحت مترون دو مفہوم کے درمیان ہو گا دونوں لفظوں کے ساتھ یہ نوعیت نہیں ہے کہ جو ایک لفظ پر داخل کیا جاسکے وہی دوسرے کے لئے بھی صحیح ہو یعنی یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ هو اولیٰ (بغیر من) وہما اولیان۔ آپ یہ بھی کہ سکتے ہیں: ہموالی الرجل و مولیٰ زید یہ نہیں کہ سکتے: ہوا ولی الرجل و اولیٰ زید، یہ صحیح ہے ”ہما اولیٰ رجلین وهم اولیٰ رجال“، لیکن یہ صحیح نہیں ”ہما مولیٰ رجلین ولا هم مولیٰ رجال“... یہ کہا جاسکتا ہے: ”ہو مولاہ و مولاک“، نہیں کہا جاسکتا: ”ہو اولاد و اولاد“، یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ ما اولاد و تصحیح ہے کیونکہ پھر ہم کہیں کہ یہ فعل تعبیر ہے افضل تفصیل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہاں کلمہ اولیٰ فعل ہے اور یہاں ضمیر متصوب ہے اور اس جگہ مجرور ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مولیٰ کا حمل اولیٰ پر جائز نہیں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ امام رازی پر یہ بات او جمل ہے کہ مختلف میخنوں کے مطابق لازم و متعدد ہونے کی حیثیت سے مشتقات میں اختلاف احوال ہوتا رہتا ہے۔ الفاظ اتحاد معنی ہونا یا مراتد ہونا جو ہریات معنی سے متعلق ہے الفاظ کی تعریف یا میخنوں سے عوارض سے متعلق نہیں۔

بنا بریں جس طرح حرف من بطور مطلق اس میخذ افضل کا مقتنصا ہے اسی طرح حرف با اولیٰ میں اور بغیر پا کے مولیٰ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بنا پر متفاہ و معتانی فلاں اولیٰ بفلان اور فلاں مولایٰ فلاں کا معنی ایک ہے جبکہ مولیٰ سے اولیٰ کا معنی مراد لیا جائے بالکل اسی طرح جیسے لفظ افضل تثنیہ جمع اور ضمیر کی اضافی حالت میں بغیر ارادات استعمال کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے زید افضل الرجالین اور افضلہما و افضل القوم و افضلہم، اسی طرح اگر اس کا بعد مفرد ہو تو اس طرح استعمال نہیں کیا جاسکتا یعنی یہاں نہیں کہا جاسکتا کہ زید افضل عمرو یہاں مجبوراً حرف من کا سہارا لیتا پڑے گا یعنی کہا جائے گا زید افضل من عمرو، کسی داشت مندو کا انکار نہیں کہ ان تمام موارد میں معنی ایک ہے۔ اس طرح افضل تفصیل کے دوسرے میخنوں علم، اشیع، احسن میں بھی کیفیت پائی جاتی ہے۔

خالد بن عبد اللہ از ہری اپنی کتاب تصریح کرے باب فعل تفضیل میں کہتے ہیں: متادفات اس وقت ہوتے ہیں جب کوئی مانع نہ ہو اور اس موقع پر مانع و ہی دستور استعمال ہے کیونکہ اس تفضیل صرف حرف جر (من) ہی سے میں کھاتا ہے اور کبھی یہ من اپنے مجرور کے ساتھ حذف ہو جاتا ہے جبکہ اس کا حذف نہیاں ہو جیسے والآخرة خیر و ابقى۔

علاوه ازیں رازی نے اپنے اعتراض میں جو دحائز حلی کی ہے مولیٰ کے دوسرے معنی ناصر میں بھی بتاتا جاسکتا ہے، جو حدیث غدیر کے کلمہ مولیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ ناصر کی جگہ پر "ہو مولیٰ دین اللہ" نہیں استعمال کیا جاتا۔ حضرت عیسیٰ نے "من موالی الى الله" نہیں کہا بلکہ "من انصاری الى الله" کہا، حواریوں نے بھی خن موالی اللہ نہیں کہا بلکہ "نحن انصار الله" کہا۔ مولیٰ کے ایک معنی ولی کے بھی ہیں۔ یہاں مومن کے لئے ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ لغت کے اعتبار سے مولیٰ اللہ نہیں کہا جاتا حالانکہ اللہ ولی المؤمنین و مولاهم کہا جاتا ہے۔ مفردات راغب میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (۱)

ہمارے ساتھ آئی ہے تاکہ مولیٰ کے ایک معنی جس پر سمجھی تتفق ہیں، تجویہ کیا جائے۔ مولیٰ کا ایک معنی منعم علیہ ہے واضح بات ہے کہ یہ معنی مصاہجت علیٰ میں اصل لفظ (مولیٰ) کے مقابل ہے، ناگزیر طریقے پر رازی اس جگہ منع کریں گے مگر یہ کہیں گے کہ لفظ منعم اپنے مجرور (علیہ) کے جموجع لفظ ادات کے ساتھ مولیٰ کا معنی دیتا ہے لیکن وہ اس معنی کو اولیٰ بہ جو مجموع لفظ اولیٰ و مجرور (بہ) کے ساتھ مولیٰ کے ہم معنی ہے، قبول نہ کریں گے، چگاڈڑوں سے توقع بھی کیا رکھی جا سکتی ہے۔

اور یہ حالت متادف کلمات کے تقریر الفاظ و مشتقات میں شائع ہے بشرطیکہ ہم متادف کے قال ہوں چنانچہ کہا جاتا ہے: اجحلف به جحفلہ، اکب لوجه اللہ و کبہ اللہ، احرس به حرسه۔ اسی طرح کہا جاتا ہے: رامت الناقۃ ولدہا یعنی عطفت علیہ، اختاله یعنی خدعاً... قرآن میں ہے: لاحعنکن ذریته ای استولین علیہم، کہا جاتا ہے: استونی علیہ یعنی غلبہ، یہ تمام

الفاظ ایک دوسرے کے متراوف استعمال کئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: اج حف فلاں بعدہ یعنی  
کلفہ مالا بیطاق۔

اور شاہ صاحب اس حدیث غدری کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ یہاں اللست اولیٰ بالمؤمنین من  
انفسهم میں اولیٰ کامنہوم ولایت کے مشتق ہے جس کے معنی محبت کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: اولیٰ  
بالمؤمنین یعنی ان کے نزدیک محبوب ترین۔ اسی طرح کہا جاتا ہے بصرہ و نظر الیہ و رآہ سب  
کے معنی ایک ہی ہیں..... رمانی نے اپنی تالیف میں متراوف الفاظ کے تمام اختلافات کو جمع کر دیا ہے،  
اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ علماء لغت میں سے کسی نے بھی حروف کو شامل کرنے کی اس کیفیت سے انکار نہیں  
کیا ہے مثلاً کہا جاتا ہے عندی درہم غیر جید حالانکہ یہ کہنا جائز نہیں کہ عندی درہم الاجید (غیر اولیٰ  
الادنوں عی ادوات ہیں لیکن دونوں کا محل استعمال الگ الگ ہے) اور کہا جاتا ہے: انک عالم، یعنیں  
کہا جاتا: ان انت عالم (ان و ان دونوں عی مشہب بفعل ہیں) اور الی ضمیر پر داخل ہوتا ہے لیکن حقیقی نہیں  
حالانکہ دونوں کے معنی ایک ہیں، یہ بھی دیکھئے کہ ام اور او تردید کے الفاظ ہیں لیکن ترکیب کلام میں  
چار جتوں سے الگ ہیں۔ اسی طرح مل اور ہمزہ دونوں عی استفہای الفاظ ہیں لیکن دونوں میں دس  
جتوں سے فرق ہے۔ ایمان اور حیث معنوی حیثیت سے متحد ہیں لیکن تین حیثیتوں سے فرق ہے، کم اور  
کافی، ہم معنی ہیں لیکن استعمال میں پانچ طرح کا فرق ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ نظام الدین نیشاپوری نے رازی کے کلام کو نقل کر کے اس کے مہمل پن کو  
ناقابل جواب بحثتے ہوئے اشارہ دیا ہے کہ یہ استقطاب (استدلال کا استقطاب) بحث کا مطالبہ کرتا ہے جو  
ارباب دانش سے پوشیدہ نہیں۔ (۱)

## اعتراض رازی علماء کی نظر میں

امام رازی کا یہ لمحہ اعتراض، انشوران ادب و ماہرین لسانیات سے پوشیدہ نہیں تھا لیکن انہوں نے تحریک کے ابے مسترد کر دیا، ان کا نظر انداز کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ ثابت ہے۔ تفتازانی شرح مقاصد اور قویٰ شرح تحریک میں ہم آواز ہیں کہ مولیٰ کے معنی معنّق، حلیف، همسایہ، اہن عمّ اور ناصر کے ساتھ اولیٰ بالصرف کے بھی ہیں۔ (۱) خداوند عالم کا ارشاد ہے: وَمَا وَكِمَ النَّارُ  
ہی مولاکم یعنی اولیٰ بکم۔ ابو عییدہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے نیز حدیث رسولؐ ہے کہ جو عورت بغیر اپنے مولیٰ کی اجازت کے شادی کرے یعنی بغیر اپنے شخص کے جواں کے معاملات میں اولویت رکھتا ہے، اس کا مالک اور ذمہ دار ہے۔ یہ تعبیر عربی شعروں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ (معاملات کا ذمہ دار) متولی عربی ادب میں کثرت سے مستعمل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ کلمہ افضل تفضیل ہونے کی بنا پر اس معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا غلط ہے، کیونکہ یہ کلمہ مولیٰ اس میں اسم ہے صفت نہیں۔ تفتازانی اور قویٰ نے اس معنی کو حدیث غدری کے استدلال کے موقع پر بیان کیا ہے پھر مختلف معانی کی تردید کر کے اولیٰ بالصرف ہی متعین کئے ہیں۔

شریف جرجانی شرح موافق میں کچھ آگے بھی وضاحت کرتے ہیں۔ تفتازانی نے قاضی عضد الدین کی تردید کر کے معنی اولیٰ کو قول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مفعول کو فعل کے معنی میں کسی نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ یہ مناقشہ کہ مولیٰ بمعنی متولی و مالک امر اور اولیٰ کلام عرب

میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ یہ مولا کم یعنی اولیٰ بکر رسول خدا کی حدیث بھی ہے: ایسا امر نہ کھت بغير اذن مولها یعنی مولیٰ کا مطلب ہے ایسے شخص کی اجازت کے بغیر جو اس کے تمام معاملات کا متوالی وعہدہ دار ہے۔ (۱)

ابن حجر جو حدیث غدریہ کی تردید میں آتش زیر پا ہیں، صواتق میں مولیٰ کا مطلب اولیٰ باشی ہی لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں: یہ اولویت تمام حیثیتوں سے ہے یا بعض حیثیت سے ہے۔ پھر بعض حیثیت کا نظریہ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی مولیٰ کا مطلب اولیٰ تو ہے لیکن بعض حیثیتوں سے اولیٰ ہے کیونکہ شیخین نے یہی مطلب سمجھا ہے: امسیت مولیٰ کل مومن و مومنہ۔ (۲)

اسی مطلب کو شیخ عبدالحق نے لمحات میں نقل کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین شافعی نے ذخیرۃ المعال میں اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ تو قویٰ کے معنی ولایت کے ہیں۔ دوست، مددگار اور اولیٰ کے معنی بھی آتے ہیں۔ قرب کی متابعت میں چیزے ”ان اولیٰ الناس بابراہیم للذین اتبعوه“ اور اسی معنی کو حضرت عمر نے غدریم میں تہذیت پیش کرتے ہوئے مراد لیا۔

قبل ازیں انباری کی مشکل القرآن کا حوالہ دیا گیا کہ مولیٰ کے آٹھ معانی ہیں، ان میں ایک اولیٰ باشی کے بھی ہیں۔ اس کی حکایت رازی نے نہایہ میں ابو عبیدہ کے حوالے سے کی ہے۔ پھر کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ جس نے یہی لفظ مولیٰ کو اولیٰ کے معنی میں سمجھا ہے وہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ حدیث غدری امامت علی پر دلالت کرتی ہے، خود ابو عبیدہ اور ابن انباری یہی مطلب مراد لیتے ہیں لیکن ابو بکر کی امامت کے قائل ہیں۔

شریف مرتضی نے مزد کے حوالے سے کہا ہے کہ ولی کے اصل معنی اولیٰ اور الحق کے ہیں۔ اسی طرح مولیٰ کے معنی بھی اولیٰ و الحق کے ہیں۔ (۳) جو ہری صحاح اللاغہ میں مادہ ولی کے ذیل میں کہتے ہیں کہ لبید کے شعر میں مولیٰ سے مراد اولیٰ کے ہیں۔ (۴) اس طرح لبید کے شعر میں مولیٰ الحاذف کا مطلب

۱۔ حاشیہ بر شرح المواقف (ج ۷/ ۶۱۶ ص ۲۲۲)

۲۔ صواتق الحجۃ (ج ۲/ ۲۲ ص ۲۲۲)

۳۔ الشافعی فی الامامة (ج ۲/ ۵۶۳ ص ۵۶۹)

ادوی کو ابوذکر یا خطیب تبریزی، عمر بن عبد الرحمن تزوینی، سبط ابن جوزی، ابن طلحہ شافعی، شبیحی، عبد الرحیم بن عبد الکریم اور شیدا النبی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ (۱)

ان تمام باتوں کے بعد صاحب تحفہ اشاعریہ کامولی کے معنی اولی باشی سے انکار کرنا اور کہنا کہ کسی ماہر لسانیات نے استعمال ہی نہیں کیا ہے۔ (۲) کس قد رحقیقت سے دور بات ہے، وہ شخص بجھ رہا تھا کہ ہم فارسی ہیں، ان ہندی نژادوں کے مقابلہ میں عربی ادب کی بصیرت کم رکھتے ہیں، علاوہ ازیں امام رازی کا اعتراض ہے کہ اولیٰ حالت اضافت میں استعمال نہیں ہوتا، قطعی مہل بات ہے کیونکہ یہ لفظ مشتبہ و جمع بھی استعمال ہوتا ہے بلکہ حدیث نبوی میں تو نکره اضافی بھی استعمال ہوا ہے۔ صحیح بخاری میں این عبارت سے روایت ہے: **الحقوا الفرائض باهلهما فما ترك الفرائض فلا ولی رجل ذكر**۔ (۳)

صحیح مسلم میں بھی یہی لفظ "فلا ولی رجل ذکر" لکھا ہے۔ (۴) حدیث غدیر کی تائید میں دو حدیثیں تو بہت صاف ہیں۔

صحیحین میں ہے:

مامن مومن الا انا اولیٰ الناس به فی الدنیا والآخرة اقرووا ان شتم . النبی اولیٰ اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم فایما مومن ترك ما لا فلیر لہ عصبة من کانوا فان ترك دنیا او ضیاعاً فلیاتنى وانا مولاہ۔ (۵)

۱-شرح دیوان الحجۃت ح ۲۲ (ج ۱۹ ص ۹۶) تذکرۃ الخواص ص ۱۹ (ج ۲۲ ص ۳۱-۳۲)؛ مطالب السوول ص ۱۷ انور الابصار ص ۸۷ (ج ۲۰ ص ۱۴۰)؛ شرح المعلمات الحج (ص ۵۲)۔

۲-تحفہ اشاعریہ (ص ۲۰۹)

۳-صحیح البخاری ح ۱۰ ص ۷، ۱۰، ۹، ۷ (ج ۷ ص ۲۷۶) حدیث ۲۳۵۱؛ میں ۷ ص ۳۲۷ حدیث ۲۳۵۲؛ میں ۷ ص ۲۷۸ حدیث ۲۳۵۶

۴-صحیح مسلم ح ۲۲ (ج ۲۲ ص ۲۲۵) حدیث ۲ کتاب الفرائض

۵-صحیح البخاری ح ۱۰ ص ۹۰ (ج ۲ ص ۹۵) حدیث ۲۵۰۳

صحیح مسلم میں ہے:

ان علی الارض من مومن الا انا اولی الناس به فانکم به فایکم ما ترک دنيا او ضياعاً فانا  
مولاه۔ (۱)

### امام رازی کا دوسرا اعتراض

امام رازی کا نشیب و فراز سے بھر پورا ایک دوسرا اعتراض بھی نہایہ میں ہے کہ ائمہ لغت و حوشیں کسی نے بھی اس بات کو نہیں کہا ہے کہ مفعول کا وزن وضی یا مصدری یا زمان و مکان کے اعتبار سے بمعنی افضل آتا ہو، جس سے تفضیل کا معنی مراد لیا جاسکے۔

آپ نے گزشتہ صفات میں ائمہ لغت کی وضاحت ملاحظہ فرمائی کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ باہمی کے بے درجہ استعمال کئے گئے ہیں اور بہت سے لوگوں نے ائمہ لغت کی ہیر وی کی ہے اور اسے نقل کیا ہے مثلاً قاضی عصہد موافق، (۲) میں شاہ صاحب ہندی نے تخفہ میں، (۳) کاملی نے صواعق میں، شاہ عبد الحق نے لمحات میں، ثناء اللہ نے سیف مسلول میں۔ ان میں سے کچھ نے اس قدر شدت سے انکار کا مظاہرہ کیا ہے کہ تمام کلام عرب میں استعمال نہ ہونے کی بات کہہ دی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات امام رازی نے اڑائی تھی۔ اندھی تقلید میں بھی گھبار چانے لگے۔

بات صرف اسی کی نہیں ہے بلکہ شیعوں پر جب بھی کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو اسی ہی اندھی تقلید کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی ملامت نہیں کرتا کیونکہ یہ بھی لغت و لسانیات سے قطعی دور ہیں رازی، اسجی ہندی، کاملی، دہلوی، پانی پتی لسانی امور کیا سمجھ سکتے ہیں، کہاوت ہے کہ بے سرار اگ پھبٹانیں۔ جال والا اگر تیر والے سے مخلوط ہو جائے تو احالہ مدیر ائمہ ہو جائے گی۔ جنہیں لغت سے بہرہ نہ ہوا گروہ لفظی چارہ سازی کرنے لگیں تو اسی ہی لچر باتیں سامنے آئیں گی۔

۱۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲ (ج ر ۲۳۰ محدث ۵ اکتاب الفراتی)

۲۔ المواقف (ص ۲۰۵) (ص ر ۲۰۹)

۳۔ تخفہ اثناعشریہ (ص ر ۲۰۹)

جن لوگوں نے مولیٰ کے معنی اولیٰ لکھے ہیں کیا انھیں لغت سے بہرہ نہ تھا کہ عقل کے اندر ہے اس قدر گہار پچار ہے ہیں، ان میں تو اکثر ایسے ہیں جنھیں خلاق لغت، امام ادب و تفسیر کہا جاتا ہے۔ کیا ان کی یہ صراحت کہ بعض موارد میں مفعل معنی فعل آتا ہے، مستحکم دلیل نہیں ہے، پھر یہ اندھوں کی بکواس کیسی.....؟ مثلاً ہے: کسی مقصد ہی سے قیصر نے ناک کاٹ کر ہے۔ امام رازی کے اس اعتراض کے سلسلے میں قول ابوالولید پیش کیا جاسکتا ہے۔ روض المناظر میں ۲۰۶ھ کے حادث کا ذکر ہے جس میں لکھا ہے کہ رازی کو علم عربیت کے سوا بھی علوم پر مہارت حاصل ہے۔ (۱) ابو حیان کہتے ہیں۔ رازی کی تفسیر عربی گرامر اور اس کے مقاصد سے دور ہے۔ اس کی باتیں و انش و رؤوں کا رنگ اڑانے کی سعی لا حاصل ہوتی ہیں۔ شوکانی آئیہ ”نجوت من القوم الظالمین“ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس جگہ رازی کے ہمہ اعتراضات ہیں جنھیں یہاں نقل کرنا مناسب نہیں، بچھی مہمل پن محسوس کر سکتے ہیں، و ان شوروں کی بات جانے ویجھے۔ (۲)

پھر یہ کہ مفعل کی دلالت زمان و مکان پر اسکی ہی ہے جیسی فعل کی دلالت اس تفصیل پر، یا جس طرح مشقفات کے خواص مجملہ عوامیں پہنچات ہوتے ہیں، جو ہر بات مواد میں نہیں ہوتے۔ اس لئے جب تک کلام عرب کے خلاف نہ ہو کثرت استعمال کے سہارے قیاس ہی پر کام چلا یا جاتا ہے لیکن جہاں زبان عرب کی مخالفت ثابت ہو جائے وہاں معانی الفاظ کی روشنی میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر رازی ثبوت فراہم کرتے کہ اختصاص مولیٰ حدود زمان و مکان سے متعلق ہے تو ایسی صورت میں لازم آتا کہ اس لفظ کو فاعل، مفعول یا فعلی کے مفہوم میں آنے سے انکار کیا جائے۔ وہ تو خود کہتے ہیں کہ مولیٰ کے معنی ناصر، متعین، متعین اور حلیف کے آتے ہیں اور تمام اہل عرب باہم متفق ہیں کہ مولیٰ کے معنی ولی کے بھی آئے ہیں۔ بعض اہل لغت اس کے معنی شریک، قریب، محبت، حقیق، عقیدہ، مالک، ملیک کے بھی لکھتے ہیں، اس کے علاوہ مستند جمہور اہل لغت کہتے ہیں کہ مولیٰ کا ایک معنی اولیٰ بھی ہے۔ وہ اس کے صرف معنی نہیں کہتے بلکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ مولیٰ اس معنی میں اسم ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں بیساکھی کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

۳۸۲

باقر فرض اگر رازی اور ان کے ہموما متذکرہ نظائر استعمال سے واقف نہ تھے تو یہ عدم واقفیت کا تقاضہ یہ تو نہیں کہ اس کی اصل ہی سے انکار کر دیا جائے۔ حالانکہ اس کے نصوص بیان کئے گئے لفظ عرب میں اکثر ایک ماذے سے مخصوص استعمالات ہوتے رہتے ہیں ان میں کلمہ عجاف بھی ہے جس کی جمع اعجف آتی ہے اس کی جمع فعل بروز ن فحال صرف اس ماذے میں آتی ہے۔ چنانچہ جو ہری نے اس کی صحاح میں وضاحت کی ہے۔ (۱) خود رازی نے اپنی تفسیر میں اور سیوطی نے مزہر میں بیان کیا ہے۔ (۲)  
 ”آنی اردی سبع بقرات سمان یا کلہن سبیع عجاف“۔ (۳) اسی ماذے سے ہاشم کی مدح میں شعر ہے:

عمر و العلی هشم الشرید لقومہ و رجال مکة مستون عجاف  
 اس کے علاوہ دوسرے قواعد استثنائی، قیاسی شائع مصدر، مضارع اور اسم فعل بروز ن فعل وغیرہ کے نمونے اخْصَص، لسان العرب وغیرہ میں دیکھے جاسکتے ہیں، سیوطی نے المزہر میں چالیس صفحات اسی بات پر سیاہ کر ڈالے ہیں۔

### جواب رازی

ہم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں نظائر و امثال کی بھرمار کر دی لیکن امام رازی اپنی بد باطنی کا مظاہرہ نہایہ میں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”اکر لفظ کا مولیٰ معنی اولیٰ نقل کرنا جنت نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس قسم کی مقول مثالیں اثبات لفظ کے سلسلے میں احتجاج و استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ ابو عبیدہ کا قول...“ما وکم النار ہی مولاکم“ میں مولیٰ کا معنی اولیٰ ہے اور اس کی تائید اخْفَش، زجاج، علی این عیسیٰ نے بھی کی ہے اور بیت الیہ سے استشهاد بھی کیا ہے پہ تمام باتیں محض تسامل پڑتی ہیں اور بھی ائمہ لفظ سے تائیں ہو اے۔ یہ کوئی تحقیقی بات نہیں کیوں کہ اس مطلب

۱۔ الصحاح (ج ۲ ص ۱۳۹۹)

۲۔ التفسير الكبير (ج ۱۸ ص ۷۷)؛ المزہری علوم اللذج (ج ۲ ص ۶۳) (ج ۲ ص ۱۱۶)

۳۔ سورہ یوسف

کو نقل کرنے والے خلیل جیسے بزرگوں نے اس معنی کی تفسیر بیان کی ہے اور یہ تغیر بھی بطور مرسلاً ہے لیتے کی کسی استنادی کتاب میں اسے بیان نہیں کیا گیا ہے۔

کاش نہیں یہ معلوم ہو سکتا کہ رازی کو کس نے بتایا کہ ائمہ لفظ سے تابع ہوا ہے یا یہ تحقیقی بات نہیں ہے۔ اور کیا رازی کا یہ نقطہ نظر تمام معانی لغویہ میں یہی ہے یا یہ شخص خاص کینہ یا عناواد کے ماتحت کوئی حساب چکانا چاہتا ہے۔ یہ ایک شخص کا استشهاد نہیں بلکہ قرآن کی آیت کا ثبوت وغیرہ جیسی بھرمار کے بعد خلیل جیسے لوگوں کا نقل نہ کرنا دلیل تابع کیسے ہو جائے گا....؟

پھر ایسے وقت جب کہ ائمہ لفظ کا حوالہ بھی دیا جائے۔ کسی لفظ کی تحقیقی حیثیت کے لئے اس کا تمام کتابوں میں موجود ہونا ضروری تو نہیں، کیا رازی کسی لفظی تحقیق میں خلیل کی کتاب ایمن ہی کو محترم ہے پیش کس نے کہہ دیا کہ لغوی معنی کو تحقیق کرنے کے لئے سلسلہ استناد کی تصریح بھی ضروری ہے۔ کیا شرعاً کا شاہد، قرآنی آیت، اور حدیث نبوی کافی نہیں۔ کیا ابو عبیدہ و اخنس سے زیادہ معتبر نام پیش کیا جاسکتا ہے یہ شخص دوسرے الفاظ میں بھی مہمل ماتھا پچکی کیوں نہیں کرتا، لفظ مولیٰ ہی میں کیوں؟ دراصل اس کی بندگی کمی شناخت بازی ہے جس سے تجاوز کرنا اس کے بس کے باہر ہے۔

یہ مرد کسی لفظ کے معنی لغوی کا فرہنگ لفاظات میں موجود ہونا شرط قرار دیتا ہے۔ کسی آیت کی تفسیر، حدیث یا کلام عرب سے استشهاد اس کے نزدیک معتبر نہیں۔ حالانکہ علماء کسی معنی لغوی کے سلسلے میں فقط ایک شخص کی اطلاع پر اعتماد کر لیتے ہیں خواہ وہ عرب لڑکی ہی کیوں نہ ہو۔ (۱) اس سلسلے میں بلوغ عدالت یا ایمان کی شرط نہیں ہے، قسطلانی شرح بخاری میں ہائکے پکارے کہہ رہے ہیں کہ ثبوت لغت کے لئے فقط قول شافعی ہی دلیل وجہت ہے۔ (۲) مزہر میں کہا گیا ہے کہ صرف ایک قول کافی ہے۔ (۳) خصائص ابن حنفی میں ہے کہ جو شخص کہے کہ معنی لغوی ثابت نہیں حالانکہ نقل کیا گیا ہو تو وہ شخص غلطی پر ہے

۱۔ المزہر ج رام ۸۳، ۸۴، ۸۵ (ج رام ۱۳۹)

۲۔ ارشاد الساری (ج ر ۷۵، ۷۶) (ج ر ۱۵۷)

۳۔ المزہر ج رام ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ (ج رام ۱۳۸، ۱۳۹)

کیونکہ قرآن کے ذریعہ بھی مفہوم تتعین ہوتا ہے۔

مثلاً یہ شعر سنئے:

قوم اذا لشر ابدی ناجذیه لهم طاروا الیه ذرا فات و وحد انا  
”جب شر اتیں دانت نکالے ان پر حملہ آور ہوتی ہیں تو قوم کے افراد اجتماعی و انفرادی حیثیت  
سے پرواز کرتے ہیں۔“

تو وہ سمجھ لے گا کہ یہاں ذرا فات کا مطلب جماعت ہے۔ ثبوت معنی کے لئے قرینہ یا شاعر کا قول  
کافی ہے۔ رازی کی یہ ساری مقامات پر صرف لفظ مولیٰ کے معنی اولیٰ کے متعلق ہے ورنہ اسے یہ بھی معلوم  
نہیں کہ افت کس ویلے سے ثابت ہوتا ہے، اس کا تسلیم ہو جائے، اس کی پریشان خیالی کا غماز ہے، غم و غصہ سے  
آپے سے باہر ہے، میرے ایک سوال کا یہی جواب اس سے بن نہ پڑے گا، اس نے کتاب الحسین سے یہ  
بات اڑائی ہے جب کہ اس کو بھی نے شاثۃ السلام بتایا ہے۔ (۱) المزہر دیکھ بچھے۔ (۲)

مجھے نہیں معلوم کہ افت اصلی سے اس کی مراد کیا ہے، فرہنگ کی کس کتاب سے اس نے لفظی تجویز  
سیکھا ہے جو مطلب قرآن و حدیث اور عربی ادب سے ثابت ہے اسے کس طرح خارج کیا جا سکتا ہے۔  
کیا مطلب تتعین کرنے میں ارباب فرہنگ کی نیت کو خلل ہے یا کتابوں سے ثابت شدہ مفہوم اطمینان  
بخش ہے۔ مولیٰ بمعنی اولیٰ تو تمام کتب فرہنگ اور ائمہ افت کے یہاں ثابت ہے۔

## مولیٰ بمعنی ولی

ذرا میرے ساتھ آئیے، تو شاہ ولی اللہ ہندی کی گہار کا بھی تجویز کیا جائے، ان حضرت نے عربی  
زبان و ادب کی ریڈھماری ہے۔ تحقیق اثنا عشریہ میں مفہوم حدیث کی تردید فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ  
مفہوم اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب مولیٰ کے معنی ولی کے لئے جائیں، حالانکہ ارباب افت کے یہاں

۱۔ الحکوم فی علم الاصول (ج راس ۱۹۵)

۲۔ المزہر ج ۲، ص ۲۷۸، ۲۸۰ (ج راس ۶۹۷)

مفعل بعثی فعلی کہیں نہیں آیا، یہ حرکت مذبوحی اور باب لغت کی اس تصریح پر ہے کہ مولا کے معنی ولی اسی معنی میں ہے کہ جیسے ولی امر عورت کا ولی، بیتیم کا ولی، غلام کا ولی، چنانچہ ولی عہد اس شخص کو کہتے ہیں جسے مملکت کے سرپرست کی حیثیت سے باادشا منتخب کرتا ہے۔ (۱)

ان دہلوی صاحب کو پیدا ہی نہیں کہ فرانے معانی القرآن میں اور ابوالعباس میر دنے کہا ہے کہ ولی اور مولی لغت میں متراود ہیں جن ائمہ لغت نے ولی کو مولی کے معنی میں منطبق کیا ہے ان کی وہاں تک پہنچ ہی نہ ہو سکی۔ (۲) ابماری کی مشکل القرآن، فیروز آبادی کی قاموس، واحدی کی وسیط اور شعبی کی الکھف والبيان، جو ہری کی صحاح وغیرہ (۳) میں اس مطلب کی صراحت موجود ہے۔

ابن اشیر نے نہایہ میں کہا ہے کہ حضرت عمر کا قول اسی معنی میں ہے کہ اصبحت مولیٰ کل مؤمن۔ (۴) تاج الصرویں میں آیت قرآنی "بِأَنَّ اللَّهَ وَلِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مُولَى لَهُمْ" کو شاہد میں پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ حدیث رسول "إِيمَّا امْرَأَةٌ نَكْحَتْ بِغَيْرِ اذْنِ مُولَاهَا" اور حدیث غدری "مَنْ كَنْتْ مُولَّاً بِكُوْبِحِ شَاهِدٍ مِّنْ پَیْشٍ كَيْا ہے۔ (۵)

۱۔ تحقیق اٹھاشر (ص ۲۰۹) ۲۔ معانی القرآن (ج ۲ ص ۱۶۱)

۳۔ الصحاح ج ۲ ص ۵۶۳ (ج ۲ ص ۲۵۲۹)، غریب القرآن ص ۱۵۳ (ص ۳۱۱)؛ قاموس الحجۃ ج ۲ ص ۳۰۱ (ص ۲۷۳۲)

الجامع لاحکام القرآن (ج ۱ ص ۱۵۵)

۴۔ التہلیل فی غریب المحدث ج ۲ ص ۲۲۶ (ج ۵ ص ۲۲۸)

۵۔ تاج الصرویں ج ۱ ص ۱۹۹

## معانی مولیٰ پر ایک نظر

علماء لفظ نے مولیٰ کے معنی مالک، متعین کے علاوہ سید کے لکھے ہیں، جس طرح ولی کے معنی امیر سلطان کے لکھے ہیں۔ ارباب لفظ کو ولی و مولی کے اتحاد معنی پر اتفاق ہے اور امیر و سید کے معنی اولویہ بالامر کے ہیں۔ اس بنا پر امیر و ولی ہے جو اجتماعی نظم و ضبط برقرار رکھنے، فرد کو قانونی تحفظ فراہم کرنے اور ایک دوسرے پر تجاوز کی حرکت سے باز رکھنے کے لئے اولیٰ (لائق ترین) ہوا سی طرح سید اسے کہتے ہیں جو اجتماعی معاملات کی قیادت کرتا ہواں دونوں کا دائرہ وسعت تنگی کے اعتبار سے امارت و سیادت کی مقدار میں فرق پیدا کرتا رہتا ہے۔ ایک شہر کا ذمہ دار دیوان کے انچارج سے زیادہ وسیع اختیارات رکھتا ہے اور ایک بادشاہ پورے ملک پر اختیار و تصرف رکھتا ہے۔ اس سے بلند پیغمبری کا منصب ہے جو تمام دنیا کے لئے مبouth ہوتا ہے اور جو شخص پیغمبر کا جانشین ہو وہ اس کے آثار و اقدار کی گمراہی کرتا ہے۔

اگر ہم مولیٰ کے معنی اولیٰ باہمی سے صرف نظر کر لیں تو بھی اس کے مفہوم سید امیر کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ اس طرح مولیٰ کے معنی امیر و سید کے عالی ترین مفہوم اور وسیع ترین دائروں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لفظ مولیٰ کے ۲۷ معنی بیان کئے گئے ہیں حدیث غدیر میں صرف انھیں دونوں متذکرہ معنوں کے سوا دوسرے مطالب سے مطابقت و متناسب ناممکن ہے۔

وہ ۲۷ معانی یہ ہیں:

- |             |                           |          |
|-------------|---------------------------|----------|
| ۱۔ پروردگار | ۲۔ بچپا                   | ۳۔ پیٹا  |
| ۴۔ بھانجنا  | ۵۔ متعین (آزاد کرنے والا) | ۶۔ متعین |

۷۔ مخفف (آزاد شدہ)	۸۔ غلام	۹۔ مالک (۱)
۱۰۔ پیر و	۱۱۔ احسان مند	۱۲۔ شریک
۱۳۔ حلیف	۱۴۔ ساتھی	۱۵۔ ہمسایہ
۱۶۔ مہمان	۱۷۔ داماد	۱۸۔ قریب
۱۹۔ منم	۲۰۔ عقیدہ	۲۱۔ ولی
۲۲۔ اولیٰ باشی	۲۳۔ سید	۲۴۔ مالک و مقار
۲۵۔ ناصر (مدگار)	۲۶۔ محبت (دوست)	۲۷۔ متوفی امور

متذکرہ معانی میں اؤں کو مراد لینا کفر ہے۔ کیونکہ دنیا کا پروڈگار صرف خداوند عالم ہے، اور دو  
تین سے لے کر چودہ تک معانی مراد لینا سار جھوٹ ہوگا، کیونکہ اس طرح پیغمبر علیؐ کے پیچا ہو جائیں گے  
اگر ان کا کوئی بھائی ہو اور علیؐ ابو طالب کے بھتیجے ہو جائیں گے۔ حالانکہ رسول خدا حضرت عبداللہؓ کے  
فرزند اور علیؐ ان کے بھائی ابو طالب کے فرزند ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی مادر گرامی بھی الگ الگ ہیں  
اور دادی بھی الگ الگ۔ اس لئے پیغمبر مجس کے بھائی ہوں علیؐ بھی اس کے بھائی نہیں ہو سکتے۔ آپ  
بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ جسے رسولؐ نے آزاد کیا ہو، علیؐ بھی اسے آزاد کریں سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔ پھر  
یہ بھی کہ دونوں اولین و آخرین کے آزاد مردوں کے سید و سردار ہیں، بنابریں کوئی بھی آزاد عورت کے  
فرزند نہیں، انھیں کسی کا غلام فرض کرنا بھی مہمل ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ حضرت علیؐ غلامان رسول خدا کے  
مالک نہ ہتے اس لئے مولیٰ کا مطلب بھی نہیں لیا جاسکتا۔

رسول خدا کسی کے تابع نہ ہتے سوائے خدا کے۔ اس بنا پر یہ اعلان کہ جس میں تابع و پیرو ہوں، اس  
کے یہ علیؐ بھی تابع و پیرو ہیں، نامناسب بات ہے، رسولؐ کی کی احسان مند بھی نہ ہتھے بلکہ آپ کا احسان  
تمام کائنات پر ہقا، اس لئے احسان مند کا مخفی نہیں لیا جاسکتا۔ آپ کسی کی تجارت میں شریک بھی نہ ہتھے پھر

۱۔ صحیح البخاری (ج ریاض رے ۷۵) (ج ریاض رے ۱۲۷)؛ ارشاد الساری (ج ریاض رے ۷) (ج ریاض رے ۱۶۰)؛ عمدة القارئ (ج ریاض رے ۱۷۱)؛  
النور الساری (ج ریاض رے ۵)

ان کے وصی کی شرکت کا کیا مطلب؟ البتہ آپ ام المؤمنین خدیجہ کی تجارت میں قبل بعثت نفع بڑھانے کی غرض سے شام تشریف لے گئے نہ کہ آپ شریک تجارت ہوں۔ بالفرض اگر آپ اس میں شریک تجارت تھے تو آپ کے وصی نہ سفر میں آپ کے ساتھ تھے نہ تجارت میں کوئی دل تھا۔

رسول خدا کسی کے حلیف بھی نہ تھے جس کے دیلے سے تو انہی حاصل کرتے۔ عزت تو مخصوص خدا و رسول اور جملہ مؤمنین کے لئے ہے۔ تمام مسلمانوں نے رسول کے سبب سے تو انہی عزت حاصل کی ہے، اس لحاظ سے حلیف کا مطلب بھی نامناسب ہے اور اگر اس کا ثبوت فراہم کر دیا جائے تو دونوں کا لزوم ناممکن ہے۔

ساتھی، بھسايہ اور مہمان داماڈی و قریب خواہ رشتے کی یا مکافی قربت، کسی معنی کو فرض کرنا ممکن نہیں، کیونکہ اس کے لئے عظیم اجتماع میں اثنائے سفر کی غیر آباد ریگ زار اور ناقابل برداشت گرفتی میں اعلان کرنا آگے بڑھنے والوں کو لوٹانا، پیچھے رہ جانے والوں کا انتفار کرنا، جگہ بھی ایسی جو ظہرنے کے لائق نہ ہو۔ یہ تمام باقی صرف بھی پتہ دیتی ہیں کہ آپ کسی اہم تاریخی خداوندی پر عمل کرنا چاہتے ہیں عدم تعمیل کی طبعی صحبت کش نہ تھی۔ اس لئے آپ نے یہ بزم منعقد کی حالانکہ آپ پر سفر کی تھاں تھی۔ گری تھی کہ خدا کی پناہ! لوگوں نے اپنی ردا بچھائی تھی۔ اس عالم میں پالان شتر کے منبر پر اپنی وفات کی خبر، اہم ترین اعلان کی ماموری کی اطلاع، جس کے متعلق اندر یہ کہ پھر موقع نہ ملے اور یہ کام تمام امور پر حاوی رہے۔ کیا یہ تمام فوق العادہ اور اہم ترین طریقے استعمال کر کے لوگوں کو خدا کی خبر پہنچانا جو خاص اہمیت کی حامل نہ ہو کیا ذرات رسول سے اسکی توقع رکھی جاسکتی ہے؟ مثلاً یہ بتانا کہ پیغمبر جس کا بھی ساتھی و بھسايہ، جس سے بھی علاقہ داماڈی رکھتا ہے یا جس کا بھی مہمان ہے یا جس کا بھی رشتہ دار ہے اس کا علی سے وہی تعلق ہے۔ نہیں اخدا جانتا ہے ان معنوں کو ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا، کسی عقل کے مفلس سے بھی یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ رسول تو عقل اول، دانشمند اور بیانگت افروز خطیب تھے۔ یق تو یہ ہے کہ ان معنوں کو فرض کرنا رسول پر پست و مہمل تھت ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیا جائے تو اس میں علی کی کیا فضیلت نہ لگتی ہے جس کے لئے علی کو تہذیب پیش کی جائے تعریف کے پل باندھے جائیں، سعد بن ابی وقار اس تو اس تقریب

کو سرخ اونٹوں سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، اس بیش قیمت چیز کے حصول میں عرنوخ کی تمنا کرتے تھے۔

منجم کا معنی لینا بھی نامناسب ہے۔ کیونکہ رسول نے جس پر احسان کیا ہوا، لازمی طور سے علی نے بھی اس پر احسان کیا ہوا یا نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف امر واضح ہے۔ لیکن یہ مراد لیا جاسکتا ہے کہ رسول نے جس پر دین، ہدایت، تہذیب و ارشاد، دنیاوی عزت اور ان کی ذمہ داریوں کے عہدہ برداشتھے، محافظہ شریعت و مبلغ دین تھے، اس نے خدا نے ان کی وجہ سے دین کامل کیا۔ اس دعوت کی وجہ سے نعمت تمام کی، یہ مفہوم امانت کے مراد فہم ہے جس کی نہیں تلاش ہے اور ہمارے ثبوت سے ہم آہنگ۔

اب رہ گیا عقید.... رسول نے بعض قبیلوں سے صلح و حمایت و ہم آہنگ کے لئے جو معاہدہ کیا اس پر امیر المؤمنین بھی باقی رہے اور اس کے فعل و ترک میں آپ کے تاثر رہے۔ اس میں امیر المؤمنین ہی کی کیا فضیلت ہے، تمام مسلمان برابر ہیں، اس غیر معمولی اہتمام میں اس کا تذکرہ مہمل ہے، لیکن اگر اس سے یہ مراد لیا جائے تو صحیح ہو گا کہ رسول نے جو معاہدات و قردادوں سلطنت اسلامی کے تحفظ کے لئے قبیلوں سے کیں اس میں علی نفس رسول کی حیثیت سے دخیل رہے اور اس عقید کو اوصاف و فضائل کے مفہوم میں لیا جاسکتا ہے جیسے کہا جاتا ہے عقید اکرام، عقید الفضل۔ یعنی کریم و فاضل۔ لیکن اول تو یہ ذوق عربی ادب پر بارہے اور دوسرے اس سے رسول کا مختار یہ سمجھا جائے کہ جو بھی مجھے محاسن و فضائل سے بھر پور سمجھے اسے چاہیے کہ علی کے لئے بھی یہی عقیدہ رکھے۔ یہ مطلب میرے بیان کردہ مفہوم سے قریب ہے، اس سے بھی نزدیک تر مفہوم عقیدہ یہ ہو سکتا ہے کہ رسول سے جس عہدہ و میثاق پر مسلمانوں نے دین سے واپسی، اس کے مصالح میں سچی اور مناسد سے باز رکھنے کی کوشش کے لئے آپ کی بیعت کی تھی، بلکہ بھی اس معاملہ میں رسول ہی کی طرح ہیں۔ اس معنی کے مراد میں کوئی قباحت نہیں۔ واقعہ بھی ایسا ہی ہے، رسول نے اسی کو دوسرے لفظوں میں فرمایا ہے کہ یعنی میرے جانشی ہیں اور میرے بعد امام ہیں۔

## دوست اور مد و گار

اگر مولیٰ کا مطلب محبت و ناصر فرض کر لیا جائے تو اس سے رسول کا مقصد لوگوں کو محبت علیٰ کی تحریک

اور نصرت علی کی تشویق ہو سکتی ہے جس پر یا تو تمام مسلمان باتی تھے یا آپ مسلمانوں کو ان کی محبت و نصرت کا حکم دے رہے تھے۔ جو بھی ہواں صورت میں یہ جملہ یا تو خبر یہ ہو گا یا انشائیے... جہاں تک خبر یہ کی بات ہے تو یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ مجہول ہو یا رسول نے پہلے اس کی تبلیغ نہ کی ہو، جس کیلئے غیر معمولی اہتمام کہ قرآن میں تاکید، جگہ کی تیزیں اور لوگوں کو مصائب میں جتنا کر کے اجنبی بات کی خبر۔ اس کے لئے دین کا مل کیا جائے، بعثت تمام کی جائے اور خدار ارضی ہو۔ نئے سرے سے اہتمام کیا جائے، جس کی وجہ سے شریعت ادھوری رہ جائے، مسلمان اس سے واقف ہیں۔ پھر لوگ تہذیت پیش کر رہے ہیں کہ آپ مومن و مومنہ کے ہوں گے۔ یہ تمام اہتمام تو کسی نئے معاملے کی خبر دے رہا ہے، یہ نیشن دی تو کسی ایسی بات کی ہے خود کہنے والا اس سے پہلے ناواقف تھا۔ یہ کیسے سمجھا جائے کیوں کہ تمام لوگ قرآن میں دن رات پڑھتے رہتے ہیں کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مومنین آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں، بھائی ہونا محبت و یقینت کو ستلزم ہے۔ خدا رسول ایسے پھر وہیل حکم سے پاک ہیں۔

دوسری صورت جسے رسول نے مراد لیا ہو وہ انتہائے وجوہ محبت و نصرت ہے، اس میں وہی سب خراہیاں لازم آتی ہیں، کیوں کہ اس موقع پر کوئی انشائی حکم یا پیغام شریعت سوچا ہی نہیں جا سکتا جسے یہو نچانہ دیا گیا ہو اور اس کے بیان انشائی کی ضرورت ہو پھر یہ کہ یہاں رسول کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ جو بھی میرا ناصرو دوست ہے اسے چاہیے کہ علی سے محبت و نصرت کا مظاہرہ کرے اور یہ دونوں اختلال مفاد والفاظ سے خارج ہیں۔ شاید اسی لئے سبط ابن جوزی تذکرۃ الخواص میں لکھتے ہیں:

”یہاں مولا کا مطلب ناصر سمجھنا مناسب نہیں“۔ ان کی تمام عبارت آگے نقل کی جائے گی، اس کے علاوہ محبت و نصرت کا واجب ہونا علی ہی سے مخصوص نہیں تمام مسلمان شرعی حیثیت سے ایک دوسرے کی محبت و نصرت پر ماضور ہیں۔ امیر المؤمنین کے لئے تفصیل و اہتمام کی ضرورت کیا تھی اور اگر مخصوصیت سے آپ کی محبت و نصرت رعیت سے بالاتری آپ کی پیروی اور احکام کی اطاعت کے لئے واجب قرار دینے کی غرض سے تھی تو یہ مطلب امامت علی کے لئے بذات خود دلیل ہے۔ خاص طور سے من کنت مولا

کافروں کی وضاحت کر رہا ہے۔ اس طرح دونوں نفروں کے مفہوم کو الگ الگ سمجھنا ارشاد رسول کو مہم بنا دے گا۔

تیرا احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ رسول خبر دے رہے ہوں کہ تمام مومنین کی محبت و نصرت علیؑ کی ذمہ داری ہے۔ ایسی صورت میں یہ تاکیدی بات علیؑ سے کہنا چاہئے، سامعین کو مخاطب کرنا مناسب نہ تھا اسی طرح چوتھا احتمال انشائے وجوب محبت کے لئے رسول کا اہتمام، مجمع کی توجہ ساعت، تبلیغی مناشدات صرف اسی لئے تھا کہ لوگ زیادہ علیؑ کی محبت کا اقرار کریں، ان کی اپیاء کریں اور کسی جگہ سرتاہی نہ کریں نیز آپ کی نصرت میں کوئی دیقیق فرد گذاشت نہ کریں۔

رسول کا یہ اسلوب خطاب کہ آپ نے من کنت مولاہ سے ابتدافرمائی۔ اس سے آپ کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ جس طرح رسول علیؑ سے محبت کرتے ہیں تمام لوگ اسی طرح محبت کریں۔ اس میں عام مومنین کے باہمی تزویڈ کے مقابلے علیؑ کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ آپ اپنی امت کو دوست رکھتے ہیں، ان کی مدود نصرت کرتے ہیں۔ چونکہ آپ کو دین و دنیا کی زعامت حاصل ہے، ان کے معاملات کے مالک ہیں، ان کے ادارتی نجہبان ہیں۔ شخصیت کے محافظت ہیں۔ ان امور میں مومنین کے خواہان کے نفسوں سے اولیٰ تر ہیں، اگر آپ اس درجہ محبت و نصرت کا مظاہرہ نہ فرماتے تو لوگوں کے مفادات عادی بھیڑے ہڑپ کر لیتے اور سرکش وحشیوں کی جسارت بڑھ جاتی، چاروں طرف ٹلم و ٹلم کا بازار گرم ہو جاتا، اس طرح دشمن کا ہجوم، جان مال کی تاراجی، ناموس کی ہٹک حرمت کا ایسا ماحول پیدا ہو جاتا کہ صاحب شریعت کا دین اجراء گلہ خداوندی کی بلندی کا بنیادی مقصد خاک میں مل جاتا۔ ظاہر ہے کہ جس کی محبت و نصرت لوگوں سے اس حد پر ہو وہی خلیفہ رسول ہوگا۔ اگر یہ مفہوم سمجھا جائے تو یہ میرے متوجہ مفہوم سے مطابقت رکھتا ہے۔ (۱)

### حدیث غدری کے مکمل معانی

مولیٰ کے بیان کردہ مکمل معانی میں اب صرف ولی، اولیٰ باشی (کسی چیز کا زیادہ حقدار، لائق

ترین)، سید (سرور و آقا، نگہ مالک و آزاد کرنے والوں کے معنوں میں) متصرف فی الامر (معاملات میں بھر پور دخیل) اور متولی ہی کے رہ جاتے ہیں۔ اب ولی کے لفظ سے اولیٰ ہی مراد لئے جا سکتے ہیں جس کا مدلل بیان گزرا کیونکہ ذر سے معانی صحیح نہیں ہوں گے۔ سید کے بھی متذکرہ معنی سے اولیٰ باشنا کا مفہوم الگ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ رسول خدا نے پہلے اپنی ذات کو متصف کیا پھر اپنے ابنِ عُمَّ کو۔ اس بنا پر محال ہے کہ اس لفظ کو ایسے افراد کے لئے بولا جائے جس نے ظلم و زیادتی سے سرواری حاصل کر لی ہے بلکہ اس سے عام سیادت دہی مراد ہے جس کا اتباع تمام امت پر واجب ہے۔

اسی طرح متصرف فی الامر کا مطلب ہے امام رازی، (۱) مفتی روم سعید چلپی، خنافی، جوزی، ابن حجر، (۲) جہری، عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے اس سے مراد ایسا شخص جو دوسروں کے مقابل جامع انسانیت کے تصرف و دخل میں سزاوارت ہے وہ ایسا ہی شخص ہو سکتا ہے جو یا تو نبی ہو یا واجب الاطاعت امام۔ جس کی حکم الہی سے تاکید ہوتی ہو۔

یوں ہی متولی امر جسے مرتضیٰ نے مولیٰ کے معنوں میں لکھا ہے، ان کے مطابق ولی و مولیٰ ہم معنی ہیں مولیٰ وہ ہے جو مکتوقات میں لالق ترین اور ان کے معاملات میں دخیل ہو۔ (۳) یہ مطلب تفسیر و سیط، قرطبی، نہایہ ابن اثیر، تاج العروس زبیدی، لسان العرب ابن منظور، بیضاوی، عدادی، رازی اور احمد بن حسن زاہد نے کی ہے۔ (۴) آخر الذکر لفظ مولیٰ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ مولیٰ اسے کہتے ہیں جو تمہاری مصلحتوں کا متولی (عہدہ دار) ہو۔ تمہارے معاملات کی غمہداشت کرنے والا، دشمنوں سے بچانے والا تمہارا مولیٰ ہو گا اسی مناسبت سے چھپرا بھائی اور آزاد کرنے والا بھی مولا کہا جاتا ہے۔ پھر یہ کلمہ اسم ہو گا ایسے افراد کے لئے جو کسی کے معاملات کے عہدہ دار ہو جائیں۔

۱۔ الشفیر الکبیر ج ۲۱۰ ص ۶۷ (ج ۲۲۳ ص ۷۷)

۲۔ سید مرتضیٰ الشافی ج ۲۱۹ ص ۲۱۹

۳۔ الجامع لاحکام القرآن ج ۲۲۲ ص ۲۲۲ (ج ۲۲۳ ص ۱۳۹)، الہمیۃ فی غریب الحدیث والاثر (ج ۲۲۳ ص ۲۲۶)؛ تاج العروس ج ۵۰۱ ص ۳۹۸؛ لسان العرب (ج ۵۰۵ ص ۱۳۰)، تفسیر البیضاوی ج ۵۰۵ ص ۵۰۵ (ج ۵۰۸ ص ۳۰۸)، ج ۵۰۸ ص ۹۸، (۵۰۵)؛ ارشاد الحقل اسلام مطبوع بر جا شیعیہ تفسیر رازی ج ۸۳ ص ۱۸۳ (ج ۸۸ ص ۲۲۶)

اس تصریح کی تعداد میں زمیری، میرد، احمد ابن یوسف شیبانی، نسیعی، نیشا بوری، قسطانی، بخاری و مسلم اور سیوطی کے نام مرفرست ہیں۔ (۱) جب ان علماء نے صاف صاف لکھا ہے کہ ولی کے معنی اولیٰ ہیں تو لا حالت رسول نے اسی معنی میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

اس مقام پر خاص طور سے لغات و لسانی تینی کی روشنی ہمارا نظر یہ ہے کہ لفظ مولیٰ کے حقیقی معنی دوسرے معنی کے مقابلے میں اولیٰ باشیٰ ہی متین ہوتے ہیں، اور ذرا گھری نظر ڈالی جائے تو یہی معنی جملہ معنی پر بحیط ہیں۔ لفظ مولیٰ کے تمام بیان کردہ معنی کا اطلاق اسی معنی کی مناسبت سے ہوتا ہے، اس تمہید کی روشنی میں:

۱۔ خداوند عالم سزاوارت ہے اپنی مخلوقات میں ہر قاہر سے۔ اس نے ماسوئی کو پیدا کیا، اپنی حکمت و مشیت سے تصرف کرتا ہے۔

۲۔ عم، پچا... اولیٰ سزاوارت ہے تمام لوگوں کی بُنیت اپنے بھتیجے کی حفاظت و عطوفت میں، یہ بھتیجے کے باپ کا قائم مقام ہے جو اولیٰ تھا۔

۳۔ ابن عم، چیز ابھائی..... یہ اپنے چھیرے بھائی کی حمایت کے سلسلے میں دوسروں سے اولیٰ ہے کیونکہ یہ دونوں ایک درخت کی دو شاخیں ہیں۔

۴۔ بیٹا... باپ کی اطاعت واکساری کے سلسلے میں اولیٰ ہے کیونکہ قرآن کا حکم موجود ہے۔

۵۔ بھانجنا... عام لوگوں کے مقابلے میں خالہ سے خضوع کے لئے اولیٰ ہے کیوں کہ وہ اس کی ماں کی شفقت ہے۔

۶۔ مفتق، آزاد کرنے والا... آزاد کردہ شخص کے لئے اولیٰ ہے دوسروں کے مقابلے میں۔

۷۔ مفتق، آزاد شدہ..... اولیٰ ہے اپنے آقا کے شکر کے سلسلے میں

۸۔ غلام... بھی اولیٰ ہے اپنے ماں کی اطاعت کے سلسلے میں

۱۔ اکٹاف (ج ر ۲۸ ص ۲۷۷)؛ مدارک المتریل و تحقیق التاویل (ج ر ۲۸ ص ۱۳۳)؛ غرائب القرآن (ج ر ۲۸ ص ۱۰۱)؛ ارشاد الساری (ج ر ۵ ص ۳۳۸ حدیث ۲۳۹۹)؛ تفسیر البعلین (ص ۳۲۸، ۶۷)

- ۹۔ مالک.... اپنے غلام کی سر پرستی و تصرف و اختیار کے سلسلے میں اولیٰ ہے
- ۱۰۔ نائج.... اپنے قائد کے لئے اولیٰ ہے پیروی کے سلسلے میں۔
- ۱۱۔ منعم علیہ..... احسان مندا اولیٰ ہے معطی کے ادائے شکر کے سلسلے میں غیروں سے
- ۱۲۔ شریک..... اولیٰ ہے اپنے ساتھی کی رعایت حق شرکت میں۔
- ۱۳۔ حلیف کا معاملہ بھی واضح ہے... وہ اولیٰ ہے معابر پر دفاع طغیان کے سلسلے میں غیروں سے
- ۱۴۔ صاحب.... اسی طرح ساتھی ادائے حقوق صحبت کے سلسلے میں غیر سے اولیٰ ہے۔
- ۱۵۔ بھاسا یہ.... بھی دور نہیں والوں کے مقابلے میں بھاسا یہ کے تحفظ حقوق میں اولیٰ ہے۔
- ۱۶۔ مہمان.... بھی جہاں وارد ہوا ہے، قدر و ادنیٰ حق شناسی کے سلسلے میں اولیٰ ہے۔
- ۱۷۔ صہر، داماد... اپنے سر کے مراعات حقوق میں اولیٰ ہے کیونکہ حدیث کی روشنی میں باپ تین ہیں، جس نے پیدا کیا، جس نے عورت دی، جس نے تعلیم سے آراستہ کیا۔
- ۱۸۔ قریب.... بھی دور والوں کی پہ نسبت اولیٰ ہے دفاع و مصلحت کوشی میں۔
- ۱۹۔ منعم... اپنے احسانات کی بدولت احسان مند پر اولیٰ ہے کہ اس پر احسان کی تکرار ہوتی رہے۔
- ۲۰۔ عقید بھی باہمی تعاون کے سلسلے میں اولیٰ ہے۔ محبت و ناصر بھی اولیٰ ہیں لزوم محبت و نصرت کی بنابر دفاع کے سلسلے میں۔ اسی طرح گزشتہ صفات میں ولی، سید اور متصرف فی الامر یا متولی کے بارے میں واضح کیا جا چکا ہے کہ اس کا مفہوم اولیٰ باشنا کے سوا کچھ نہیں۔ اس طرح مولیٰ کے صرف ایک معنی اولیٰ باشنا رہ جاتے ہیں۔ اولویت کا مفہوم اپنے موارد استعمال کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ اس بنابر لفظ مولیٰ میں اشتراک معنوی ہے جو اشتراک لفظی سے اولیٰ ہے۔

ہم سے پہلے اس نظریہ کی تائید جوہی صدی کے دانش دراہن بطریق العمدہ میں کرچکے ہیں۔ (۱) ان کے علاوہ بھی دوسرے علماء اہل سنت گرفتار افادات پیش کرچکے ہیں۔ صحیح مسلم میں رسول خدا کی حدیث ہے: ”لَا يَقْبِلُ الْعَبْدُ لِسَيِّدِ مَوْلَاهُ“ یعنی غلام کا اپنے مالک کو مولا کہنا مناسب نہیں۔ (۲)

ابومعاویہ کی حدیث میں اس فقرے کا اضافہ ہے: ”فَإِنْ مُولَّا كُمُّ اللَّهِ“ کیوں کہ مختار اموال صرف خدا ہے، اس حدیث کی روایت متعدد علماء نے کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی مطلق لفظ مولیٰ بولا جائے تو ذہن میں اولیٰ ہی سمجھ میں آتا ہے اور حدیث غدیر کے تعین مطلب کے سلسلے میں آگے بحث کی جاری ہے۔

### قرآن معینہ، متصل و منفصلہ

بحث یہاں تک پہنچی کہ تحقیقی نظر رکھنے والا ناگزیر طور سے مولیٰ بمعنی اولیٰ بالشی تسلیم کئے بغیر نہ رہے گا۔ اگر ہم اس سے نیچے اتر کے کہیں کہ مولیٰ کے کثیر معانی میں ایک اور مشترک لفظی ہے تو بھی ہمارا مقصود حاصل ہے کیوں کہ حدیث غدیر میں کہیں متصل اور کہیں منفصل قرئیے پائے جاستے ہیں جو اولیٰ بالشی کے علاوہ دوسرے تمام معانی کی قطعی نئی کرتے ہیں۔ یہ ہے بیان مطلب!!

### پہلا قرینة

حدیث سے پہلے کافرہ ہے: السُّتُّ اولیٰ بَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ (کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں) یا اس سے قریب دوسرے فقرے، اس کے بعد آپ کا ارشاد من کنت مولاہ فعلی مولاہ حدیث کو اس تفصیل کے ساتھ احمد بن حنبل، ابن الجہن، نسائی، شیابی، ابو عطیلی اور طبری جیسے چونوں سے زیادہ علماء نے نقل کیا ہے (۱) گزشتہ صفات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، طرق حدیث میں صحابہ و تابعین ہیں، ان کا تذکرہ کرنے سے طوالت ہوگی۔ ان کے علاوہ بے شمار شیعہ علماء کو بھی شامل کر لیجئے تو ثابت ہو جائے گا کہ رسول نے قبل حدیث ”السُّتُّ اولیٰ بَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ“ کافرہ ضرور فرمایا اس بنا پر

۱۔ مثلاً ترمذی، محاوی، ابن عقدہ، هجری، ابو حاتم، طبرانی، قطیعی، ابن بطة، دارقطنی، ذہبی، حاکم، شبلی، ابو القاسم، ابن سان، بیہقی، خلیف، بختانی، ابن مغازی، حکانی، عاصی، خلیفی، سمعانی، خوارزمی، بیضاوی، جملہ، ابن عساکر، ابو الفرج، ابن رومی، ابو الفخر، ابن اثیر، ضیاء الدین، قزوینی، شیخی، تفتیزی، بحث الدین، وصالی، جنونی، اسجی، ولی الدین، زرندی، ابن کثیر، شریف، شباب الدین، جزری، مقریزی، ابن مساعی، پیغمبری، مبیدی، ابن ججر، حصل الدین، سہودی، کمال الدین، بدخشی، شیخانی، سیوطی، حلی، ابن باکری، سہار پوری، ابن جرجی۔

اگر رسول خدا پہلے فقرے کے بعد دوسرے فقرے میں کسی دوسرے کو مراد لیتا چاہتے تھے تو رضۃ کلام غیر مربوط ہو جاتا ہے جو بلاغت سے گری ہوئی بات ہوگی، رسول کی زبان تو بلاغت افروز تھی، لہذا پہلے اور دوسرے فقرے کا یکساں مفہوم متعین کئے بغیر چارہ نہیں اور وہی ترجمان کا واقعی منشأ بھی بھی تھا۔ مزید توضیح تذکرہ سبیط جوzi سے ہوتی ہے۔ (۱) معانی مولا کی تعداد گنانے کے بعد دسوال مطلب اولیٰ لکھ کر افادہ فرماتے ہیں کہ حدیث خدیر میں مولیٰ کا مطلب طاعت مخصوص ہے اور یہی مطلب متعین کیا جاسکتا ہے اس طرح مفہوم حدیث یوں ہو گا: من كنت اولیٰ به من نفسہ فعلی اولیٰ به (جس کے نفس پر میں با اختیار ہوں علیٰ بھی با اختیار ہیں)۔

حافظ ابو الفرج اصفہانی مرج البحرين میں وضاحت کرتے ہیں کہ رسول نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من كنت وليه و أولیٰ به من نفسہ فعلی و ليه (جس کا میں ولی ہوں اس کے نفس پر مختار کل ہوں یہ علیٰ بھی اس کے ولی ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ مولیٰ کے تمام معانی میں صرف دسوال معنی اولیٰ باشی ہی موزوں تر ہے اور ارشاد رسول السخن بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ حدیث اثبات امامت اور علیٰ کی امامت مطلقہ پر نفس صریح ہے۔

ابن طلحة وضاحت کرتے ہیں کہ علماء حدیث نے اس میں لفظ مولیٰ کو اولیٰ کے معنی میں لیا ہے۔ (۲) اعتراضات علماء کے نظائر آگے بیان ہوں گے۔

### دوسری قرینہ

حدیث کے بعد کا فقرہ ہے: اللهم وَالِّيْ مَنْ وَالِّيْ أَلَّا وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ اس جملے کی روایت بھی ہے: انصر من نصرہ اخذل من خذله اور اسی سے ملتے جلتے فقرے روایات میں پائے جاتے ہیں، ان فقروں کے اسناد محدثین کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں، یہ فقرہ بھی واضح قرینہ فراہم کرتا ہے کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ کے سواد دوسرے مراد نہیں لئے جاسکتے جو معنی امامت کو تلزم ہیں۔

۱۔ تذکرۃ المجموع ص ۲۰ (۳۲)

۲۔ مطالب المسند ص ۱۶

دوسرا یہ کہ اس دعائیں عمومیت ہے، کسی زمانے یا حالت کی قید نہیں ہے جو امام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوستانِ علیٰ کی ولایت و نصرت اور دشمنان علیٰ کی ذلت و نکبت ہر زمانے اور ہر حال سے متعلق ہے۔ اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ آپ ہر حال میں مخصوص ہیں، ایک لمحے کے لئے بھی گناہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ہر حال میں حق آپ کے ساتھ ہے کیوں کہ ایک لمحے کے لئے بھی گناہ فرض کرنے سے آپ کی نہ صحت اور بیرونی سے دست برداری لازم ہو جاتی ہے، کیوں کہ رسولؐ نے کسی زمانے کا استثناء نہیں فرمایا اس لئے علیٰ کسی زمانے میں بھی عصمت سے الگ نہیں ہو سکتے، جو شخص اس مرتبہ پر فائز ہو، واجبی طور سے وہ لوگوں کا امام ہو گا اور اس سے کثر کو امام سمجھنا قبیع ہو گا۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگوں کے نشوون پر ان سے زیادہ با اختیار ہو گا۔

تیرے یہ کہ دعائے رسولؐ کے سیاق و سبق میں مناسب ترین مفہوم بھی معین ہوتا ہے کہ آنحضرت لوگوں کو اطاعت علیٰ کا مکلف نہار ہے تھے۔ اس دعا کے ذریعہ اطاعت کی ترغیب دے رہے تھے اور آپ کے حکم سے سرتالی پر تہذید فرمائے تھے۔ یعنی اسی وقت معین ہوں گے جب مولیٰ کے معنی اولیٰ سمجھے جائیں۔ اس کے برخلاف اگر محبت و ناصر مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب بھی ہو گا کہ علیؐ اس کے دوست ہیں جسے رسول خدا دوست رکھتے ہوں، یا علیؐ اس کے مددگار ہیں جس کے نبی مددگار ہیں اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ علیؐ جس وقت مظاہرہ محبت و نصرت کرتے اس وقت ارشاد فرمایا جاتا، نہ کرامت کے تمام افراد کو دعائیں شامل کر لیا گیا کہ اگر وہ دوستی کریں تو دوست اور دشمنی کا مظاہرہ کریں تو تفریق کی جائے، لیکن ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول خدا امانت اور حضرت علیؐ کے درمیان مراسم محبت قائم کرنا چاہتے تھے لیکن پہلی بات تو یہ کہ جس وقت رسول خدا نے حکم خدا سے اپنے وصی کی امانت مطلقاً کو تمام امانت پر لازم کرنے کے لئے اعلان فرمایا تو آپؐ لوگوں کے طبعی احوال کے مطابق جانتے تھے کہ یہ معاملہ اسی وقت رو بعمل آسکتا ہے جب لشکر گراں ہو، مددگاروں اور اطاعت شعاروں کی کثرت ہو تاکہ ولایات و عمال کی مدد سے لوگ علی کے مطیع ہو سکیں، ایک طرف آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس گروہ میں حاصل دین علیؐ بھی ہیں چنانچہ قرآن میں اس کا بیان موجود ہے، ان میں مخالفین کا گروہ بھی ہے جو

جاہلی جذبہ انتقام سے بھرا ہے، اس کے علاوہ حکومت و اقتدار کے خواہشند بھی ہیں۔ وہ خلافت کے مستحق نہیں ہیں۔ نتیجہ میں علی کی حق پسندی و عدالت ان کی آرزوؤں سے میل نہیں کھائے گی اور خلافت و رزم آرائی کا بازار گرم ہو گا۔ آپ نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ ان تو سرواعلیاً و ما ارا کم فاعلین تجدوہ ہادیہ مهدیا (اگرچہ تم ایسا کرو گے نہیں لیکن اگر علی کو اپنا امیر و حاکم تسلیم کر لو تو تم انھیں ہادی و مهدی پاؤ گے) ایک دوسری روایت ہے: ان تستخلقو اعلیاً و ما ارا کم فاعلین تجدوہ هادیہ مهدیا۔ (اگرچہ تم ایسا کرو گے نہیں لیکن اگر علی کو اپنا خلیفہ مان لو تو انھیں ہادی و مهدی پاؤ گے) اس طرح آپ نے اعلان و لایت کے بعد علی کے مدگاروں کیلئے دعا شروع کر دی اور دشموں پر نفرین کرنے لگے تاکہ اس دیلے سے علی کی خلافت مکمل ہو سکے لوگ سمجھ جائیں کہ ان کی دوستی سے خدا اور رسول راضی اور دشمنی سے ناخوش ہیں، اس طرح لوگ علی کے گرد حصار کر سکیں، دعا کے فتوؤں میں عمومیت کا ہونا علی کے عظیم الشان مرتبے کی نشاندہی ہے جن کی دوستی کو خداوند عالم کی دوستی کے مقابل قرار دیا گیا ہے۔ اس ارشاد اور دعائیہ تقریے میں عمومیت ہے جب کہ مومنین میں باہمی محبت کا حکم خداوندی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس عمومیت کا مصدق ستون دین، اسلام کی علامتی شخصیت ہی ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے دیکھا ہے کہ علی ہر حال میں امت کے تمام افراد سے مظاہرہ محبت کرتے ہیں اور علی ایسے تھے بھی۔ اسی صورت میں رسول نے علی کو خود ہی خلیفہ بنا دیا تاکہ علی وظیفہ محبت و نصرت انجام دے کر لوگوں کی نجات اور ہمآلک سے چھٹا کار دالا۔ میں چنانچہ سلاطین و رعایا کے مابین یہ چیز شائع ہے۔

چونکہ رسول سے ہماری محبت و نصرت اسی انداز پر ہے اس لئے لامحال جو شخص آپ کی ذمہ داریوں کا عہدہ بردار ہواں کو اسی خصوصیت کا حال ہونا چاہئے ورنہ سیاق کلام محل ہو جائے گا، اس تقریب و اہتمام کی روشنی میں محبت و نصرت کا مفہوم بھی معنی امامت ہی کی نشاندہی کرتا ہے۔ جس سے لفظ اولی کا مفاد ہوتا ہے، اس کے علاوہ علماء و حفاظ نے جن بے شمار طریقوں اور متصل کلمات سے حدیث غدری کی روایت کی ہے وہ ہمارے محققہ مفہوم ہی سے میل کھاتی ہے۔

تیرا قرینہ

ذر انداز رسول بھی ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! تم کس بات کی گواہی دیتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سواد و راخدان ہیں۔ آپ نے پوچھا: پھر کس بات کی گواہی دیتے ہو....؟ جواب دیا: محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ رسول نے پوچھا: تمہارا ولی کون ہے...؟ جواب ملا: خدا و رسول ہمارا ولی ہے، اس کے بعد آپ نے علیؑ کا بازو تھام کر فرمایا: جس کا خدا و رسول مولا ہے اس کے یہ مولا ہیں۔

یہ جریر کے الفاظ تھے۔ اسی سے ملتے جلتے امیر المؤمنین، زید بن ارقم اور عامر بن لیلی کے ہیں۔ حدیث کے الفاظ سند صحیح میں یہ ہیں: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر آگے بیان ہے، سب نے کہا: ہاں! ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔ رسول نے فرمایا: خدا یا! گواہ رہنا۔ اس کے بعد فرمایا: لوگو! خدا امیرا مولا ہے اور میں مؤمنن کا مولا ہوں۔ میں مؤمنین پر ان کے نفوں سے زیادہ اولی (با اختیار) ہوں، پس جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ اس طرح توحید و رسالت کے سیاق شہادت میں جواہرویت مطلقہ کو تنزیم ہے علیؑ کی ولایت کا اعلان کرتا۔ ظاہر ہے کہ اس سے امامت ہی مراد ہو سکتی ہے۔ اور یہ لوگوں کے نفوں پر ان سے زیادہ با اختیار ہونے کے متراود ہے۔

### چوتھا قریبة

رسول خدا کا بعد اعلان:

”الله اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضی الرّب بر سالتی و الولایۃ  
علی بن ابی طالب“ (خدا بزرگ ہے اس نے میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر دین کامل، نعمت  
تمام اور پروردگار خوشنود ہوا) فرمانا، اس سے آپ کیا معنی سمجھ سکتے ہیں۔ جس اعلان پر دین کامل، نعمت  
تمام رب خوشنود اور جس روایف رسالت سے امور اشاعت مکمل، دین مستحکم اور جس پر مستعدی و کھانے  
سے رسول اسلام سرخود ہو جائیں۔ اس سے امامت و اولی بالنفس کے علاوہ بھی کوئی مطلب سمجھا جاسکتا  
ہے۔

## پانچواں قرینہ

اعلان ولایت سے پہلے رسول نے فرمایا: گویا مجھے موت کی دعوت دی گئی ہے اور میں نے لبیک کہا ہے۔ یا یہ فرمایا: ہو سکتا ہے مجھے بلا جائے اور لبیک کہوں۔ یا یہ الفاظ: ممکن ہے بہت جلد میں تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں۔ یا میرے پاس خدا کا پیغام برآئے اور میں جواب دوں۔ حفاظ کے یہاں اس قسم کے متواتر فقرے ہیں، یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آنحضرتؐ کی کوئی اہم ترین تبلیغ باقی رہ گئی ہے۔ آپ کو اندر یہ ہے کہ کہیں اس سے قبل ہی موت کا بلا واندہ آجائے۔ اگر یہ کام نہ ہو تو تبلیغ ناقص رہ جائے گی۔ اس بکے بعد آپ نے امیر المؤمنینؑ اور عترت طاہرہؓ کی ولایت کے سوا کوئی اعلان نہ کیا، یعنی صحیح مسلم (۱) اور دوسری صحاح کا بیان ہے، اب اس کے بعد کیا اس اہم ترین اعلان کے مفہوم کو امامت کے علاوہ بھی کچھ سمجھا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے اعلان ہوا ہے وہ لوگوں کے نفسوں پر اولیٰ ہونے کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔

## چھٹا قرینہ

رسول خدا نے اعلان ولایت کے بعد فرمایا: مجھے تہنیت پیش کرو خدا نے مجھے بیوت سے اور میرے اہل بیت کو امامت سے مخصوص فرمایا۔ یہ عبارت واضح کرتی ہے اہل بیت کی مخصوص امامت کا اعلان تھا جس کی اولین فرد علیٰ تھے۔ رسول کا مطلب اس وقت امامت ہی تھا اس کے بعد تین دن تک تہنیت، بیعت، مصافحہ اور بغلگیری کا بازار گرم رہا اس سے خلافت و اولویت ہی کے معنی سمجھے جاسکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابو مکر و عمر نے علیؑ کو ولایت کی تہنیت پیش کی اور واضح طریقے سے لفظ مولا کو رسولؐ ہی کے لئے میں استعمال کیا۔ اس سے صرف اولیٰ ہی کا مفہوم مراد لیا جا سکتا ہے۔

## ساتواں قرینہ

بعد اعلان فرمایا کہ حاضرین کو غائب لوگوں تک یہ بات ہو نچا دیتی چاہئے۔ اگر محبت و نصرت مراد لینا تھا تو قرآن میں مومنین کی باہمی محبت و نصرت کا حکم موجود ہی ہے۔ کوئی سمجھدار شخص اس اہتمام

۱۔ صحیح مسلم (ج رہس ۲۵، حدیث ۳۶ کتاب فضائل الصحابة)

میں اعلان کو مناسب نہیں سمجھے گا۔ بے شک یہی فیصلہ ہو گا کہ رسول اہم فرض سے سکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ اس سے مراد وہی امامت ہے جس سے دین کامل ہوا۔

### آٹھواں قرینة

ابوسعید و جابر کے الفاظ میں رسول نے بعد اعلان تمجیل دین و اتمام نعمت پر تکبیر کی۔ وہب کے الفاظ ہیں: یہ علی میرے بعد تم حمارے ولی ہیں۔ حضرت کے الفاظ ہیں: میرے بعد ہر مومن کے ولی۔ اسی طرح حفاظ و محدثین کے الفاظ میں، یقیناً علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ (۱) ابوحنیم نے حلیہ میں حدیث لکھی ہے: جو شخص پسند کرتا ہے کہ میری طرح جئے۔ میری طرح مرے اور جنت عدن کے شاداب باغ میں رہے۔ اسے میرے بعد علیؑ کو ولی مانا جائے۔ اسکی اقتدا کرنی چاہئے کیونکہ وہ میری عترت اور میری طینت سے خلق کئے گئے ہیں۔ (۲) ایک موافق صحیح سند کے ساتھ ابن عباس حدیفہ اور زید کی روایت ہے جو پسند کرتا ہے کہ اس کی زندگی و موت میری طرح ہو۔ اور داتہ جو ہر یا قوت سے تمک کرنا چاہتا ہے، جسے خدا نے اپنے ہی دست قدرت سے بنایا ہے، اسے چاہئے کہ میرے بعد علیؑ کی ولایت تعلیم کرے۔ یہ تمام تعبیریں صاحب رسالت کے مثال امیر المؤمنین کی ولایت کا ثبوت حفظ امرات کے ساتھ فراہم کرتی ہیں۔ اس میں جو (بعدی) کا لفظ ہے۔ عام اس سے کہ زمانی ہو یا مرتبہ۔۔۔ اس سے تمام حالات میں اولویت کا ہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے اگر اس سے محبت و نصرت کا مطلب سمجھا جائے تو ظاہر ہے کہ اتفاق کے بجائے تنقیص کا پہلو نکلے گا۔

### نوال قرینة

رسولؐ نے بعد تبلیغ فرمایا: خدا یا تو ان پر گواہ رہنا کہ میں نے پیغام یہو نچا دیا اور نصیحت کروی۔ یہ

۱۔ (سنن ترمذی ح ۵۹۰ ص ۵۹۰ حدیث ۳۷۱۲؛ سنن احمد بن حنبل ح ۶۰ ص ۲۸۹ حدیث ۲۲۵۰؛ المسند رک علی الحسنیں

ح ۲۳ ص ۱۳۲ حدیث ۳۶۵۲؛ السنن الکبریٰ ح ۵۹ ص ۴۵۰ حدیث ۸۱۳۶ کتاب الناقب؛ خصائص نبأی ص ۱۰۹ حدیث

۲۹، مصنف ابن ابی شیخہ ح ۱۷۷ ص ۹۷ حدیث ۱۳۷۰

۲۔ حلیۃ الاولیاء ح راص ۸۶ (المسند رک علی الحسنیں ح ۲۳ ص ۱۳۹ حدیث ۳۶۲۲)

امت کی تبلیغ و نصیحت کا استشہاد اشارہ کرتا ہے کہ کوئی نئی بات کمی گئی ہے جسے پہلے ہرگز نہیں بیان کیا گیا۔ یہاں کے دوسرے معانی خصوصاً محبت و نصرت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جبکہ امت پر گواہی کا خصوصیت سے مسلمانوں کے درمیان اعلان ہو رہا ہے، اگر محبت و نصرت مراد بھی لئے جائیں تو اسی حد پر جسے میں نے پہلے بیان کیا (یعنی رعایا و بادشاہ کی طرح شدید محبت)۔

### سوال قریبہ

پہلے بیان ہوا کہ رسول نے اعلان سے قبل فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے ایسے پیغام پر مأمور فرمایا ہے کہ جس سے میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے، مجھے اندر یہ ہے کہ لوگ مجھے جھلانیں گے، خدا نے مجھے سرزنش فرمائی کہ اگر تبلیغ نہ کرو گے تو معدہ ب کروں گا۔

دوسرے الفاظ میں۔ خدا نے مجھے ایسی تبلیغ پر مأمور فرمایا ہے کہ شگی سینہ کی وجہ سے التباس کرنے لگا۔ مجھے لوگوں کے جھلانے کا اندر یہ ہے، خدا نے سرزنش فرمائی کہ اگر تبلیغ نہ کرو گے تو معدہ ب کروں گا۔ کچھ الفاظ یوں ہیں: میں نے خدا سے رجوع کر کے منافقوں کے طعن و تشنیع و تکذیب کا اذر کیا، خدا نے کہا: ضرور تبلیغ کرو رہے معدہ ب کروں گا۔ گزشتہ صفات میں بیان ہوا کہ حکم اعلان جائشی کے بعد رسول کے کی طرف چلے، فرماتے جاتے تھے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ عہد جاہلیت کی طرف نہ پلٹ جائیں، میں یہ کام کیسے انجام دوں، لوگ کہیں گے: اپنے مچیرے بھائی کو یہ مرتبہ عطا کر دیا۔ آپ چلتے رہے اور جنت الوداع بجالاتے رہے۔ یہ بھی بیان ہوا کہ رسول نے فرمایا: خدا نے مجھے علیٰ کو نصب کرنے اور ولایت کا اعلان کرنے کا حکم دیا ہے، آپ خوفزدہ ہوئے کہ لوگ طعنہ دیں گے علی کی طرفداری کا، جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں گے۔

اس عظیم خبر کو ہونچانے میں منافقوں کی تکذیب کا خوف، طعنوں کا خوف، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے متعلق کوئی خصوصی بات ہے نہ کہ عاوی امر، جس میں تمام مسلمان برادر کے شریک ہیں۔ یہاں محبت و نصرت نہیں بلکہ اولویت یا اسی سے ملتے جلتے مفہوم مراد لئے جاسکتے ہیں۔

## گیارہواں قرینہ

بے شمار اسانید میں واقعہ غدیر کی تعبیر لفظ نصب سے کی گئی ہے، حضرت عمر کا بیان ہے کہ رسول خدا نے حضرت علیؑ کو علامتی حیثیت سے نصب فرمایا۔ حضرت علیؑ کا بیان ہے: خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ مجھے لوگوں میں نصب فرمائیں۔ عاصمی کی روایت میں ہے کہ مجھے علامتی حیثیت سے نصب فرمائیں۔ امام حسنؑ کا ارشاد: کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا نے غدیر خم میں نصب فرمایا۔ عبد اللہ بن جعفر نے کہا: ہمارے نبی نے لوگوں میں بہترین کو غدیر خم میں نصب فرمایا۔ قیس بن سعد نے کہا: انھیں رسولؐ نے غدیر خم میں نصب فرمایا۔ ابن عباس وجاہر نے کہا: خدا نے نبی کو حکم دیا کہ علیؑ کو نصب فرمائیں۔

ابوسعید خدری نے کہا: جب رسول خدا نے علیؑ کو غدیر خم میں نصب فرمایا تو ان کی ولایت کا اعلان کیا۔ نصب کے یہ تمام الفاظ ہمیں کسی نئے مرتبے کی اطلاع فراہم کرتے ہیں جو اس سے قبل غیر معروف تھا۔ محبت و نصرت کو تمام مسلمانوں کے لئے ثابت ہی تھی، یہ کلمہ نصب حکومت کی برقراری اور شہوت ولایت کے لئے بولا جاتا ہے۔ بادشاہ نے زید کو فلاں علاتے کا والی نصب کیا۔ نہیں بولا جاتا ہے کہ اس نے رعایا کے لئے محبت و نصریاً محجوب و منصور نصب کیا۔ مزید یہ کہ یہ لفظ متعدد طریقوں سے لفظ ولایت کے ساتھ لوگوں یا قوم کے لئے بولا جاتا ہے اور ان لفظوں سے پورے طور پر حاکیت مطلقہ تھی جاتی ہے۔ اور یہی وہ امامت ہے جو اولویت کے مترادف ہے جس معنی مولا کا ہم دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہی معنی ابن عباس کے الفاظ سے سمجھ میں آرہے ہیں۔ ”نبی کو حکم دیا گیا کہ اپنا قائم مقام معین کریں۔ اس معنی کیوضاحت ارشاد رسولؐ سے ہوتی ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا کہ تمہارے لئے امام نصب کروں جو میرے بعد میرا جائشیں وصی اور خلیفہ ہو جئے قرآن میں اس کی اطاعت میری اطاعت اور تحسیں اس کی ولایت پر مأمور کیا ہے۔

آپ کا یہی ارشاد ہے کہ خدا نے علیؑ کو تمہارا ولی و امام نصب کیا ہے اس کی اطاعت سب پر فرض کی ہے، اس کا حکم نافذ اور اس کا ارشاد مطاع ہے۔

## بارہواں قرینہ

پہلے ابن عباس کا قول بیان ہوا کہ حدیث غدیر کا تذکرہ کر کے کہا تھا: پس خدا کی قسم لوگوں کی

گردنوں پر ولایت واجب ہو گئی۔ ایک دوسری روایت میں فی اعتاق القوم کا لفظ ہے۔ اس فقرے سے حدیث کا جدید مطلب مستفاد ہوتا ہے جس کی اس سے پہلے مسلمانوں کو معرفت نہ تھی اور جو تمام ذہنوں میں حضن تھی۔ ابن عباس نے قسم کھا کر اسی کو موکد کیا ہے اور وہ اقرار رسالت کے ساتھ خلافت علی ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ اول کے مطلب سے الگ نہیں۔

### تیرہ وال قرینہ

فرائد حموینی میں ابو ہریرہ کی روایت ہے: جب رسول حج وداع سے پہلے تو آیہ تبلیغ نازل ہوئی جب آپ نے ”وَاللَّهِ يَعْصُمُكُمْ مِنَ النَّاسِ“ سناتو مطمئن ہو گئے۔ آگے بیان ہے کہ یہ آخری فریضہ تھا جسے خدا نے بندوں پر واجب کیا۔ جب رسول نے پیغام ہو نچا دیا تو آیہ اکمال دین نازل ہوئی اس خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے ایسا فریضہ ادا کیا ہے جو پہلے ادا نہیں ہوا تھا، یہ محبت و نصرت کا اعلان نہیں ہو سکتا، کیون کہ قرآن و حدیث میں قبل ازیں اسے بیان کیا جا چکا تھا اب متنی امامت ہی باقی رہ جاتے ہیں جسے اس لئے تا خیر میں ڈالا گیا تھا کہ نفرتوں پر جھاڑ دپھرے۔ خود رسول لوگ عظیم تبلیغ وحی پر آمادہ ہوں یہ مفہوم اولیٰ ہی سے میل کھاتا ہے۔

### چودہ وال قرینہ

زید بن ارقم کا بیان متعدد طرق سے نقل ہوا کہ ان کے داماد نے حدیث غدریہ کے متعلق سوال کیا۔ زید نے جواب دیا کہ تم عراق والے جیسے ہو معلوم ہے۔ داماد نے کہا: میری طرف سے خطرہ محسوس نہ کجھے تب زید نے کہا: ہاں! ہم جھٹے میں تھے رسول اپنی قیام گاہ سے واپس آئے.....

عبداللہ بن علام نے زہری کے بیان حدیث غدریہ پر کہا تھا: شام والوں سے یہ حدیث بیان نہ کرنا۔ سعید بن میتب نے سعد بن ابی وقاص سے کہا: میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: جو پوچھتا ہو بے دھڑک پوچھو، میں تمہارا چھیرا بھائی ہوں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی ایسی ہی بات تھی جسے عراقیوں و شامیوں سے بیان کرنا مصیبۃ مول لینے کے متراوٹ تھا کیوں کہ وہ وحی رسول سے عداوت رکھتے تھے۔ اسی لئے زید بن ارقم اپنے عراقی داماد کے غافق و عناد

سے ذرتے تھے۔ جب مطہن ہوئے تو حدیث بیان کی۔ ان حقائق کی روشنی میں کوئی مسلمان اس کے مبتدل معنی فرض نہیں کر سکتا بلکہ اس سے ایسا معنی مراد ہو سکتا ہے جو قامت علی پر چپا ہو سکے وہ برتری کا مفہوم سوائے خلافت اولویت کے دوسرا نہیں ہو سکتا۔

### پندرہواں قرینہ

امیر المؤمنین نے اپنے زمانہ خلافت میں مقام رجبہ معتبر ضمیں خلافت پر احتجاج فرمایا۔ اس گروہ کی بلوتی بند ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ مولیٰ کے معنی محبت و ناصر کے جائے اولویت ہی ہیں کیوں کہ امام نے اپنی خلافت پر استدلال فرمایا تھا۔ حاضرین نے غدری کی گواہی دی تھی۔

### سولہواں قرینہ

حدیث رکبان میں بیان ہوا کہ ابوالیوب انصاری کے ساتھ ایک گروہ نے امیر المؤمنینؑ کو السلام علیک یا مولا ناکہہ کے سلام کیا۔ آپ نے سوال کیا: میں تمہارا مولا کیسے؟ تم تو عرب ہو۔ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول خدا سے حدیث غدری سنی ہے۔ قارئین اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ کا صحابہ سوال کسی مبتدل معنی مثلاً محبت و ناصر کے لئے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عربوں کو اجتماعی زندگی میں محبت و نصرت کا رانج ہونا ناپسند نہیں تھا۔ بلکہ عرب اس سے اہم مطلب سمجھ رہے تھے اور وہ اولویت کے سوا دوسرا مفہوم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی ولایت مطلقہ و امامت ہے، اسی مفہوم کے پیش نظر انہوں نے امام کا جواب دیکر حدیث غدری کا استناد کیا۔

### سترہواں قرینہ

مناشدہ رجبہ درکبان کے دنوں میں حدیث غدری چھپانے والوں کو علیؑ کی بد دعا کے اثر کا ذکر ہوا کچھ برص میں بتلا ہوئے کچھ کی مٹی پلید ہوئی، کچھ اندر ہے ہوئے یہ لوگ بذات خود غدریخ میں موجود تھے۔ کیا کوئی سمجھدار شخص اس بات کو رواسمجھے گا کہ ان کے چھپانے پر بلااؤں کا نزول اور امیر المؤمنینؑ کی بد دعا محض محبت و ناصر کا مفہوم چھپانے کی وجہ سے تھی، یہ مفہوم تو عمومی حیثیت سے تمام افراد مسلمین میں رانج

تھا۔ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ امام کی بد دعا بہت سے مسلمانوں کو شامل ہو جو باہمی نفرت و عناد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن نہیں۔ ایک حقیقت شناس اس سے بھی سمجھے گا کہ انہوں نے اک بنا عظیم (اہم ترین خبر) چھپانے کی سماں کی تھی اور یہ بہت سے نصوص متواترہ سے ہم آہنگ وہی مفہوم اولی ہے جو امامت سے عبارت ہے، گواہی چھپانے والوں کی اسی پیاری کو عام پیاریوں جیسا نہیں سمجھتا چاہئے بلکہ وہ لوگ مولا کو اس مخصوص فضیلت پر فائز دیکھنا نہیں چاہتے تھے، اس لئے چھپایا تھا۔ آخرست کی بد دعا اس لئے تھی کہ اظہار حق ہو سکے، عبر بھر پیشانی اور آنکھوں پر اس کستان کا نشان باقی رہ گیا اور یہ بات رہتی دنیا تک باقی رہ گئی۔

### اٹھارواں قرینة

منا شدہ رجب کے سلسلے میں محبت طبری کی روایت بیان ہوتی کہ جب حضرت علیؑ لوگوں کو غدریم کے متعلق تم دلار ہے تھے تو بہت سے اصحاب رسولؐ نے کافنوں سننے کی گواہی دی۔ ابوالطفیل کہتے ہیں میں دل میں شک لئے سیدھے زید بن ارم کے پاس آیا، ان سے پوچھا کہ حضرت علیؑ ایسا ایسا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں انکار کی کیا بات ہے، میں نے خود بھی رسول خدا سے ایسا فرماتے سنائے۔ آپ کو ابوالطفیل کے اس روایت سے انکار و خلافت کا شہر ہوتا ہو گا۔ وہ واقعہ غدر پر شبہ نہیں کر رہے تھے کیوں کہ عشق علیؑ سے سرشار تھے۔ انھیں مولا کی روایت پر بھی شبہ نہیں تھا بلکہ وہ مولیؑ کی عظمت سے بھر پور مفہوم پر لوگوں کے انحراف سے حیرت میں جلتا تھا کہ یہ اصل عرب لفظ کی حقیقت سے واقف ہیں۔ صحابی رسولؐ ہوتے ہوئے انجان بن رہے ہیں یا حادثوں کے خوف سے چھپا رہے ہیں۔ جب زید سے سن لیا تو سمجھ گئے کہ افتخار کی لکھ نے مفہوم ڈر گوں کر دیا ہے۔ یہ عظیم مفہوم صرف خلافت و اولویت ہی تو مستلزم ہے، درستہ دوستی و مددگاری کا مطلب تو تمام مسلمانوں پر چپاں ہوتا ہے۔

### انیسوال قرینة

حارث بن نعمان فہری کا انکار اور رسولؐ کا معنی حدیث بیان کرنا جن کی تشریحات گز شش صفحات میں بیان ہوئیں، اس سے بھی تاکید ہوتی ہے کہ مولا کے معنی اولیٰ ہی ہیں۔

## بیسوال قریشہ

ریاض، ذخیرہ، وسیلہ و مناقب خوارزمی و صواتق میں ہے کہ دو اعرابی باہم جھگڑتے آئے، حضرت علیؑ سے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کو کہا گیا۔ ایک اعرابی حقارت سے بولا: کیا یہ ہمارا فیصلہ کرے گا؟ یہ سن کر حضرت عمر نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا، اسے ڈانت پلائی کہ تیراستیاناں ہو جائے تو جانتا ہے یہ کون ہے، یہ میرے اور تمام مومنوں کا مولا ہے، جو اسے مولانہیں مانتا وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ (۱)

اسی طرح دو آدمیوں نے کسی معاملہ میں جھکڑا کیا، دوسرا نے اسی بزم میں بیٹھے ہوئے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا، یہ فیصلہ کریں گے۔ وہ شخص حقارت سے بولا: یہ بڑے پیٹ والا..؟ یہ سن کر حضرت عمر نے اپنی جگہ سے اچھل کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا: تو جانتا ہے تو نے کس کی تحقیر کی ہے، یہ میرے مولیٰ اور تمام مسلمانوں کے مولیٰ ہیں۔

فتاویٰ اسلامیہ میں ہے: ایک اعرابی کا حضرت علیؑ نے فیصلہ کیا، وہ اس پر راضی نہیں ہوا، حضرت عمر نے اس کا گریبان پکڑ لیا، تیرا برا ہو، وہ میرے اور تمام مومن و مومنہ کے مولا ہیں۔ (۲) طبرانی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر سے پوچھا گیا جیسی تقطیم آپ حضرت علیؑ کی کرتے ہیں ویسی کسی کی نہیں کرتے، ایسا کیوں ہے....؟ انہوں نے جواب دیا: وہ میرے مولا ہیں۔ اسے زرقانی نے بھی لکھا ہے۔ حضرت علیؑ کے مولا ہونے کا اعتراف جس طرح حضرت عمر نے یہاں کیا غدریخ میں بھی کیا تھا، اس اعتراف میں انہوں نے کہا: جو بھی انہیں مولا نہ مانے وہ مومن نہیں۔ (۳) اگر اس کا مطلب دوست و مد دگار سمجھا جائے تو مفہوم یہ ہو گا کہ جو انہیں دوست و مد دگار نہ سمجھے وہ مومن نہیں۔ یہ مفہوم ثبوت خلافت ہی کو تسلیم ہے۔ کیوں کہ عام مسلمانوں سے نفی دوستی ایمان کو ختم نہیں کرتی، صحابہ کے درمیان اس قدر عنادھا کہ کالم گلوچ، ملکے بازی اور ایک دوسرے کا بجیہہ ادھیر نے کے بھی مظاہر ہے ہوئے خود زمانہ رسالت میں بھی

۱۔ الریاض الفخرۃ ج ۲ ص ۷۰۷ (ج ۳ ص ۱۱۵)؛ ذخیرۃ العقین ص ۲۸؛ وسیلة المآل (ص ۱۱۹ باب ۲)؛ مناقب خوارزمی ص ۷۹ (ص ۱۲۰ حدیث ۱۹۱)؛ اصوات عن آخر قسم ص ۷۰۷ (ص ۱۷۶)

۲۔ الفتوحات الاسلامیہ ج ۳ ص ۷۰۷

۳۔ شرح المواہب ج ۱ ص ۱۳۲

ایسا ہوا لیکن رسول نے ان کے ایمان کی نقی نہیں کی، اور نہ مسلمانوں نے صحابہ کے عدول کا نظریہ بدلا۔ لا  
محالہ یہاں مولا کا مطلب امامت ہے جو اولیٰ کے متراوف ہے۔ حضرت عمر کے معینہ مفہوم کی روشنی میں یا  
مختلف موقع پر ارشاد رسولؐ کی روشنی میں مانا جائے... یہ واضح حقیقت بہر حال مانی ہی پڑے گی۔

## ذیلی بحث

نہایہ ابن اثیر و سیرت حلیبیہ میں ایک مجھوں روایت منسوب ہی گئی ہے کہ ارشاد رسولؐ "من کثت  
سو لاد" کا سبب یہ تھا کہ اسامد بن زید نے جس وقت علیؑ سے کہا کہ آپ میرے مولائیں، میرے مولا  
صرف رسولؐ خدا ہیں۔ اس لئے رسولؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں۔ (۱)  
اس مجھوں روایت گز ہنے کا مقصد عظمت حدیث گھٹا کر اشتعال انگیز انکار کی فضا پیدا کرنا اور معنوی  
شخصی جگہ اقرار دینے کی سعی ہے کہ دو آدمیوں کی تلخ کلامی پر یقہرہ کہا گیا، وہ نادان ایک مشکوک بات کو  
بے شمار قوی استناد کے مقابلے میں لانا چاہتا ہے، ایک طرف یہ بات اور دوسری طرف تجھیں دین و اتمام  
نعت کی بشارت کی نص و الی آیات کریمہ۔ کیا یہ دو آدمیوں کی تلخ کلامی کا سبب ہو سکتی ہیں؟ وہ مجھوں شخص  
اس بات کو نظر انداز کر گیا ہے اس سے تو معنی مولا کی مزید تکید اور حریف پر جنت قائم ہوتی ہے، بشرطیکہ  
یہ صحیح ہو۔ اگر حدیث غدریکے متذکرہ سبب کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ اسامد کے انکار سے تو  
فضیلت علیؑ کا خصوصی مفہوم پیدا ہوتا ہے، اسامد یا کوئی بھی اس سے بہرہ نہیں۔ متنکر کی بات ہی سے  
اولویت کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ رسولؐ نے جب سمجھ لیا کہ آپ کی امت میں تلخ کلامی کا یہ مسئلہ ممکن ہے خطرناک  
نتائج تک پہنچے تو آپ نے غدریخ کے عظیم اجتماع میں علیؑ کی جلالت واضح فرمائی کہ آپ کے مقابلے  
میں کسی مسلمان کی عظمت نہیں۔ سب کو علیؑ کی اطاعت کرنی چاہئے جس طرح میرے ساتھ بر تاؤ کیا جاتا  
ہے، اس خطبے سے سب کا عذر قطع ہو گیا۔

۱۔ النہیۃ فی غریب الحدیث والاثر ح ۲۳۶ ص ۲۲۸ (ج ۵ ص ۲۲۸)؛ السیرۃ الحلبیۃ ح ۳ ص ۲۷۰ (ج ۳ ص ۲۷۰)

اسی طرح ایک اور باتِ روحی گئی ہے احمد بن خبل نے بریدہ سے نقل کیا ہے، جنگ بین میں وہ علیؑ کے ہمراہ تھے وہاں انہوں نے علیؑ سے بہ زعم خود نامناسب با تسلی دیکھیں جب وابس خدمت رسول میں آئے تو علیؑ کی شکایت کی، رسول کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ (۱)

فرمایا: اے بریدہ! کیا میں موٹیں پران کے نفوں سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں، پھر آپ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ پہلے کی طرح یہ واقع بھی شخصی مسئلہ قرار دینے کی سی ہے۔ حدیث غدیر کے تواتر کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ اس نے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علیؑ کی اولویت کبھی بے صورت شخصی اور کبھی بے صورت نوعی اعلام ہوتی ہے۔ علیؑ نے جو کچھ حاکمانہ طریقہ اختیار کیا وہ بریدہ کی نسبتی مصلحت عمومی کا دراک نہ کر سکی، عمومی مصلحت پر انفرادی آراء اثر انداز نہیں ہوتی۔ مرتبہ ولایت شخصی تقاضوں پر حکمراں ہوتا ہے اسی لئے رسولؐ نے بریدہ کو ڈانٹ پلانی کر حد سے تجاوز نہ کرے۔ شوت یہ ہے کہ رسولؐ نے بریدہ سے سوال کیا: الست اولیٰ بکم من انفسکم۔

## ولایت کی تفسیری حدیث

تمام قرآن متذکرہ سے قبل خود رسول کے تفسیری کلمات لاکن توجہ ہیں سبھو مولیٰ کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں، پھر اس سلسلے میں حضرت علیؓ کے ارشادات۔

علیؓ بن حمید قرشی شیش الاخبار میں بحوالہ سلوك العارفین، تالیف الموقف بالله۔ حدیث رسول نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خدا سے ”من كنت مولاہ“ کا مطلب پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ میر امویٰ ہے میں اس کی بارگاہ میں بھر پور خود پر دگی کا مظاہرہ کرتا ہوں اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں۔ تمام مومنین کو میری بارگاہ میں خود پر دگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے، اور جس کا میں مولا ہوں جو بھی مجھ سے خود پر دگی کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کے علیؓ مولا ہیں۔ علیؓ کی بارگاہ میں خود پر دگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ (۱)

معاویہ سے عبد اللہ بن جعفر نے احتجاج کیا: ”اے معاویہ! میں نے رسول کو منیر پر فرماتے تھا اور ان کے سامنے میرے علاوہ عمر بن ابی سلمہ، اسامہ، سعد، سلمان، ابوذر، مقداد اور زبیر موجود تھے رسول نے فرمایا: کیا میں مومنین کے نفوں پر ان سے زیادہ با اختیار نہیں ہوں سب نے کہا: ہاں! اے خدا کے رسول! پھر فرمایا: من كنت مولاہ فعلی مولاہ۔ پھر اپنا ہاتھ علیؓ کے شانے پر رکھا اور فرمایا: خدا یا! اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھ۔ اے لوگو! میں جملہ مومنین پر ان کے نفوں سے زیادہ با اختیار ہوں، میرے مقابلہ میں مومنین کے ارادہ واختیار کو خل نہیں، علیؓ میرے بعد مومنین کے نفوں پر ان سے زیادہ با اختیار ہیں، ان کے مقابلہ میں مومنین کے ارادہ واختیار کو خل نہیں۔“

عبداللہ نے زور دے کر کہا: ”یقیناً ہمارے نبی نے افضل ترین، لاٽ ترین اور بہترین کو غدرِ خم اور دیگر مقامات پر امت کی ہدایت کے لئے منصوب فرمایا، علی کے ذریعہ انتہ پر جگ قائم کی اور اطاعت کا حکم دیا، انھیں خبر دی کہ علی کو آپ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، وہ مومنین کے ولی ہیں جس کے رسول ولی ہیں علی بھی ولی ہیں، رسول کی طرح علی بھی مومنین کے نفوس پر با اختیار ہیں، وہ رسول کے خلیفہ اور وحی ہیں۔“

زمانہ خلافت عثمان میں حضرت علیؑ نے احتجاج فرمایا کہ رسول خدا نے خطبہ فرمایا تھا: لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ خدا میرا مولیٰ ہے وہ میرے نفس پر مختار کل ہے۔ اور میں مومن کا مولا ہوں، میں مومنین کے نفوس پر مختار کل ہوں۔ سب نے کہا: ہاں، اے خدا کے رسول! پھر آپ نے فرمایا: یا علی! کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہوا تو فرمایا: ”من کنست مولاۃ“۔ اس وقت سلمان نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! یہ ولایت کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: جس طرح میری ولایت ہے جس طرح میں مومنین کا مختار کل ہوں علی بھی مختار کل ہیں۔

صفین میں حضرت علیؑ کا مناشدہ ہوا تھا جس میں آپ نے فرمایا: ”رسول خدا نے فرمایا کہ لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں، ان کے نفوس پر ان سے زیادہ با اختیار۔ اور جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ خدا یا! اس کے دوستوں سے وقتی اور دشمنوں سے دشمنی رکھا اس وقت سلمان نے کھڑے ہو کر پوچھا: خدا کے رسول! یہ ولایت کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا: میری ولایت کی طرح میں جس کے نفس پر مختار کل ہوں یہ علی بھی مختار کل ہیں۔

حافظ عاصمی نے ذین الفتن میں لکھا ہے: حضرت علیؑ سے ”من کنست مولاۃ“ کا مطلب پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: مجھے منصب رہبری عطا کیا گیا جس وقت میں کھڑا ہوا جس نے میری خلافت کی وہ گمراہ ہوا۔ آپ کا مطلب کھڑے ہونے سے یہ تھا کہ جس وقت بروز غدر میں حکم رسول سے بلند کر کے پھوائے جانے کے لئے کھڑا ہوا۔ اسی کے متعلق حسانؑ کا شعر ہے:

فقال له قم يا علىٰ فانى رضيتك من بعدى اماماً وهاديا

سید ہدایی "مودۃ القریٰ" میں حدیث رسول لکھتے ہیں: لوگوں کیا خداوند عالم میرے نفس پر مجھ سے زیادہ با اختیار نہیں۔ وہ مجھے امر و نہی فرماتا ہے، میرا امر و نہی کچھ بھی نہیں۔ سب نے کہا: ہاں، اسے خدا کے رسول! پھر فرمایا جس کا خدا اور میں مولا ہیں اس کے علی مولا ہیں، یہ تھیں امر و نہی فرمائیں گے، تھیں اپنے امر و نہی پر اختیار نہیں۔ اے خدا! اس کے دوست کو دوست، دشمن کو دشمن اور مدگار کی مدد کر جو اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے۔ خدا یا! گواہ رہنا میں نے تبلیغ و نصیحت کر دی۔ (۱)

واحدی حدیث غدیر پر تبصرہ کرتے ہیں: جس ولایت کی رسول نے علی کے لئے ثابت فرمایا ہے قیامت کے دن لوگوں سے یہ ولایت پوچھی جائے گی۔ آیت "وقفوهم انہم مسئولون" (انہیں ظہراً و آن سے پوچھا جائے گا) یعنی ولایت علی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ علی کا حق موالا ہے پوچھا جائے گا یا ضائع و نظر انداز کر دیا جائے گا تاکہ مطالبہ کے بعد یقین کردار کو پہنچیں۔ (۲)

حموئی ابن مسعود کی روایت لکھتے ہیں کہ رسول نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا: اے محمد! اپنے سابق انبیاء سے پوچھئے کہ وہ کس لئے مبعوث کئے گئے۔ پیغمبروں نے جواب دیا: آپ اور علی کی ولایت پر۔ (۳) حموئی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا: موالا ہے کو اصول دین کی ایک اصل قرار دیا گیا ہے۔ وہ ابو صادق کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مولا علی نے فرمایا: اصول اسلام تین ہیں یہ ایک دوسرے کے بغیر سو دندنیں۔ نماز، زکوٰۃ، اور موالا ہے... حضرت عمر کہتے تھے کہ علی جس کے مولا نہیں وہ مومن نہیں۔ (۴) آلوی اپنی تفسیر میں "وقفوهم انہم مسئولون" میں اختلاف اقوال نقل کر کے بہترین قول نقل کرتے ہیں کہ عقائد و اعمال کے متعلق سوال کیا جائیگا۔ اس میں اولین لا الہ الا اللہ اور ام ترین ولایت علی کرم اللہ وجہہ کا سوال ہے۔ (۵)

۱۔ مودۃ القریٰ مودۃ ۵

۲۔ فرائد الحسنین (ج راص ۶۹) حدیث ۳۷ باب ۱۳: بقلم درالحسنین (ص ۱۰۹)؛ الصواعن الحجر ص ۸۹ (ص ۱۳۹)  
حضری کی الرشد ص ۲۲

۳۔ فرائد الحسنین (ج راص ۸۱) حدیث ۵۲: (معرفۃ علوم الحدیث ص ۹۶)

۴۔ فرائد الحسنین (ج راص ۹۳) حدیث ۳۸ (۲۹، ۳۸) ص ۲۷ (ج راص ۲۳) ص ۲۳ (۸۰)

حدیث رسول ہے: قیامت میں جب خدا دلیں و آخرین کو جمع فرمائے گا اور جہنم پر پل صراط نصب ہو گا تو اس پر سے وہی عبور کر سکے گا جس کے پاس دلایت علی کا برائت نامہ ہو گا۔ (۱) ”وقفوهم“ اور ”واستل من ارسلنا“ کے ذمیل کے کثیر مصادر کو ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے، محدثین نے اس سلسلے میں جس قدریل صراط اور حدیث برآؤ کی حدیث نقل کی ہیں انھیں پڑھ کر خود بخواہ آپ کا وجہان مفہوم دلایت کی طرف پہونچ جائے گا جس میں دلایت کو اصول دین کی اہم اصل قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر ایمان ناقص اور تمام اعمال اکارت ہیں، یہ اولویت ہے اصول دین میں شمار کیا گیا ہے۔ مولویت جسے بقول عمر نہ ماننے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے محاضرات راغب میں نقل کیا گیا ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں: میں ایک رات حضرت عمر کے ہمراہ جا رہا تھا، عمر خچر پر اور میں گھوڑے پر تھا، انھوں نے علیؑ کے بارے میں آیت پڑھی اور کہا: خدا کی قسم، اے عبدالمطلب کے خاندان والوا تمہارے علیؑ مجھ سے اور ابو بکر سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے۔ (۲)

میں نے کہا: آج مجھے خدا نہ بخشے اگر انھیں بخش دوں۔ میں نے سوال کر دیا: ”امیر المؤمنین! آپ ایسا کہر ہے ہیں جب کہ آپ ہی نے اور ابو بکر نے ہم سے خلافت اچک لی۔“ یہ سنتے ہی عمر نے چالپوی کی: ”لیکن تم لوگ تو میرے دوستوں میں ہو،“ میں تھوڑی دریک میچھے چلتا رہا۔ محسوس کر کے عمر نے کہا: ”میرے برابر آؤ، ذرا اپنی بات پھر سے کوئی“۔ میں نے کہا: ”آپ نے بات کہی تھی، کہتے تو چپ رہوں۔“

بولے: ”خدا کی قسم میں نے عدالت میں یہ اقدام نہیں کیا تھا بلکہ علی معمولی آدمی تھے، مجھے عرب اور قریش کے دھاوا بولنے کا اندر یہ تھا کیوں کہ علی اکثر کے قاتل ہیں، عرب ان پر ایکا نہ کر سکیں گے۔“ میں نے جواب دیتا چاہا رسولؐ نے علیؑ کو میدان جنگ میں بھیجا انھوں نے بہادروں کے پتے پانی کے رسولؐ نے تو معمولی نہیں سمجھا تم اور ابو بکر کیسے معمولی آدمی کہتے ہو۔ تھوڑی دری بعد عمر نے کہا: جو ہوا

۱۔ الریاض الفخرۃ ج ۲ ص ۲۷ (ج ۲ ص ۱۱۶)

۲۔ محاضرات الادباء ج ۲ ص ۲۱۳ (ج ۲ ص ۲۷۸)

سو ہوا، اب تحسین کیسا معلوم ہوتا ہے، میں تو علیؑ کے مشورے کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیتا۔ ابن الہی  
الحدید کے مطابق عنہ نے کہا: ابن عباس! علیؑ تو خلافت کے سب سے زیادہ حقدار تھے لیکن مجھے دو باتوں کا  
خوف تھا، ایک تو کسی تھے، دوسرے اولاد عبدالمطلب سے والہانہ محبت تھی۔ (۱)

اور امیر المؤمنینؑ کی ولایت مطلقہ کی گواہی ایک نور و حکمت کی طرح مواليان علیؑ کے دل میں  
جاگریں ہے اسی پر سامان سفرہ الا ہوا ہے، اسی کی معینیت قدر روں پر رسولوں کو مجموعہ کیا گیا۔ چنانچہ بہتی  
کی ”المساوی والمحاسن“ میں ابن عباس اور باشندہ حفص کا طویل مکالمہ منقول ہے۔ شامی نے کہا: میری  
قوم نے اپنی روزی میرے پاس جمع کر دی ہے، میں ان کا امین اور فرستادہ ہوں میری حاجت پوری کئے  
بغیر واپس نہ کیجئے کیونکہ میری پوری قوم علیؑ کے معاملے میں ہلاکت کے قریب ہے، آپ انھیں ختن سے  
نجات دیجئے۔ خدا آپ کے حالات استوار کرے۔

ابن عباس نے کہا: اے شامی بھائی! اس امت میں علیؑ کے علم و فضل کی مثال اس عبد صالح (نیک  
بندے) کی ہے جس سے مویں نے ملاقات کی تھی پھر امام سلمہ کی حدیث نقل کی تھی جس میں فضائل علیؑ کے  
سمندر موجزن ہیں۔

وہ شامی جھومنے لگا: ابن عباس! تم نے میرا سینہ نور و داش سے بھر دیا، تم نے میری الجھن دور کی  
، خدا تحسین مطمئن رکھے، میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرے اور تمام مومن و مومنہ کے مولا ہیں۔ (۲)

## مفہوم حدیث: محمد شین کی تالیفات میں

لفظ مولیٰ کا حقیقی مفہوم اپنے نقش تین مظاہرات کے ساتھ اس طرح واضح ہو گیا کہ اب کچھ فہم و عناو پرست کے سوا کسی کو بھی تعلیم کئے بغیر چارہ نہیں، اب کثیر علماء کی وضاحتوں کے موٹی پروتا ہوں جس سے حق کے مثلاشی کو مکمل تکمیل ہو جائے۔

۱۔ این زوالق تاریخ مصر میں کہتے ہیں: اور ارزی الجھار ۲۳ھ کو بر و ز غدری تمام اہل مصر اور مغربی باشندے دعا کے لئے جمع ہوئے، کیوں کہ یہ دن روز عید ہے، رسول خدا نے اسی دن امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کا عہد لیا اور اپنا جانشین بنا لیا۔ (۱)

یہ کلام واضح نشاندہی کرتا ہے کہ این زوالق جیسا ماہر کلام غرب اس حدیث کا مفہوم وہی سمجھتا ہے جو میرے بیان کردہ مفہوم سے ہم آہنگ ہے، اسے یوم عید اور جانشینی کا دون سمجھتا ہے۔

۲۔ امام ابو الحسن واحدی حدیث غدیر لکھنے کے بعد کہتے ہیں: ”اسی ولایت کو رسولؐ نے ثابت فرمایا اور یہ قیامت کے دن مسکول ہے۔“

۳۔ جوہ الاسلام غزالی سر العالمین (۲) میں کہتے ہیں: ”علماء کے درمیان ترتیب خلافت اور اس کے تحقیق و حصول میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ نص کے ذریعہ ہوئی ہے انہوں نے آیت قرآنی سے دلیل دی ہے: قُلْ لِلْمُخْلَفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ .... إِنَّ (جو نوار پیچھے رہ گئے ہیں ان سے کہہ دو

۱۔ مقریزی کی الخطبہ ج ر ۲۲۷ ص (۲۸۹)

۲۔ سر العالمین ص ۹ (ص ۲۰)

کہ عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم کے ساتھ لڑنے کے لئے بائے جاؤ گے۔ یا تو لڑتے ہی رہو گے یا مسلمان ہو جاؤ گے، پس اگر تم خدا کا حکم مانو گے تو خدا تمھیں اچھا بدلہ دے گا اور اگر تم نے پہلے کی طرح سرتاپی کی تودہ تم کو دردناک عذاب میں بٹلا کرے گا) اور بتحقیق ابو بکر نے مسلمانوں کو طاعت کی دعوت دی اور انہوں نے بلیک کہا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آیت ”وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيَّ إِلَىٰ بَعْضٍ مِّنْ أَذْوَاجِهِ“ (اور جب نبی نے اپنی بیوی سے چکپے سے اک بات کی) اس میں حدیث سے مراد ہے کہ رسول نے فرمایا تھا: اے حمیرا! امیرے بعد تھارے باپ غلیفہ ہوں گے۔ اور ایک عورت نے رسول سے پوچھا: آپ کے بعد ہم کس کی بیعت کریں تو رسول نے ابو بکر کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہ انہوں نے حیات رسول میں نماز جماعت پڑھائی جو دین کا ستون ہے۔ یہ اجماعی دلیل ان کی تھی جو نص کے قائل ہیں۔ پھر تاویل کرتے ہیں کہ اگر علی پہلے غلیفہ ہو جاتے تو مسلمان فتا کے گھاث اتر جاتے، نتیجے میں اسلامی فتوحات و مناقب حاصل نہ ہوتے اس لئے علی کے چوتھے غلیفہ ہونے میں کوئی منقصت نہیں جس طرح رسول کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی منقصت نہیں۔ اس نظریے سے عدول کرنے والوں کا خیال ہے کہ یہ عذر بار و مہمل ہے۔ اصل میں خلافت میراث کے ذریعے واقع ہوتی ہے جس طرح داؤڈ، زکریا۔ سلیمان اور یحییٰ وارث ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ازواج کا حصہ (۱۸) تھا اسی جہت سے ابو بکر و عمر غلیفہ ہوئے اور یہ نظریہ بھی باطل ہے کیوں کہ اگر میراث ہی کی بات ہے تو رسول کے چچا عباس اس کے زیادہ مستحق تھے۔

لیکن دلیل و برہان کا چہرہ نمایاں ہوا اور علماء حدیث و تفسیر کی جماعت نے متمن حدیث غدر کو اجماعی حیثیت سے تسلیم کیا ہے کہ رسول نے غدرِ خم میں ”مَنْ كُثِّثَ مُولاً فَعُلِّيَ مُولاً“ فرمایا، اس کے بعد حضرت عمر بن مبارک بادپشیں گئی: ”بَخْ بَخْ بْنَ ابْنَ الْحَسْنِ“ بقدر سخت ”مولای و مولیٰ کُلُّ مُؤْمِنٍ و مُؤْمِنَةٍ“۔ حضرت عمر کا فقرہ صاف بتاتا ہے کہ انہوں نے علی کے سامنے سرتسلیم خم کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد اقتدار کی ہوں نے غلبہ کر لیا۔ حصول خلافت کی ترپ، پرچم لہرانے کی للک، تھیاروں کی جھنکار، فتح ممالک اور حکمرانی کے شدید جذبے نے ان لوگوں کو ہوا و ہوں کا ایسا جام پلا دیا کہ اپنے

گزشتہ عہد کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور چند کھوٹے سکوں میں عہد بھیج دیا۔ کس قدر گھانے کا سودا تھا۔

۲۔ سبط بن جوزی تذکرہ خواص الامۃ میں کہتے ہیں: ”علماء سیرت متفق ہیں کہ واقعہ غدر رسول کے آخری حج سے واپسی میں پیش آیا، ۱۸ روزی الحجہ کی تاریخ تھی، ایک لاکھ میں ہزار صحابہ کے میں میں رسول نے فرمایا: ”من کُنْثٌ مَوَلَّةٌ“ بغیر اشارہ و تکویر کے یہ نص صریح ہے رسول خدا کی۔ (۱) تفسیر کے مطابق جب یہ خبر دور دور مشہور ہوئی۔ (اس کے بعد حارث فہری کا واقعہ)۔ (۲)

حدیث ”من کُنْثٌ مَوَلَّةٌ“ کے متعلق عربی دانشور کہتے ہیں کہ لفظ مولیٰ کے کمی معنی ہیں (اس کے بعد نو معانی لکھ کر دسوال معنی اولیٰ قرار دے کر کہتے ہیں: چنانچہ آیت قرآنی ہے: فَالْيَوْمُ لَا يُوَحِّدُ مِنْكُمْ فَدِيَةٌ وَلَا مِنَ الظِّنَّينَ كَفَرُوا مَا وَكَمَ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ “آج نہ تم سے فدیلیا جائے گا نہ کافروں سے۔ تمہارا شکارہ جہنم ہے وہی تمہارا مولیٰ ہے۔“ پھر تمام معانی پر ایک ایک کر کے بحث کر کے کہا: یہاں مراد حدیث محض اور مخصوص طاعت ہے، اس لئے صرف دسوال معنی متین ہوتا ہے، اور وہ اولیٰ ہے۔ اس طرح حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے نفس پر میں صاحب اختیار ہوں اس کے یہ علی مختار کل ہیں۔ اس معنی کی وضاحت ابن سعید اصفہانی نے مرج ابجرین میں کی ہے۔ انہوں نے متذکرہ حدیث کی اپنے مشائخ سے روایت کر کے کہا کہ رسول نے علی کا بازو و تھام کر فرمایا: میں جس کا ووی ہوں اس کے نفس پر مختار کل ہوں یہ علی بھی اسی طرح ولی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ تمام معانی اس دسویں معنی کی طرف راجح ہوتے ہیں اور اسی پر قول رسول دلالت کرتا ہے ”السَّمْتُ اولىٰ بِكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ“۔ اور یہ واضح ترین نص ہے، ثبوت امامت حضرت علیؑ کی۔ حدیث رسول کی وضاحت کرتا ہے: خدا یا حق کو ادھر پھیر دے جدھر علیؑ پھریں۔

۵۔ کمال الدین ابن طلحہ شافعی ”مطالب السویل“ میں حدیث غدری و آیہ یعنی کے سلسلے میں کہتے ہیں رسول کا یہ ارشاد ہے کہ من کُنْثٌ مَوَلَّةٌ اس میں لفظ من استعمال ہوا ہے جس میں عویسیت ہے۔ یہ اس

۱۔ تذکرہ الخواص ص ۱۸ (ص ۳۰)

۲۔ الکھن و البیان تفسیر سورہ معارج (آیہ ۱)

بات کی متقاضی ہے کہ جس انسان کے بھی رسول مولا ہیں، علیٰ بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ لفظ مولیٰ قرآن میں کثیر معانی کے لئے مستعمل ہے، کبھی یہ اولیٰ کے معنی میں آیا ہے جیسے خدا منافقین کے لئے فرماتا ہے: ما وکم الناد هی مولا کم ”جہنم تھمارا مٹھا نہ ہے۔ یہی تھمارا مولیٰ ہے“، یعنی اولیٰ بکم (تمہارے لئے سزاوارت) اس کے بعد دوسرے معانی بیان کئے ہیں۔ ناصر، وارث، رشتہ دار، دوست، حیم اور متعن۔

آگے فرماتے ہیں: جس وقت یہ معانی مولیٰ پر دار دھوں تو ان میں سے ہر ایک پڑھل کیا جائے گا یا اکثر کے نظریہ کے مطابق معنی اولیٰ پر۔ یا پھر صدیقین حیم کے معنی میں۔ توحیدیت کا مطلب یوں ہو گا کہ جس کا بھی میں مولیٰ ہوں یا اس کا ناصر ہوں یا وارث ہوں یا خلیل ہوں یا صدیق ہوں علیٰ بھی اس کے لئے دیے ہیں۔ یہ علیٰ کی واضح ترین خصوصیت ہے، دوسرے کو اپنے نفس سے نسبت دے کر کلمہ من سے عمومیت پیدا کرنے کا انتیاز علیٰ ہی سے مخصوص ہے۔ جانتا چاہئے کہ اس حدیث کا آئیہ مباهله سے پر اسرار رابطہ ہے، آئیہ مباهله میں ”انفسنا“ سے مراد علیٰ ہیں۔ (۱)

خدا نے نفس رسول اور نفس علیٰ کو قریں قرار دیا۔ اور ان دونوں نفسوں کو مضاف بررسول کی ضمیر سے جمع فرمایا۔ اس حدیث کے موجب رسول نے بھی علیٰ کے لئے وہی ثابت فرمایا جو اپنے لئے اور مومنین کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ رسول اولیٰ بالمومنین ناصر المومنین ہیں اور وہ تمام معانی جو کلمہ مولیٰ سے رسول کے لئے ملکن ہیں انھیں علیٰ کے لئے قرار دیا۔ یہ بلند و عظیم مرتبہ ہے۔ اس خصوصیت سے دوسرے کوئی سرفراز نہیں۔ اسی لئے یہ دن مومنین کے لئے یوم شر در ہے۔ اس کی تشریع یوں ہے کہ اچھی طرح سمجھا لوخد اشیعیں اپنے تزیل اسرار سے ہبرہ یا ب کرے کہ جب لفظ مولیٰ کا مطلب ناصر لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا: من گھٹ مولاہ فعلی ناصرہ ”جس میں مولا ہوں علیٰ اس کے مدگار ہیں۔“ رسول نے علیٰ کو ناصر کہا یعنی جس کے رسول ناصر علیٰ اس کے ناصر میں صینہ عموم ہے۔ یعنی رسول نے علیٰ کو صفت ناصریت اس لئے عطا فرمائی کہ خدا نے عطا فرمائی تھی۔ اس کی تائید تغیری لغبی سے ہوتی ہے۔

اساء بنت عسیں افرماتی ہیں کہ جس وقت آئے "إن تظاهراً عليه فان الله هي مولاه وجرنیل وصالح المؤمنین" نازل ہوئی تو میں نے رسول کو فرماتے سن کہ "صالح المؤمنین" علی بن ابی طالب ہیں اور جب ثابت ہوا کہ خدا ان کا ناصر جریل اور علی ہیں تو صفت ناصیرت خدا کی جانب سے ثابت ہو گئی، رسول نے اسی لئے قرآن کی پیروی میں علی کو ناصر کہا۔ پھر رسول نے اس صفت کے لوازم کو واضح ارشادات سے متصف فرمایا۔ (۱) حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں لکھا ہے کہ علی جب بھی بارگاہ رسول میں آتے تو آپ فرماتے: خوش آمدید سید المسلمين، امام المتقین کو۔ اس طرح مسلمانوں اور متقویوں کی امامت چونکہ رسول کی صفت تھی اور علی نفس رسول تھے اس لئے رسول نے اس صفت سے متصف فرمایا اسے اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ (۲)

پھر برابر رسول خدا متنزہ رہنکات کی روشنی میں علی کو خصوصی صفات سے متصف فرماتے رہے یہاں تک کہ انس بن مالک کے مطابق رسول نے ابو برزہ سے فرمایا۔ (۳) اور میں سن رہا تھا کہ خدا نے علی کے بارے میں مجھ سے عہد لیا کہ وہ پر حم ہدایت، منار ایمان اور میرے موالی کا امام اور میرے اطاعت شعاروں کا نور ہے۔ اسے ابو برزہ علی تقوی شعاروں کا امام ہے، جو اس سے محبت کرے وہ مجھ محبت کرتا ہے جو اس سے نفرت کرے مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ تم علی کو اس کی خوشخبری سنادو۔ (حلیہ ابو نعیم) جب تم پر یہ استناد واضح ہو گیا تو رسول کے دوسرے حکیمانہ اختصاص بھی واضح ہو گئے۔ اس سلسلے میں بازی لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (لاتق اعتراف ہوتے ہوئے بھی پورا اقتباس نقل کر دیا گیا)۔

۲۔ کفاریہ تجھی میں حدیث رسول ہے: اگر میں کسی کو اپنی جگہ پر متین کرتا تو اے علی وہ تم تھے، تمہارے سوا کوئی اس کا مستحق نہ تھا، کیونکہ تم سابق الاسلام ہو خدا کے رسول سے قرابت ہے اور تم سیدہ نساء العالمین کے شوہر ہو۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: اگرچہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول نے اپنا خلیفہ مقرب نہیں فرمایا لیکن حدیث غدریہ آپ کی ولایت پر دلیل اختلاف ہے۔ اور یہ حدیث غدریہ نامخ ہے

۱۔ الکھف والبيان تفسیر سورہ تحریر یہ آیہ ۷۲

۲۔ حلیہ الاولیاء ح مراس ۶۷

۳۔ حلیہ الاولیاء ح مراس ۶۷

گیوں کا سے آپ نے آخر عمر میں فرمایا ہے۔ (۱)

کے۔ سعید الدین فرغانی ابن قارش کے قصیدہ تائیہ کی تحریک میں فرماتے ہیں:

وَأَوْضَحَ بِالْتَّاوِيلِ مَا كَانَ مُشْكِلاً عَلَى بَعْلَمِ مَالِهِ بِالْوُصْيَةِ  
”اور علی نے تاویل کے ذریعہ مشکل باتوں کو واضح کیا۔ اس علم کی بنا پر جو دھمی کی حیثیت سے  
حاصل تھا۔“ (۲)

اس طرح یہ شعر بتدا ہے اس کی خبر مذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے کہ علی کرم اللہ و جہہ کو جو کتاب  
و سنت کا علم رسول سے بطور وصیت حاصل ہوا تھا۔ اس کی بدولت آپ نے مشکل باتوں کی وضاحت کی  
رسول نے آپ کو بروز غدیر خم اپنا واصی بنا یا تھا ”مَنْ كُنْتُ مُولاً“ کا اعلان کر کے۔ خود حضرت علی کے  
اشعار سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے:

وَأَوْصَانِي النَّبِيُّ عَلَى اختِيارِ لامِهِ رَضِيَّ مِنْهُ بِحُكْمِ  
وَأَوْجَبَ لِي وَلَا يَتَّهِي عَلَيْكُمْ رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ غَدِيرِ خَمِ  
”رسول نے میرے متعلق وصیت فرمائی اختیار فرماتے ہوئے اپنی امت کے لئے اپنی رضا اور خدا  
کے حکم سے اور میری ولایت رسول خدا نے بروز غدیر خم پر واجب فرمائی ہے۔“

اور غدیر خم مدینہ سے ایک منزل پر ایک نہر ہے، آج بھی مکہ کی طرف جانے کی شاہراہ وہی ہے۔  
حضرت علی کے بیان میں کہ مجھے وصیت کے ذریعے علم بالتاویل حاصل ہے، آپ کو بطور و راثت جو بے  
شمار خصوصیات ملیں اور آپ کے علم و کشف کی خصوصیت، قرآن کے پیچیدہ اسرار کا کشف جو رسول کے  
اہم معجزات میں تھا حدیث ”أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ عَلَىٰ بَابِهَا“ سے ہے مدد ہوئے اس کے علاوہ مگر  
کشت مولاہ بھی... آپ کے فضائل شمار سے باہر ہیں۔

۸۔ علاء الدین سمنانی ”عروۃ الٹوی“ میں لکھتے ہیں: رسول نے حضرت علی علیہ السلام وسلام الملائکۃ

۱۔ کتبیۃ الطالب ص ۲۹، (ص ۱۶۲ باب ۳۶)

۲۔ الحبر فی خبر من غیر (ج ۳ ص ۳۹۹)

اکرام کے متعلق فرمایا: تھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موئی سے تھی، مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں اور غدری خم میں مهاجر ہیں و انصار کے بھرے مجھ میں علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "من کنٹ مولاہ فعلی مولاہ اللہم والی من والاہ وعادہ من عادہ" یہ حدیث متفرقہ طور سے صحیح ہے۔ جس حضرت علیؑ اولیا کے سردار ہو گئے، آپ کا قلب مانند محمد ہو گیا اور اس راز کی طرف سردار صدیقین صاحب نماز ابو بکر نے ابو عبیدہ کو علیؑ کی طرف بلانے کے لئے بھیجتے ہوئے اشارہ کیا۔ ابو عبیدہ! تھیں ایسے کے پاس بھیج رہا ہوں جو ہم مرتبہ رسولؐ ہے اور جسے ہم نے کل کھو دیا ہے، تم اس امت کے امین ہو ان سے حسن ادب ملحوظ رکھتے ہوئے بات کرنا۔

۹۔ حسن بن محمد طیبی "کاشف" میں حدیث غدیر کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یقیناً میں مومنین کے نفوں پر فقار کل ہوں۔ یہ دراصل اس آیت کی تشریع ہے "النبی اولیٰ بالمؤمنین من آنفُهُمْ" (یقیناً پیغمبر مومنین پر ان کے نفوں سے زیادہ با اختیار ہیں) پھر اس فقرے سے مقید فرمایا: "وازو اجہ امّهاتُهُمْ" (آپ کی ازو اجہ ان کی ماکیں ہیں) اس سے یہ فرمانا مقصود ہے کہ رسولؐ مومنین کے لئے بخوبیہ باب ہیں۔ اس کی تائید قرأت ابن معبد سے ہوتی ہے: "النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم وهو اب لهم" (پیغمبر مومنین پر ان کے نفوں سے زیادہ با اختیار ہیں اور وہ مومنین کے باب ہیں) مجہد کا خیال ہے کہ رسولؐ جو اپنی امت کا باب ہوتا ہے اسی وجہ سے مومنین ایک دوسرے کے بھائی قرار دئے گئے ہیں، پس ایسی حالت میں ارشاد رسولؐ "من کنٹ مولاہ" میں علیؑ کی تشبیہ بخوبیہ پور ہے، اس لئے امت پر ان کی تو قیرو احترام واجب ہے اور علیؑ پر لازم ہوتا ہے کہ امت پر ہم برپا نی کریں جیسے باب اپنی اولاد پر ہم برپا ہوتا ہے، اسی لئے عمر نے کہا: مبارک ہواے فرزند ابوطالب! آپ ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔

۱۰۔ شہاب الدین دولت آبادی "ہدایۃ السعداء اور تشریع" میں کہتے ہیں: ابو القاسم کا قول تھا کہ جو کہے کہ علیؑ عثمان سے افضل ہیں، اس پر کوئی الزام نہیں کیوں کہ ابو حنیفہ و ابن مبارک کا خیال تھا کہ جو شخص کہے کہ علیؑ افضل العالمین، افضل الناس اور اکبر الکبراء ہیں اس پر کوئی الزام نہیں کیوں کہ اس سے

مراد یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں افضل الناس تھے، جیسے حدیث رسول ہے: "من كنت مولاہ فعلی مولاہ" لیکن اپنے زمانہ خلافت میں اس قسم کے شاہد احادیث و اقوال علماء میں بے شمار ہیں۔ "ہدایۃ السعداء" میں کہتے ہیں کہ حاصل التہیید میں یہ افادہ ہے کہ رسول نے مکہ سے پہنچتے ہوئے غدریم میں قیام کیا، پالان شتر کا منبر بنانے کا حکم دیا اس پر خطاب فرمایا: کیا میں مومنین پر عمار کل نہیں ہوں۔ سب نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: "من كنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعد من عادہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذله او رخداوند عالم نے فرمایا: انما ولیکم اللہ و رسولہ ..... اخ" الہست و الجماد کا خیال ہے کہ حدیث غدیر سے مراد حضرت علیؑ کی خلافت و امامت ہے۔

۱۱۔ ابو ٹکوڑا "التمہید فی بیان التوحید" (۱) میں کہتے ہیں: راضی کہتے ہیں کہ علیؑ کی امامت منصوص ہے، دلیل یہ ہے کہ رسول نے ان کو غدریم میں خلیفہ نامزد کیا، حدیث منزولت کی روشنی میں علیؑ دیے ہی تھے جیسے ہارون موسیٰ کے لئے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول نے علیؑ کو لوگوں کا ولی قرار دیا، جیسا الوداع سے واپسی میں غدریم کے پالان شتر کے منبر پر فرمایا: "السُّلْطَانُ اولُى بِكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ"۔ سب نے کہا: ہاں۔ پھر فرمایا: "من كنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعد من عادہ" یہ آیت و حدیث بعد رسول علیؑ کے اولیٰ ترین ہونے کی دلیل ہے۔

پھر اس کا جواب دیا ہے: اس غدیر کا مطلب یہ ہے کہ عثمان کے بعد زمانہ معاویہ میں علیؑ کی خلافت تحقیق ہوتی ہے، ہمارا بھی بھی عقیدہ ہے آئیہ ولایت کا بھی مطلب یہی ہے کہ علیؑ عثمان کے بعد لوگوں کے مولا تھے، لیکن عثمان سے قبل ماننے کی کوئی محاجا شنس نہیں۔ (ہمارا مقصد صرف مفہوم ولایت کی تعین کے سلسلے سے نقل اقوال ہے، قبل و بعد کی تعین کے لئے مدلل بحث آئے گی)۔

۱۲۔ این باکثیر کی "وسیلة المآل" (۲) میں حدیث غدیر کا متعدد طرق سے تذکرہ کر کے لکھتے ہیں

۱۔ التہیید فی بیان التوحید (ص رس ۷)

۲۔ وسیلة المآل فی عد مناقب الآل (ص رس ۱۸ باب ۲)

کہ دارقطنی نے فضائل میں معقل بن یمار کا قول نقل کیا ہے کہ ابو بکر فرماتے تھے: "علیٰ عترت رسولٰی ہیں، یعنی آپ ان لوگوں میں ہیں جن سے وابستگی کا رسولٰی نے حکم دیا ہے، وہ ستارہ ہدایت ہیں جس نے آپ کی پیروی کی وہ ہدایت پا گیا۔ اور ابو بکر نے علیٰ کو اس حقیقت سے مخصوص فرمایا کیونکہ علیٰ امام اور باب علم و عرفان ہیں، وہ ائمہ کے امام اور عالم انت ہیں"۔ ابو بکر نے یہ حدیث غدری کی روشنی میں فرمایا ہے اور حدیث غدری میں کسی شک و شبہ کی سمجھائش نہیں، بلکہ شمار صحابہ نے اس کی روایت کی ہے اس کی شہرت کے لئے لئے غدری خم کا مجتمع صحابہ کافی ہے۔

۱۳۔ سید امیر محمد یکنی "روض الندیہ" میں متعدد طرق سے حدیث غدری نقل کر کے فقیہ حید کی طویل بحث نقل کی ہے۔ اس میں رسولٰی نے علیٰ کو ہاتھوں پر بلند کر کے "من كنت مولاہ" فرمایا۔ لفظ مولیٰ جب بھی بغیر قرینے کے بولا جائے گا تو اس میں مالک و متصرف فی الامر ہی مراد ہوں گے۔ اس لئے جب بھی کسی کے لئے مولیٰ القوم کہا جائے گا تو اس کا مطلب بھی سمجھا جائے گا کہ قوم کے تمام معاملات میں اس کی ملکیت ہے۔ اس کے بعد ناصر، ابن عم، مفتق، مفتق لکھنے کے بعد کہا ہے کہ اس کے ایک معنی اولیٰ کے بھی ہیں خدا فرماتا ہے: ما و کم النازہ مولاکم یعنی اولیٰ بکم و بعد ابکم۔ ان تمام مطالب کے بعد اگر لفظ مولیٰ حدیث غدری میں تصرف کے معنی میں لئے جائیں تو ناچار بطور مساوی تمام معانی پر حمل کیا جائے گا لیکن اس حدیث میں اولیٰ کے سوا دوسرا مطلب مراد نہیں لیا جا سکتا۔ صرف متصرف فی الامر ہی مراد لیا ہو گا اس لئے نص پیغمبر کی روشنی میں مولیٰ کا مفہوم امام کے مترادف ہو گا۔ (۱) ایک حدیث کامتن "من كنت ولیه فهذا ولیه" بھی ہے۔ اگرچہ اس کے دوسرے معانی بھی ہیں لیکن ولی کے لفظ سے مالک و متصرف ہی تبارہ ہوتے ہیں، اس نبیاد پر ارشاد رسول "السلطان ولی من لا ولی له" (بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں) اس سے مراد عقد نکاح میں ملکیت تصرف ہے۔ یعنی کسی کا کوئی رشتہ دار نہ ہو تو اس وقت امام ولی ہوتا ہے۔ یہ معنی بر سبیل حقیقت ہے۔ پس قاعدے کے مطابق جب تخصیص معنی کی دلیل نہ ہو تو کلمہ کو تمام معنی پر حمل کیا جائے گا۔

۳۲۶

فَدِير؛ قرآن، حدیث اور ادب میں؛

۱۳۔ شیخ احمد عجیلی "ذخیرۃ المآل" میں حدیث غدیر واقعہ حارث لکھ کر کہتے ہیں: یہ مضبوط ترین دلیل خلافت علیٰ ہے اور امامت کے اثبات نیز صداقت و نصرت کے لئے اولیٰ تر ہونے کا اثبات۔ آپ کی اطاعت احوال و اوقات نیز عموم و خصوص کی قید سے بلند تر ہے۔ اس میں گفتگو کی گنجائش نہیں۔ مسئلہ یکن پر بعض نے اعتراض کیا تھا چنانچہ جمیع الوداع سے واپسی میں رسول نے اس کی تردید کی..... بریہ کے دل میں علیٰ سے کہیں تھا۔ رسول سے شکایت کی تھی۔ اس وقت روئے رسالت متغیر ہو گیا اور فرمایا: کیا میں مومنین کے نقوص پر ان سے زیادہ سزاوار نہیں ہوں.... اور حدیث غدیر فرمائی۔ بریہ سے کہا: علیٰ کی شکایت نہ کر، علیٰ مجھ سے ہے، میں علیٰ سے ہوں۔ وہ سیرے بعد تمہارے ولی ہیں۔

"انھیں پا کیزہ قول کی ہدایت کی گئی ہے اور خداۓ ستودہ صفات کا راستہ دکھایا گیا ہے"۔ (۱)

۱۔ (سورہ حج)

## تو ضح و واضح

مزید دضاحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ کچھ لوگوں نے مفہوم حدیث کے سنتے میں اعتراف حق سے چشم پوشی کی ہے۔ (۱) یہ پوری طرح واضح ہے کہ حدیث غدیر سے خلاف بلافضل کی لازمی طور سے نشاندہی ہوتی ہے۔ اگر بادشاہ اپنے کسی قریبی شخص کو عہدے کے لئے منصوب فرمائے یا مرتے وقت اپنا وہی قرار دے اور اس پر گواہ بھی بنادے، ایسی صورت میں کیا ان گواہوں یا دوسروں کے لئے ممکن ہے کہ ولایت کا عہدہ یا ولایت بادشاہ کی موت کے بہت دن بعد تحقیق کیا جائے۔ یا ایسے لوگوں کے بعد تحقیق کی جائے جن کے نام و صیت نامے میں نہیں ہیں یا جن کے نام کا اعلان نہیں کیا گیا۔ کیا یہ بات عقل میں آتی ہے کہ بادشاہ کی موت کے بعد کچھ لوگ وہی کے علاوہ حکومت چلانے کے لئے کچھ مصنوعی جانشین بنائیں اور وہ اقتدار پر قبضہ کر کے کہہ دیں کہ بادشاہ بغیر و صیت کئے ہوئے مرائے نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، ایسا کام وہی کر سکتا ہے جو حق سے مخرف اور عقل سے دور ہو۔

اس موقع پر انتخاب کرنے والوں سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر بادشاہ کا ان لوگوں کی طرف رجحان تھا تو اس نے وصیت یا اعلان میں ان لوگوں کا نام کیوں نہیں لیا، حالانکہ وہ ان لوگوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

معاملہ خلافت میں ہمارا نقطہ نظر بھی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی ولایت و خلافت عثمان کے بعد تحقیق ہوتی ہے، ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا رسول انھیں پہچانتے نہیں تھے۔ پھر مرتبے وقت صرف علیؓ ہی کو کیوں مخصوص فرمایا تھا حاضرین کو بیعت کی تاکید کی اور غالب لوگوں تک پیغام پہچانے کا حکم دیا۔ اگر رسولؐ ان مصنوعی افراد کا بھی خلافت میں بہرہ سمجھتے تھے تو ضرورت کے وقت اعلان کیوں نہ

کیا، کیونکہ یہ دین کا اہم ترین فریضہ تھا، اصول دین کی ایک اصل تھی، حالات اختلاف کی نشاندھی کر رہے تھے۔ اور ایسا ہوا بھی ہے، آپ نے دعیناً مشتی، جدال و قتال کی خبر بھی دے دی تھی، نبی رحمت سے اپنی صفائی میں کیا کہہ سکیں گے۔ غیرہ اسلام نے ان لوگوں کا نام نہیں لیا، آج ان کی قوم حسن ظن کی بنا پر یہ کہہ کے علیٰ کو شخص صریح کے باوجود الگ کرچکی ہے کہ علیٰ کم سن تھے، انھیں اپنے خاندان سے شدید محبت تھی، اس طرح قید زمانی لگا کر انھیں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن رسول خدا سے حسن عقیدت کا تقاضا ہے کہ اعلان ولایت کو ہدایت کے لئے بیان واقعی سمجھا جائے۔

”خدا انھیں سیدے راستے کی ہدایت کرنے۔“

## اعمال واور اِغدیر

بروز غدری خدا نے دین کامل کیا، بعثت تمام کی اور امامت امیر المؤمنینؑ کے اعلان سے راضی ہوا اور اسے پرچم ہدایت قرار دیا تاکہ امت را ہدایت پر گامزن اور گمراہی سے محفوظ رہے، اسی وجہ سے روز بعد اس دن کو ظاہری و باطنی نعمتوں کی فراوانی سے بہرہ یاب کیا گیا ہے، اس دن بعثت کا مقدس عمل مکمل ہوا، اس لئے ہر دیندار پر لازم ہے کہ اس بعثت کا استقبال کرے اور شکر خداوندی بجالائے۔ عبادات مثلًا نماز روزہ، نیکی، صلۃ رحمی، اطحام اور حafil وغیرہ کا احتمام کرے۔ احادیث میں اس دن سے مخصوص آداب میں ایک روزہ بھی ہے۔

## حدیث صوم بروز غدری

تاریخ خطیب بغدادی میں عبد اللہ بن علی بن محمد بن بشران، دارقطنی، ابونصر جیشون خلال، علی بن سیدر طی، ضمرہ بن ریبیہ، عبد اللہ بن شوذب، مطر دراق، شہر بن حوشب، اور وہ ابو ہریرہ کا بیان نقل کرتے ہیں: جو انمارہ ذی الحجہ کو روزہ رکھے اسے سانحہ میئنے کے روزوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ وہی غدریم کا دن ہے جب رسولؐ نے علی کو بلند کر کے فرمایا تھا: "اللَّهُ أَكْرَمُ بَشَرًا مَمْنُونٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ"۔ سب نے کہا: ہاں۔ تب رسولؐ نے فرمایا: "مَنْ كَنَثَ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهٖ"۔ اس موقع پر حضرت عمر نے کہا: "مبارک ہو اے فرزند ابو طالب! آپ میرے اور تمام موسنوں کے مولا ہو گئے"۔ اس وقت خدا نے آیت نازل کی: "آج میں نے دین کامل کیا، بعثت تمام کی اور اسلام سے راضی و خوش ہو گیا"۔ جو

شخص ستائیں رجب کا روزہ رکھے اسے بھی ساختہ مہینوں کا ثواب عطا کیا جائے گا، اسی دن جریل رسول پر پیغام رسالت لے کر اترے تھے۔ (۱)

دوسرے طریقے سے زین الفتنی عاصمی کی تخریج ہے، ابوسعید سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن زکریا نے خبر دی، انھیں ابو اسماعیل بن محمد فیقہ نے، انھیں محمد تیجی بن محمد علوی حسینی نے، انھیں ابراہیم بن محمد عایی نے، انھیں حشون محمد موسیٰ بغدادی نے، ان سے بیان کیا علی بن سعید شامی نے، ان سے ضرہ اور ان سے شوذب نے آخر سند تک۔ دونوں متن میں روزہ رجب کا ذکر نہیں۔ تذکرہ روایت کی ابن مغازی نے مناقب میں نقل کیا ہے۔ (۲) ان کی سند ہے ابو بکر، احمد بن طاویان، ابو الحسین احمد بن حسین بن سماک، ابو جعفر محمد بن محمد نصیر غلدی، علی بن سعید رملی، آخر سند و متن تک۔

یہ روایت تذکرہ سبط بن جوزی میں (۳) اور خطیب خوارزی میں (۴) حافظہ یہی کے طرق سے حاکم نیشاپوری سے ابن القیع صاحب متدرک نے یعلیٰ زیبری، ابو جعفر احمد بن عبد اللہ براز۔ علی بن سعید رملی.... فرانک جھوینی نے تیرہویں باب میں حافظہ کے طریق سے۔ (۵)

۱۔ تاریخ بغدادی ج ۸۸ ص ۲۹۰

۲۔ مناقب ابن مغازی (ص ۱۸۸ حدیث ۲۳)

۳۔ تذکرہ الخواص ص ۱۸۰ (ص ۲۰۰)

۴۔ مناقب خوارزی ص ۹۷ (ص ۱۵۶ حدیث ۱۸۳)

۵۔ فرانک اسٹریٹن (ج راصل ۲۷۷ حدیث ۲۳)

## رجال سند حدیث

### ۱۔ ابو ہریرہ

ان پر تمام علماء اہل سنت نے اتفاق کیا ہے، اس لئے طول کلام کی ضرورت نہیں۔

### ۲۔ شہربن حوشب اشعری

حلیہ ابو قیم میں انھیں اولیاء میں شمار کیا گیا ہے۔ (۱) میزان میں بخاری کی ستائش نقل ہے۔ (۲) عجیل، ابن شیبہ اور احمد نے ثقہ کہا ہے۔ (۳) احمد بن حبل سے پوچھا گیا تو جواب دیا ان کی حدیث بڑی اچھی ہوتی ہے۔ (۴) هر زاد و عجیل انھیں ثقتاً بی کہتے ہیں۔ بعض علماء نے ان پر طعن کیا ہے۔ ابن حجر نے بڑی تعریف کی ہے۔ (۵) بخاری و طبری نے ان کے ثقہ، فقیر، قاری و عالم ہونے کی نشاندہی ہے۔ قطان کہتے ہیں کہ ان سے جدت نہیں سی گئی۔ بخاری، مسلم،نسائی،ترمذی،ابوداؤ دوابن ماجنے ان سے روایت لی ہے۔

### ۳۔ مطر بن طمہان و راق

محبت علی و باشندہ بصرہ تھے۔ اُس کا زمانہ دیکھا تھا۔ ابو قیم اولیاء میں شمار کرتے ہیں ابو عیسیٰ زہرو فقهہ

۱۔ حلیہ الاولیاء ج ۶/ ص ۶۷۶-۵۹

۲۔ تاریخ الفتاوی (ج ۲/ ص ۲۸۲۳، نمبر ۲۷۵۶)

۳۔ تاریخ مدینہ دمشق (ج ۲/ ص ۳۲۳، نمبر ۱۳۸-۱۳۷)

۴۔ مختصر تاریخ دمشق (ج ۱/ ص ۸۸، نمبر ۲۳۲)

۵۔ تہذیب التہذیب (ج ۱۰/ ص ۱۵۲، نمبر ۱۶۷)

میں لاٹائی کہتے ہیں۔ (۱) این جگر و ابن حبان نے ثقہ و صدقہ کہا ہے۔ (۲) سب نے ان سے حدیث لی ہے۔ منصور نے ۱۴۰۵ھ میں قتل کیا۔

### ۳۔ ابو عبد الرحمن بن شوذب

ابو فتحم اولیاء میں شمار کرتے ہیں۔ (۳) کثیر بن ولید کہتے ہیں: جب بھی شوذب کو دیکھتا ہوں فرشتے یاد آتے ہیں۔ خزری و ابن ججر استماع حدیث میں فتحی مہارت و ثقہ کے قائل تھے۔ (۴) سفیان ثوری موافق اساتذہ میں شمار کرتے۔ ابن خلفون، ابن نعیر، ابو طالب، عجلی، ابن عمر، ابن محبیں سمجھی ان کے ثقہ ہونے کے قائل تھے۔ ۱۸۷ھ میں ولادت اور ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ حاکم و ذہبی ان کی حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔

### ۴۔ ضمرہ بن ربعیہ قرشی

ابن عساکرنے ان کے حالات لکھے ہیں۔ (۵) احمد بن حبیل انصیں استاد و صالح، ثقہ و معتمد کہتے (۶) ابن محبیں، ابن سعد، ابن فرنس انصیں ثقہ، فقیر و قوت، معتمد مخیر بتاتے۔ (۷) خزری و ابن ججر کے مطابق احمد بن سالمی، ابن محبیں ثقہ کہتے۔ (۸) ابن یوسف ثقہ و صالح کہتے۔ صحاح میں مسلم کے علاوہ سب نے حدیث لی ہے۔ حاکم و ذہبی نے ان کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۱۔ حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۵

۲۔ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۷۰؛ الفتاوی (ج ر ۵ ص ۳۳۵)

۳۔ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۳۵ - ۱۳۹

۴۔ خلاصۃ الخزری ص ۷۰، (ج ر ۲ ص ۲۶) (۳۵۶۶ نمبر ۲۶)

۵۔ تاریخ مصر و دمشق ج ر ۲ ص ۳۶ (ج ر ۸ ص ۲۷۵)، مختصر تاریخ دمشق ج ر ۱ ص ۱۵۹

۶۔ العلل و معزز الرجال (ج ر ۲ ص ۳۶۲) (۳۶۲۲ نمبر ۲۶)

۷۔ الطبقات الکبری (ج ر ۲ ص ۲۷۱)

۸۔ خلاصۃ الخزری ص ۱۵۰ (ج ر ۲ ص ۲۶) (۳۱۵۷ نمبر ۲۶)

## ۶۔ ابونصر علی بن سعید

متوفی ۲۱۰ھ زہبی کے مطابق ثقہ تھے۔ (۱) باصلاحیت اور معاملات کے سچے تھے۔ این جرنے شقہ کہا ہے نیز یہ کہ زہبی کی تقدیم کی ہے کہ وہ ثقہ تھے لیکن انھیں ضعیف راویوں میں کیوں شمار کیا۔ (۲)

## ۷۔ ابونصر حبشون

متوفی ۲۳۰ھ۔ خطیب بغدادی نے ثقہ اور دارقطنی نے صدقہ کہا ہے۔ (۳)

## ۸۔ حافظ علی بن عمر بغدادی

دارقطنی۔ صاحب سنن، خطیب بغدادی نے یگانہ عصر منتخب روزگار اور امام وقت کہا ہے۔ (۴)  
علل حدیث، اساء رجال کے ساتھ راویوں کی بڑی واقفیت تھی۔ صداقت، امانت ثقہ، عدالت و محنت اعتماد سے آراستہ تھے۔ علم حدیث کے سواتھ تمام علوم پر احاطہ تھا۔ ابوالطيب کے نزدیک امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔ ہر حافظ کے سامنے زانوئے ادب تھے۔ این خلکان نے اور زہبی حفظ و قراءت و نحویں یگانہ عصر کہا ہے۔ (۵) روئے زمین پران جیسا نہیں۔ ان کے متعلق کتب رجال میں محاسن و فضائل کے دریا بہائے گئے ہیں۔

میں نے اسناد حدیث کو اس لئے طول دیا کہ قارئین آگاہ ہو سکیں کہ یہ حدیث کس قدر صحیح ہے اور اس کے رجال کتنے ثقہ ہیں۔ اس حدیث پر اعتراض یا شک و شبہ کی نظر ڈالا مناسب نہیں کیوں کہ اس کے رجال پر سب کے تو صحنی کلمات ہیں۔ مزید یہ کہ اس میں آئیے اکمال دین کے روز غدیر نازل ہونے کا ذکر ہے جسے طبری، ابن مردویہ، ابویعیم، خطیب، بجتانی، ابن عساکر اور حکما نے جیسے حفاظ و ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔

۱۔ میزان الاعدال ج ۲۲۲ ص ۱۲۵ (ج ۲۲۲ ص ۱۲۵، نمبر ۵۸۳۳ ص ۱۳۱، نمبر ۵۸۵)

۲۔ سان المیزان ج ۲۲۷ ص ۲۲۷ (ج ۲۲۷ ص ۲۲۷، نمبر ۵۸۰)

۳۔ تاریخ بغدادی ج ۱۲ ص ۲۹۰-۲۹۱

۴۔ تاریخ بغدادی ج ۱۲ ص ۲۹۰-۲۹۱ (ج ۲۲۲ ص ۲۹۷، نمبر ۵۸۴)

۵۔ وفات الاعیان ج ۲۰۳ ص ۲۰۳ (ج ۲۰۳ ص ۲۰۳، نمبر ۱۹۹) تذكرة الحفاظ ج ۲۳۳ ص ۲۰۳ (ج ۲۳۳ ص ۲۰۳، نمبر ۹۹۱)

ان باتوں کی مدلل وضاحت کے بعد اب ذرا ابن کثیر کا تقدیمی جائزہ پڑھے۔ وہ ذہبی کی تقلید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”یہ حدیث مجھوں بلکہ جھوٹی ہے مجھے جو مستدر و لیات میں ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آئیہ اکمال دین جتنہ الوداع میں روز عرف نازل ہوئی“۔ (۱) اس شخص کی تکون مزاجی دیکھئے۔ خود قائل ہے کہ جب دو حدیثیں ایک پائے کی مقابل ہوں تو جو جنت کے اعتبار سے زیادہ توی ہوا سے اختیار کرنا چاہئے۔ کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ ان کی حدیث کا پلہ کس وجہ سے بھاری اور میری حدیث کا پلہ ہلکا ہے۔ اصل میں جس حدیث کو میں نے اختیار کیا ہے اس سے بنا عظیم (ولایت علی) کا اشتباہ ہوتا ہے اور اس کی کینہ تو زی ولایت علی تسلیم کرنے سے رہی۔ ارے کم سے کم سب سطح جزوی ہی کی طرح کہہ دیتا کہ بسم اللہ کی طرح اس آیت کے دوبار نازل ہونے کا اختال ہے۔ (۲)

ابن کثیر نے اس کے انکار کی ایک وجہ اور بھی اپنی تاریخ میں لکھی ہے کہ اس حدیث کے مفہوم میں یہ خرابی ہے کہ بروز عید روزہ کا ثواب ساٹھ مہینوں کا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ واجب سے مستحب بڑھ جائیگا کیوں کہ حدیثوں میں ماہ صیام کے روزہ کا ثواب بھی دس میئنے کا ہے۔ بنابریں باطل ہے۔ (۳) اس مکمل اعتراض کا دو جواب ممکن ہے۔ ایک تردیدی دوسرا تحلیلی۔۔۔ تردیدی جواب کے سلسلے میں حدیثوں کا انبار ہے۔ (۴) صرف چند نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ حدیث۔ جو شخص ماہ صیام کے بعد شوال کے چھ دن کا روزہ بھی ملاوے تو گویا اس نے تمام عمر روزہ رکھا۔ (۵) ابن رجع نے اس حدیث کو مسلم و ترمذی کے حوالے سے نقل کر کے چھ دن شوال کے

۱۔ البدایۃ والتجہیۃ ح ر ۵ ص ۲۱۳ (ج ر ۵ ص ۲۳۳ حادیث ۱۰۷)

۲۔ تذکرة الخواص ص ۱۸ (ص ۳۰)

۳۔ البدایۃ والتجہیۃ ح ر ۵ ص ۲۱۳ (ج ر ۵ ص ۲۳۳ حادیث ۱۰۹)

۴۔ زہیۃ الجاہی ح ر ۱۵۸، ۱۵۱، ۱۷۶، ۱۷۷

۵۔ صحیح مسلم ح ر ۱۵۳، (ج ر ۲ ص ۵۲۳ حادیث ۲۰۲ کتاب الصیام)؛ من ابن داود ح ر ۱۳۸ ص (ج ر ۲ ص ۳۲۳ حدیث ۲۲۳)؛ من ابن ماجہ ح ر ۱۵۳، (ج ر ۲ ص ۵۲۳ حادیث ۱۷۱)؛ من داری ح ر ۲ ص ۲۱۱، مند احمد بن حبل ح ر ۵ ص ۲۱۹، ۲۱۷ (ج ر ۱ ص ۵۷۹ حادیث ۲۲۰، ۲۲۱، ۵۸۳ حادیث ۲۳۰)

روزوں کو مستحب کہا ہے۔ (۱)

۲۔ جو شخص عید الفطر کے بعد چھومن کے روز سے رکھے گویا اس نے تمام سال روزہ رکھا۔ (۲)

سینٹیک نے جامع الصیر میں اس کی تصحیح کی ہے۔ (۳)

۳۔ رسول خدا نے امام الحمیض (۱۵-۱۲) ہر ماہ کو روزہ رکنے کا حکم دیا ہے، اس کا ثواب تمام

عمر مالویری کائنات کے پر اپنے۔ (۲)

<sup>۳</sup>- خدا کے نزد کم ذی الحجه کے اول دن تمام دنوں سے محبوب تر ہیں ان میں ایک دن کا روزہ

سالا بچہ کاٹوں رکھتا ہے۔ اس کی رات ش قدر کے برابر ہے۔ (۵)

یہ احمد رضا نامہ بنا لکے ہو گئے۔ (۲) اس طرح ہر مسٹے کے تین روزوں کا ثواب پوری عمر

کروزوں اور افظار کے برائے۔ (۷) اور اس کی تائید قرآن سے ہوتی ہے "مَنْ جَاءَ بِالْحُسْنَةِ

استئناف الوصال بـ ج ٢٠١ ص ٣٩٢ (ج ٢٠١ ص ٣٩٣) سنن ترمذى ج ٢٠٣ ص ١٣٢ (حدى ث ٥٩)

۳۰۸-مشن، این، بخراج راهر ۵۲۲۳ (۱۷۱۵ حدیث)؛ مشن داری بح۲۱؛ مشن احمد بن خبل بح۲۳؛

١٣٣٠ محدث: حديث رقم ٢٨٩٠ (ج ٢/ ٦) محدث: حديث رقم ٢٣٣٣ (ج ٢/ ٧)

<sup>٣٩٨</sup> م/ جان ٢٠٠١ (شیعیان) ح ٢٢٤ حدیث ٦٢١ حدیث ١٦٣ حدیث ٢٨٦١ االحسان فی ترتیب الحجج لابن حبان

(۳۶۳۵)

<sup>٣</sup>- جامع الصخريج ر ٢٤٠ (ج ر ٢١ ص ١١١) حدیث ٧٤١

<sup>۲۰</sup> مسن ابن ماجہ راص ۵۳۷ حدیث ۱۷۰)؛ مسن داریج راص ۱۹

<sup>٥</sup>- شری، این بحث در جریان راص ۵۲ (ج راص ۱۵۵ حدیث ۲۸۷)؛ احیاء العلوم در جریان راص ۲۲ (ج راص ۲۱۲).

٢- المغاربة والمرسم ج ٢٢ ص ٦٦ (ج ٢٣ هـ ٢٠٠٢)

٧- منهـ احمد بن حبـل بـ حـ ٥٤٣ (جـ ٦ صـ ١٣) أحادـيث ١٩٨٥٨: الـاحـان فـ تـقـيـبـ سـعـيـدـ اـبـنـ حـابـانـ (جـ ٨ صـ ٣٢٣).

<sup>٣</sup> ابی یحییٰ (ج ١٢ ص ٣٩٢ حدیث ٥٠٣)؛ الجامع الصغری (ج ٤ ص ٨٧)؛ حدیث ١١٢: مسن ترمذی (ج ٢

ص ١٣٥ احادیث ٢٢) تبیر الوصول ج ٢، ص ٣٢٠ (ج ٢، ص ٣٩٢)، تبیح سلم ح راص، ص ٣١٩، ٣٢١ (ج ٢، ص ٥٢٢).

<sup>٥٢٠</sup> حديث ١٩٦-١٩٧ كتاب الصيام): الترغيب والترحيب بـ(ج ٢/ص ٣٣٣، ج ٢/ص ٣٣٤) قبل الاسلام في ملخص

(ج، ۲۸ ص)

فلہ عشر امثالہا ”جو شخص ایک نیکی لے کر آئے اسے دل گناہ ملتا ہے۔ بروز عرف روزہ کا ثواب ایک ہزار دنوں کا۔ (۱) یا دوسال کے برابر (۲)۔ ستائیں رجب کا روزہ ساٹھ مہینوں کے برابر۔ (۳) یا سو مہینوں کے برابر یا تین ہزار سال (۴) کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ (۵) یوم عاشورا کا روزہ تمام عمر کے روزوں کے برابر (۶) یا تیس دنوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (۷)

تردیدی جواب کے بعد اب تحلیلی جواب کی باری ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسی بخیا نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے فیصلہ کیا جائے کہ واجبات کا ثواب مستحبات سے زیادہ ملتا ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ خاتم اعمال اور اس کے طبعی تقاضوں پر ثواب مرتب ہوتا ہے نہ کہ اس کے عارضی عنوانات و جوب و استحباب پر۔ کیونکہ یہ تو اعمال کی مصلحتوں کے مطابق متین ہوتے ہیں۔ لہذا قطعی ممکن ہے کہ مستحب عمل گوناگون مانہیت یا زمانی مناسبت سے واجب عمل کے مقابلے میں زیادہ ثواب کا حال ہو۔ اس مقام پر یہ کتنے پیش نظر رہتا چاہئے کہ عمل کا ثواب اس کی ایمانی حالت، کشف اور بندے کے نفیاتی رسخ پر مرتب ہوتا ہے۔ خداوجب در حرام کی شکل میں جو ذمہ داریاں بندوں کو دی ہیں ان کے مقابلے مستحبات و بکروہات میں یہ کشف و رسخ زیادہ متوقع ہے۔ ان سے خدا کی بارگاہ میں خشوع و محبت کے احساسات زیادہ جاگزین ہوتے ہیں۔ واجبات کے مقابلے مستحبات سے زیادہ حب الہی کی دلیل بخاری کی ایک حدیث ہے: ابو ہریرہ سے مردی حدیث ہے کہ ہمیشہ بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے تقرب حاصل کرتا ہے پھر میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور اس طرح اس کا کان ہاتھ پاؤں اپنی رضا کا محور بنالیت ہوں۔ (۸)

۱۔ الباجع الصغیر ح ۲۸۸، ۲۷ (ج ۲ ص ۱۱۱ حدیث ۵۱۱۹) التغیب والترہیب ح ۲۲، ۲۷ (ج ۲ ص ۱۱۲)

۲۔ الجم الاوسط (ج ۱ ص ۳۲۱ حدیث ۷۵۵) التغیب والترہیب ح ۲۲، ۲۷ (ج ۲ ص ۱۱۳)

۳۔ المسیرۃ الأخلاقیۃ ح ۲۵۲ (ج ۱ ص ۲۳۸) نزہۃ الجالس ح ۱ ص ۱۵۲

۴۔ غنیۃ الطالبین (ص ۲۸۸)؛ نزہۃ الجالس ح ۱ ص ۱۵۲

۵۔ نزہۃ الجالس ح ۱ ص ۱۵۲

۶۔ نزہۃ الجالس ح ۱ ص ۱۷

۷۔ الجم الصغیر (ج ۲ ص ۱۷) التغیب والترہیب ح ۲۲، ۲۸ (ج ۲ ص ۱۱۳)

۸۔ صحیح البخاری ح ۹۶، ۲۱۲ (ج ۱ ص ۲۲۸ حدیث ۶۱۳۷)؛ تحقیق کی الاسماء والصفات ص ۳۱۶ (ص ۷۷، ۵۷)؛ میزان الاعتدال ح ۳۰۱ (ج ۱ ص ۶۲۱) نمبر ۲۳۶

بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نوامیں عدل الٰہی کے مطابق واجب و حرام سے جزا اور سزا بھی مرتب نہ ہونا چاہئے کیوں کہ وہ بندوں پر خدا کے بے اندازہ احسانات یا صحت و عافیت کے استفادہ کی شکل میں ہیں۔ بندوں کے تمام اعمال صالح ان نعمات کے مقابلے کہیں کم ہیں۔ خدا کے ثواب کو اجر کے بجائے تفضل و احسان کہا جائے تو بجا ہوگا۔ اس حقیقت کی طرف متعدد آیات میں باخبر کیا گیا ہے۔ سورہ دخان میں ہے۔ ان <sup>الْمُتَقِّنِ</sup> بے شک متقی لوگ امن کی جگہ یعنی باغوں میں ہوں گے۔ ریشم کی باریک و دیز پوشائیں پہنے ہوئے۔ ایک دوسرے کے آنسے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ایسا ہی ہوگا۔ بڑی آنکھوں والی حوربوں سے جوڑ لگا دیں گے۔ ”یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔“ اس طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ بندوں پر جو بھی نعمات اور ثواب مرتب ہوتے ہیں وہ خدا کا فضل و احسان ہے، تفسیر رازی میں ہے، ہمارے علماء نے اس سے احتجاج کیا کہ بندوں کو جو بھی ثواب ملتا ہے وہ اتحقاق نہیں بلکہ <sup>فَضْل</sup> و احسان ہے۔ خدا نے نعمتوں کو گنانے کے بعد کہا کہ یہ خدا کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے ہمارے اصحاب نے یہ بھی دلیل قائم کی ہے کہ اعلیٰ درجے کا اتحقاق ثواب خدا کے نزدیک فضل و احسان ہے۔ پھر فضل و احسان کو عظیم کامیابی کہا۔ یہ دلیل ہے کہ مثلاً بادشاہ اگر کسی کو اجرت اور کسی کو خلعت عطا کرے تو خلعت والا عظیم اجر کا حامل سمجھا جائے گا۔ (۱)

خود ابن کثیر نے اس آیت کے سلسلے میں حدیث رسول ﷺ کی ہے: عمل کرو اور اپنے کو استوار کرو خلوص کے ساتھ اعمال بجالا و اچھی طرح سمجھ لوا کہ کسی کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکتا۔ لوگوں نے عرض کی کہ کیا آپ کے لئے بھی ایسا ہی ہے فرمایا، ہاں۔ مگر رحمت و احسان خداوندی مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ (۲) مزید وضاحت صحیح بخاری کی حدیث سے ہوتی ہے۔ بندوں پر خدا کا حق یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں، ذرا بھی شرک نہ کریں، اور خدا پر بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ اس بندے پر عذاب نہ کرے جس نے شرک نہ کیا ہو۔ (۳) آپ اسے اچھی طرح محسوس کر سکتے ہیں کہ عقل سیم اس اللہ کے حق کو

۱۔ انشریل الكبير ج ۲ ص ۳۵۹ (ج ۲۷ نمبر ۲۵۲)

۲۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳۷ (ج ۲۳ ص ۲۶۳)

۳۔ صحیح البخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹ (ج ۲۳ ص ۱۰۳۹)

ثابت کرتی ہے۔ لیکن ان اضافی نعمتوں کے متعلق جس پر رسول نے سکوت فرمایا وہ صرف خداوند عالم کا فضل و احسان ہے۔

آپ حکومت کے طاز میں کی ذمہ داریوں اور ان کی اجرتوں کا مشاہدہ کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ جو خدمات انجام دیتے ہیں وہ ان کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ لیکن جو کچھ انھیں پر موشن حاصل ہوتا ہے وہ ان کی اضافی خدمات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جو متعین خدمات سے زیادہ ہے۔ کیا کوئی انسان حکومت کی اس روشن پر تنقید کرتا ہے؟ کوئی بھی غلط نہیں کہتا۔ بالکل یہی حالت غلام و آقا کے درمیان ہے۔ اور یہ چیز تمام انسانوں کے دل و دماغ میں رائج ہے۔ خداوند عالم تو اپنے بندوں پر بے پناہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہاں اشبات مطلب کے لئے امام زین العابدینؑ کے قدسی کلمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جس وقت آپ ادائے شکر میں تقدیر کا اعتراف کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

”اے معبد ا بلاشبہ کوئی بھی تیرے شکر کی کسی حد کو نہیں پہنچتا مگر یہ کہ اس پر تیرا وہ احسان آ جانا ہے جو اس پر دوبارہ شکر کرنا لازم کر دیتا ہے اور نہ کسی حد پر تیری اطاعت کو پہنچتا مگر یہ کہ عاجز ہی رہتا ہے۔ جس کا تو اپنے فضل کی وجہ سے مستحق ہے پس تیرے بندوں میں سب سے بڑا اولاد بھی تیری اطاعت میں کی کرنے والا ہے کسی کے لئے بھی ضروری نہیں کہ تو اس کے استحقاق سے بخش دے۔ اور یہ کہ اس سے اس کے حقدار ہونے کی وجہ سے راضی ہو پھر جس کو تو بخشنے وہ تو تیری بخشش کی وجہ سے ہے۔ اور جس سے تو راضی ہو تو وہ تیرے فضل کی وجہ سے ہے۔ تو تھوڑے شکر یہ کوئی قبول کر لیتا ہے اور کم طاعت پر بھی ثواب دیتا ہے۔ یہاں تک

کہ بندوں کا وہ شکر کرنا جس پر تو نے ثواب دینا لازم کر لیا ہے اور ان کے بد لے کو اس سے زیادہ بڑا کیا ہے کوئی ایسی بات ہے جس سے بازرہنے کی طاقت پر وہ (شکر کرنے والے) بغیر تیرے مالک تھے تو تو نے انھیں بدل دیا یا اس کا سبب تیرے ہاتھ میں نہ تھا تو تو نے انھیں جزا دی۔ بلکہ اے میرے معبود! تو ان کے کام کا مالک اس سے پہلے کہ وہ تیرے عبادت کے مالک ہوں اور تو نے انھیں ثواب اس سے پہلے مہیا کر کھاتھا کر وہ تیری فرمان برداری کریں۔ اور یہ اسی سبب سے ہے کہ تیر ا طریقہ فضل اور

عادت تیری احسان کرنا ہے اور راہ تیری معاف کر دینا ہے۔ پس تمام خلق اس بات کی مقرر ہے کہ تو جس پر عذاب کرتا ہے ظلم نہیں کرتا اور اس بات کی گواہ ہے کہ تو جس کو عافیت دیتا ہے اس پر تفضل کرتا ہے۔ اور ہر شخص اس عبادت سے جس کا تو مستحق ہے اپنی کی کا اقرار کرتا ہے۔ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ شیطان ان کو تیری فرماں برداری سے دھوکے میں ڈالتا ہے تو کوئی عاصی عصیان نہ کرتا اور اگر یہ نہ ہوتا کہ وہ شیطان ان کے سامنے باطل کوچن کی صورت میں لاتا ہے تو تیری راہ سے کوئی نہ بھکتا۔ پس پاک ہے تیرا کرم، تیری طاعت و مخالفت کرنے والوں کے معاملے میں کس قدر رطا ہر ہے تو طاعت کرنے والوں کے اس امر کو قبول کرتا ہے جسے تو نے خود عطا کیا ہے اور نافرمانوں کو موقع دیتا ہے جس میں جلدی کرنے پر خود مالک ہے۔ تو نے دونوں کو وہ دیا ہے جو اس کے لئے ضروری نہ تھا اور نہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو وہ عطا کیا ہے جس سے اس کا عمل کم تھا۔ اور اگر طاعت کرنے والے کو اس کا بدلہ دیتا جو تو نے اسے عطا کیا ہے تو قریب تھا کہ وہ تیرا ثواب نہ پاتا اور اس سے تیری نعمت زائل ہو جاتی۔ لیکن تو نے اپنے کرم سے تھوڑی اور مدت فتا پر ہمیشہ اور بھی مدت کا بدلہ دیا۔ زائل ہونے والی کے مقابل دراز مدت کا بدلہ دیا۔ پھر تو نے حساب لینا بھی لازم نہ کیا۔ اس میں جو تیری روزی کھا کر طاعت پر قوی ہوا ہے تو نے حساب میں سخت بھی نہ کی ان آلات پر جن کے استعمال سے تیری مغفرت کا سبب پیدا کیا۔ اور اگر کہیں تو اس کے ساتھ یہ کرتا تو تیرا یہ فعل تمام ان چیزوں کو جس کے لئے اس نے تکلیف اٹھائی اور سب وہ عمل جس میں اس نے کوشش کی تیری چھوٹی سی نعمت اور احسان کے بدلتے میں لے جاتا۔ اور وہ تیری نعمتوں میں تیرے سامنے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ تو کب وہ ذرا بھی ثواب پانے کا مستحق ہوتا؟ کبھی نہ ہو سکتا۔ کب ہو سکتا تھا،....؟

اور اعمال غدیر میں نماز بھی وارد ہے جس پر ابو نصر عیاشی اور صابوی مصری نے مستقل کتاب تالیف کی ہے۔ ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس دن پڑھنے کے لئے دعا میں بھی مردوی ہیں۔



# **منابع تحقيق**



## ١. القرآن الكريم

### ٢. الآثار

مؤلف: أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم أنصارى (متوفى ١٨٢ هـ)، نسخة: ١٣٥٤هـ

ناشر: مطبعة الاستقامة، نشر أحياء المعارف العثمانية حيدر آباودخان

### ٣. الآثار الباقية عن القرون الخالية

مؤلف: ابو زيدان محمد بن احمد بيرولى خوارزمي (متوفى ٣٣٠ هـ)، ناشر: آفسك كتبه لمشتى بغداد

### ٤. آثار العجم

مؤلف: سيد محمد نصیر حسینی (متوفى ٩٣٢هـ)، نسخة: ١٣٣١هـ، ناشر: منشورات

فرنك سرا

### ٥. آلام الرحمن في تفسير القرآن

مؤلف: شيخ محمد جواد بلافي بختي (متوفى ١٣٥٢هـ)، ناشر: مكتبة وجданى، قم، دوسر الایلیش

### ٦. الابانة عن سرققة المتنبي

تحقيق: ابراهيم بسوقي باطلي، نسخة: ١٩٢١هـ، ناشر: دار المعارف

### ٧. الابداع في مضارع الابداع

مؤلف: شيخ علي حفظة (متوفى ١٣٦٢هـ)، نسخة: ١٣٣٨هـ، ترجمه: الایلیش

### ٨. ابن رومي حياته وشعره

مؤلف: عباس محمود عقاد (متوفى ۱۹۶۲ء)، نسخة انشاعت: ۱۹۸۰ء، پہلا ایڈیشن، مطبوع ضمن  
مؤلفات عباس محمود عقاد، ناشر: دارالکتاب اللبناني، بیروت

#### ۹. ابو هریرہ

مؤلف: عبدالحسین شرف الدین موسوی (متوفی ۱۹۵۱ء)، نسخة انشاعت: ۱۳۸۷ھ، دوسرا ایڈیشن  
ناشر: مطبعہ حیدریہ، نجف اشرف

#### ۱۰. ابواب الجنان

مؤلف: شیخ خضر بن شلال آل خدام عفکاوی  
اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ مرعشی قم میں موجود ہے اور کتاب کا نمبر ۸۲۸ ہے

#### ۱۱. ابو العلاء المعمری

مؤلف: ڈاکٹر طہ حسین (متوفی ۱۹۷۳ء)، نسخة انشاعت: ۱۹۷۳ء، پہلا ایڈیشن، مطبوع ضمن  
مؤلفات ڈاکٹر طہ حسین، ناشر: دارالکتاب اللبناني، بیروت

#### ۱۲. اتحاف الاكابر فی تهذیب کتاب الكباور

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی ۱۴۲۸ھ)، تفسیق و تعلیق: شیخ اسماعیل مسید، نسخة انشاعت: ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۰ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسه الکتب الفاقیری، بیروت

#### ۱۳. الاتحاف بحب الاشراف

مؤلف: شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر بشیر اوی شافعی (متوفی ۱۴۷۲ھ)، ناشر: المطبعة الادیبة مصر، آفسٹ دارالذخائر للمطبوعات قم

#### ۱۴. اتحاف الوردی فی احیوار ام القری

مؤلف: نجم الدین عمر بن محمد بن محمد قرشی باشی کی معروف بابن فہد (متوفی ۱۴۸۵ھ)

#### ۱۵. الاتقان فی علوم القرآن

مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ۱۴۹۱ھ)، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم، سال انشاعت

- ١٥- ادعا، ناشر: المکتبة العصریہ صیدا، بیروت، آفٹ منشورات رضی دوسرالیہ یش  
 ۱۶- الاجابة لا يراد ما استدركه عائشة على الصحابة  
 مؤلف: بدرالدین زرتشی (متوفی ۱۹۷۲ھ)، سال اشاعت: ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء، ناشر:  
 المکتب الاسلامی، بیروت
- ۱۷- الاحادیث المختاره  
 مؤلف: ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمن حنبلی خیام مقدسی (متوفی ۱۴۳۳ھ)؛ تحقیق:  
 عبد الملک بن عبد اللہ بن ویش؛ سال اشاعت: ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹۹۹ء؛ ناشر: مکتبۃ الخصیة، مکرمہ
- ۱۸- الاحجاج  
 مؤلف: ابو منصور احمد علی بن ابی طالب طبری (متوفی ۱۲۰ھ)؛ تحقیق: ابراہیم بهادری اور محمد ہادی  
 ہن اشاعت: ۱۴۱۳ھ؛ ناشر: سازمان اوقاف و امور خیریہ قم
- ۱۹- الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان  
 مؤلف: محمد بن حبان بن احمد حنفی بستی (متوفی ۱۵۲ھ)؛ ترتیب: علاء الدین علی بن بلہان فارسی  
 (متوفی ۱۴۳۹ھ)؛ تحقیق: شعیب الارناؤط؛ ہن اشاعت: ۱۴۰۸ھ؛ ناشر: مؤسسه الرسالہ، بیروت
- ۲۰- احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم  
 مؤلف: ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابی بکر مقدسی معروف بـ بشاری (متوفی ۱۴۵۴ھ)؛ مقدمہ  
 حاشیہ، فہرست: ذاکر ن محمد مخزوم؛ ہن اشاعت: ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۷ء؛ ناشر: دار احیاء التراث العربي  
 ، بیروت
- ۲۱- احسن القصص  
 مؤلف: سید علی فخری (متوفی ۱۹۵۳ء)؛ ہن اشاعت: ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء؛ ناشر: مطبعة عسکری  
 البابی الحکی، مصر
- ۲۲- احقاق الحق و ازهاق الباطل

مؤلف: سید نور اللہ حسینی شوشتاری معروف به شهید ثالث (شهادت ۱۹۰۱ھ)؛ تعلیق و اضافات:  
آئیة اللہ عزیزی؛ ناشر: المطبعة الاسلامیة، تهران

## ۲۳. الاحکام السلطانية و الولايات الدينية

مؤلف: ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب مادردی (متوفی ۲۵۰هـ)؛ بن اشاعت: ۱۳۰۴هـ دوسرا  
ایڈیشن؛ ناشر: دفتر تبلیغات اسلامی، قم

## ۲۴. الاحکام السلطانية و الولايات الدينية

مؤلف: ابو یعلیٰ محمد بن حسین فراء حنبلی (متوفی ۲۵۸هـ)؛ تصحیح و اضافات: محمد القنی؛ بن اشاعت  
۱۳۰۶هـ؛ ناشر: آفسٹ دفتر تبلیغات اسلامی، قم

## ۲۵. الاحکام فی اصول الاحکام

مؤلف: علی بن احمد بن سعید مخروف بابن حزم ظاهربی (متوفی ۲۵۶هـ)؛ تحقیق: گروه محققین؛ بن  
اشاعت: ۱۳۱۳هـ مطابق ۱۹۹۲ء؛ ناشر: دارالحدیث، قاهرہ

## ۲۶. الاحکام فی اصول الاحکام

مؤلف: ابو الحسن علی بن سالم تغلقی، سیف الدین آمدی (متوفی ۲۶۳هـ)؛ بن اشاعت  
۱۳۰۵هـ مطابق ۱۹۸۵ء؛ ناشر: دارالكتب العلمیة، بیروت

## ۲۷. احکام القرآن

مؤلف: احمد بن علی رازی بصالح (متوفی ۲۳۰هـ)؛ ناشر: دارالكتاب العربي، بیروت؛

## ۲۸. احکام القرآن

مؤلف: عمار الدین محمد طبری معروف نہ کیا ہر اسی (متوفی ۲۵۵هـ)؛ بن اشاعت: ۱۳۰۵هـ دوسرا  
ایڈیشن؛ ناشر: دارالكتب العلمیة، بیروت

## ۲۹. احیاء علوم الدین

مؤلف: ابو حامد محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵هـ)؛ تصحیح: زیر نظر عبد العزیز شیر وانی؛ ناشر: دارالقلم

،بيروت، تيراليثيشن

٣٠. احياء العيت بفضائل ابى اليمى، مطبوع بر حاشيه الاتحاف

شبراوى

مؤلف: جلال الدين سيفى (متوفى ١٩١٥هـ)؛ ناشر: المطبعة الادبية مصر، آفسٌ دار الذخائر قرم

٣١. اخبار ابى تمام

مؤلف: ابو بكر محمد سعى صولى (متوفى ١٣٣٥هـ)؛ ناشر: المكتب التجارى، بيروت

٣٢. اخبار الاخيار من اسرار الاهوار

مؤلف: عبد الحق بن سيف الدين دلبوى (متوفى ١٤٥٢هـ)؛ من اشاعت ١٤٨٥هـ؛ ناشر: مطبعة

هاشى، پاکستان

٣٣. اخبار الدول و آثار الاول

مؤلف: احمد بن يوسف قرمانى (متوفى ١٤١٩هـ)؛ تحقيق: ظاكيز نهى سعد او رد ظاكيز احمد حلبيه؛ من

اشاعت: ١٤٣٢هـ مطابق ١٩٩٢ء؛ ناشر: عالم الكتب، بيروت

٣٤. اخبار سيد حميرى، مطبوع در ذيل كتاب اخبار شعراء الشيعة

مؤلف: ابو عبد الله محمد بن عمران مرزاeanى خراسانى (متوفى ١٣٨٣هـ)؛ تحقيق: ظاكيز محمد هادى الملى

؛ من اشاعت: ١٤٣٢هـ مطابق ١٩٩٢ء؛ ناشر: شركة لكتسى، بيروت

٣٥. اخبار الظراف والمتماجنهين

مؤلف: عبد الرحمن بن علي بن محمد قرشى بغدادى معروف به ابن جوزى (متوفى ١٤٥٥هـ)؛ اضافات

و پيکش: محمد بن العلوم؛ ناشر: مكتبة حيدريه، نجف اشرف

٣٦. اخبار مكة و ما جاء فيها من الآثار

مؤلف: ابوالوليد محمد بن عبد الله بن احمد ازرقى (متوفى ١٢٣٣هـ)؛ تحقيق: رشدی الصالح المحس؛ من

اشاعت: ١٤٣٢هـ مطابق ١٩٨٣ء؛ ناشر: دار الاندلس، بيروت

٣٧. اختلاف الحديث مطبوع در ذیل كتاب الام  
مؤلف: محمد بن ادريس شافعی (متوفی ٢٠٥ھ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

### ٣٨. ادب الكاتب

مؤلف: ابو محمد عبدالله بن سلم بن قبيه کوئی دینوری (متوفی ٤٢٦ھ)، تحقیق: محمد سعید الدین عبد الحمید

### ٣٩. الادب المفرد

مؤلف: محمد بن اساعیل امام بخاری (متوفی ٢٥٦ھ)، تحقیق: شیخ خالد عبدالرحمٰن العک، بن اشاعت ١٣١٢ھ مطابق ١٩٩٦ء، ناشر: دار المعرفة، بيروت

### ٤٠. الاذکیاء

مؤلف: ابو الفرج عبد الرحمن بن علی قرشی بغدادی معروف به ابن جوزی (متوفی ٧٥٥ھ)، تحقیق: شیخ عبدالرحمٰن دیب الحکو، بن اشاعت ١٣١١ھ مطابق ١٩٩٥ء، ناشر: دار احیاء العلوم، بيروت

### ٤١. الأربعين فی اصول الدين

مؤلف: محمد بن عمر رازی (متوفی ٢٠٦ھ)، بن اشاعت: ١٣٥٣ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد کن چنڈ

### ٤٢. الأربعين فی فضائل امير المؤمنین

مؤلف: امیر جمال الدین محمد حدث هروی (متوفی ٦٩٣ھ)، تحقیق: محمد حسن زیری، بن اشاعت ١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٣ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: مجمع البحوث الاسلامیۃ، بيروت

### ٤٣. الارشاد

مؤلف: شیخ محمد بن نعمان عبکری بغدادی معروف به شیخ مفید (متوفی ٣٢٣ھ)، بن اشاعت ١٣٢٣ھ، ناشر: موسسه آل البيت لاحیاء التراث قم

### ٤٤. الارشاد الی قواطع الادله فی اصول الاعتقاد

٤٤. مؤلف: امام الحرمین ابوالحالی عبد‌الملک جوینی (متوفی ٨٢٧ھ)، تحقیق: اسعد غیم، بن اشاعت: ١٣٥٠ھ پهلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسه الکتب الفاقہ، بیروت
٤٥. ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری  
مؤلف: شہاب الدین احمد بن محمد قسطلاني متوفی ٣٦١ھ، بن اشاعت: ١٣٩٥ھ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: دار الفکر، بیروت
٤٦. ارشاد القلوب  
مؤلف: حسن بن ابوالحسن محمد دیلی از بزرگان قرن هشتم، بن اشاعت: ١٣٣٢ھ پهلا ایڈیشن، ناشر: انتشارات رضی قم
٤٧. ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء  
مؤلف: شاه ولی اللہ دہلوی (متوفی ٢١١ھ)، بن اشاعت: ١٣٩٦ھ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: سہیل اکیدی لاہور
٤٨. اسباب النزول  
مؤلف: ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری (متوفی ٣٦٨ھ)، بن اشاعت: ١٣٦٨ھ بجزی ششی، ناشر: انتشارات رضی قم
٤٩. استعصار  
مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (متوفی ٤٦٣ھ)، ناشر: دارالکتب الاسلامیة تهران، تیرا ایڈیشن
٥٠. استیعاب فی معرفة الاصحاب  
مؤلف: ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ٣٦٣ھ)، تحقیق: علی بن محمد بجاوی، ناشر: مطبعة نصبة مصر، قاهرہ
٥١. اسد الغابة فی معرفة الصحابة

- مؤلف: ابو الحسن علي بن ابي اكرم محمد بن محمد بن عبد الکریم معروف به ابن اثیر (متوفی ٦٣٧ھ)  
تحقیق: محمد ابراهیم البنا و محمد عاصم شورا و محمود عبد الوهاب، ناشر: دار الشعب، قاهره
٥٢. اسعاف الراغبين فی سیرة المصطفی و فضائل ابی بیته الطاهرين  
مطبوع بر حاشیه نور الابصار
- مؤلف: شیخ محمد صبان (متوفی ١٤٠٦ھ)، ناشر: دارالكتب العلمية او دار احياء التراث العربي  
، بيروت
٥٣. الاسماء والصفات
- مؤلف: ابو بکر احمد بن حسین بن علی تیمی (متوفی ٣٥٨ھ)، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت
٤. اسنن المطالب فی احادیث مختلفة المراتب
- مؤلف: ابو عبد الله محمد بن درویش حوت بیروتی (متوفی ٩٢١ھ)، ترتیب و پیشکش: شیخ عبدالرحمن بن محمد بن درویش حوت بیروتی، کن اشاعت: ١٤٣٢ھ مطابق ١٩٩١ء پہلا یئش، ناشر: داراللکر، بيروت
٥. اسنن المطالب فی مناقب سیدنا علی بن ابی طالب
- مؤلف: ابو الحسن عسکر الدین محمد بن محمد جزری شافعی (متوفی ٣٨٣ھ)، تحقیق: ڈاکٹر محمد ابادی ایمنی، ناشر: مطبعہ امیر المؤمنین اصفہان
٥٦. اسنن المطالب فی نجات ابی طالب
- مؤلف: احمد زینی دحلان (متوفی ١٣٢٣ھ)، کن اشاعت: ١٤٣١ھ دوسرائیش، ناشر: مطبعة ذات الخیر، مصر
٥٧. الاشباه و النظائر فی النحو
- مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ٩١٩ھ)، نظر ثانی: ڈاکٹر فائزہ ترجیحی، کن اشاعت: ١٩٨٢ء، پہلا یئش، ناشر: دارالکتاب العربي، بيروت
٥٨. الاصابة فی تمیز الصحابة

- مؤلف: شهاب الدين ابوالفضل احمد بن علي بن مجر عسقلاني (متوفى ٢٩٨ھ)، من اشاعت: ١٣٢٨ھ، بپلا ایڈیشن، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت
٥٩. اصل زید الوزاد (كتاب الاصول للستة هشتو) من اشاعت: ١٣٠٥ھ، ناشر: انتشارات دار الشیخی (مطبعة مهدیہ)
٦٠. الاعبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار
- مؤلف: ابوکبر محمد بن موسی حازی (متوفى ٢٩٥ھ)، تحقیق: داکتر عبداللطیف المتن لعلی، من اشاعت: ١٣٢٩ھ طباقی، ناشر: دار احیاء التراث، قاهره، ناشر: جامعۃ الدرایسات الاسلامیۃ، پاکستان
٦١. الاعقادات في دین الامامیۃ
- مؤلف: شیخ محمد بن علی بن حسین بن بالویتی معروف به شیخ صدق (متوفی ١٤٣ھ)، تحقیق: غلام رضا مازندرانی، من اشاعت: ١٣٢٢ھ، ناشر: المطبعة العلمیة
٦٢. الاعلام
- مؤلف: خیر الدین بن محمود بن محمد زرقی (متوفی ٢٧٩ھ)، من اشاعت: ١٩٨٣ھ، چھٹا ایڈیشن، ناشر: دار العلم للملايين، بیروت
٦٣. الاعلام بوفیات الاعلام
- مؤلف: محمد بن احمد ذہبی (متوفی ٢٨٧ھ)، تحقیق: ریاض عبد الحمید اور عبد الجبار زکار، من اشاعت: ١٣٢٢ھ طباقی، ناشر: دار الفکر المعاصر، بیروت
٦٤. اعلام العراق
- مؤلف: محمد بجهت اثری، من اشاعت: ١٩٢٤ء، ناشر: مطبعہ سلفیہ، قاهرہ
٦٥. الاعلام فی کتاب معجم البلدان حموی
- اتخراج تحقیق: عبدالحسین شبستری، من اشاعت: ١٣٠٥ھ، ناشر: دار احیاء التراث العربي
٦٦. اعلام المؤمنین عن رب العالمین

- مَوْلَفُ شِعْرِ الدِّينِ إِبْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْدِيِّ بْنِ إِبْنِ كَبِيرٍ مُعْرُوفٍ بِإِبْنِ قِيمِ جُوزِيِّ (مُتَوفِّي ١٩٧٤هـ)، تَحْقِيقُ طِهِّيْرِ الرَّذْفِيِّ سَعْدِ، نَاثِرُ: دَارِ الْجَيْشِ، بَيْرُوت**
- ٦٧. أَعْلَامُ النَّبِيلِ، بِتَارِيخِ حَلْبِ الشَّهِيْدِ (تَارِيخُ حَلْبِ)**  
مَوْلَفُ: مُحَمَّد رَاغِب طَارِخِ حَلْبِيِّ (مُتَوفِّي ١٩٣٤هـ)، تَسْقِيفُ: مُحَمَّد كَالِّ، نَاثِرُ: دَارِ الْقَلْمَنْيَةِ الْعَرَبِيَّةِ، حَلْبُ (شَام)، ١٩٨٨هـ، مَطَابِقُ ١٤٢٩هـ، نَاثِرُ: دَارِ الْقَلْمَنْيَةِ الْعَرَبِيَّةِ، حَلْبُ (شَام)
- ٦٨. أَعْلَامُ النَّبِيِّ**  
مَوْلَفُ: أَبُو الْحَسْنِ عَلَى بْنِ مُحَمَّدِ مَاوِرِدِيِّ شَافِعِيِّ (مُتَوفِّي ١٩٣٥هـ)، تَحْقِيقُ: سَعِيدِ مُحَمَّدِ لَحَامِ، نَاثِرُ: دَارِ الْمَكْتَبَةِ الْأَصْلَالِ، بَيْرُوت، مَطَابِقُ ١٤٢٩هـ، مَطَابِقُ ١٩٨٩هـ، نَاثِرُ: دَارِ الْمَكْتَبَةِ الْأَصْلَالِ، بَيْرُوت
- ٦٩. أَعْلَامُ النَّسَاءِ فِي عَالَمِ الْعَرَبِ وَالاسْلَامِ**  
مَوْلَفُ: مُحَمَّد رَضا كَحَّالَةِ، نَاثِرُ: دَارِ الْمَكْتَبَةِ الْأَصْلَالِ، بَيْرُوت، مَطَابِقُ ١٤٠٣هـ، مَطَابِقُ ١٩٨٣هـ، پَانِچُواںِ اِیڈِیشن، نَاثِرُ: مَوْسَى الرَّسَالَةِ، بَيْرُوت
- ٧٠. أَعْلَامُ الْوَدَى بِأَعْلَامِ الْهَدَى**  
مَوْلَفُ: أَبُو عَلَى فَضْلِ بْنِ حَسَنِ طَبَرِيِّ (مُتَوفِّي ١٩٥٨هـ)، نَاثِرُ: دَارِ الْمَعْرِفَةِ، بَيْرُوت، مَطَابِقُ ١٣٩٩هـ، مَطَابِقُ ١٩٧٩هـ، نَاثِرُ: دَارِ الْمَعْرِفَةِ، بَيْرُوت
- ٧١. اعْيَانُ الشِّعِيَّةِ**  
مَوْلَفُ: مُحَمَّدِ إِمَّمِيِّ عَلَى (مُتَوفِّي ١٩٥٢هـ)، نَاثِرُ: دَارِ الْعَارِفِ، بَيْرُوت، مَطَابِقُ ١٣٥٣هـ، مَطَابِقُ ١٩٨٣هـ، نَاثِرُ: دَارِ الْعَارِفِ، بَيْرُوت
- ٧٢. الْأَغَانِيِّ**  
مَوْلَفُ: أَبُو الْفَرجِ اِصْفَهَانِيِّ (مُتَوفِّي ١٩٥٦هـ)، نَاثِرُ: دَارِ الْفَلْكِ، بَيْرُوت، مَطَابِقُ ١٤٠٦هـ، مَطَابِقُ ١٩٨٦هـ، نَاثِرُ: دَارِ الْفَلْكِ، بَيْرُوت
- ٧٣. الْأَفَادَةُ وَالْأَعْتَارُ فِي الْأَمْوَالِ الْمُشَابِدَةِ وَالْحَوَادِثِ الْمُعَانِيَةِ**

مؤلف: عبد اللطيف بن يوسف بن محمد بغدادي (متوفى ٢٢٩ هـ)

٧٤. اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد ليس ببدعة

مؤلف: ابو الحسنات محمد عبدالحی کھنوسی هندی (متوفی ٣١٣ هـ)، تحقیق: عبد الفتاح ابوغده، من

اشاعت: ١٣٨٦ هـ مطابق ١٩٢٢ء، ناشر: مکتب امطہعات الاسلامیة، حلب

#### ٧٥. اقبال الاعمال

مؤلف: ابو القاسم علی بن موسی بن جعفر بن طاؤس (متوفی ٢٢٨ هـ)، من اشاعت: ١٣٩٠ هـ درسا

ایرانیشن، ناشر: دارالکتب الاسلامیة، تهران

#### ٧٦. الاکمال

مؤلف: علی بن حبۃ اللہ ابی قصر بن ماقو (متوفی ٢٢٥ هـ)، من اشاعت: ١٩٩٥ء پیلا ایرانیشن، ناشر

دارالکتب العلمیة، بیروت

#### ٧٧. الاکمال

مؤلف: محمد بن علی بن حسن بن حمزہ شافعی (متوفی ٢٥٧ هـ)، تحقیق: ذاکر عبد المعلی امین قلیجی، من

اشاعت: ١٣٥٩ هـ مطابق ١٩٨٩ء پیلا ایرانیشن، ناشر: جامعۃ الدراسات الاسلامیة، کراچی

#### ٧٨. الحفاظ الدرد

مؤلف: محمد بن طیب قادری (متوفی ٧١٨ هـ)، تحقیق: یا شم علوی قاکی، من اشاعت: ١٣٠٣ هـ

مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دارالآفاق الجدیده، بیروت

#### ٧٩. الف باء

مؤلف: ابو الحجاج یوسف بن محمد بلوی (متوفی ٢٠٣ هـ)، من اشاعت: ١٣٥٥ هـ مطابق ١٩٨٥ء

دوسرا ایرانیشن، ناشر: عالم الکتب، بیروت

#### ٨٠. الفیہ السیوطی فی علم الحديث

مؤلف: جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (متوفی ١٩١ هـ)، تصحیح و شرح: احمد محمد شاکر، ناشر: دارالمعرفة

٨١. الام

مؤلف: محمد بن اوریس شافعی (متوفی ٢٠٣ھ)، تصحیح: محمد ذہری نجgar، ناشر: دار المعرفة، بیروت

٨٢. الامالی

مؤلف: ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ کی معرفہ به شیخ صدوق (متوفی ٤٦٧ھ)، بن اشاعت: ١٣٢٩ھ دوسرالایڈیشن، ناشر: جامعہ درسین، قم

٨٣. امالی

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن طوی (متوفی ٤٠٣ھ)، تحقیق: گروہ محققین، بن اشاعت: ١٣٢٩ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسه بعثت، قم

٨٤. امالی محاملی

مؤلف: حسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید محالی بغدادی (متوفی ٤٣٣ھ)، تحقیق: ڈاکٹر ابراهیم قیسی، بن اشاعت: ١٣٢٩ھ مطابق ل١٩٩٦ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: دار ابن القیم، المکتبۃ الاسلامیۃ، عمان

٨٥. امالی مرتضی

مؤلف: ابو القاسم علی بن الحسین موسوی معرفہ به شریف مرتضی (متوفی ٤٣٦ھ)، بن اشاعت: ١٣٢٩ھ مطابق ل١٩٥٢ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: آفست دار احیاء الکتب العربیۃ

٨٦. الامام علی بن ابی طالب

مؤلف: محمد رضا (متوفی ١٣٦٩ھ)، بن اشاعت: ١٣٥٨ھ، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، آفست از طبع قاہرہ

٨٧. امام علی بن ابی طالب (مجموعہ کامل)

مؤلف: عبدالفتاح عبدالقصود، ناشر: دار المکتبۃ التربیۃ و المکتبۃ العرفان، بیروت

#### ٨٩. الامامة والسياسة

مؤلف: ابو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة دينوري (متوفى ٤٣٧هـ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

#### ٩٠. امتعاض الاسمعاع

مؤلف: احمد بن علي مقرئي (متوفى ١٣٥٥هـ)، من اشاعت: ١٩٣١ء، ناشر: مطبعة بحث التأليف

الترجمة والنشر، قاهره

#### ٩١. الامتعاض والمؤانسة

مؤلف: ابو حيان توحيدی (متوفى ١٣٨٠هـ)، تحقيق: احمد امین او راحم ازین، ناشر: دار مکتبۃ الحیاة

، بيروت

#### ٩٢. امل الآمل

مؤلف: محمد بن حسن معروف بشیخ حرماني (متوفى ٢٠١٦هـ)، تحقيق: سید احمد حسینی، من اشاعت

١٣٨٥هـ، ناشر: دار الكتاب الاسلامي، آفیٹ ازمطبعة الادب، نجف اشرف

#### ٩٣. املاء مامن به الرحمن

مؤلف: محبت الدین عبد الله بن حسین علکری (متوفى ١٤٦١هـ)، من اشاعت: ١٣٨٩هـ، دوسر ا

ایدیش، ناشر: مکتبۃ البابی، مصر

#### ٩٤. الامم لا يقاظ لهم

مؤلف: شیخ ابراهیم بن حسن بن شہاب الدین کردی کورانی مدینی (متوفی ١٤٠٢هـ)، ناشر: مطبعة

مجلس دائرۃ المعارف النظامیة، حیدرآباد هند

#### ٩٥. الاموال

مؤلف: ابو عبد القاسم بن سلام (متوفى ٢٢٣هـ)، تحقيق: محمد خلیل هراس، من اشاعت: ١٤٣٨هـ

مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: دار الفکر، بيروت

#### ٩٦. انهاء نجباہ الانباء

مؤلف: ابوہاشم محمد بن محمد بن ظفر صقلي کی (متوفی ١٥٦٥ھ)، ناشر: مصطفی القهانی و سید محمد ہاشم کعی

#### ٩٧۔ ابناہ الرواۃ علی انبیاء النجاة

مؤلف: ابو الحسن علی بن یوسف قسطلی (متوفی ١٢٦٦ھ)، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم، بن اشاعت

١٣٦٩ھ مطابق ١٩٥٠ء، ناشر: دارالکتب المصرية، قاهرہ

#### ٩٨۔ الانتصار

مؤلف: ابوالقاسم علی بن الحسین موسوی معروف بـ شریف مرتضی (متوفی ١٣٣٦ھ)، بن اشاعت

١٣٩١ھ مطابق ١٩٧١ء، ناشر: انتشارات رضی قم، آنست از امطبخ حیدریہ، بحف اشرف

#### ٩٩۔ الانتصار

مؤلف: عبدالرحیم بن محمد بن عثمان الخیاط مخزی (متوفی تقریباً ١٠٣٣ھ)، نظریاتی: محمد جازی، ناشر

مکتبۃ الشفاعة الدینیہ، قاهرہ

#### ١٠٠۔ الانتقام فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، مالک و الشافعی و ابی

حنیفة

مؤلف: ابو عمر یوسف بن عبد البرنری قرطی (متوفی ١٣٣٣ھ)، ناشر: دارالکتب العلمیہ، بیروت

#### ١٠١۔ الانساب

مؤلف: ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور تیمی سمعانی (متوفی ١٢٥٥ھ)، تحقیق: عبد اللہ العمر

بارودی، بن اشاعت ١٣٠٨ھ مطابق ١٩٨٥ء پہلا ایڈیشن، ناشر: دارالجہان، بیروت

یہی کتاب عبدالرحمن بن یحییٰ یمانی کی تحقیق کے ساتھ ١٣٠٠ھ مطابق ١٩٨٠ء میں نشر محمد امین

دیج، بیروت نے زیر طبع سے آراستہ کی ہے۔

#### ١٠٢۔ انساب الاشراف

مؤلف: احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری (متوفی ١٢٧٩ھ)، تحقیق: شیخ باقری محمودی، ناشر: موسیٰ

علی، بیروت

١٠٣. انصاف عثمان

مؤلف: محمد احمد جاد المولى بك (متوفى ١٩٣٢هـ)، من اشاعت: ١٩٣٢هـ، ناشر: مطبعة المعارف

مصر

١٠٤. الانوار لاعمال الابرار

مؤلف: يوسف اردبيلي (متوفى ١٤٧٤هـ)، من اشاعت: ١٩٢٨هـ مطابق ١٩١٠ء، ناشر: مطبعة

الجمالية، مصر

١٠٥. انوار البدرين

مؤلف: شيخ علي بلادی بحرانی (متوفى ١٣٣٠هـ)، من اشاعت: ١٣٣٠هـ، ناشر: انتشارات كتب

خانة آية الشمرعشلي قم

١٠٦. انوار الربيع في انواع البديع

مؤلف: سيد علي صدر الدين بن معصوم مداني (متوفى ١٤٢٠هـ)، من اشاعت: ١٣٨٨هـ مطابق

١٩٦٨ء، پهلا آیدیش، ناشر: مطبعة العمان، نجف اشرف

١٠٧. الانوار النعمانية

مؤلف: سید نصرة اللہ موسی جزاری (متوفى ١١١٢هـ)، ناشر: تبریز، ایران

١٠٨. الا وائل

مؤلف: حسن بن عبد بن سهل عکری (متوفى بعد از ١٣٩٥هـ)، سال اشاعت: ١٣٩٥هـ مطابق

١٩٨٤ء، پهلا آیدیش، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

١٠٩. اوائل المقالات

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعیمان عکری بغدادی معروف بشیخ مفید (متوفى ١٣١٣هـ)، ناشر:

انتشارات داوری، قم

١١٠. ایضاح الا شعباء

مؤلف: ابو منصور حسن بن يوسف بن مطهر معروف بـ علامه حلبي (متوفى ١٢٦٧هـ)، من اشاعت: ١٩٣١هـ پہلائیشن، ناشر: جامعہ درسین، قم

#### ١١- ایخناح المکنون فی الذیل علی کشف الظنوں

مؤلف: اسماعیل پاشا بن محمد امین بن میر سیم بابابی بغدادی (متوفی ١٣٣٩هـ)، من اشاعت: ١٩٣١هـ، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت آفست از پنج استنبول

#### ١٢- ایقا ظ همم او بی الابصار

مؤلف: صالح بن محمد بن نوح عمری وقلاتی (متوفی ١٢١٨هـ)، ناشر: دار المعرفة، بیروت

#### ١٣- ایمان ابی طالب معروف به الحجۃ علی الذاہب الی تکفیر ابی طالب

مؤلف: شمس الدین ابو علی خوار بن محمد موسوی (متوفی ١٢٣٦هـ)، تحقیق: سید محمد جواد العلوم، من اشاعت: ١٩٣٠هـ، ناشر: مکتبۃ سید الشهداء، قم

#### ١٤- البابلیات

مؤلف: شیخ محمد علی یعقوبی (متوفی ١٣٨٥هـ)، ناشر: آفست دارالبيان، قم

#### ١٥- البارع فی اللغة

مؤلف: ابو علی اسماعیل بن قاسم قالی (متوفی ١٣٥٦هـ)، من اشاعت: ١٩٧٥هـ پہلائیشن، ناشر: دار الحکمة العربية، بیروت

#### ١٦- بحار الا دوار الجامعۃ لدر اخبار الانہم الا طهار

مؤلف: شیخ محمد باقر مجلسی (متوفی ١٤١٦هـ)، من اشاعت: ١٤٠٣هـ مطابق ١٩٨٣ء تیرماہیش، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت

#### ١٧- البحیر الرائق شرح کنز الدقائق

مؤلف: شیخ زین الدین بن ابراهیم بن محمد مصری خلی معروف بـ ابن نحیم (متوفی ١٢٩٦هـ)، ناشر: المکتبۃ الرشیدیۃ، پاکستان

١١٨. البحر الزخار الجامع لمذاهب علماء الا مصار  
مؤلف: احمد بن حمودي بن هرتشي (متوفى ٢٨٣٥هـ)، ناشر: دار الكتاب الاسلامي، قاهره
١١٩. البحر المحيط (تفسير أبي حيان)  
مؤلف: محمد بن يوسف بن علي بن حيان الندى معروف به ابن حيان (متوفى ٢٥٤٧هـ)، من اشاعت: ١٣٤١هـ مطابق ١٩٩٩ء، ناشر: دار أحياء التراث العربي، بيروت
١٢٠. البدء والغاريق  
مؤلف: مطر بن طاهر مقدسي (متوفى ٢٥٠٥هـ)، ناشر: مكتبة الثقافة الاسلامية، قاهره
١٢١. بدائع البداءية، مطبوع برحاشيه كتاب شواهد التلخيص  
مؤلف: علي بن ظافر بن حسين الفقيه الوزير (متوفى ٢٦٣٢هـ)
١٢٢. بدائع الصنائع في ترتيب الشهوانع  
مؤلف: علاء الدين ابو بكر بن سعود كاشاني خفني ملقب به ملك العلماء (متوفى ٢٥٨٥هـ)، من اشاعت: ١٣٢٠هـ مطابق ١٩٨٩ء پيلا ايميش، ناشر: المكتبة الجميلية، باكستان
١٢٣. بدایة المجتهد ونهایة المقصد  
مؤلف: محمد بن احمد بن محمد بن رشد قرطبي (متوفى ٢٥٩٥هـ)، من اشاعت: ١٣١٢هـ، ناشر: آفت انتشارات رضي، قم
١٢٤. البداءية والنهاية  
مؤلف: عماد الدين ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير (متوفى ٢٣٧٤هـ)، من اشاعت: ١٣١٣هـ مطابق ١٩٩٣ء، ناشر: دار أحياء التراث العربي
١٢٥. البدر الطالع  
مؤلف: محمد بن علي شوكاني (متوفى ٢٣٥٠هـ)، من اشاعت: ١٣٨٣هـ پيلا ايميش، ناشر: مطبعة السعادة، قاهره

١٢٦. البرهان في علوم القرآن

مؤلف: محمد بن عبد اللہ ذر کشی (متوفی ١٩٥٤ھ)، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، من اشاعت: ١٣٠٨ھ مطابق ١٩٨٨ء پہلا ایڈیشن، ناشر: المکتبۃ العصریۃ، بیروت

١٢٧. بشارة المصطفیٰ لشیعۃ المرتضی

مؤلف: ابو جعفر محمد بن ابی القاسم محمد بن علی طبری (متوفی ١٥٢٥ھ)، من اشاعت: ١٣٨٣ھ مطابق ١٩٦٣ء دوسری ایڈیشن، ناشر: المکتبۃ الحیدریۃ، نجف اشرف

١٢٨. بصائر الدرجات

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ صفاری (متوفی ١٢٩٠ھ)، من اشاعت: ١٣٠٣ھ، ناشر: کتب خانۂ آیۃ اللہ عرضی

١٢٩. بھیۃ الراغبین فی سلسلۃ آل شرف الدین

مؤلف: عبدالحسین شرف الدین (متوفی ١٣٧٤ھ)، من اشاعت: ١٣١٦ھ مطابق ١٩٩١ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: الدراسات الاسلامیۃ، بیروت

١٣٠. بھیۃ الطالب فی تاریخ الحلب

مؤلف: ابن العدیم عمر بن احمد الی جراوۃ (متوفی ١٢٦٢ھ)، تحقیق: سعید زکار، من اشاعت: ١٣٠٨ھ مطابق ١٩٨٨ء

١٣١. بھیۃ الوعاۃ فی طبقۃ اللغوبین و النحاۃ

مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ١٩١١ھ)، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، من اشاعت: ١٣٩٩ھ مطابق ١٩٧٩ء، ناشر: دار الفکر، بیروت

١٣٢. بلاغات النساء

مؤلف: احمد بن ابی طاہر طیفور (متوفی ١٢٨٠ھ)، ناشر: انتشارات رضی، قم

١٣٣. البلدان

- مؤلف: احمد بن ابي يعقوب اسحاق بن واضح الكاتب معروف بـ يعقوبي (متوفى بعد اذ ٢٩٢هـ)،  
ناشر: المكتبة الرضوية، نجف اشرف
١٣٤. بلوغ الارب في معرفة احوال العرب  
مؤلف: محمود شكري آلوسي بغدادي (متوفى ١٣٣٢هـ)، من اشاعت: ١٣٣٢هـ مطابق ١٩٢٣ء،  
ناشر: المطبعة الرحمانية، مصر
١٣٥. بهجة المحافل و بغية الا ما مثل  
مؤلف: عما الدرين سعدي بن ابي بكر عامري (متوفى ٨٩٣هـ)، ناشر: المكتبة العلمية، مدينة منوره
١٣٦. بهجة النفوس  
مؤلف: عبد الله بن ابي حمزه ازدي اندركي (متوفى ٢٩٩هـ)، من اشاعت: ١٩٧٤ء دوسر ایڈیشن،  
ناشر: دار الجليل، بيروت
١٣٧. البيان في اخبار المهدى صاحب الزمان  
مؤلف: محمد بن يوسف سعدي (متوفى ٢٥٨هـ)، من اشاعت: ١٣٩٩هـ مطابق ١٩٨٨ء،  
ناشر: دار ومكتبة اخلاص، بيروت
١٣٨. البيان والتعين  
مؤلف: ابو عثمان عمرو بن جريرا بن محجوب جاظظ (متوفى ٢٥٥هـ)، من اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء،  
ناشر: دار ومكتبة اخلاص، بيروت
١٣٩. البيان والتعريف في اسباب ورود الحديث الشريف  
مؤلف: ابراهيم بن محمد بن كمال الدين معروف بـ ابن حمزه حنفي حسني دمشقي (متوفى ١٢٠٢هـ)، من  
اشاعت: ١٣٢٠هـ دريروت، پہلا ایڈیشن
١٤٠. حاج التراجم في صنف من الحنفية  
مؤلف: ابوالعدل قاسم بن قطلو بغا حنفي (متوفى ٩٨٤هـ) تحقیق: ابراهیم صالح، من  
اشاعت: ١٣١٢هـ مطابق ١٩٩٢ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: دیبا المامون للتراث، بيروت

١٤١. **تاج التفاسير**

مؤلف: محمد عثمان محمد أبي بكر كركي (متوفى ١٢٦٥هـ)

١٤٢. **النّاج الجامع للّاصحول في أحاديث الرسول**

مؤلف: منصور على ناصف (متوفى ١٩٥١هـ)، من إشاعةٍ: ١٣٨٣هـ مطابق ١٩٦١ء، تيسير اليمانيش،

ناشر: دار أحياء التراث العربي، بيروت

١٤٣. **تاج العروس من جواهر القاموس**

مؤلف: محمد الدين أبي الفتح محمد مرتفع حسني وأسطل زيدى حنفى، من إشاعةٍ: ١٣٠٢هـ پهلا

إيليش، ناشر: دار مكتبة الحياة، بيروت آفست از مطبعة الخيرية، مصر

١٤٤. **النّاج في أخلاق الملوك**

مؤلف: ابو عثمان عمرو بن مجرب بن محجوب جاحظ (متوفى ٢٥٥هـ)، تحقيق: المحامي فوزي عطوي، من

إشاعةٍ: ١٩٨٠ء، ناشر: دار صعب، بيروت

١٤٥. **التاريخ**

مؤلف: ابو ذكرييا سعدي بن معين (متوفى ٢٣٣هـ)، تحقيق: داشر احمد نور سيف، من إشاعةٍ:

١٣٩٩هـ مطابق ٩٧٤ء، پهلا إيليش، ناشر: مركز البحث العلمي وأحياء التراث الاسلامي، مكة المكرمة

١٤٦. **تاريخ آداب اللغة العربية** ، مطبوعٌ ضمن مؤلفات جرجى زيدان

مؤلف: جرجى زيدان (متوفى ١٩١٢ء)، من إشاعةٍ: ١٩٨٢هـ مطابق ١٩٨٢ء، ناشر: دار الجليل،

بيروت

١٤٧. **تاريخ آل محمد**

مؤلف: بهلول بهجهت آفندي (متوفى ١٣٥٥هـ)، ناشر: مطبعة أمير تبريز

١٤٨. **تاريخ ابن خلدون**

مؤلف: عبد الرحمن بن خلدون (متوفى ١٣٠٨هـ)، نظر ثانٍ: سليم زكار، من إشاعةٍ: ١٣٠٨هـ

مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: دار الفخر، بيروت

#### ١٤٩- تاريخ الاسلام ووفيات المشاھیر الاعلام

مؤلف: شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی ٦٥٧ھ)، تحقیق: داکٹر عمر عبد السلام

تم دری، سن اشاعت ١٩٩٠ء، تیرالایلیشن، ناشر: دارالکتاب العربي، بيروت

#### ١٥٠- تاريخ اسماء الثقات

مؤلف: عمر بن احمد بن عثمان معروف بابن شاشین (متوفی ٣٨٥ھ)، سن اشاعت: ٢٠٣١ھ

مطابق ١٩٨٩ء پہلا ایلیشن، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

#### ١٥١- تاريخ بغداد

مؤلف: ابوکبر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ٣٢٣ھ)، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

#### ١٥٢- تاريخ الامم والملوک (تاريخ طبری)

مؤلف: ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ٤٣٠ھ)، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراهیم، سن اشاعت:

٢٠٣٨ھ مطابق ١٩٦٤ء دوسرا ایلیشن، ناشر: دارالتراث، بيروت

#### ١٥٣- تاريخ التراث العربي

مؤلف: فؤاد سرگین، مترجم عربی: داکٹر عزفہ مصطفیٰ نظر گانی: داکٹر محمود جازی اور سعید عبدالکریم،

سن اشاعت: ٢٠٣٢ھ، دوسرا ایلیشن، ناشر: آفیٹ کتب خانہ آئیۃ اللہ مرعشی

#### ١٥٤- تاريخ تمدن اسلامی، مطبوع ضمن مؤلفات جرجی زیدان

مؤلف: جرجی زیدان (متوفی ١٩١٣ھ)، سن اشاعت ٢٠٣٠٢ھ مطابق ١٩٨٢ء، ناشر: دارالتجھیل

، بيروت

#### ١٥٥- تاريخ الثقات

مؤلف: ابوالحسن احمد بن عبد الله بن صالح عجمی (متوفی ٤٢٢ھ)، ترتیب: نور الدین علی بن ابی بکر

صیغی (متوفی ٤٢٨ھ)، سن اشاعت: ٢٠٣٥ھ مطابق ١٩٨٥ء پہلا ایلیشن، ناشر: دارالكتب

١٥٦. تاريخ الحكماء من كتاب اخبار العلماء باخبار الحكماء  
مؤلف: جمال الدين أبي الحسن علي بن يوسف قظني (متوفى ٢٣٦ھ)، ناشر: مكتبة المثنى، بغداد
١٥٧. تاريخ الخلفاء  
مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ٩١١ھ)، ناشر: دار الفكر، بيروت
١٥٨. تاريخ الخميس في احوال انسون نفس دفيس  
مؤلف: حسین بن محمد بن حسن ديار بکری (متوفى ٩٦٦ھ)، ناشر: موسسه شعبان، بيروت
١٥٩. التاريخ الصغير  
مؤلف: ابو عبد الله محمد بن اسامة علی معرفة بامام بخاري (متوفى ٢٥٦ھ)، من اشاعت: ١٤٠٠هـ  
مطابق ١٩٨٦ء، ناشر: دار المعرفة، بيروت
١٦٠. تاريخ طبرستان  
مؤلف: بهاء الدين محمد بن حسن، تصحیح: عباس اقبال، من اشاعت: ١٤٢٠هـ  
البعض ارجو ان يكون تصحیح عباس اقبال
١٦١. تاريخ العراق بين احتلالين  
مؤلف: عباس عزّادي (متوفى ١٤٩٦ھ)، من اشاعت: ١٩٣٥ء، ناشر: مطبعة بغداد
١٦٢. تاريخ عمر بن الخطاب (سيرة عمر)  
مؤلف: جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي ابن جوزي (متوفى ٤٥٥ھ)، من اشاعت: ١٤٠٥هـ  
مطابق ١٩٨٥ء مذكرة ایڈیشن، ناشر: دار الرائد العربي، بيروت
١٦٣. التاريخ الكبير  
مؤلف: ابو عبد الله محمد بن اسامة علی بخاري (متوفى ٢٥٦ھ)، من اشاعت: ١٤٣٠هـ مطابق ١٩٨٦ء  
ناشر: دار الفكر بيروت، آفسٍ از وزارت المعارف عثمانیہ، حیدر آباد حند
١٦٤. تاريخ المدينة

مؤلف: عمر بن شبة نميري بصرى (متوفى ٢٦٢هـ)، تحقیق: فتحیم محمد غلتوت، من اشاعت: ١٤٣٠هـ،  
ناشر: آفست دارالفنون، قم

١٦٥. تاریخ مدینة دمشق (تاریخ ابن عساکر)  
مؤلف: ابوالقاسم علی بن الحسین بن حبۃ اللہ الشافعی معروف به ابن عساکر (متوفی ٣٥٥هـ)،  
ناشر: دارالبشير، دمشق، آفست از نسخه کتب خانه ظاہریہ دمشق

١٦٦. تاریخ مزار شریف واقع بلخ  
مؤلف: توییح محمد کبکد ای، ناشر: نشر نعمانی، کتبہ کامل، افغانستان

١٦٧. تاریخ مصر الحدیث، مطبوع در ضمن مؤلفات جرجی زیدان  
مؤلف: جرجی زیدان (متوفی ١٩١٣هـ)، من اشاعت: ١٤٣٢هـ مطابق ١٩٨٢م، ناشر: دارالجبل

، بیروت

١٦٨. تاریخ نگارستان  
مؤلف: احمد بن محمد غفاری کاشانی (متوفی ٥٩٥هـ)، من اشاعت: ١٤٣٠هـ پهلا ایڈیشن،  
ناشر: مکتبه حافظ، تهران

١٦٩. تاریخ نیشاپور المنتخب من السیاق  
مؤلف: عبد الغافر بن اسماعیل فارسی (متوفی ٥٥٩هـ)، انتخاب: ابراہیم بن محمد بن ازہر صریفی (متوفی ٢٣١هـ)، من اشاعت: ١٤٣٢هـ، ناشر: جامعه مدرسین، قم

١٧٠. تاریخ واسط  
مؤلف: اسلم بن سهل رزاز واسطی معروف به بخشش (متوفی ٢٩٢هـ)، تحقیق: کوچیں عواد، من اشاعت: ١٤٣٤هـ مطابق ١٩٦١م، ناشر: مطبعة المعارف، بغداد

١٧١. تاریخ یعقوبی  
مؤلف: احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وهب بن واشح معروف به یعقوبی (متوفی ٢٩٢هـ)

١٧٢. تاسیس الشیعۃ الکرام لعلوم الاسلام

مؤلف: سید حسن الصدر، ناشر: مکتبۃ الاعلیٰ، آفست از شرکت النشر والطباعة العراقیة الحمد وده

١٧٣. تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء اہل الحدیث

مؤلف: ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قبیہ دینوری (متوفی ٢٤٢ھ)، تحقیق: عبد القادر احمد عطا، سن اشاعت ١٣٠٢ھ مطابق ١٩٨٢ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعہ احسان، قاہرہ

ل١٣١٤ھ میں یہی کتاب طبعہ القدس مصر سے چھپی اور ل١٣١٦ھ مطابق ١٩٩٦ء میں محمد زہر بخاری کی تحقیق کے ساتھ طبعہ القاہرہ سے شائع ہوئی۔

١٧٤. تبصرة العوام

مؤلف: ابرتاب الرشی ابن الدائی رازی (٥٢٥ھ میں زندہ تھے)۔

١٧٥. تبصرة المبتدى

مؤلف: ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی (متوفی ٧٥٥ھ)

اس کتاب کا عکسی نسخہ کتاب خانہ آیہ اللہ مرعشی قم میں موجود ہے۔

١٧٦. تبصیر المنتسبة فی تحري المشتبة

مؤلف: احمد بن علی مجر عقلانی (متوفی ٨٥٢ھ)، تحقیق: محمد علی بخاری، سن اشاعت: ١٣٨٣ھ مطابق ١٩٦٣ء، ناشر: الموسیة المصرية

١٧٧. التبیان فی تفسیر القرآن

مؤلف: محمد بن حسن طوی (متوفی ١٣٢٠ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بيروت

١٧٨. تبیین الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة

مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ١٩١١ھ)، سن اشاعت: ١٣٣٣ھ دوسر ایڈیشن،

ناشر: دائرة المعارف النظامية، حیدر آباد کن ہند

١٧٩. **كتمة المختصر في أخبار البشر** (تاريخ ابن الوردي)  
مؤلف: زين الدين عمر بن مظفر ابن الوردي (متوفى ٢٩٧٤هـ)، تحقيق: احمد رفعت بدراوی،  
ناشر: دار المعرفة، بيروت
١٨٠. **تجارب السلف**  
مؤلف: هندو شاه بن سخن بن عبد اللہ صاحبی نجفی افانی (٣٠٧هـ میں زندہ تھے)، تصحیح: عباس اقبال، من  
اشاعت: ١٩٥٣ء، ابجری ششی، تیرالیلیش، ناشر: مکتبہ طہوری، تہران
١٨١. **تجزید اسماء الصحابة**  
مؤلف: شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی ٢٨٦٧هـ)، تصحیح: صالح عبدالحکیم شرف الدین،  
من اشاعت: ١٩٢٩ء، ناشر: شرف الدین کتبی ممبئی هند
١٨٢. **تحریر الاحکام**  
مؤلف: حسن بن یوسف بن علی مطہر معروف بعلامہ حلی (متوفی ٢٦٧٤هـ)، ناشر: مؤسسة آل  
البیت
١٨٣. **التحریر الطائوس**  
مؤلف: اشیخ حسن بن زین الدین عاملی (متوفی ١٤٠٩هـ)، تحقيق: فاضل الجواہری، من اشاعت  
ال١٤٠٩هـ پلا لیلیش، ناشر: سید الشهداء قم
١٨٤. **تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص**  
مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ١٩٦٩هـ)، من اشاعت: ١٩٨٣ء مطابق ١٤٠٣هـ  
دوسراللیلیش، ناشر: المکتب الاسلامی، بيروت
١٨٥. **تحصیل عین الذهب**  
مؤلف: یوسف بن سلیمان بن عیسیٰ شنتری (متوفی ٢٢٧٤هـ)، من اشاعت: ١٤١٢هـ، ناشر:  
المطبعة الکبری الامیریة، بولاق، مصر

### ١٨٦. تحفة افتاد عشرية

مؤلف: شاه عبدالعزيز دهلوى (متوفى ١٤٢٣هـ)، نسخة اشاعت: ١٤٣٣هـ، چوچہ الیش، ناشر: سہیل اکیڈمی، لاہور

### ١٨٧. تحفة الاحباب وبغية الطلاب

مؤلف: نور الدین علی بن احمد بن عمر سقاوی (متوفى بعد از ١٤٨٩هـ)، نسخة اشاعت: ١٤٢٠هـ مطابق

١٩٨٦

### ١٨٨. تحفة الاشراف في معرفة الاطراف

مؤلف: جمال الدین بن المجاج مزى (متوفى ١٤٢٢هـ)، تحقیق: عبدالصمد شرف الدین، نسخة اشاعت: ١٤٣٢هـ مطابق ١٩٨٣ء، دوسر الیش، ناشر: آفست الکتب الاسلامی، بیروت

### ١٨٩. تحقيق النصرة بتلخيص معالم ذار الهجرة

مؤلف: زین الدین ابی الحسن بن الحسین ابن عمر (مرتوفی ١٤٨١هـ)، نسخة اشاعت: ١٤٣٧هـ مطابق ١٩٥٥ء، ناشر: المکتبۃ العلمیۃ، مدینۃ منورہ

### ١٩٠. التدوین في اخبار قزوین

مؤلف: عبدالکریم بن محمد رانی قزوینی (متوفی ١٤٢١هـ)، تحقیق: شیخ عزیز اللہ عطاردی، نسخة اشاعت: ١٤٣٨هـ مطابق ١٩٨٩ء، ناشر: دارالکتب العلمیۃ، بیروت

### ١٩١. التذکار في افضل الاذکار

مؤلف: محمد بن احمد قرطبی (متوفی ١٤٢٦هـ)، تحقیق: سید احمد بن محمد بن صدیق غماری، نسخة اشاعت: ١٤٣٥هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: محمد امین خانجی

### ١٩٢. تذكرة الحزین

مؤلف: شیخ محمد بن علی حزین (متوفی ١٤١٨هـ)، نسخة اشاعت: ١٤٣٣هـ، دوسر الیش، ناشر: مکتبۃ تائید، اصفہان

١٩٣. تذكرة الحفاظ

مؤلف: شمس الدين محمد ذهبي (متوفى ٦٨٧هـ)، سن اشاعت: ١٣٢٤هـ، ناشر: دار الكتب العلمية،  
بیروت آفسنت از مکتبة الحرم الائمه، مکه

١٩٤. تذكرة الخواص

مؤلف: يوسف بن قرطلي بن عبد الله بغدادي معروف به سبط ابن جوزي (متوفى ٦٥٣هـ)،  
ناشر: مكتبة نبوى الحسينية، تهران

١٩٥. تذكرة الشعراء (تذكرة نصیرآبادی)

مؤلف: میرزا محمد طاہر نصیرآبادی اصفهانی (از بزرگان قرن ١٢)، سن اشاعت: ١٣١٤هـ،  
ناشر: مکتبه فروغی، مطبعة ارمغان، تهران

١٩٦. التذكرة في احوال الموتى والآخرة

مؤلف: محمد بن احمد قرطلي (متوفى ١٤٢٦هـ)، ناشر: دار الحديث، مصر، پهلا ایڈیشن

١٩٧. تذكرة الموضوعات

مؤلف: ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی (متوفى ٦٥٥هـ)، تحقیق: سید محمد امین، سن  
اشاعت: ١٣٥١هـ مطابق ١٩٣٥ء، دوسرالایڈیشن، ناشر: المطبعة الجمودية التجارية بالازهر، مصر

١٩٨. الترغيب والترهيب من الحديث الشريف

مؤلف: ذکرالدین عبدالعظيم منذری (متوفى ٦٥٦هـ)، سن اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء،  
ناشر: دار الفکر للطباعة، بیروت

١٩٩. ترتیل الاسواق في اخبار العشاق

مؤلف: داود بن عمر بصیر انطاکی (متوفى ٨٠٤هـ)، ناشر: دار و مکتبة احلال، بیروت

٢٠٠. التسهيل لعلوم العنزيل

مؤلف: محمد بن احمد جزی کلبی (متوفى ١٢٧٤هـ)، سن اشاعت: ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣ء، جوتحا

ایڈیشن، ناشر: دارالکتاب العربي، بيروت

#### ٢٠١. تطهیر الجنان واللسان

مؤلف: احمد بن حجر حنفی کی (متوفی ٩٧٣ھ)، تحقیق: عبد الوہاب عبداللطیف، بن اشاعت: ١٣٨٥ھ مطابق ١٩٦٥ء، دوسرالایڈیشن، ناشر: شرکة الطباعة الفنية المتقدمة، مکتبۃ القاہرہ، مصر

#### ٢٠٢. تعجیل المنفعة بزواند رجال الا ثمة الا ربعة

مؤلف: احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ٨٥٢ھ)، ناشر: دارالکتاب العربي، بيروت

#### ٢٠٣. التعظيم والمنة

مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ١١١٢ھ)، بن اشاعت: ١٣٣٣ھ دوسرالایڈیشن،  
ناشر: مطبعة دائرة المعارف الناظمية، حیدرآباد، هند

#### ٢٠٤. تفسیر ابن کثیر

مؤلف: ابوالغفار اسماعیل بن کثیر دمشقی (متوفی ٢٠١ھ)، بن اشاعت: ١٣٢٠ھ مطابق  
١٩٨١ء، ناشر: داراللگر للطباعة القاہرہ

#### ٢٠٥. تفسیر ابی السعود

مؤلف: ابوالسعود محمد بن محمد عمرانی (متوفی ٩٥٩ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بيروت

#### ٢٠٦. تفسیر ابو الفتوح رازی

مؤلف: جمال الدین حسین بن محمد رازی نیشاپوری (از بزرگان قرن ششم)، بن اشاعت:  
١٣٩٨ھ، ناشر: المکتبۃ الاسلامیۃ

#### ٢٠٧. تفسیر بغوی (معالم التنزيل)

مؤلف: حسین بن مسعود فراء بغوی (متوفی ٦٥٦ھ)، بن اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٢ء،  
ناشر: دارالعرفۃ، بيروت

#### ٢٠٨. تفسیر بیضاوی

مؤلف: عبد الله بن عمر بن محمد شيرازي بضم الهمزة والسين (متوفى ٨٩٦هـ)، من اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق  
١٩٨٨ء، بيروت، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

#### ٢٠٩. تفسير جلال الدين

مؤلفين: جلال الدين سيفوطي (متوفى ٩١١هـ)، جلال الدين الحلي (متوفى ٣٥٨هـ)، من  
اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: دار المعرفة، بيروت

#### ٢١٠. تفسير خانن (لباب العاوبل في معانى التنزيل)

مؤلف: علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم بغدادي (متوفى ٣٢١هـ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

#### ٢١١. تفسير روح البهاء

مؤلف: اساعيل حتى برسوي (متوفى ١١٣هـ)، من اشاعت: ١٣٠٥هـ مطابق ١٩٨٥ء  
ساقواں ایڈیشن، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بيروت

#### ٢١٢. تفسير عياشى

مؤلف: محمد بن مسعود بن عياشى سلمى حرقندى (متوفى ٣٢٠هـ)، ناشر: المكتبة الاسلامية، تهران

#### ٢١٣. تفسير فرات كوفي

مؤلف: فرات بن ابراهيم بن فرات كوفي (از زیگان قرن سوم و چهارم)، ناشر: المطبعة الخiderية

نجف اشرف

#### ٢١٤. تفسير القرآن العظيم

مؤلف: ابن أبي حاتم رازى عبد الرحمن (متوفى ٣٢٢هـ)، تحقيق: داکٹر احمد عبد الله عمارى، من  
اشاعت: ١٣٠٨هـ، ناشر مكتبة الدار، المدينة المنورة ودار طيبة، رياض

#### ٢١٥. تفسير قصى

مؤلف: علی بن ابراهيم قصى (از زیگان قرن سوم و چهارم)، من اشاعت: ١٣٠٣هـ، ناشر: دار  
الكتاب، قم

٢٤٢

١٦- التفسير الكبير (تفسير رازى)

مؤلف: فخر الدين رازى (متوفى ٦٠٢هـ)، ناشر: دار حياة التراث العربى، بيروت

١٧- تفسير ماودى (النكت والعيون)

مؤلف: ابو الحسن علي بن حبيب ماودى (متوفى ٣٥٥هـ)، تحقيق: عبد المقصود عبد الرحيم، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

١٨- تفسير المنار

مؤلفين: شيخ محمد عبده (متوفى ١٣٢٣هـ)، محمد شيرازى (متوفى ١٣٥٣هـ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

١٩- تفسير نسفي

مؤلف: عبدالله بن احمد بن محمود نسفي (متوفى ١٤٠٧هـ)، ناشر: دار الفكر، بيروت

٢٠- تقریب الهدیب

مؤلف: احمد بن علي بن جعفر عقلانى (متوفى ٨٥٢هـ)، بن اشاعت: ١٣٨٥هـ، ناشر: دار المعرفة، بيروت

٢١- تقوية الايمان بزد تزكية ابن ابي سفيان

مؤلف: محمد بن عقيل بن عبد الله علوى حسيني (متوفى ١٣٥٠هـ)، بن اشاعت: ١٣٨٦هـ مطابق ١٩٦٦ء، ناشر المكتبة الجidريّة، نجف اشرف

٢٢- تقويم المحسنين

مؤلف: ملا حسن فیض کاشانی (متوفى ١٤٠٩هـ)، ناشر: دار السلطنت، تبریز

٢٣- تحملة الاكمال

مؤلف: محمد بن عبدالغنى بن نقطة البغدادى (متوفى ٦٢٩هـ)، تحقيق: داکتر عبد القیوم عبد رب النبی، بن اشاعت: ١٣٥٨هـ مطابق ١٩٨١ء، ناشر: جامعة ام القرى، مكة مكرمة



٢٤- حكمة امل الآمل

مؤلف: سيد حسن صد (متوفى ١٣٥٢هـ)، تحقيق: سيد احمد حسني، من اشاعت ١٣٠٦هـ، ناشر: كتب

خانة آية اللهم عرشي

٢٥- حكمة الرجال

مؤلف: شيخ عبدالنبي كاظمي (متوفى ١٣٥٦هـ)، تحقيق: محمد صادق بحر العلوم، ناشر: مطبعة الآداب،

نحف اشرف

٢٦- الحكمة لوفيات النقلة

مؤلف: عبد العظيم بن عبد القوي منزري (متوفى ١٤٥٦هـ)، تحقيق: داً كثربشارت عواد معروف،

من اشاعت ١٤٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت

٢٧- تلخيص ابليس (نقد العلم والعلماء)

مؤلف: ابو الفرج ابن جوزي (متوفى ١٣٩٥هـ)، من اشاعت: ١٩٣١هـ، ناشر: مكتبة الاتجاه

بغداد، آفت از مکتبة المتنبي القاهره

٢٨- التلخيص، مطبوع بر حاشيه المستدرك على الصحيحين

مؤلف: بشير الدين ابو عبد الله الشذبي (متوفى ١٤٣٨هـ)، من اشاعت ١٤٣١هـ مطابق ١٩٩٠ء،

پهلا ایڈیشن

٢٩- تلخيص الجير في تخریج احادیث الرافعی الكبير

مؤلف: احمد بن علي بن جابر عسقلاني (متوفى ١٤٥٢هـ)، تحقيق: عبد الله باشم يمانی مدینی، من

اشاعت: ١٤٨٣هـ مطابق ١٩٦٣ء، ناشر: مدينة منوره

٣٠- تلخيص المتشابهة في الرسم

مؤلف: احمد بن علي ابو بكر خطيب بغدادي (متوفى ١٤٢٣هـ)، من اشاعت: ١٩٨٥هـ پهلا

ایڈیشن، ناشر: دار طلاس، دمشق

## ٢٣١. تلخیص مجمع الآداب

مؤلف: عبد الرزاق بن احمد معروف بابن فوطی (متوفی ١٤٢٣ھ)، تحقیق: ذاکر مصطفی جواد، سن اشاعت: ١٩٦١ء، ناشر وزارت الثقافة، دمشق

## ٢٣٢. تمام المتون فی شرح رسالۃ ابن زیدون

مؤلف: خلیل بن ابیک صفری (متوفی ١٤٢٣ھ)، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراهیم، سن اشاعت: ١٣٨٤ھ مطابق ١٩٦٩ء، ناشر: دار الفکر العربي، بیروت

## ٢٣٣. التمهید فی اصول الدین

مؤلف: ابو بکر محمد بن طیب باقلانی (متوفی ١٤٠٣ھ)، ناشر: دار الفکر العربي، القاهرہ

## ٢٣٤. التمهید فی بیان العو حید

مؤلف: ابو شکور محمد بن عبد السعید کشی خنی، ناشر: دار الکتب العلمیة، کابل افغانستان. دوسرالیٹیشن

## ٢٣٥. تمییز الطیب من الخبیث

مؤلف: عبد الرحمن بن علی شیعیانی ابن الریبع (متوفی ١٤٣٣ھ)، سن اشاعت: ١٣٧٩ھ مطابق ١٩٨٨ء تیرالیٹیشن، ناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت

## ٢٣٦. التنبیه والا شراف

مؤلف: ابو الحسن علی بن الحسین مسعودی (متوفی ١٤٢٥ھ)، تحقیق: عبدالله اسماعیل، سن اشاعت: ١٤٣١ھ، ناشر: دار الصاوی، قاهرہ

## ٢٣٧. التنبیه والرد علی اهل الا هوا والبدع

مؤلف: محمد بن احمد بن عبد الرحمن ملطی (متوفی ١٤٣٧ھ)، سن اشاعت: ١٤٨٨ھ مطابق ١٩٦٨ء، ناشر: مکتبۃ المثنی بغداد، مکتبۃ المعارف، بیروت

## ٢٣٨. تنزیل الآیات علی الشواهد (شرح شواهد الكشاف)

مؤلف: محبت الدین محمد بن الی بکر بن راؤد آنندی (متوفی ١٤٠٦ھ)، ناشر: مکتبۃ و مطبعة مصطفی

البابی الحنفی، مصر

٢٣٩. تذکر القرآن

مؤلف: الرضا، بن اشاعت: متوفی ١٩٦٣هـ، ناشر: صلاح الدين الجندى، بيروت

٢٤٠. تذکر الشريعة المرفوقة عن الاخبار لشيعة الموضوعة

مؤلف: علي بن محمد بن عراق الكنانى (متوفى ٩٦٣هـ)، بن اشاعت: ١٣٥١هـ مطابق ١٩٨١ء

دوسرالیثیش، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

٢٤١. تذکر المقال في علم الرجال

مؤلف: عبد الله بن محمد حسن ماقناني (متوفى ١٣٥٢هـ)، بن اشاعت: ١٣٥٢هـ، ناشر: المطبعة الر

تضوییة، نجف اشرف

٢٤٢. تذکر الحالك في شرح موطا مالك

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سیوطی (متوفى ١٩١١هـ)، ناشر: دارالغروۃ الجدید، بيروت

٢٤٣. تذکر المقايس من تفسیر ابن عباس

مؤلف: محمد بن يعقوب فیروزآبادی شافعی (متوفی ١٨٨٧هـ)، ناشر: مطبعة الاستقامة، قاهره

٢٤٤. تهذیب الآثار

مؤلف: محمد بن جریر طبری (متوفی ٣١٠هـ)، تحقیق: محمود محمد شاکر، ناشر: مطبعة المدنی، قاهره

٢٤٥. تهذیب الأحكام

مؤلف: شیخ الطائفة ابو جعفر شیخ طوی (متوفی ٢٦٠هـ)، ناشر: دارالكتب الاسلامية، تهران

٢٤٦. تهذیب الا سماء واللها

مؤلف: ابو ذکر یا مکی الدین بن شرف نوی (متوفی ٢٧٢هـ)، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

٢٤٧. تهذیب تاريخ دمشق الكبير

مؤلف: شیخ عبدالقاوی بن بدران (متوفی ١٣٣١هـ)، بن اشاعت: ١٣٣١هـ تیرالیثیش،

ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت

٤٤٨. تهذيب التهذيب

مؤلف: احمد بن علي بن جعفر عقلاني (متوفى ٨٥٢ھ)، نن اشاعت: ١٣٠٣ھ مطابق ١٩٨٣ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الفکر، بيروت

٤٤٩. تهذيب الكامل في اللغة والادب

مؤلف: السباعي بيومي، نن اشاعت: ١٣٢١ھ مطابق ١٩٢٣ء، ناشر: مطبعة السعادة، مصر

٤٥٠. تهذيب الكمال في اسماء الرجال

مؤلف: جمال الدين ابي الحجاج مزي (متوفى ٢٢٧٤ھ)، تحقيق: داکڑ عواد معروف، نن اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٢ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت

٤٥١. تهذيب المقال في تنقیح كتاب الرجال

مؤلف: محمد بن علي موحد ابطحي اصفهانی

٤٥٢. توضیح الاشتباہ والا شکال

مؤلف: محمد علي ساروی (١٩٣١ھ میں حیات سے تھے)، نن اشاعت: ١٣٨٢ھ، ناشر: انتشارات دانشگاہ، تهران

٤٥٣. توضیح المشتبه

مؤلف: محمد بن عبدالله بن محمد قیس معروف به ابن ناصر (متوفی ٨٣٢ھ)، تحقيق: محمد فیض عرقسوی، نن اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٣ء، ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت

٤٥٤. التيسير بشرح الجامع الصغير

مؤلف: عبدالرؤف مناوي (متوفی ١٤٠٣ھ)، نن اشاعت: ١٣٨٢ھ، ناشر: دار الطباعة، مصر

٤٥٥. تيسير الوصول الى جامع الاصول

مؤلف: عبد الرحمن بن علي معروف به ابن الدین (متوفی ٩٢٢ھ)، ناشر: دار الفکر، بيروت

٢٥٦. الفور الباسمة

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١٩١٥هـ)، تحقيق: محمد سعيد طرiki، بن اشاعت: ١٣٠٨هـ پهلا ایڈیشن، ناشر: مركز الدراسات والبحوث الاسلامية، بيروت

٢٥٧. الثقات

مؤلف: محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم ترمي البصري (متوفى ١٣٥٣هـ)، بن اشاعت: ١٣٩٣هـ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: دار الفکر بيروت، آنفست از مجلس دائرة المعارف العثمانية حیدر آباد، هند

٢٥٨. شمار القلوب في المضناف والمشروب

مؤلف: ابو منصور عبد الملك بن محمد بن اساعيل شعابي نيشاپوري (متوفى ١٢٢٩هـ)، تحقيق: محمد ابو الفضل ابراهيم، ناشر: دار المعارف، قاهره

٢٥٩. ثمرات الاوراق

مؤلف: ابو بكر بن علي بن عبد الله الحموي، ثقي الدين معروف به ابن حجة (متوفى ١٣٧٤هـ)، ناشر: مكتبة الخانجي، مصر، پهلا ایڈیشن

٢٦٠. ثواب الا عمال و عقاب الا عمال

مؤلف: شيخ صدوق محمد بن جعفر بن علي بن الحسين بن موسى بن جعفر (متوفى ١٣٨٣هـ)، بن اشاعت: ١٣٢٨هـ دوسر ایڈیشن، ناشر: انتشارات رضي قم

٢٦١. جامع الا حاديث

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١٩١٥هـ)، جمع آوري وترتيب: عباس احمد صقر اور احمد عبد الجود، بن اشاعت: ١٣١٢هـ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: مكتب البحوث والدراسات في دار الفكر، بيروت

٢٦٢. جامع الاصول من احاديث الرسول

مؤلف: ابو السعادات مبارك بن محمد ابن الجزرى (متوفى ١٤٠٢هـ)، محمد حامد الفقى، بن اشاعت

٢٦٣. مطابق ١٩٨٣هـ دوسرالیہش، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت

#### ٢٦٣. جامع بیان العلم و فضله

مؤلف: ابو عمر يوسف بن عبد البر القرطبي (متوفى ٣٦٣هـ)، تعلیم و پیشکش: محمد عبدالقادر احمد عطا،  
سن اشاعت: ١٣١٥هـ مطابق ١٩٩٥ء، ناشر: مؤسسه الکتب الثقافية، بیروت

#### ٢٦٤. جامع البيان عن تأويل آی القرآن

مؤلف: ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفى ٣١٠هـ)، سن اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء،  
ناشر: دار الفکر، بیروت

#### ٢٦٥. جامع الشواهد

مؤلف: محمد بن علي اروي تبلی (متوفى ١١١هـ)، سن اشاعت: ١٣٣١هـ بحری شی، ناشر: مطبعة  
رنگین، قم

#### ٢٦٦. جامع الشواهد

مؤلف: مولی محمد باقر شریف، ناشر: انتشارات فیروز آبادی، قم

#### ٢٦٧. الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سیوطی (متوفى ٩١١هـ)، سن اشاعت: ١٣٥١هـ مطابق ١٩٩١ء،  
پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الفکر، بیروت

#### ٢٦٨. الجامع في الرجال

مؤلف: موسی زنجانی، سن اشاعت: ١٣٩٣هـ دروم

#### ٢٦٩. الجامع لا حکام القرآن (تفسیر قرطبي)

مؤلف: ابو عبدالله محمد بن احمد الانصاری القرطبي (متوفى ٤٢٦هـ)، سن اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق  
١٩٨٨ء پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الکتب العلمية، بیروت

#### ٢٧٠. الجامع المختصر في عنوan التواریخ و عيون السیر

٢٧٩  
مؤلف: ابوطالب بن ابي تاج الدين معروف به ابن سائب خازن (متوفى ٢٤٣٥هـ)، تحقيق:

مصطفى جواد، من اشاعت: ١٣٥٣هـ مطابق ١٩٣٣ء، ناشر: المطبعة السريانية الکاثوليكية بغداد

#### ٢٧١. جامع مسانيد ابی حنیفة

مؤلف: ابوالامور محمد بن محمود بن محمد خوارزمي (متوفى ٢٦٩هـ)، ناشر: حیدرآباد، هند

#### ٢٧٢. جامع المقال فيما يتعلق با حوال الحديث والرجال

مؤلف: شیخ فخر الدین طریحی بن محمد ابن علی رحایی بحقی طریحی (متوفی ٥٨٥هـ)، تحقيق: محمد کاظمی

طریحی، ناشر: مکتبة جعفری تهرانی - تهران

#### ٢٧٣. الجرح والتعديل

مؤلف: ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادريس بن منذر ترمی حلّی رازی (متوفی ١٠٨٦هـ)

من اشاعت: ١٣٧٢هـ مطابق ١٩٥٢ء پلا ایڈیشن، ناشر: مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیة، حیدرآبا

د، هند

#### ٢٧٤. جزء

مؤلف: حسن بن عرف العبدی (متوفی ٢٥٢هـ)، تحقيق: عبدالرحمٰن بن عبد الجبار فربیانی، من

اشاعت: ١٣٠٥هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: مکتبة دارالقصی، کویت

#### ٢٧٥. جلاء العینین فی محاکمة الا حمدیین

مؤلف: سیدنعمان خیر الدین معروف به ابن آلوی بغدادی (متوفی ١٤٣٦هـ)

#### ٢٧٦. جلاء العيون

مؤلف: علامہ محمد باقری مجلسی (متوفی ١٤١١هـ)، من اشاعت: ١٣٥٣هـ، ناشر: المطبعة المرضو

یة، بحفل اشرف

#### ٢٧٧. جمع الجوامع

مؤلف: جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (متوفی ٩١١هـ)

اس کتاب کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں موجود ہے جس کا نمبر ۹۵ ہے

٢٧٨. جمع الوسائل فی شرح الشما ئل

مؤلف: شیخ علی بن سلطان محمد قاری (متوفی ۱۴۰۲ھ)، ناشر: دارالمعرفة، بیروت، دوسر ایڈیشن

٢٧٩. جمہرۃ خطب العرب

مؤلف: احمد ذکری صفوت، سن اشاعت: ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء پہلا ایڈیشن، ناشر: المکتبۃ

العلمیۃ، بیروت

٢٨٠. جمہرۃ رسائل العرب

مؤلف: احمد ذکری صفوت، سن اشاعت: ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعة  
البابی الحکیمی، مصر

٢٨١. جمہرۃ اللغة

مؤلف: ابویکر محمد بن حسن بن درید (متوفی ۳۲۱ھ)، تحقیق: ڈاکٹر رمزی منیر علیکی، سن اشاعت  
۱۹۸۷ھ، ناشر: دارالعلم للملاتین، بیروت

٢٨٢. الجوامع الفقیہ (كتب فقیہی کا مجموعہ)

مؤلفین: متعدد فقهاء شیعہ، ناشر: کتب خانہ آیۃالثیرعشی، قم

٢٨٣. جواہر الاخبار والآثار

مؤلف: محمد بن الحسن بہران صدی (متوفی ۴۵۹ھ)، تحقیق: عبداللہ محمد صدیق اور عبد الحفیظ سعید  
ناشر: مؤسسة الرسالة بیروت، دارالکتاب الاسلامی قاہرہ

٢٨٤. جواہر العقدین (قلمی)

مؤلف: نوالدین حسن سہودی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ)

٢٨٥. جواہر الكلام فی شرح شرائع الاسلام

مؤلف: شیخ محمد حسن ثقی (متوفی ۱۴۲۱ھ)، تحقیق: شیخ عباس قوچانی، ناشر: داراحیاء التراث

العربي بيروت، ساتواں ایڈیشن

٢٨٦. الجو اهر المضدية في طبقات الحنفية

مؤلف: عبد القادر بن محمد بن أبي الوفاق رشى حنفى (متوفى ٥٧٤ھ)، تحقيق: داکٹر عبدالفتاح محمد الحلو، سن اشاعت: ١٣٩٤ھ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: مكتبة الآیمان، قاهره

٢٨٧. جواہر المطالب في مناقب الامام على بن أبي طالب

مؤلف: شمس الدين ابو البركات محمد بن احمد باحونى (متوفى ٦٨٠ھ)، تحقيق: محمد باقرى محمودى، سن اشاعت: ١٣٩٥ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: جمع احیاء الثقافة الاسلامية

٢٨٨. الجوہر النقی مطبوع در ذیل سعدن بیہقی

مؤلف: علاء الدين بن علي بن عثمان مارديني معروف به ابن ترکانی (متوفى ٥٥٢ھ)، سن اشاعت: ١٣٣٢ھ، ناشر: دائرة المعارف الشامية، حیدر آباد هند

٢٩٨. الجوہر فی نسب النبی واصحا به العشرة

مؤلف: محمد بن أبي بكر ترسانی (٦٧٦ھ میں زندہ تھے)، تحقيق: محمد تونجی، سن اشاعت: ١٣٠٣ھ مطابق ١٩٨٣ء پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الرفاعی، ریاض

٢٩٠. حاشیہ ابن عابدین (منحة الخالق على البحر الرائق)

مؤلف: محمد امین معروف بـ ابن عابدین (متوفى ١٢٥٢ھ)، ناشر: مکتبہ رسیدیہ، پاکستان

٢٩١. حاشیۃ الحلبي علی المواقف، مطبوع در ضمن کتاب شرح

**المواقف**

مؤلف: حسن بن محمد شاہ فارسی طبی (متوفى ٨٨٦ھ)، سن اشاعت: ١٣٣١ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: مصر

٢٩٢. حاشیۃ الحفñی شرح الجا مع الصغیر، مطبوع بر حاشیہ

**السراج المنير**

مؤلف: محمد بن سالم شنفي (متوفى ١٤٠٨هـ)، ناشر: دار الفکر، بيروت

٢٩٣ - حاشية السندي (شرح سنننسائي)

مؤلف: محمد بن عبد الحادى سندي حنفى ابو الحسن كبر (متوفى ١٤٢٨هـ)، ناشر: دار الكتاب العربي،

بيروت

٢٩٤ - حاشية السيل الكوتى ، مطبوع در ضمن شرح المواقف

مؤلف: عبدالحكيم بن محمد سيل الكوتى (متوفى ١٤٠٦هـ)، ناشر: اشاعت: ١٤٢٢هـ پهلا یئيشن، ناشر: انتشارات رضى، قم

٢٩٥ - حاضر العالم الاسلامي

مؤلف: لوروب ستووار داميركي، ناشر: اشاعت: ١٤٥٢هـ، ناشر: مطبعة عيسى الباجي اخلي، قاهره

٢٩٦ - الحاوی للفتاوى

مؤلف: جلاء الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ٩١١هـ)، ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت

٢٩٧ - حبيب السير

مؤلف: خواند میر غیاث الدين هام الدين حنفى، ناشر: اشاعت: ١٤٣٣هـ بجزئي ششي

٢٩٨ - الحدائق النادرة في احكام العترة الطاهرة

مؤلف: شيخ يوسف بحرانى (متوفى ١٤٨٢هـ)، ناشر: جامحمد رسن، قم

٢٩٩ - الحدائق التذكرة في شرح فوائد الصمدية (چاپ سنگى)

مؤلف: سيد علي خان مداني ابن احمد معروف بابن معصوم (متوفى ١٤١٩هـ)

٣٠٠ - الحدائق الوردية في مناقب ائمه الزيدية

مؤلف: حسام الدين حميد بن احمد محللى (متوفى ١٤٥٢هـ)، ناشر: دار اسامة، دمشق

٣٠١ - حديقة الشيعة

مؤلف: احمد بن محمد معروف به مقدس اردبيلي (متوفى ١٤٩٣هـ)، ناشر: مطبعة سعدى، تهران

٣٠٢. حسن التوصل في آداب زيارة أفضل الرسل

مؤلف: عبد القادر فاكهي (متوفي ٩٨٩هـ)، ناشر: مصطفى الباجي، مصر

٣٠٣. حسن الاثر

مؤلف: محمد بن سيدروش المخوت (متوفي ١٤٧٦هـ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

٣٠٤. حضارة العرب

مؤلف: غوستاف لو بون (متوفي ١٩٣١ء)، مترجم عربي: عادل زعبيز، ناشر: عيسى الباجي، مصر

٣٠٥. حقائق الناويل في متشابه العنزيل

مؤلف: محمد بن حسين بن ابراهيم بن مؤسی بن جعفر معروف بـ سیدرشی (متوفي ٦٣٦هـ)

، من اشاعت: ١٤٣٤هـ، ناشر: مؤسسة بعثت، تهران

٣٠٦. حلية الاولىء وطبقات الا صفيها

مؤلف: ابو قيم احمد بن عبد الله اصفهاني (متوفي ٢٣٣هـ)، من اشاعت: ١٤٣٤هـ مطابق ١٩٨٣

، ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت

٣٠٧. الحمساسة

مؤلف: ضياء الدين ابوالسعادات حبة الله بن علي علوى معروف بـ ابن شجرة (متوفي ٥٣٢هـ)،

من اشاعت: ١٢٥٣هـ، ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد هند

٣٠٨. الحوادث الجامدة والتجارب النافعة في المائة السابعة

مؤلف: كمال ابى لفضل عبدالرازاق بن فاطمی (متوفي ٢٣٣٧هـ)، من اشاعت: ١٤٣٣هـ مطابق ١٩٨٤ء، ناشر: دار الفکر الحديث، بيروت

٣٠٩. حياة الحيوان الكبرى

مؤلف: كمال الدين محمد بن موسى دميري (متوفي ٨٥٨هـ)، ناشر: مطبعة آرمان، تهران

٣١٠. حياة محمد

مؤلف: أميل درمن، مترجم عربى: عادل زعيم، من اشاعت: ١٣٦٨هـ مطابق ١٩٤٩ء، ناشر: دار احياء الكتب العربية، عصي البابى، قاهره

٣١١. حياة محمد (پانچوان ایڈیشن)

مؤلف: محمد حسين حميك (متوفى ١٩٥٢هـ)

٣١٢. كتاب الحيوان

مؤلف: ابوحنان عمرو بن جراح الباجظ (متوفى ٢٥٥هـ)، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت

٣١٣. خاتمة المستدرك

مؤلف: ميرزا حسين بن محمد تقى معروف به محدث ثورى (١٣٢٥هـ)، ناشر: مؤسسة اسماعيليان،

قم

٣١٤. خاتمة وسائل الشيعة الى تحصيل مسائل الشريعة

مؤلف: محمد بن حسن معروف به شيخ حرر عالي (متوفى ١٤٠٣هـ)، ناشر: دار احياء التراث العربي،

بيروت

٣١٥. الخرائج والجرائح

مؤلف: قطب الدين راوندى (متوفى ٣٧٥هـ)، من اشاعت: ١٣٥٩هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسه الامام محمدی، قم

٣١٦. خزانة الادب وغاية الارب

مؤلف: شيخ تقى الدين ابى بكر بن جعفر حموى (متوفى ١٤٨٣هـ)، من اشاعت: ١٩٨١هـ، ناشر: دار ومكتبة أهلال، بيروت

٣١٧. خزانة الادب ولب لباب لسان العربى

مؤلف: عبد القادر بن عمر بغدادى (متوفى ١٤٩٣هـ)، من اشاعت: ١٣٠٩هـ مطابق ١٩٨٩ء، دوسرا ایڈیشن، ناشر: مكتبة المأضي، قاهره

٣١٨. خزينة الاسرار

مؤلف: محمد تقى نازلى، بن لواء آيدىن كوزلخسار (متوفى ١٤٣٦هـ)، ناشر: دار الحكيم، بيروت

٣١٩. الخصائص

مؤلف: ابو الفتح عثمان بن جنى الموصلى (متوفى ١٤٠٣هـ)، تحقيق: محمد على نجgar، بن اشاعت: ١٤٢٠هـ

تيرالايدىشن، ناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب، قاهرة

٣٢٠. خصائص الائمة

مؤلف: محمد بن حسین معروف به سید رضى (متوفى ١٤٣٦هـ)، بن اشاعت: ١٤٣٦هـ، ناشر:

آستان قدس رضوى مشهد مقدس

٣٢١. خصائص امير المومنين

مؤلف: محمد بن حسین معروف به سید رضى (متوفى ١٤٣٦هـ)، بن اشاعت: ١٤٣٩هـ، ناشر:

مكتبة وطبعة الحيدرية، نجف اشرف

٣٢٢. خصائص امير المومنين

مؤلف: احمد بن شعيب نسائى (متوفى ١٣٠٢هـ)، تحقيق: احمد مير بن بلوشى، كويت

٣٢٣. الخصائص العشرة الكرام الباردة

مؤلف: محمود بن عمر زغترى (متوفى ١٩٥٣هـ)، بن اشاعت: ١٩٦٨هـ در بغداد

٣٢٤. الخصائص الكبرى

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١٩١٦هـ)، بن اشاعت: ١٤٠٥هـ مطابق ١٩٨٥

اپہلا ايدىشن، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٣٢٥. خصائص الوحي المبين (خصائص ابن بطريق)

مؤلف: عبيدى بن حسن حلى معروف به ابن بطريق (متوفى ١٤٠٠هـ)، بن اشاعت: ١٤٠٦هـ اپہلا

ايدىشن، ناشر: وزارت ارشاد، ایران

٣٢٦. الخصال

مؤلف: ابو جعفر محمد بن علي بن حسين بن بايويه تقي معروف بشيخ صدوق (متوفى ١٤٨١هـ)، ناشر: جامعة درسين، قم

٣٢٧. خطط المقريزى (المواعظ والا عبار بذكر الخطط والآثار)

مؤلف: أبي الدين أبي العباس احمد بن علي المقريزى (متوفى ١٤٩٥هـ)، ناشر: دار صادر، بيروت

٣٢٨. خلاصة الا ثر فى اعيان القرن الحادى عشر

مؤلف: محمد بن فضل الله بن محبت الله (متوفى ١٤١١هـ)، ناشر: دار صادر، بيروت

٣٢٩. خلاصة تذهيب الكمال فى اسماء الرجال

مؤلف: صفى الدين احمد بن عبد الله الخزرجى (ازبرگان قرن وهم)، تحقیق: محمود غانم غیث، بن اشاعت: ١٤٩٢هـ، ناشر: منشورات مكتبة القاهرة، مطبعة الجالية الجديدة

٣٣٠. الخيرات الحسان فى مذاقب ابى حنيفة النعمان

مؤلف: احمد بن حجر صیفی کلی (متوفى ١٤٥٢هـ)

٣٣١. دائرة المعارف

مؤلف: المعلم بطرس البتاني (متوفى ١٤٠٥هـ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

٣٣٢. دائرة المعارف الاسلامية

عربی مترجمین: احمد فتحتاشوی، ابراھیم ذکی خورشید، عبد الحمید یونس، نظر ٹانی: ذاکر محمد مهدی، علام، ناشر: دار الفکر، بيروت

٣٣٣. دائرة معارف القرن العشرين

مؤلف: محمد فربیدی وجدى (متوفى ١٤٣٧هـ)، بن اشاعت: ١٤٩١ء تیرالیلیش، ناشر: دار المعرفة، بيروت

٣٣٤. الدر المختار في شرح تنویر الا بصمار

- ٣٢٤ . الدر المتنور في التفسير بالعافور  
مؤلف: عبد الرحمن جلال الدين سيوطي (متوفى ١٠٨٨هـ)، من إشاعت: ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣
- ٣٢٥ . الدر المتنور في التفسير بالعافور  
مؤلف: عبد الرحمن جلال الدين سيوطي (متوفى ١١٦٩هـ)، من إشاعت: ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣  
پہلا ایڈیشن، ناشر: داراللّفکر، بیروت
- ٣٢٦ . الدر المتنور في طبقات ربات الخدور  
مؤلف: زینب بنت يوسف فواز العالمي (متوفى ١٣٣٢هـ)، ناشر: دارالمعرفة بیروت، دوسر ایڈیشن
- ٣٢٧ . الدر التنظيم في مذاقب الائمه للهـما ميم (قلمی سن کتابت ١٧٣٤ھ)  
مؤلف: جمال الدين يوسف بن حاجي الشامي (از برگان قرن چشم)
- ٣٢٨ . دراسات اللطیب فی الاسوة الحسنة با الحبیب  
مؤلف: سعین ابن محمد ملقب به ائمـن سندی (متوفی ١١٦٦هـ)، تحقیق: محمد عبد الرشید نعمانی، من اشاعت: ١٩٥٤ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعة العرب، پاکستان
- ٣٢٩ . الدرایۃ فی علم مصطلح الحدیث  
مؤلف: زین الدین عاملی معروف بشہید ثانی (متوفی ٩٦٦هـ)، من إشاعت: ١٣٠٣هـ تیرا ایڈیشن، ناشر: مطبعة الفدیق
- ٤٠ . الدرج المنیقة فی الآباء الشریفة  
مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١١٦٩هـ)، من إشاعت: ١٣٣٢هـ تیرا ایڈیشن،  
ناشر: مجلس دائرة المعارف الفاطمية، حیدرآباد، هند
- ٤١ . الدرجات الرفيعة فی طبقات الشیعۃ  
مؤلف: صدر الدين سيد علي خان شيرازی مدینی (متوفی ١١٢٠هـ)، پیش کش: سید محمد صادق بحر العلوم، من إشاعت: ١٣٩٤هـ، ناشر: مكتبة بصیرتی، قم

## ٣٤٢. الدرر السننية في الرد على الوهابية

مؤلف: احمد زيني دحلان ١٩٣٤هـ، ناشر: دار جامع الفهم، تأهله دوسرا آييليش

## ٣٤٣. الدرر الكامنة في اعيان المائة الخامسة

مؤلف: شهاب الدين احمد بن علي معروف به ابن حجر عسقلاني (متوفى ٨٥٢هـ)، من اشاعت: ١٣٣٨هـ پهلا آييليش، ناشر: مطبعة دائرة العثمانية، حيدر آباد، هند

## ٣٤٤. الدررة المنتشرة

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ٩١١هـ)، تحقيق: محمود الارتاكوط، محمد بدر الدين قهوجي، من اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: مكتبة دار الفرقان، الكويت

## ٣٤٥. الدرة الثمينة في تاريخ المدينة

مؤلف: محمد بن محمود بخاري (متوفى ٦٣٣هـ)، ناشر: مكتبة التحضرية الخيرية، مكة مكرمة

## ٣٤٦. الدرة المصيّنة في الرد على ابن تيمية

مؤلف: ابو الحسن تقى الدين علي بن عبد الكافى البكى (متوفى ٥٥٦هـ)

## ٣٤٧. دفع شبه من شبهه وتمرد

مؤلف: تقى الدين ابى بكر حسین (متوفى ٨٢٩هـ)، من اشاعت: ١٣٥٠هـ، ناشر: دار احياء الكتب العربية، مصر

## ٣٤٨. دلائل النبوة

مؤلف: ابو قاسم احمد بن عبد الله بن احمد اصفهانی (متوفى ٦٣٣هـ)، من اشاعت: ١٣٩٤هـ  
مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: المكتبة العربية، حلب

## ٣٤٩. دلائل النبوة و معرفة احوال صاحب الشريعة

مؤلف: ابو بكر احمد بن حسین بيقى (متوفى ٨٥٨هـ)، تحقيق: داکتر عبد المعظی قلubi، من اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٣٥٠. الدمعة الساکبه فی احوال سید الانبیاء و المرسلین واله لمهامین  
مؤلف: محمد باقر ابن عبد الکریم دشتی بهبهانی (متوفی ١٢٨٥ھ)، من اشاعت: ١٣٠٨ھ مطابق  
١٩٨٨ء، ناشر: مکتبۃ العلوم العامة بحرین، مؤسسة الاعلمی، بیروت
٣٥١. دمیة القصور و عصرة اهل العصر  
مؤلف: علی بن الحسین بن علی باخرزی (متوفی ١٢٦٢ھ)، تحقیق: ڈاکٹر محمد نویختی، من اشاعت:  
١٣٠٩ھ مطابق ١٩٨٧ء، ناشر: دار الفکر، بیروت
٣٥٢. دول الاسلام  
مؤلف: شمس الدین ابو عبد اللہ ذہبی (متوفی ١٢٣٤ھ)، من اشاعت: ١٣٠٥ھ مطابق ١٩٨٥ء  
ناشر: مؤسسة الاعلمی، بیروت
٣٥٣. دول العرب و عظماء الاسلام  
مؤلف: احمد شوقي (متوفی ١٩٣٢ھ)، من اشاعت: ١٩٣٣ء، ناشر: مطبعة مصر
٣٥٤. الديات  
مؤلف: ابو بکر احمد بن عمرو بن ابی عامض ضحاک (متوفی ١٢٨٢ھ)، تحقیق: محمد بدرا الدین ابی فراس  
نسانی حلی از هری، من اشاعت: ١٣٢٣ھ، ناشر: مطبعة التقدم، مصر
٣٥٥. الديباچ المذهب فی معرفة اعيان المذهب (مطبوع در قاپه)  
مؤلف: ابن فرحون مالکی (متوفی ٩٩٧ھ)
٣٥٦. دیوان ابن منیر الرومی  
مؤلف: ابو الحسن علی بن عباس بن جریح (متوفی ١٢٨٣ھ)، تحقیق: ڈاکٹر حسین نصار، من اشاعت:  
١٣٧٣ء، ناشر: دارالكتب، قاپه
٣٥٧. دیوان ابن منیر طربلسی  
مؤلف: ابو الحسن احمد بن منیر بن احمد بن مفلح طرابلسی الرقا (متوفی ١٥٢٥ھ)، جمع آوری و پیشکش:

ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدریسی، سن اشاعت: ١٩٨٦ء پہلا یا بیشن، ناشر: دار الجلیل، بیروت

### ٣٥٨. دیوان ابی تمام

مؤلف: جعیب بن اوس طائی (متوفی ٢٢٨ھ)، تحقیق: ڈاکٹر شاہین عطیہ، ناشر: دار صعب،  
بیروت

### ٣٥٩. دیوان ابی العطا هیہ

مؤلف: اسماعیل بن قاسم بن سوید عینی (متوفی ٢١٥ھ)، سن اشاعت: ١٩٨٠ء  
مطابق: ١٣٠٠ھ، ناشر: دار صادر، بیروت

### ٣٦٠. دیوان ابی فراس

مؤلف: حارث بن سعید بن حمدونی (متوفی ٣٥٢ھ)، سن اشاعت: دار صادر، بیروت

### ٣٦١. دیوان امیر شہاب الدین ابی الفوارس

مؤلف: سعد بن محمد صنفی شیخی بغدادی معروف به حیض بیهی (متوفی ٣٧٥ھ)، ناشر: سلسلة  
كتب التراث، عراق

### ٣٦٢. دیوان جریر (متوفی ٦١١ھ)

شارح: تاج الدین شلق، سن اشاعت: ١٣١٣ھ پہلا یا بیشن، ناشر: دارالکتاب العربي، بیروت

### ٣٦٣. دیوان حاتم طانی (متوفی ٦٤٦ھ)

ناشر: دار صادر، بیروت

### ٣٦٤. دیوان حسان بن ثابت (متوفی ٤٥٥ھ)

مؤلف: استاد عبد اللہ الحسنا، سن اشاعت: ١٣٠٢ھ، ناشر: دارالكتب العلمية، بیروت

### ٣٦٥. دیوان حافظ ابریشم (متوفی ٤٣٢ھ)

ترتیب و تحقیق: احمد امین، احمد زین، ابراہیم آبیاری، ناشر: دارالعودۃ، بیروت

### ٣٦٦. دیوان شریف رضی

مؤلف: ابو الحسن محمد بن حسین بن موسی معروف به سید رضی (متوفی ۲۰۲ھ)، نشر: انتشارت ارشاد، ایران  
۱۳۰۰ھ پهلا ایڈیشن، ناشر: وزارت ارشاد، ایران

٣٦٧. دیوان هر مرتضی

مؤلف: ابو القاسم علی بن حسین موسوی معروف به سید رضی (متوفی ۲۳۷ھ)، تحقیق: رسید صفار  
نظر عالی: مصطفی جواد، پیش کش: شیخ محمد رضا شجاعی، نشر: انتشارات دوستی ۱۹۸۴ء دوسری ایڈیشن،  
ناشر: مؤسسه الحدی الاسلامیة، بیروت

٣٦٨. دیوان شیخ الا طاح ابی طالب

جمع آوری: ابو حفیان عبداللہ بن احمد مهری (متوفی ۲۵۲ھ)، تحقیق: شیخ محمد باقری محمودی، ناشر:  
مجمع احیاء التفاسیۃ الاسلامیة، پهلا ایڈیشن

٣٦٩. دیوان الشیخ صالح الكواز حلی (متوفی ۱۲۹۱ھ)

جمع آوری و شرح: محمد علی یعقوبی، نشر: انتشارات رضی، قم

٣٧٠. دیوان صاحب بن عباد (متوفی ۱۳۸۵ھ)

تحقیق و استدراک: شیخ محمد حسن آل یاسین، نشر: انتشارات دوسری ایڈیشن، ناشر: مؤسسه  
قام آل محمد، قم

٣٧١. دیوان صفی الدین حلی

مؤلف: عبد العزیز بن سرایا (متوفی ۵۵۲ھ)، نشر: انتشارات دوسری ایڈیشن، ناشر: دار بیروت للطباعة، بیروت

٣٧٢. دیوان صوری

مؤلف: عبدالحسن بن محمد بن احمد صوری (متوفی ۱۹۱۹ھ)، تحقیق: کمی سید جاسم اور شاکر حادی شکر  
نشر: انتشارات دار الرشید، بغداد

٣٧٣. دیوان عبد الباقی فاروقی عمری (متوفی ۱۲۷۹ھ)

کن اشاعت: ۱۳۸۴ھ، ناشر: مطبع حسن طوفی، مصر

۳۷۴. دیوان علی بن جیم (متوفی ۶۴۵ھ)

تحقیق: خلیل مردم بک، ناشر: دارالآفاق الحججیہ بیروت، دوسرالایدیشن

۳۷۵. دیوان مهیا ر دیلمی

مؤلف: ابوالحسن مهیا بن مرزوک دیلمی (متوفی ۳۲۸ھ)، کن اشاعت: ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء  
پہلا ایڈیشن، ناشر: دارالكتب المصرية، قاهرہ

۳۷۶. دیوان الموقید فی الدین داعی الدعاة (متوفی ۷۴۵ھ)

تحقیق: محمد کامل حسین، کن اشاعت: ۱۹۳۹ء، ناشر: دارالكاتب المصري

۳۷۷. ذخائر العقبی فی مناقب ذوى القریبی

مؤلف: محمد الدین بن احمد بن عبد اللہ طبری (متوفی ۲۹۲ھ)، کن اشاعت: ۱۳۵۱ھ، ناشر:  
مکتبۃ القدس، قاهرہ

۳۷۸. الذریعة الی تصانیف الشیعۃ

مؤلف: آقا برگ تهرانی (متوفی ۱۳۸۹ھ)، کن اشاعت: ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۳۸۹ھ، ناشر:  
دارالاضواء، بیروت

۳۷۹. الذریعة الطاھرہ

مؤلف: ابو محمد بن احمد بن حماد انصاری رازی دولاوی (متوفی ۳۲۳ھ)، تحقیق: سید محمد جواد حسینی

جلالی، کن اشاعت: ۱۳۰۱ھ، ناشر: جامعہ مدرسین، قم

۳۸۰. ذکر اخبار اصفهان

مؤلف: ابو قیم احمد بن عبد اللہ اصفهانی (متوفی ۴۳۲ھ)، کن اشاعت: ۱۹۳۱ء، ناشر: مطبعہ

بریل، لیدن

۳۸۱. ذکر اسماء العابعین

مؤلف: ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی (متوفی ١٣٨٥ھ)، تحقیق: بوران ضناوی اور کمال یوسف حوت، ناشر: مؤسسه الکتب الفقائیہ، بیروت، ناشر: مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: مؤسسه الکتب الفقائیہ، بیروت، ناشر: مطابق ١٤٢٦ھ

### ٣٨٢ - ذیل تاریخ بغداد

مؤلف: محمد بن محمود بن حسن معروف بابن نجاح (متوفی ١٣٣٣ھ)، ناشر: مؤسسه ١٣٩٨ھ، ناشر: دارالکتب العلمیہ آفسٹ از وزارت المعارف لحكومة العالیة، هند مطابق ١٩٧٨ء، ناشر: دارالکتب العلمیہ آفسٹ از وزارت المعارف لحكومة العالیة، هند

### ٣٨٣ - ذیل تاریخ مدینۃ السلام بغداد

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن سعید معروف بابن دیشی (متوفی ١٣٣٨ھ)، تحقیق: بشار معروف، ناشر: مطابق ١٩٧٣ء، ناشر: دارالسلام، بغداد

### ٣٨٤ - ربیع الاول و نصوص الاخبار

مؤلف: ابو القاسم محمود بن عمر زمیری (متوفی ١٥٣٨ھ)، تحقیق: ڈاکٹر سلیم نیمی، ناشر: مطابق ١٤٢٠ھ، ناشر: انتشارات رشیق

### ٣٨٥ - رجال العلامۃ الحلی

مؤلف: حسن بن یوسف بن علی بن مظہر معروف بعلامہ حلی (متوفی ١٤٢٦ھ)، تحقیق: سید محمد صادق بحرالعلوم، ناشر: مطابق ١٤٢٦ھ دوسری ایڈیشن، ناشر: المطبعة الحیدریۃ، نجف اشرف

اشرف

### ٣٨٦ - الرجال

مؤلف: تقی الدین حسن بن علی بن داؤد حلی (متوفی ١٤٢٦ھ)، تحقیق: سید محمد صادق بحرالعلوم، ناشر: مطابق ١٤٢٦ھ مطابق ١٩٧٢ء، ناشر: المطبعة الحیدریۃ، نجف اشرف

### ٣٨٧ - رجال طوسی

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن معروف شیخ طوسی (متوفی ١٤٢٠ھ)، تحقیق: سید محمد صادق بحرالعلوم، ناشر: المطبعة الحیدریۃ، نجف اشرف

### ٣٨٨. رجال کشی (اختیار معرفة الرجال)

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن معروف بـ شیخ طوسی (متوفی ۲۷۰ھ)، تحقیق: سید مهدی رجایی، تصحیح و تعلیقہ: میر داما دا ستر آبادی، سن اشاعت: ۱۴۰۲ھ، ناشر: مؤسسه آل البيت

### ٣٨٩. رجال نجاشی

مؤلف: شیخ ابوالعباس احمد بن علی بن عباس نجاشی کوفی (متوفی ۲۵۰ھ)، تحقیق: سید موسی شبیری زنجانی، سن اشاعت: ۱۴۱۳ھ، چوچنا یالیش، ناشر: جامعہ درسین، قم

### ٣٩٠. رحلة ابن بطوطة

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم لواتی معروف بـ ابن بطوطه (متوفی ۹۷۷ھ)، سن اشاعت: ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء، ناشر: دار بیرود

### ٣٩١. رحلة ابن جبير

مؤلف: ابو الحسین محمد بن احمد بن جبیر کنافی (متوفی ۲۱۳ھ)، ناشر: دار صادر، بیروت

### ٣٩٢. رحمة الامة في اختلاف الانتماء مطبوع بـ حاشیہ میزان الکبریٰ

شعراء

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن دمشقی شافعی (متوفی بعد از ۸۸۷ھ)، سن اشاعت: ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۸ء، ناشر: دار الفکر، بیروت

### ٣٩٣. الرد على المتعصب العدید

مؤلف: ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد معروف بـ ابن جوزی (متوفی ۶۹۵ھ)، تحقیق: شیخ محمد کاظم محمودی، سن اشاعت: ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء

### ٣٩٤. رد المختار على الدر المختار

مؤلف: محمد امین بن عمر بن عابدی دمشقی (متوفی ۱۲۵۳ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربي،

بیروت

### ٣٩٥ - رسائل الجا حظ

مؤلف: ابو عثمان عمرو بن بحر بن محجوب ملقب به جاظ (متوفى ٢٥٥هـ)، پیش کش: ذاکر علی الکشم، من اشاعت: ١٩٩١ء دوسرائیش، ناشر: مکتبۃ احلاں، بیروت

### ٣٩٦ - الرسالة

مؤلف: محمد بن ادریس شافعی (متوفی ٢٠٣هـ)، تحقیق: احمد محمد شاکر، ناشر: دارالكتب العلمية، بیروت

### ٣٩٧ - رسالتہ ابی غالب الرازی

مؤلف: احمد بن محمد بن سلیمان شبیانی کوئی بغدادی (متوفی ٣٨٢هـ)، حملہ: ابو عبد اللہ غھاری (متوفی ٤١١هـ)، تحقیق: سید محمد رضا حسینی، من اشاعت: ١٣٢١هـ، ناشر: دفتر تبلیغات اسلامی، قم

### ٣٩٨ - الرسالة الخراجية

مؤلف: شیخ علی بن الحسین بن عبدالعال کرکی معروف به محقق خانی (متوفی ٩٥٢هـ)، تحقیق: گروہ محققین، من اشاعت: ١٣١٣هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: جامعہ مدرسین، قم

### ٣٩٩ - رسائل الشریف المرتضی

مؤلف: علی بن حسین موسوی معروف به سید مرتضی (متوفی ٤٣٢هـ)، پیش کش: مهدی رجائی، زیرنظر: احمد حسینی، من اشاعت: ١٣٠٥هـ، ناشر: دار القرآن الکریم قم

### ٤٠٠ - رسالتہ الغفران

مؤلف: ابوالعلاء المعری (متوفی ٣٣٩هـ)، تحقیق: محمد عزت نصر اللہ، من اشاعت: ١٩٩٨ء، ناشر: المکتبۃ الفقانیۃ، بیروت

### ٤٠١ - رسالتہ فی معنی المولی، مطبوع در ضمن مطبوعات شیخ مفید

مؤلف: محمد بن نعیان معروف به شیخ مفید (متوفی ٣١٣هـ)، من اشاعت: ١٣١٣هـ، ناشر: جامعہ مدرسین، قم

- ٤٠٢ - رشفة الصادى من بحر فضائل بنى النبي الهادى  
مؤلف: ابو بكر بن شهاب الدين علوى حضرى (متوفى ١٣٣١ھ)، من اشاعت: ١٣٠٣ھ، ناشر:  
المطبعة الاعلامية، مصر قاهره
- ٤٠٣ - رغبة الاAMEل فى كتاب الكامل  
مؤلف: علام سيد بن علي مرضي (متوفى ١٣٥٧ھ)، من اشاعت: ١٩٦٩ء، دوسرايليشن، ناشر:  
مكتبة دارالبيان، بغداد
- ٤٠٤ - روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم و السبع المثانى  
مؤلف: شهاب الدين محمود آلوى بغدادى (متوفى ١٢٤٢ھ)، من اشاعت: ١٣٠٥ھ مطابق  
١٩٨٥ء، جرجمايليشن، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت
- ٤٠٥ - الروض الانف فى تفسير السيرة النبوية لا بن هشام  
مؤلف: ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله الشعبي سبلي (متوفى ١٥٥٨ھ)، تحقيق: ط عبد الرؤوف سعد اور  
عبد الرحمن الوكيل، من اشاعت: ١٣١٢ھ مطابق ١٩٩٢ء، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت
- ٤٠٦ - الروض البسام بترتيب و تخریج فوائد تما م  
مؤلف: بن محمد عبد الشرازى مشقى (متوفى ١٣١٢ھ)، من اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٣ء،  
ناشر: دارالمائرة الاسلامية، بيروت
- ٤٠٧ - روض الروياحين فى حكايات الصالحين  
مؤلف: عبد الله بن اسحاق بن علي يافعي كى (متوفى ١٢٨٢ھ)، ناشر: مؤسسة عماد الدين، قاهره
- ٤٠٨ - الروض الفائق فى المواعظ والرقائق  
مؤلف: شيخ شعيب بن عبد الله بن سعيد مصرى معروف بحربيش (متوفى ١٤٨١ھ)، ناشر: مكتبة  
الجمهورية العربية، قاهره
- ٤٠٩ - روض المذاخر فى اخبار الاوائل والاواخر (تاريخ ابن شحنة)

مطبوع بحر حاشیه مروج الذهب

مؤلف: ابوالولید محمد بن محمود بن شعبان خنفی (متوفی ١٥٨١ھ)، کن اشاعت: ١٣٠٣ھ پهلا ایڈیشن

ناشر: المطبعة الازهرية، مصر

٤٠ - روضات الجنات فی احو الاعلام، والسداد

مؤلف: میرزا محمد باقر موسوی خوانساری (متوفی ١٣١٣ھ)، کن اشاعت: ١٣٩٢ھ، ناشر:

انتشارات اسماعیلیان قم

٤١ - الروضۃ البهیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ

مؤلف: زین الدین عاملی معروف به شہید ثانی (شهادت ١٩٦٦ھ)، تحقیق: سید محمد علی کلانتر، کن

اشاعت: ١٣٩٨ھ دوسر ایڈیشن، ناشر: بحف اشرف

٤٢ - روضة الصفا، فی سیرة الانبیاء، والملوک و الخلفاء

مؤلف: میر خواند محمد بن خاوند شاه ابن محمود (متوفی ١٩٠٣ھ)، ناشر: تهران

٤٣ - روضة الصفا، ناصری، مطبوع بار و روضة الصفا، میر خواند

مؤلف: رضاقلی خان بن محمد باوی بن اسماعیل مخلص به دایت (متوفی ١٣٨٨ھ)

٤٤ - روضة الکافی

مؤلف: ابو جعفر محمد یعقوب کلبی (متوفی ١٣٢٩ھ)، تعلیق: علی اکبر غفاری، کن اشاعت: ١٣٨٩

دوسر ایڈیشن، ناشر: دارالکتب الاسلامیة، تهران

٤٥ - روضة الناظرین فی شرح من لا يحضره الفقيه

مؤلف: محمد تقی محلی (متوفی ١٤٢٤ھ)، تعلیقات: سید حسین موسوی کرمانی، شیخ علی پناه استهاری

کن اشاعت: ١٣٩٣ھ پهلا ایڈیشن درقم

٤٦ - روضة الناظرین و خلاصہ مناقب الصالحین

مؤلف: احمد فیاض الدین محمود تری صولی شافعی (متوفی ١٩٨٠ھ)، تحقیق: ذاکر منیر محمود تری، کن

اشاعت: ١٩٧٤ء پہلائیش، ناشر: مطبعة المعارف، بغداد

#### ٤١٧ - الروضة الندية شرح الحفة العلوية

مؤلف: محمد بن اسماعيل صنعاوي ملقب به امير (متوفى ١١٨٢هـ)، من اشاعت: ١٤٣٤هـ، ناشر: مطبعة وزارة المعارف، يمكن

#### ٤١٨ - روضة الواعظين

مؤلف: شیخ محمد قائل نیشاپوری (متوفی ٥٠٥هـ)، من اشاعت: ١٣٨٢هـ مطابق ١٩٦٦ء، ناشر: المکتبة الحیدریة، نجف اشرف

#### ٤١٩ - رياض الجنۃ

مؤلف: میرزا محمد حسن حسینی زوری (متوفی ١٢١٥هـ)، تحقیق: علی رفیعی، من اشاعت: ١٣١٢هـ، ناشر: کتب خانه آیت اللہ مرعشی

#### ٤٢٠ - رياض الصالحين من کلام سید المرسلین

مؤلف: محبی الدین ابی ذکریا محبی بن شرف النووی (متوفی ١٤٢٦هـ)، تعلیق: رضوان محمد رضوان، من اشاعت: ١٣٠٢هـ مطابق ١٩٨٢ء، ناشر: دارالکتاب العربي، بیروت

#### ٤٢١ - رياض العارفین

مؤلف: رضاقلی خان بن محمد باوی ہدایت (متوفی ١٢٨٨هـ)

#### ٤٢٢ - رياض العلماء و حیا ض الفضلاء

مؤلف: میرزا عبد اللہ آفندری اصفهانی (از بزرگان قرن ١٢)، تحقیق: سید احمد حسینی، من اشاعت: ١٣٠٢هـ، ناشر: کتب خانه آیت اللہ مرعشی

#### ٤٢٣ - رياض المصناف

مؤلف: سید محمد مهدی بن محمد موسوی تکانی (متوفی بعد از ١٢٥٠هـ)

#### ٤٢٤ - رياض النصرة في مناقب العشرة المبشرين بالجنة

مؤلف: ابو جعفر احمد بن عبد اللہ التحبب طبری (متوفی ٢٩٣ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٨ھ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: دار الشدّة الجديده، بيروت

#### ٤٢٥ - ریحانة الا لبا و زهرة الحياة الدنيا

مؤلف: شهاب الدین احمد بن محمد بن عمر خنافسی (متوفی ٢٩٠٤ھ)، تحقیق: عبدالفتاح محمد الحکلو، بن اشاعت: ١٣٨٢ھ پبلایمیشن، ناشر: بطبعه عسی البابی الحکی، قاهره

#### ٤٢٦ - زاد المسیر فی علم التفسیر

مؤلف: ابو الفرج جمال الدین بن علی بن محمد (معروف به) ابن جوزی (متوفی ٤٥٩ھ)، بن اشاعت: ١٣٨٢ھ مطابق ١٩٦٢ء پبلایمیشن، ناشر: المکتب الاسلامی، بيروت

#### ٤٢٧ - زاد المعاذ فی هدی خیر العباد

مؤلف: ابو عبد اللہ بن قیم جوزیہ (متوفی ١٥٧٤ھ)، ناشر: دار الفکر، بيروت

#### ٤٢٨ - الزهد

مؤلف: احمد بن محمد بن حبیل (متوفی ٢٣١ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٣ھ مطابق ١٩٨٣ء پبلایمیشن، ناشر: دار المکتب العلمی، بيروت

#### ٤٢٩ - زهر الآداب و فوار الا لباب

مؤلف: ابو اسحاق ابراہیم بن علی قیروانی (متوفی ٣٥٣ھ)، شارح: ڈاکٹر ذکری مبارک، تحقیق: محمد مجیب الدین عبد الحمید، ناشر: دار الجلیل، بيروت، چوتھا ایڈیشن

#### ٤٣٠ - زوائد المسند

مؤلف: عبد اللہ بن احمد بن حبیل (متوفی ٢٩٠ھ)، ترتیب و تعلیق: ڈاکٹر عامر حسن صبری، بن اشاعت: ١٣٠٣ھ مطابق ١٩٩٠ء، ناشر: دار البشائر الاسلامیة، بيروت

#### ٤٣١ - زید الشهید

مؤلف: عبد الرزاق موسوی مقرم (متوفی ١٩٤ھ)، ناشر: المکتبۃ الحیدریۃ، نجف اشرف

## ٤٣٢ - سبل السلام

مؤلف: محمد بن اسماعيل كخلاني صناعي (متوفى ١١٨٢هـ)، من اشاعت: ١٣٢٩هـ مطابق ١٩٦٥م  
ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت

## ٤٣٣ - سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد

مؤلف: محمد بن يوسف صالح شامي (متوفى ٩٣٢هـ)، من اشاعت: ١٣١٣هـ مطابق ١٩٩٣م  
پبلاءيميشن، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

## ٤٣٤ - سرا السلسلة العلوية

مؤلف: ابونصر كهل بن عبد الله بن داود بن سليمان بخاري (متوفى ٣٢١هـ ميل زنده تقـ)، تعليق  
وچش کش: محمد صادق بحر العلوم، من اشاعت: ١٩٦٢م، ناشر: المطبعة الحيدرية، نجف اشرف

## ٤٣٥ - سر العالمين وكشف ما في الدارين

مؤلف: ابوحامد غزالى (متوفى ٥٥٠هـ)، من اشاعت: ١٣٨٥هـ مطابق ١٩٦٩م دوسرا  
ايميشن، ناشر: مكتبة الثقافة الدينية، نجف اشرف

## ٤٣٦ - السراج المنير (تفسير شربيني)

مؤلف: خطيب شربيني (متوفى ٤٧٩هـ)، ناشر: دار المعرفة بيروت، بيروت

## ٤٣٧ - سفر السعادة، مطبوع برحاح شيه كشف الغمه شعراني

مؤلف: محمد بن يعقوب شيرازى فیروزآبادی (متوفى ٤٨١هـ)، من اشاعت: ١٣٠٢هـ  
ناشر: دار الكتب العربية الکبری، مصر

## ٤٣٨ - سفينة البحار

مؤلف: شيخ عباس قمي (متوفى ١٩٣٠هـ)، من اشاعت: ١٣٣٤هـ پبلاءيميشن، ناشر: سازمان  
اوقداف وامور خیریه قم

## ٤٣٩ - السقحة وفدل

مؤلف: ابو بکر احمد بن عبد العزیز جوہری (متوفی ٣٢٣ھ)، تحقیق: داکٹر محمد ہادی امینی، سن اشاعت: ١٩٩٣ء دوسرا ایڈیشن دریروت

#### ٤٤٠ - سلافة العصر فی محا سن الشعرا، بكل عصر

مؤلف: سید علی خان مدینی (متوفی ١١٢٦ھ)، ناشر: المکتبۃ الرضویۃ لاحیاء الآثار الحنفیۃ

#### ٤٤١ - سلک الدرد فی اعیان القرن الثانی عشر

مؤلف: سید محمد خلیل مرادی بخاری دمشقی نقشبندی (متوفی ١٢٠٢ھ)، ناشر: دارالکتاب الاسلامی،

قاهرہ

#### ٤٤٢ - السبط العجید

مؤلف: صنی الدین احمد بن محمد بن عبداللہ الانصاری مدینی معروف بـ تقاشی (متوفی ١٧٣١ھ)،

سن اشاعت: ١٣٢٤ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: دائرة المعارف النظامية، هند

#### ٤٤٣ - سبط النجوم العوالی

مؤلف: عبد الملک بن حسین بن عمید الملک عصامی کی (متوفی ١١١٤ھ)، سن اشاعت: ١٣٨٦ھ

ناشر: المکتبۃ السلفیۃ، قاهرہ

#### ٤٤٤ - سنتن ابن ما جه

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (متوفی ٥٢٧ھ)، تحقیق: محمد فواود عبدالباقي، ناشر: داراللگر

بیروت

#### ٤٤٥ - سنتن اہمی د اؤد

مؤلف: ابو داود سلیمان بن اشعث بختانی نی ازدی (متوفی ٤٢٥ھ)، تحقیق: محمد مجی الدین عبد

الحیدی، ناشر: داراحیاء التراث العربي، بیروت

#### ٤٤٦ - سنتن ترمذی

مؤلف: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (متوفی ٩٤٢ھ)، تحقیق: احمد محمد شاکر، ناشر: داراللگر، بیروت

## ٤٤٧ - سفنه دارمی

مؤلف: ابو محمد عبدالله بن بہرام دارمی (متوفی ٢٥٥ھ)، کن اشاعت: ١٣٩٨ھ مطابق ١٩٧٨ء، ناشر: دار الفکر، بیروت

## ٤٤٨ - سفنه سعید بن منصور بن شعبہ خرسانی مکی (متوفی ٢٢٥ھ)

تحقيق: حبیب الرحمن عظیمی

## ٤٤٩ - سفنه فضائی

مؤلف: احمد بن شعیب نسائی (متوفی ٣٠٢ھ)، تحقیق: ڈاکٹر عبدالغفاری سلیمان بنداری اور سید کسری حسن، کن اشاعت: ١٣١١ھ مطابق ١٩٩١ء، ناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت

## ٤٥٠ - سفنه بیهقی

مؤلف: ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیهقی (متوفی ٣٥٨ھ)، ناشر: دار الفکر، بیروت

## ٤٥١ - السنة

مؤلف: ابو یکبر عمر و بن ابی عاصم ضحاک بن مخلد شیبانی (متوفی ٢٨٢ھ)، کن اشاعت: ١٣٠٥ھ مطابق ١٩٨٥ء دوسری ایڈیشن، ناشر: المکتب الاسلامی، بیروت

## ٤٥٢ - سیرہ ابن اسحاق

مؤلف: محمد بن اسحاق بن یسار (متوفی ١٥١ھ)، تحقیق: ڈاکٹر سعید زکار، ناشر: دار الفکر

## ٤٥٣ - سیر اعلام النبلا

مؤلف: شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی ٣٨٢ھ)، تحقیق: شعیب انفوڑ اور حسین اسد، کن اشاعت: ١٣٢٠ھ ساتواں ایڈیشن، ناشر: مؤسسة الرسالۃ، بیروت

## ٤٥٤ - سیرہ حلیہ

مؤلف: علی بن ابراہیم بن احمد حلی شافعی (متوفی ٣٢٣ھ)، ناشر: المکتبۃ الاسلامیة، بیروت

## ٤٥٥ - سیرہ ملائی (وسیلة المتعبدین)

مؤلف: ابو حفص عرب بن محمد بن خضر ملاء موصلى (متوفى ١٥٥٢هـ)، من اشاعت: ١٣٠٥هـ مطابق ١٩٨٥ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: وزارت المعارف جیدر آباد، ہند

#### ٤٥٦ . سیرة المويد في الدين

مؤلف: عبد اللہ بن موسی بن داؤد شیرازی المؤید فی الدین (متوفى ١٣٢٧هـ)، تحقیق: محمد کامل حسین، من اشاعت: ١٣٢٩ء، ناشر: دارالکاتب المصري، قاهرہ

#### ٤٥٧ . السیرة النبویة

مؤلف: عبد الملک بن هشام بن الیوب حیری معروف به ابن هشام (متوفى ١٤١٨هـ)، تحقیق: مصطفی القاء ابراهیم آبیاری عبد الحفیظ شبلی، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت

#### ٤٥٨ . السیرة النبویة والآثار المحمدیة

مؤلف: احمد زینی وحلان (متوفى ١٣٠٣هـ)، من اشاعت: ١٣١٥هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: المطبعة الجعفرية، مصر

#### ٤٥٩ . السیرة النبویة (عيون الاثر فی فنون المغایز والشمائل والسیر)

مؤلف: محمد بن عبد اللہ بن سعیی بن سید الناس (متوفى ١٣٣٣هـ)، من اشاعت: ١٣٥٠هـ، ناشر: مؤسسة عز الدين، بیروت

#### ٤٦٠ . الشفافی فی الاماۃ

مؤلف: علی بن حسین موسوی معروف به سید مرتضی (متوفى ١٣٢٣هـ)، تحقیق: سید عبدالزہراء حسینی، ناشر: مؤسسة الصادق، تهران

#### ٤٦١ . شدرات الذهب فی اخبار من ذهب

مؤلف: عبد الحکیم بن احمد بن محمد بن عسکری دمشقی معروف به ابن العمار خبلی (متوفى ١٤٨٩هـ)، من اشاعت: ١٣٢٠هـ مطابق ١٩٨٢ء، پہلا ایڈیشن، ناشر: دار ابن کثیر، بیروت، دمشق

- ٤٦٩ - الشذوذ الذهبية في تراجم الأئمة الائتمان عشرية عند الامامة  
مؤلف: محمد بن علي طولون صالح (متوفى ٣٥٣هـ)
- ٤٦٣ - شرح الا خبار في فضائل الأئمة الاطهار  
مؤلف: قاضي نعمان بن محمد تجني مصرى (متوفى ٣٦٣هـ)، تحقيق: سيد محمد تجني جلاوى، من اشاعت ١٣٢٠هـ پهلا ایڈیشن، ناشر: جامعة درسین، قم
- ٤٦٤ - شرح بائية سيد خميرى ، مطبوع در ضمن رسائل سيد مرتضى  
شارح: سيد مرتضى (متوفى ١٣٣٣هـ)، من اشاعت: ١٣٢١هـ، ناشر: دار القرآن الكريم، قم
- ٤٦٥ - شرح تجرید (چاپ سنگى)  
مؤلف: علاء الدين على بن محمد قوچى (متوفى ١٨٨٧هـ)
- ٤٦٦ - شرح الجامع الصغير (السراج المنير)  
مؤلف: علي بن احمد بن نور الدين محمد بن ابراهيم عزيزى (متوفى ١٢٠٧هـ)، ناشر: مكتبة عيسى البالى الحلى، مصر
- ٤٦٧ - الشرح الجلى على بيته الموصلى  
مؤلف: شيخ احمد آفندي البرير (متوفى ١٢٢٨هـ)، من اشاعت: ١٣٠٢هـ، ناشر: المطبعة الادبية، بيروت
- ٤٦٨ - شرح ديوان ابى العطا هبة  
مؤلف: اسماعيل بن قاسم بن سويد عيسى معروف به ابى العطا هبة (متوفى ١٢٢٢هـ)، ناشر: دار صعب، بيروت
- ٤٦٩ - شرح ديوان امير المومنين  
مؤلف: حسين بن عيسى الدين ميربدى (متوفى ١٢٨٧هـ)
- ٤٧٠ - شرح ديوان الحماسة لا به تمام

- مؤلف: سعیی بن علی خطیب تبریزی (متوفی ٢٥٥ھ)، ناشر: دارالقلم بیروت، پهلا ایڈیشن
- ٤٧١ - شرح الزورقانی على موطا الاما مالک  
مؤلف: محمد زرقانی (متوفی ١٢٢١ھ)، نن اشاعت: ١٣٠٩ھ مطابق ١٩٨٩ء، ناشر: دارالمعرفة،  
بیروت
- ٤٧٢ - شرح الزرقانی على المواهب اللدینية  
مؤلف: محمد بن عبدالباقي زرقانی ماکی (متوفی ١٢٢١ھ)، نن اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٣ء،  
ناشر: دارالمعرفة، بیروت
- ٤٧٣ - شرح سنن ابن ماجہ  
مؤلف: ابوالحسن محمد بن عبدالحاوی خنزی سندی (متوفی ١٢٣٨ھ)، ناشر: دارالجبل، بیروت
- ٤٧٤ - شرح السنة  
مؤلف: حسین بن مسعودی ببغوی (متوفی ١٥١ھ)، تحقیق: شیخ علی محمد معوض اور شیخ عادل احمد عبد  
الموجود، نن اشاعت: ١٣١٢ھ، ناشر: دارالكتب العلمیة، بیروت
- ٤٧٥ - شرح السیر الكبير  
مؤلف: محمد بن احمد بن سهل سرخی (متوفی ٣٨٣ھ)، نن اشاعت: ١٣٣٥ھ پهلا ایڈیشن،  
ناشر: دائرۃ المعارف النظامیة حیدرآباد، هند
- ٤٧٦ - شرح الشفا  
مؤلف: ملا علی بن سلطان محمد ہروی قاری (متوفی ١٠١٣ھ)، ناشر: دارالكتب العلمیة، بیروت
- ٤٧٧ - شرح الشما ئل، مطبوع بر حاشیہ شرح الشما ئل قاری  
مؤلف: عبد الرؤوف مناوی مصری (متوفی ١٣٥٣ھ)، ناشر: دارالمعرفة، بیروت
- ٤٧٨ - شرح شواهد المفہی  
مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ٩١١ھ)، تعلیق: احمد ظافر کوجان، ناشر: نشر ادب

٤٧٩ - شرح القصائد الهاشمية (الروضنة المختارة)

مؤلف: كييت بن زيد اسدی (متوفی ١٢٦٣ھ)، ناشر: انتشارات رضی، قم

٤٨٠ - شرح قصيدة باند سعاد

مؤلف: ابو محمد جمال الدین عبداللہ بن ہشام انصاری (متوفی ١٤٢٧ھ)، نن اشاعت: ١٣٥٣ھ در

مصر

٤٨١ - شرح المعلقات السبع

مؤلف: ابو عبد اللہ حسن بن احمد زوزنی (متوفی ١٣٨٦ھ)، نن اشاعت: ١٣٨٥ھ مطابق ١٩٦٥ء  
ناشر: مطبعة مدنی، قاهره

٤٨٢ - شرح المعلقات السبع

مؤلف: عبدالرحیم بن عبدالکریم، نن اشاعت: ١٩١٤ھ، ناشر: مطبعة صدقی بریلی (ہند)

٤٨٣ - شرح المقاصد

مؤلف: مسعود بن عمر بن عبد اللہ معروف به سعد الدین تقیازانی (متوفی ١٩٣٧ھ)، ناشر:  
انتشارات رضی، قم

٤٨٤ - شرح المواقف

مؤلف: محقق سید شریف علی بن جرجانی (متوفی ١٨١٢ھ)، ناشر: انتشارات رضی، قم

٤٨٥ - شرح نهج البلاغة

مؤلف: عز الدین ابو حامد بن حبۃ اللہ بن محمد بن حسین ابن ابی الحدید مخزی (متوفی ١٥٥٥ھ)  
تحقيق: محمد ابو الفضل ابراهیم، نن اشاعت: ١٤٢٨ھ مطابق ١٩٥٩ء، ناشر: دار احیاء الکتب العربیة، قاهره

٤٨٦ - شرح نهج البلاغة

مؤلف: شیخ محمد عبده (متوفی ١٩٠٥ء)، نن اشاعت: ١٤٣١ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: کتب الاعلام

الإسلامي

٤٨٧ - شرح الهاشمية

مؤلف: محمد محمود رافقي، ناشر: شركة التمدن الصناعية، مصر

٤٨٨ - شرح الهمزية في مدح خير البرية

مؤلف: احمد بن جعفر حمقي (متوفى ٢٩٧هـ)، نن اشاعت: ١٣٠٦هـ، ناشر: المطبعة المهمية المصرية

٤٨٩ - الشرف المقيد لآل محمد

مؤلف: شيخ يوسف بن اساعيل البهانى (متوفى ١٣٥٣هـ)، نن اشاعت: ١٣٠٩هـ، ناشر: جوامع

الكلم، قاهره

٤٩٠ - شرف الدين

مؤلف: ابو سعيد خرگوشی، مترجم: محمد الدين محمود درادنى (متوفى ١٣٢٣هـ)، تصحیح: محمد درونی،

ایران

٤٩١ - شروح سقط الزند

مؤلف: ابو العلاء المعري (متوفى ٢٢٩هـ)، نن اشاعت: ١٣٢١هـ مطابق ١٩٣٤ء، ١٣٨٣هـ

مطابق ١٩٦٣ء، ناشر: دار الكتب، دار القومية قاهره

٤٩٢ - شعب الایمان

مؤلف: ابو بكر احمد بن حسين بن علي بن موسى بيبيقى (متوفى ٢٥٨هـ)، تحقیق: ابوهاجر محمد سعید بن

بسیونی زغلول، نن اشاعت: ١٣١٠هـ مطابق ١٩٩٠ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٤٩٣ - الشعر و الشعراء، وطبقات الشعراء

مؤلف: عبد اللہ بن سلم بن تھیبہ دینوری (متوفى ٨٢٦هـ)، تحقیق: داکٹر مفید قمیح، نن اشاعت:

١٣٠٢هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٤٩٤ - الشفاء بتعريف حقوق المصطفى

مؤلف: قاضي عياض بن موسى الحسني الديلمي (متوفى ٥٣٣هـ)، نشر: مؤسسة علوم القرآن، دار الفتح، بيروت، ١٩٨٦هـ مطابق ١٣٧٠هـ  
عدو سراج المذهب، ناشر: مؤسسة علوم القرآن، دار الفتح، عمان، ١٩٨٦هـ مطابق ١٣٧٠هـ

#### ٤٩٥ - شفاء السقام في زيارة خير الانام

مؤلف: علي بن عبد الكافي تقي الدين الحنفية شافعي (متوفى ٤٥٢هـ)، نشر: دار الفتح، بيروت، ١٩٧٤هـ مطابق ١٣٩٤هـ  
ائيش، ناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت، ١٩٧٤هـ مطابق ١٣٩٤هـ

#### ٤٩٦ - الشفائق النعمانية في علماء الدولة العثمانية

مؤلف: طاش كبرى زاده (متوفى ٩٦٨هـ)، نشر: دار الكتاب العربي، بيروت، ١٩٩٥هـ مطابق ١٤١٣هـ  
دار الكتاب العربي، بيروت، ١٩٩٥هـ مطابق ١٤١٣هـ

#### ٤٩٧ - الشمائل المحمدية

مؤلف: ابو عيسى محمد بن سورة ترمذى (متوفى ٢٧٩هـ)، تحقيق: عزت عبيد الدعايس، نشر: دار الشفاعة، ١٩٨٨هـ، ناشر: مكتبة الشرف الجديـد، بغداد، ١٩٨٨هـ

#### ٤٩٨ - شهادة الفضيلة

مؤلف: شيخ عبدالحسين احمد معروف به علامه امین (متوفى ١٣٩٠هـ)، ناشر: مطبعة دار الشهاب، قم، ١٣٩٠هـ

#### ٤٩٩ - شواهد التنزيل لقواعد التفصيل

مؤلف: عبد الله بن احمد معروف به حاكم حكاني نيشاپوري (از بزرگان قرن پنجم)، تحقيق: شیخ محمودی، نشر: دار الفتح، ١٣٩٠هـ مطابق ١٩٩١ء، ناشر: وزارة فرهنگ و ارشاد، مجتمع احیاء الثقافة الاسلامیة، تهران، ١٣٩٠هـ مطابق ١٩٩١ء

#### ٥٠٠ - الشيعة و فنون الاسلام

مؤلف: سید حسن صدر (متوفى ١٣٥٣هـ)، نشر: دار المعلم، سید زینب، دمشق، ١٣٥٣هـ مطابق ١٩٣٤ء

#### ٥٠١ - الصارم المسلول على شاتم الرسول

مؤلف: تقى الدين احمد بن عبد الحليم حرانى معروف به ابن تيمية (متوفى ٢٨٧ھ)، من اشاعت: ١٩٩٤ء، ناشر: دار الجل، بيروت

#### ٥٠٢ - صحاح الا عشى فى صناعة الا نشأ

مؤلف: احمد بن علي قلقشندي (متوفى ١٢٨٨ھ)، شرح وتعليق: محمد حسين شمس الدين، من اشاعت: ١٣٢٤هـ مطابق ١٩٨٤ء پلايميشن، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

#### ٥٠٣ - صحاح الا خمار فى نسب السادة الفاطمة الا خيار

مؤلف: عبد الله محمد سراج الدين بن عبد الشرقاوى مخزوى (متوفى ٨٨٥ھ)، من اشاعت: ١٣٢٦هـ، ناشر: مطبعة محمد آفندي مصطفى.

#### ٥٠٤ - الصحاح

مؤلف: اسمايل بن حماد جوهرى (متوفى ٣٩٣ھ)، تحقيق: احمد عبد الغفور عطار، من اشاعت: ١٣٢٠هـ مطابق ١٩٨٤ء پلايميشن، ناشر: دار العلم للملايين، بيروت

#### ٥٠٥ - صحيح ابن خزيمة

مؤلف: ابو يكرب محمد بن اسحاق بن خزيمة نيشاپوري (متوفى ١٣١ھ)، تحقيق: داكر مصطفى عظمى ، من اشاعت: ١٣١٢هـ مطابق ١٩٩٤ء، ناشر: المكتب الاسلامي، بيروت

#### ٥٠٦ - صحيح بخارى

مؤلف: محمد بن اسمايل بخارى جعفى (متوفى ٢٥٢ھ)، شرح: داكر مصطفى دريب البغاء، من اشاعت: ١٣٩٤هـ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: مطبعة الحمدى، دمشق

#### ٥٠٧ - صحيح مسلم

مؤلف: مسلم بن حجاج قشيري نيشاپوري (متوفى ١٢٢٢ھ)، تحقيق وتعليق: داكر موسى شاهين لاشين او داكر احمد عمر باشم، من اشاعت: ١٣٠٤هـ مطابق ١٩٨٤ء، ناشر: مؤسسة عز الدين، بيروت

#### ٥٠٨ - صحيح مسلم

مؤلف: مسلم بن حجاج نیشاپوری، شارحین: محمد بن خلیفہ بن عمر و شتابی الابی مالکی (متوفی ٤٢٨ھ)  
اور محمد بن یوسف سنوی حنفی (متوفی ٤٩٥ھ)، تصحیح: محمد سالم ہاشم، بن اشاعت: ١٣١٥ھ مطابق  
١٩٩٣ء پہلائیش، ناشر: دارالكتب العلمیة، بیروت

#### ٥٠٩ - صحیح مسلم بشرح النووی

مؤلف: ابوذر کریمی بن شرف بن مری شافعی نووی (متوفی ٤٧٦ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٢ھ  
مطابق ١٩٨٢ء، ناشر: دارالكتاب العربي، بیروت

#### ٥١٠ - الصراط بين الاسلامي والوثنيه

مؤلف: عبدالله علی قصیمی، بن اشاعت: ١٩٥٣ء، ناشر: المطبعة السلفية، قاهرہ

#### ٥١١ - الصراط المستقيم لمستحقى التقديم

مؤلف: علی بن یوس عاملی باطی بیاضی (متوفی ٤٧٨ھ)، تحقیق: محمد باقر بہبودی، بن اشاعت  
١٣٨٣ھ پہلائیش، ناشر: المکتبۃ الرضویۃ لاحیاء الآثار الحظریۃ

#### ٥١٢ - صفة الصفوۃ

مؤلف: جمال الدین ابو الفرج ابن حوزی (متوفی ٤٩٥ھ)، تحقیق: محمود فاخوری، بن اشاعت  
١٣٠٢ھ مطابق ١٩٨٢ء، ناشر: دارالمعرفة، بیروت

#### ٥١٣ - صلح الا خوان

مؤلف: شیخ داؤد نقشبندی بن سید سلیمان بغدادی (متوفی ١٢٩٩ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٢ھ، ناشر  
نجیبة الاخبار بمبئی، هند

#### ٥١٤ - الصلواۃ الہامعۃ

مؤلف: مصطفیٰ بن کمال الدین بن علی قطب بکری (متوفی ١١٦٢ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٢ھ،  
ناشر: طبعہ بولاق

#### ٥١٥ - الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع و الزندقة

مؤلف: احمد بن جعفر تقي كي (متوفي ٢٧٣هـ)، تعليق: عبد الوهاب عبد الطيف، من اشاعت:

١٣٨٥هـ مطابق ١٩٦٥ء دوسراييشن، ناشر: مكتبة القاهرة، مصر

#### ٥١٦. الضعفاء الكبير

مؤلف: ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسى عقيل (متوفي ٣٢٢هـ)، تحقيق: داكر عبد المعطي امين قلجمي ،

من اشاعت: ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

#### ٥١٧. الضعفاء والمعتروكين

مؤلف: علي بن عمر دارقطني (متوفي ٢٨٥هـ)، تحقيق: موفق بن عبد الله ابن عبد القادر، ناشر: مكتبة

العارف، رياض

#### ٥١٨. كتاب الضعفاء والمعتروكين

مؤلف: ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي (متوفي ٣٢٣هـ)، من اشاعت: ١٣٠٤هـ مطابق

١٩٨٥ء دوسراييشن، تحقيق: بوران ضاوي او رکمال يوسف حوت، ناشر: دار الكتب الثقافية، بيروت

#### ٥١٩. كتاب الضعفاء والمعتروكين

مؤلف: جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد مسروف به ابن جوزي (متوفي ٤٥٩هـ)

تحقيق: ابو الفداء عبد الله تقاضي، من اشاعت: ١٣٠٢هـ، پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

#### ٥٢٠. الضوء للامع لا هل القرن العاشر

مؤلف: شمس الدين محمد بن عبد الرحمن سخاوي (متوفي ٩٥٢هـ)، ناشر: دار الكتاب الاسلامي ،

قاهره

#### ٥٢١. كتاب الطبقات

مؤلف: ابو عمر وخليفة بن خياط (متوفي ٢٣٠هـ)، تحقيق: داكر سهيل زكار، من اشاعت: ١٣١٣هـ

پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الفكر، بيروت

#### ٥٢٢. طبقات اعلام الشيعة

مؤلف: آقا بزرگ تهرانی (متوفی ١٣٨٦ھ)، من اشاعت: ١٣٩٠ھ، ناشر: دارالکتاب العربي، بيروت

#### ٥٢٣ - طبقات السننیة في تراجم الحنفیة

مؤلف: تقی الدین بن عبد القادر تسبیحی (متوفی ١٤٠٥ھ)، تحقیق: عبدالفتاح محمد حلو، من اشاعت: ١٤٠٣ھ مطابق ١٩٨٤ء، ناشر: دارالمرفأی، ریاض

#### ٥٢٤ - طبقات الشافعیة

مؤلف: ابو بکر بن احمد بن قاضی شعبہ (متوفی ١٤٥٨ھ)، تحقیق: عبدالعلیم خان، من اشاعت: ١٤٩٨ھ مطابق ١٩٨٩ء پهلا ایڈیشن، ناشر: دائرۃ المعارف العثمانیة حیدرآباد، هند

#### ٥٢٥ - طبقات الشافعیة

مؤلف: جمال الدین عبد الرحیم السنوی (متوفی ١٤٢٧ھ)، تحقیق: کمال یوسف الجوت، من اشاعت: ١٤٣٩ھ مطابق ١٩٩٤ء پهلا ایڈیشن، ناشر: مرکز الخدمات والابحاث الثقافية، بيروت

#### ٥٢٦ - طبقات الشافعیة الكبرى

مؤلف: ابوالنصر عبد الوهاب بن علی بن عبد الکافی سکل (متوفی ١٤٧٧ھ)، تحقیق: عبدالفتاح محمد الحلو او محمود محمد طنایی، ناشر: دار احیاء الکتب العربیة، بيروت

#### ٥٢٧ - طبقات الشعراء

مؤلف: عبد اللہ ابن المعتز ابن التوکل ابن المتصنم بن حارون الرشید (متوفی ١٤٩٦ھ)، تحقیق: عبدالستار احمد فراج، من اشاعت: ١٩٢٨ء دوسر ایڈیشن، ناشر: دارالمعارف، مصر

#### ٥٢٨ - طبقات الفقهاء

مؤلف: ابراہیم بن علی بن یوسف ابواسحاق شیرازی (متوفی ١٤٢٧ھ)، تحقیق: احسان عباس، من اشاعت: ١٤٣١ھ مطابق ١٩٨١ء، ناشر: دارالراشد العربي، بيروت

#### ٥٢٩ - طبقات الكباری

مؤلف: محمد بن سعد بن متع بصرى معروفة ابن سعد (متوفى ٢٣٠هـ)، ناشر: دار صادر، بيروت

٥٣٠. الطبقات الكبرى (الواقع الانوار فى طبقات الا خياد)

مؤلف: عبد الوهاب بن علي النساري شعراني (متوفى ٣٧٩هـ)، من اشاعت: ١٣٤٦هـ

مطابق ١٩٥٢ء، ناشر: دار العلم الحجيج، قاهره

٥٣١. طبقات المحدثين باصبهان

مؤلف: ابو محمد عبدالله بن محمد بن جعفر معروف بابو شيخ (متوفى ٣٦٩هـ)، تحقیق: عبدالغفار سليمان

بنداری او رسید کردی حسن، من اشاعت: ١٣٠١هـ مطابق ١٩٨٩ء، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

٥٣٢. الطرائف في معرفة مذاهب الطوائف

مؤلف: ابو القاسم علي بن موسى بن طاوس حسني (متوفى ٦٦٣هـ)، من اشاعت: ١٣٠٥هـ، ناشر:

طبع الخیام، قم

٥٣٣. طرائق الحقائق

مؤلف: معموم علی بن زین العابدین بن معموم شیرازی (متوفى ١٣٣٣هـ)، تصحیح: محمد جعفر محجوب ،

من اشاعت: ١٣٩٩هـ، ناشر: نشر مکتبة باراتی

٥٣٤. طرح التشریب فی شرح التقریب

مؤلف: ابو زرعه عراقی احمد بن عبدالرحیم (متوفى ٨٢٦هـ)، ناشر: دار المعارف، حلب

٥٣٥. الطرق الحكمية في السياسة الشرعية

مؤلف: محمد بن ابي بکر بن قیم الجوزی (متوفى ١٥٧٤هـ)، ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

٥٣٦. طوالع الانوار

مؤلف: عبدالله بن عمر بیضاوی (متوفى ٢٨٥هـ)، من اشاعت: ١٣٠٥هـ، ناشر: شرکة

السعادة العلمية، پاکستان

٥٣٧. الطیوریات

مؤلف: مبارك بن عبد الجبار بن احمد صيرفي معروف بابن طيورى (متوفى ٥٥٠هـ)

٥٣٨ - الظراائف والطراائف في المحسنون والاصناداد

مؤلف: ابو نصر احمد بن عبد الرزاق مقدسي، كاتب: محمد صادق حسني درسن ١٤٨٢هـ

٥٣٩ - عالم آرایی عباس

مؤلف: اسكندر ریگ ترکمان (١٤٣٢هـ میں زندہ تھے)، بن اشاعت: ١٤٣٥هـ بھری ششی در

تهران

٥٤٠ - العبر في خبر غير

مؤلف: شمس الدین ذہبی (متوفی ٦٢٧هـ)، تحقیق: محمد سعید زغلول، ناشر: دارالكتب العلمية،

بیروت

٥٤١ - عبقات الانوار في امامۃ الانتماء الاطهار

مؤلف: میر حامد حسین هندی (متوفی ١٤٣٠هـ)، تحقیق: غلام رضا مولا نابرو جردی، بن اشاعت:

١٤٣٢هـ، ناشر: سید الشهداء قم

٥٤٢ - العتب الجميل على اهل الجرح والتعديل

مؤلف: محمد بن عقیل بن عبد اللہ (متوفی ١٤٣٥هـ)، بن اشاعت: ١٤٣٩هـ مطابق ١٩١٤ء، ناشر:

هیئت ابحوث الاسلامیة، انڈونیشیا

٥٤٣ - عترت در قرآن

مؤلف: محمد بادی امینی، بن اشاعت: ١٤٣٩هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: المکتبۃ الاسلامیة

٥٤٤ - العثمانیة

مؤلف: عمرو بن بحر الباجخط (متوفی ٢٥٥هـ)، تحقیق: عبدالسلام محمد بارون، بن اشاعت: ١٤٣٩هـ

مطابق ١٩٩١ء، ناشر: دار الجبل، بیروت

٥٤٥ - عدة رسائل

مؤلف: محمد بن محمد بن نعيمان معروف بـ شيخ مفيد (متوفى ٢٦٣٢هـ)، ناشر: مكتبة المفيد، دوارة

اليديش

٤٦ - عرائض المجالس (قصص الانبياء)

مؤلف: ابو احشاق احمد بن محمد بن ابراهيم شعبان (متوفى ٢٢٣٢هـ)، ناشر: دار الرائد العربي،

بيروت

٤٧ - العسجد المسبيوك الجوهر المحكوك في طبقات الخلفاء والملوك

مؤلف: اسحاق بن عباس غساني (متوفى ٨٠٣هـ)، تحقيق: شاكر محمود عبد العليم، من اشاعت:

١٣٩٥هـ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: دار التراث الاسلامي بيروت، دار البيان، بغداد

٤٨ - عصر المأمونون

مؤلف: احمد فريد رفai (متوفى ٢٤٣٢هـ)، من اشاعت: ١٣٢٨هـ مطابق ١٩٢٨ء، ناشر:

دار الكتب المصرية قاهرة

٤٩ - عقید الشهدۃ فی شرح قصیدہ البردة

مؤلف: عمر بن احمد خربوی (متوفى ١٢٩٩هـ)، تحقيق: عمر العامر اور حافظ رفعی

٥٠ - عقاد الشیعة

مؤلف: علي اصغر بن علي اکبر بروجردي (از بزرگان قرن ١٣)، ناشر: المطبعة الاسلامية، تهران

٥١ - العقد الثمين فی تاریخ البلد الامین

مؤلف: محمد بن احمد حنفی قاسی (متوفى ٨٣٢هـ)، من اشاعت: ١٣٠٢هـ مطابق ١٩٨٦ء، ناشر

: مؤسسة الرسالة، بيروت

یہی کتاب ١٣٧٨ھ میں مطبعة النہج الحمدیہ قاهرہ کی جانب سے محمد حامد الفقی کی تحقیق کے ساتھ

شائع ہوئی تھی

٥٢ - العقد الفرید

مؤلف: احمد بن محمد بن عبد رببة قرطبي (متوفى ٣٢٨ هـ)، من اشاعت: ١٩٨٦ء پہلا ایڈیشن،  
ناشر: دار ومکتبۃ الاحلال، بیروت

#### ٥٥٣ . العقود الدرية

مؤلف: محمد امین بن عمر عبد العزیز عابدین دمشقی (متوفى ١٤٥٢ هـ)، ناشر: دار المعرفة، بیروت

#### ٥٥٤ . عقيدة الشيعة

مؤلف: دوایت مرونلسن، ناشر: مؤسسه الحفید، بیروت

#### ٥٥٥ . العلل المتناهية في الا حادیث الواهیة

مؤلف: ابو الفرج عبد الرحمن معروف بابن جوزی (متوفى ٤٩٥ هـ)، من اشاعت: ١٤٠٣ هـ  
مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دار الکتب العربية، بیروت

#### ٥٥٦ . العلل الوازدة في الا حادیث النبویة

مؤلف: علی بن عمر دارقطنی (متوفى ٣٨٥ هـ)، تحقیق: ڈاکٹر محمود الرحمن زین اللہ سلفی، من  
اشاعت: ١٤٢٥ هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: دار طبیعت، ریاض

#### ٥٥٧ . العلل و معرفة الرجال

مؤلف: احمد بن محمد بن خبل (متوفى ٤٢١ هـ)، تحقیق: ڈاکٹر وصی اللہ ابن محمد عباس، من اشاعت:  
١٤٠٨ هـ مطابق ١٩٨٨ء پہلا ایڈیشن، ناشرین: المکتب الاسلامی، بیروت، دارالثانی ریاض

#### ٥٥٨ . العلم الشمامع

مؤلف: صالح بن مهدی بن علی مقلوبی (متوفی ١٤٠٨ هـ)، من اشاعت: ١٤٢٨ هـ پہلا ایڈیشن در مصر

#### ٥٥٩ . علم اليقين في أصول الدين

مؤلف: مولی حسن کاشانی (متوفی ١٤٠٩ هـ)، من اشاعت: ١٤٣٠ هـ، ناشر: انتشارات بیدار، قم

#### ٥٦٠ العemma

مؤلف: حسن بن رشیق قیروانی ازدی (متوفی ١٤٢٥ هـ)، من اشاعت: ١٤٩٧ء چوتھا ایڈیشن،

ناشر: دار الجليل، بيروت

٥٦١ . عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق مطبوع برحابي روض

الرياحين

مؤلف: إبراهيم بن عامر بن علي عبيدي (متوفى ١٩٠١هـ)، ناشر: مؤسسة عباد الدين، قبرص

٥٦٢ . عمدة الزائر

مؤلف: سيد حيدر بن إبراهيم حنفي كاظمي (متوفى ١٢٦٥هـ)، ناشر: اشاعت: ١٣٩٩هـ مطابق

١٩٧٤ء، ناشر: دار التعارف، بيروت

٥٦٣ . عمدة السالك وعدة الناسك

مؤلف: احمد بن لولو ابو العباس شهاب الدين ابن القطب (متوفى ٦٩٧هـ)، ناشر: دار الكتب

العلمية، بيروت

٥٦٤ . عمدة الطالب في أنساب آل أبي طالب

مؤلف: احمد بن علي بن منها (متوفى ٨٢٨هـ)، ناشر: اشاعت: ١٣٨٥هـ مطابق ١٩٦١ء دوسرا

ايديش، ناشر: المطبعة الخيدرية، نجف اشرف

٥٦٥ . عمدة عيون صحاح الاخبار

مؤلف: عبيدي بن حسن اسدی معروف بـ ابن بطریق (متوفى ٦٠٥هـ)، ناشر: اشاعت: ١٣٠١هـ

ناشر: جامعه مدرسین، قم

٥٦٦ . عمدة القارى شرح صحيح البخارى

مؤلف: محمود بن احمد عيسى (متوفى ٨٥٥هـ)، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت

٥٦٧ . كتاب عمل اليوم والليلة

مؤلف: ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب (متوفى ٣٣٠هـ)، تعليق: مركز الابحاث الثقافية، ناشر:

اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء پهلا ايديش، ناشر: مؤسسة الكتاب الثقافية، بيروت

٥٦٨ - عيد الغدير

مؤلف: بولس سلامة (متوفى ١٩٧٤م)، نشرت في طبعة مطابق ١٩٩٠م، طبعها ايليش،  
ناشر: المؤسسة الثقافية لمحبي الصارى الحسين، تهران

٥٦٩ - كتاب العين

مؤلف: ابو عبد الرحمن الخليل بن احمد الفراهيدى (متوفى ٥٧٤هـ)، نشرت في طبعة مطابق ١٣١٥هـ،  
ناشر: مؤسسة الهجرة قم

٥٧٠ - عيون الا خبار

مؤلف: عبد الله بن مسلم بن قبيه (متوفى ٤٢٢هـ)، ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت

٥٧١ - عيون اخبار الرضا

مؤلف: ابو جعفر محمد بن علي بن حسين بن بابويه معروف بشيخ صدوق (متوفى ٤٣٨هـ)، نشرت  
اشاعت: ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: مؤسسة الاعلمي، بيروت

٥٧٢ - عيون الا نباء، فى طبقات الا طبا

مؤلف: احمد بن القاسم بن خليفة تزرجي معروف به ابن ابي اصيحة (متوفى ٤٢٨هـ)، تحقيق:  
ڈاکٹر زار رضا، نشرت في طبعة مطابق ١٩٦٥ء، ناشر: دار مکتبۃ الایاة، بيروت

٥٧٣ - عيون المعجزات

مؤلف: شیخ حسین عبد الوهاب (از بزرگان قرن پنجم)، نشرت في طبعة مطابق ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣ء،  
ناشر: مؤسسة الاعلمي، بيروت

٥٧٤ - الغارات

مؤلف: ابراهیم بن محمد سعید معروف به ابن هلال ثقی (متوفى ٢٨٣م)، تحقيق: خطیب سید عید  
الهزیجی، نشرت في طبعة مطابق ١٣٠٣هـ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دار الاضواء، بيروت

٥٧٥ - غایة الا ختصر

مؤلف: تاج الدین محمد بن محمد حزره حسینی (متوفی ۹۲۱ھ)، تحقیق: سید محمد صادق بحرالعلوم، سن اشاعت: ۱۹۶۲ء، ناشر: المکتبۃ الحیدریہ، نجف اشرف

#### ۵۷۶. غایة المرام

مؤلف: سید ہاشم سلیمان بخاری (متوفی ۷۰۱ھ)، کاتب: سید محمد علی خوانساری در ۱۳۲۱ھ

#### ۵۷۷. غایة الدهایة فی طبقات القراء

مؤلف: محمد بن محمد ابن جزری (متوفی ۸۳۳ھ)، سن اشاعت: ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۲ء

پہلا ائمہ شن، ناشر: مکتبۃ الفارجی

#### ۵۷۸. الغدیر فی التراث الاسلامی

مؤلف: سید عبد العبد الغدری طباطبائی (متوفی ۱۳۱۱ھ)، سن اشاعت: ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۹۹۳ء پہلا

ایمہ شن، ناشر: دار المؤرخ العربي، بیروت

#### ۵۷۹. الغدیر

مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)

اس کتاب کا قلمی نسخہ سید عبدالعزیز طباطبائی کے کتب خانہ میں موجود ہے

#### ۵۸۰. غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری)

طبعہ بر حاشیہ تفسیر طبری

مؤلف: حسن بن محمد بن حسین نیشاپوری (۴۰۳ھ میں زندہ تھے)، سن اشاعت: ۱۳۲۹ھ پہلا

ایمہ شن، ناشر: المطبعة الکبری الامیریۃ بولاق مصر

#### ۵۸۱. غور الخصائص الواضحة

مؤلف: ابو اسحاق برہان الدین کتبی معروف به وطاوط (متوفی ۱۸۱ھ)، ناشر: دار صعب،

بیروت

#### ۵۸۲. غریب الحديث

مؤلف: قاسم بن سلام ہرودی (متوفی ۲۲۲ھ)، سن اشاعت: ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۵ء،

ناشر: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد

#### ٥٨٣ - غریب القرآن

مؤلف: محمد بن عزیز بختانی، تحقیق: احمد عبدال قادر صلاحیہ، نن اشاعت: ۱۹۹۳ء، پہلا ایڈیشن،

ناشر: دار طلاس، شام

#### ٥٨٤ - الغدیۃ لطالبی طریق الحق

مؤلف: عبدال قادر جیلانی (متوفی ۱۵۶۰ھ)، نن اشاعت: ۱۹۹۳ء مطابق ۱۴۰۸ھ، ناشر: دار الحکیمیہ، بغداد

#### ٥٨٦ الغیبة

مؤلف: شیخ محمد بن ابراہیم بن جعفر نعماںی (از بزرگان قرن چہارم)، تحقیق: علی اکبر غفاری، ناشر: مکتبۃ الصدقۃ، تهران

#### ٥٨٧ الغیبة

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (متوفی ۲۲۰ھ)، نن اشاعت: ۱۳۱۱ھ، ناشر: مؤسسة المعارف الاسلامیۃ، قم

#### ٥٨٨ - الغیث المسجم فی شرح لا میة العجم

مؤلف: صلاح الدین خلیل بن ابیک صدی (متوفی ۳۷۷ھ)، نن اشاعت: ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۹۹۰ء، ناشر: دار المکتب العلومیہ، بیروت

#### ٥٨٩ - الفائق فی غریب الحديث

مؤلف: جار اللہ عرب بن محمود رختی (متوفی ۵۳۸ھ)، تحقیق: علی محمد بجاوی اور محمد ابوالفضل ابراہیم، ناشر: مطبعة عیسیٰ البابی الحکیمی، قاہرہ

#### ٥٩٠ - الفتاوی ویں الحدیثیہ

مؤلف: احمد شہاب الدین بن حجر عسکری (متوفی ۴۷۹ھ)، نن اشاعت: ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء

٥٩١ . ناشر: مطبعة مصطفى البابي الحسيني، بيروت

٥٩١ . فتاوى السبكى

مؤلف: ابو الحسن علي بن عبدالكافى الحسنى (متوفى ٤٥٦ھـ)، ناشر: دار المعرفة، بيروت

٥٩٢ . الفتاوى الكبرى الفقهية

مؤلف: احمد بن حجر حisticى (متوفى ٣٧٤ھـ)، من اشاعت: ١٣٠٢هـ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دار

القرآن، بيروت

٥٩٣ . فتح البارى فى شرح صحيح البخارى

مؤلف: احمد بن علي بن حجر عسقلانى (متوفى ٤٥٨هـ)، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقى او رحمة الدين

خطيب او عبد العزىز بن عبد الله بن باز، ناشر: دار المعرفة، بيروت

٥٩٤ . فتح البيان فى مقاصد القرآن

مؤلف: صديق حسن خان بن علي، من اشاعت: ١٩٢٥ء، ناشر: عبد الحمى على حفظها، مطبعة العاصمة،

قاهره

٥٩٥ . فتح القدر

مؤلف: محمد بن علي بن محمد شوكاني (متوفى ١٤٢٥هـ)، ناشر: عالم الكتب، بيروت

٥٩٦ . فتح المتعال فى صفة النعال

مؤلف: احمد بن محمد مغربي مقرى (متوفى ١٤٠٣هـ)، من اشاعت: ١٣٣٣هـ پهلا ايليهش، ناشر

جلس دائرة المعارف الناظرية، حيدر آباد هند

٥٩٧ . فتح المغثيث بشرح الفية الحديث

مؤلف: ابو الفضل عبد الرحيم بن حسين معروف به حافظ عراقى (متوفى ١٤٠٨هـ)، تحقیق: محمود ربيع،

من اشاعت: ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: مكتبة النساء، قاهره

٥٩٨ . فتوح البلدان

مؤلف: احمد بن سعيد بن جابر بلاذري (متوفى ٩٧٣هـ)، نظر ثانى: رضوان محمد رضوان، من اشاعت: ١٣٩٨هـ مطابق ١٩٧٨ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

#### ٥٩٩ - فتوح الشام

مؤلف: ابو عبد الله محمد بن عمرو القدي (متوفى ٤٣٠هـ)، من اشاعت: ١٤١٨هـ، ناشر: المكتبة الالكترونية، آفس٣ ازمكٰتبة المشهد الحسيني مصر

#### ٦٠٠ - الفتوحات الاسلامية

مؤلف: احمد زين دحلان (متوفى ١٣٠٣هـ)، ناشر: المطبعة الحسينية المصرية

#### ٦٠١ - الفتوحات الالهية

مؤلف: سليمان بن عمر عجلي معروف به جبل (متوفى ٢٠٣هـ)، ناشر: المطبعة الحسينية، مصر

#### ٦٠٢ - الفتوحات المكية

مؤلف: محمد بن علي معروف به ابن عربي (متوفى ١٢٨٦هـ)، ناشر: دار صادر، بيروت

#### ٦٠٣ - الفتوحات الوهبية بشرح الأربعين حديثاً النبوية

مؤلف: ابراهيم بن مرعي بن عطيه شيرختي (متوفى ١٤٠٦هـ)، من اشاعت: ١٤١٨هـ پيلا ايديشن، ناشر: المطبعة الازهرية، مصر

#### ٦٠٤ - فجر الاسلام

مؤلف: احمد امين (متوفى ٣٩٣هـ)، من اشاعت: ١٩٦٩ء دسویں ایڈیشن، ناشر: دار الكتب العربي، بيروت

#### ٦٠٥ - الفخرى في الآداب السلطانية والدول الإسلامية

مؤلف: محمد بن علي بن طباطبأ معروف به ابن طقطقي (متوفى ٩٠٧هـ)، من اشاعت: ١٤٨٦هـ مطابق ١٩٦٦ء، ناشر: دار صادر، بيروت

#### ٦٠٦ - الفخرى في انساب الطالبيين

- مؤلف: سيد عزيز الدين ابي طالب اساعيل بن حسين بن محمد مروزى ازورقانى (متوفى بعد اذار ١٢٣٥ھ)، تحقيق: مهدى رجائى، من اشاعت ١٤٢٩هـ پهلا ايديش، ناشر: كتب خانه آية الله عمرشى، قم
٦٠٧. فرانسالسمطين فى فضائل المرتضى و البطل و السبطين والا  
ئمة من ذريتهم
- مؤلف: ابراهيم بن محمد بن موید حموى (متوفى ٣٠٧هـ)، تحقيق: محمد باقر محمودى، من اشاعت:
- ١٤٣٩هـ مطابق ١٩٧٨ء در بیروت
٦٠٨. الفردوس بما ثور الخطاب
- مؤلف: شيروديه بن شهردار بن شهروديه هداى (متوفى ٥٥٩هـ)، تحقيق: سعيد بن سيفى زغلول، من اشاعت ١٤٣٠هـ مطابق ١٩٨١ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
٦٠٩. الفرق بين الفرق
- مؤلف: عبد القاهر بن طاهر بن محمد بغدادى (متوفى ٢٢٩هـ)، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
٦١٠. فرقان القرآن بين صفات الخالق والا كانوا
- مؤلف: سلامة هندى العزاوى الصناعى الشافعى (متوفى ٦١٣هـ)، ناشر: دار احياء التراث
- العربي، بيروت
٦١١. الفصل فى الملل والاهواه والنحل
- مؤلف: ابو محمد علي بن حزم اندلسي (متوفى ٤٥٢هـ)، ناشر: مكتبة الشفى، بغداد
٦١٢. الفصول المختارة من العيون والمحاسن
- مؤلف: محمد بن نعman معروف به شيخ منيف (متوفى ٣١٣هـ)، من اشاعت ١٤٣٥هـ
- مطابق ١٩٨٥ء چوتهايديش، ناشر: مطبعة دار الاضواء، بيروت
٦١٣. الفصول المهمة فى معرفة احوال الانماة
- مؤلف: علي بن محمد بن احمد معروف بابن صباغ مالكى (متوفى ٨٥٥هـ)، من اشاعت ١٤٣٨هـ

مطابق ١٩٨٨ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسه الاعلمی، بیروت

٦١٤ - فضائل امیر المومنین علی بن ابی طالب و اهل البیت من کتاب المسند لا حمد بن حنبل

مؤلف: قوام الدین قمی و شنواری، بن اشاعت: ١٣٥٢ھ بحری شری، ناشر: مطبعة الحکمة، قم

#### ٦١٥ - فضائل الصحابة

مؤلف: احمد بن محمد حنبل (متوفی ١٢٣٢ھ)، تحقیق: وصی اللہ بن محمد ابن عباس، بن اشاعت: ١٣٠٤ھ مطابق ١٩٨٣ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسة الرسالة، مکتبۃ المکتبۃ

#### ٦١٦ - فضائل فاطمة

مؤلف: ابو حفص عمر بن احمد بغدادی معروف به ابن شاہین (متوفی ١٣٨٥ھ)، تحقیق: محمد سعید طریحی، بن اشاعت: ١٣٠٥ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسة الوفا، بیروت

#### ٦١٧ - فضائل القرآن

مؤلف: ابن الصریح (متوفی ٢٩٢٢ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٨ھ، ناشر: دار الفکر، دمشق

#### ٦١٨ - الفقه على المذاهب الاربعة

مؤلف: عبدالحسن بن محمد عوض المغریری (متوفی ١٣٢٠ھ)، بن اشاعت: ١٣٠٤ھ مطابق ١٩٨٢ء ساتواں ایڈیشن، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت

#### ٦١٩ - الفهرست

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن معروف بـ شیخ طوسی (متوفی ١٣٢٥ھ)، تصحیح: سید محمد صادق بحر العلوم، ناشر: انتشارات رضی، قم

#### ٦٢٠ - فهرست اسماء علماء الشیعہ و مصنفویهم

مؤلف: ملیح الدین علی بن عبد اللہ بن بایویرازی (متوفی ١٥٨٥ھ)، تحقیق: سید عبدالعزیز طباطبائی، بن اشاعت: ١٣٠٢ھ، ناشر: مجمع الذخائر الاسلامیة

٦٢١ . الفهرست

مؤلف: محمد بن اسحاق نديم (متوفى ٣٢٨هـ)، تحقيق: شيخ مينوي، من اشاعت: ١٣٩٣هـ مطابق ١٩٧٣ء دوسر الیش، ناشر: مطبعة مروی، تهران

٦٢٢ . الفوائد الالهية في دراجم الحنفية

مؤلف: ابوالحنات محمد عبد الجي لكتبه مدنی (متوفى ١٣٠٣هـ)، تصحیح: سید محمد بدرا الدین ابوفراس نصانی، ناشر: دار المعرفة، بیروت

٦٢٣ . الفوائد الرضوية في احوال علماء مذهب العجفريه

مؤلف: شیخ عباس قمی (متوفى ١٣٥٤هـ)

٦٢٤ . الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعة

مؤلف: محمد علی شوکانی (متوفى ١٢٥٠هـ)، تحقيق: محمد عبد الرحمن عوض، من اشاعت: ١٣٠٢هـ پهلا ایش، ناشر: دارالکتاب العربي، بیروت

٦٢٥ . فواید الوفیات

مؤلف: محمد شاکر کتبی (متوفی ١٢٤٢هـ)، تحقيق: ذاکر احسان عباس، من اشاعت: ١٩٧٣ء دوسر ایش، ناشر: دار صادر، بیروت

٦٢٦ . فیض الاله الما لک فی حل الفاظ عمدۃ السالک وعذۃ النازک

مؤلف: عمر برکات بن محمد برکات بقائی شافعی (متوفی ١٢٩٥هـ)، من اشاعت: ١٣٧٢هـ مطابق ١٩٥٣ء دوسر ایش در مصر

٦٢٧ . فیض القدیر شرح الجامع الصغیر

مؤلف: محمد عبد الرؤوف مناوي (متوفی ١٤٠٣هـ)، من اشاعت: ١٣٩١هـ مطابق ١٩٧٢ء دوسر ایش، ناشر: دار المعرفة، بیروت

٦٢٨ . قاموس الرجال

مؤلف: شيخ محمد تقى شوشتري (متوفى ١٣١٥هـ)، تحقیق: جامعه مدرسین، قم، کن اشاعت: ١٣١٥هـ  
پهلا یئشن، ناشر: جامعه مدرسین، قم

#### ٦٢٩. القاموس المحيط

مؤلف: محمد بن یعقوب فیروزآبادی (متوفی ١٤٨١هـ)، تحقیق: مكتب تحقیق التراث فی مؤسسه الرسالۃ، کن اشاعت: ١٤٢٠هـ مطابق ١٩٨١ء، ناشر: مؤسسه الرسالۃ، بیروت

#### ٦٣٠. قرة العینین فی تحضیل الشیخین

مؤلف: شاه ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم دہلوی (متوفی ١٤٢٧هـ)، کن اشاعت: ١٣١٥هـ، ناشر:  
مکتبة سید یان مہما بادیران آفست از طبع پیشاور

#### ٦٣١. كتاب القرطين او كتاب مشكّل القرآن و غيريه

مؤلف: محمد بن عبد اللہ بن تقبیہ دینوری (متوفی ١٤٢٦هـ)، ناشر: دار المعرفة، بیروت

#### ٦٣٢. قصص الانبیاء

مؤلف: قطب الدین سعید بن هبة اللہ راوندی (متوفی ١٤٣٥هـ)، ناشر: مجتمع البحوث الاسلامية

بشهید

#### ٦٣٣. قصص العرب

مؤلفین: محمد احمد جاد المولی اور علی محمد بجاوی اور محمد ابوالفضل، کن اشاعت: ١٣٩٩هـ مطابق ١٩٧٩ء،  
ناشر: دار الفکر، قاهره

#### ٦٣٤. قصص العلماء

مؤلف: میرزا محمد بن سلیمان تنگانی (متوفی حدود ١٣١٥هـ)، ناشر: المکتبة العلمیة الاسلامیة،  
تهران

#### ٦٣٥. قطب الازھار المتنادرة فی الا خبار المتو اقره

مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (متوفی ١٤٩١هـ)، تحقیق: خلیل مجی الدین ایمیں، کن

- ٦٣٥ - اشاعت: ١٣٠٥هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: المكتب الاسلامي، بيروت
- ٦٣٦ - قلائد الجمان في شعراء الزمان  
مؤلف: مبارك بن أبي بكر بن حمدان معروف بـ ابن الشعار (متوفي ٢٥٣هـ)، من اشاعت: ١٣١٠هـ درجرتني
- ٦٣٧ - القوائد والفوائد في الفقه والأصول والعربية  
مؤلف: محمد بن كثي عاطي معروف به شهيد الأول (متوفي ٢٨٧هـ)، تحقيق: داكن عبد الهادي الحكيم ،  
من اشاعت: ١٩٨٩ء، ناشر: مكتبة المفيد تم، آفست از مطبعة الآداب، نجف اشرف
- ٦٣٨ - قوت القلوب في أحاديث أبي أيوب  
مؤلف: محمد بن أبي الحسن علي بن عباس الحنفي (متوفي ٣٨٦هـ)، من اشاعت: ١٣٠١هـ، ناشر:  
المطبعة اليميدية، مصر
- ٦٣٩ - القول الفصل فيما لبني هاشم وقریش والعرب من الفضل  
مؤلف: علوى بن ظاهر بن عبد الله المحدث العلوى، من اشاعت: ١٣٣٥هـ، ناشر: مطبعة ابر  
شيفيل دركري، جاوة
- ٦٤٠ - القول المستحسن في فخر الحسن  
مؤلف: محمد بن قاسم بن علي بن ذوالقدر ، من اشاعت: ١٣١٢هـ درهند
- ٦٤١ - القول المسدد في الذب عن المسند للإمام احمد  
مؤلف: احمد بن علي معروف بـ ابن حجر عسقلاني (متوفي ٤٥٨هـ)، من اشاعت: ١٣٨٦هـ
- مطابق ١٩٦١ء، ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حیدر آباد هند
- ٦٤٢ - كتاب دلا ويز (تاريخ شريف رضى)  
مؤلف: سيد علي اكبر رقبي قمي ، من اشاعت: ١٣١٨هـ بحرى شى، ناشر: مطبعة ارمغان
- ٦٤٣ - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة

مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی ٢٨٧ھ)، تحقیق: عزت علی عید عطیہ اور موسوی محمد علی  
موشی، من اشاعت: ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۹ء پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الفخر، قاهرہ

#### ٦٤٤. کافی

مؤلف: ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق معروف بشیخ کلینی (متوفی ٣٢٣ھ)، تحقیق: علی اکبر  
غفاری، ناشر: دارالکتاب الاسلامی، تهران

#### ٦٤٥. الکافی فی تاریخ القديم و الحدیث

مؤلف: میخائیل شارونیم بیک (متوفی ۱۹۱۸ھ)، من اشاعت: ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء  
پہلا ایڈیشن، ناشر: المطبعة الکبری الامیریۃ، بولاق مصر

#### ٦٤٦. کامل بہائی

مؤلف: حسن بن علی بن محمد بن علی بن حسن طبری (متوفی ۴۶۰ھ)، ناشر: مکتبہ مرتضویہ، تهران

#### ٦٤٧. کامل الزیارات

مؤلف: شیخ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ (متوفی ۷۳۳ھ)، من اشاعت: ۱۳۵۶ھ، ناشر  
المکتبۃ الرقصویہ، بحف اشرف

#### ٦٤٨. الكامل فی التاریخ

مؤلف: عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی معروف بابن اشیر (متوفی ۲۳۰ھ)، تحقیق: علی شیرودانی  
ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت

بھی کتاب ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں دار صادر بیروت سے شائع ہوئی تھی۔

#### ٦٤٩. الكامل فی صنعت الرجال

مؤلف: عبدالله بن عدی جرجانی (متوفی ۱۳۱۵ھ)، من اشاعت: پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء، دوسرا  
ایڈیشن ۱۹۸۸ء، ناشر: دار الفکر، بیروت

#### ٦٥٠. الكامل فی اللغو والادب

- مؤلف: ابوالعباس محمد بن يزيد معروف به بردخوي (متوفى ١٢٨٥هـ)، تحقيق: تخاريده بیهقون او رفیع  
زرزور، سن اشاعت: ١٩٨٩هـ دوسرالیه‌یش، ناشر: دارالکتب العلمیه، بیروت
٦٥١. کتاب سلیم بن قیس بلالی (متوفی ١٣٧٦هـ)  
تحقيق: شیخ محمد باقر الانصاری، سن اشاعت: ١٤٢٥هـ پهلاً لیه‌یش، ناشر: موسسه نشر الحادی، قم
٦٥٢. الكشاف عن حقائق غواصون التنزيل  
مؤلف: جار الله محمود بن عمر زختری (متوفی ١٥٢٨هـ)، سن اشاعت: ١٣٦٢هـ مطابق ١٩٣٤ء،  
ناشر: دارالکتاب العربي، بیروت
٦٥٣. کشف الاستئار عن زواند البزدار على الكتب الستة  
مؤلف: علی بن ابی بکر یثینی (متوفی ١٣٨٠هـ)، تحقيق: حبیب الرحمن عظیمی، سن اشاعت: ١٤٣٣هـ  
مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: مؤسسه الرسالة، بیروت
٦٥٤. کشف الاشتباہ  
مؤلف: شیخ عبدالحسین رشتی (متوفی ١٣٧٢هـ)، سن اشاعت: ١٩٣٩ء، ناشر: المطبعة العسكرية  
الامبراطوریه، تهران
٦٥٥. کشف الخفا و مزيل الالباس  
مؤلف: اسماعیل بن محمد عجلونی جرجی (متوفی ١٢٦٢هـ)، سن اشاعت: ١٤٥٥هـ دوسرالیه‌یش، ناشر:  
دارالحیاء ارث العربی، بیروت
٦٥٦. کشف الظنون عن اسامی الكتب والفنون  
مؤلف: مصطفی بن عبدالله معروف به حاجی خلیفه کاتب چلسی (متوفی ١٧٥٠هـ)، ناشر: دارالحیاء  
ارث العربی، بیروت
٦٥٧. کشف الغمة فی معرفة الائمه  
مؤلف: ابوالحسن علی بن عسکر ارشلی (متوفی ١٣٩٦هـ)، سن اشاعت: ١٤٣٥هـ مطابق

١٩٨٥. دور الیہش، ناشر: دارالاضواء، بیروت

#### ٦٥٨. کشف الغمة عن جمیع الانتماء

مؤلف: عبد الوہاب شعرانی (متوفی ١٩٧٣ھ)، ناشر: دارالکتب العربیة الکبری، مصر

#### ٦٥٩. الكشف والبيان (تفسير نعلی)

مؤلف: ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری معروف به ثعلبی (متوفی ٤٢٢ھ)  
اس کا قلمی نسخہ کتب آیۃ اللہ مرعشی قم میں موجود ہے (بیروت میں اب یہ تفسیر شائع ہو چکی ہے)

#### ٦٦٠. کشف اليقین فی فضائل امیر المؤمنین

مؤلف: حسن بن یوسف بن مطہر معروف بـ علامہ حلی (متوفی ٤٢٦ھ)، تحقیق: جسین درگاهی، سن  
اشاعت: ١٤٣١ھ مطابق ١٩٩١ء

#### ٦٦١. الكشكول

مؤلف: شیخ یوسف بحرانی (متوفی ١٤١٨ھ)، سن اشاعت: ١٤٣٦ھ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر:  
موسسه الوفا و دارالتعمان بیروت، مطبع امیر قم

#### ٦٦٢. الكشكول الكامل

مؤلف: بیهاء الدین عاملی (متوفی ١٤٣٠ھ)، سن اشاعت: ١٤٣٣ھ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دار  
الزہرا، بیروت

#### ٦٦٣. کفاية الافر فى النص على الانتماء الانتماء عشر

مؤلف: ابوالقاسم علی بن محمد بن علی خرازی رازی (از بزرگان چهارم)، سن اشاعت: ١٤٣١ھ در قم

#### ٦٦٤. کفاية الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب

مؤلف: ابوعبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد قرشی شافعی (مقتول در ١٤٥٨ھ)، تحقیق: محمد بادی ایمنی،

سن اشاعت: ١٤٣٣ھ، ناشر: دار احیاء تراث اهل البيت، تهران

#### ٦٦٥. کفاية الطالب لمناقب علی بن ابی طالب

- مؤلف: محمد جبیب شقیری (متوفی ١٩٣٢ھ)، من اشاعت: ١٣٥٥ھ مطابق (متوفی ١٩٣٦ء)، پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعة الاستقامة، قاهره
٦٦٦. **كمال الدين و تمام النعمة**  
مؤلف: يوجعفر محمد بن علي بن حسین بن بابویہ معروف به شیخ صدق (متوفی ١٣٨١ھ)، من اشاعت: ١٣٥٥ھ، ناشر: جامعہ درسین، قم
٦٦٧. **الكنى، مطبوع در آخر كتاب التاریخ الكبير**  
مؤلف: اسماعیل بن ابراهیم جعفری بخاری (متوفی ١٤٥٢ھ)، ناشر: داراللگر، بیروت
٦٦٨. **الكنی والاسماء**  
مؤلف: ابو شریح محمد بن حماد دولابی (متوفی ١٤٣٣ھ)، ناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت
٦٦٩. **الكنی والالقاب**  
مؤلف: شیخ عباس قمی (متوفی ١٤٣٥ھ)، من اشاعت: ١٤٣٩ھ پانچواں ایڈیشن، ناشر: مطبعة حیدری و مکتبۃ الصدر، تهران
٦٧٠. **کنز العمال**  
مؤلف: علاء الدین علی الحنفی بن حام الدین ہندی (متوفی ١٤٩٥ھ)، من اشاعت: ١٤٣٩ھ، ناشر: موسسه الرسالۃ، بیروت
٦٧١. **کنز الفوائد**  
مؤلف: ابو الفتح شیخ محمد بن عثمان کراجی طرابلسی (متوفی ١٤٣٩ھ)، تحقیق: عبد اللہ نعمة، من اشاعت: ١٤٣٥ھ، ناشر: دارالااضواء، بیروت
٦٧٢. **الکنز المدفوون و الفلك المنسحون (الکشكول)**  
مؤلف: جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ١٤٩١ھ)، من اشاعت: ١٤٣٢ھ، ناشر: موسسه انعامان، بیروت

## ٦٧٣ - كنز المطالب

مؤلف: حسن العدوى الحمر اوى، من اشاعت: ١٢٨٠هـ، دار فارس، مغرب

## ٦٧٤ - كنز الحقائق في حديث خير الخلاائق

مؤلف: عبد الرؤوف مناوي (متوفى ١٤٣١هـ)، ناشر: مصطفى البالى، الحلى مصر، پوكالايديش

## ٦٧٥ - اللالى المضبوطة في الاحاديث الموضوقة

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١١٩٦هـ)، من اشاعت: ١٣٩٥هـ، دوسرايديش،  
ناشر: دار المعرفة، بيروت

## ٦٧٦ - لباب الاسباب

مؤلف: ابو الحسن علي بن ابي القاسم بن زيد يحيى معروف بابن فدق (متوفى ٩٦٥هـ)، تحقيق:  
مهدى رجائى، من اشاعت: ١٤٢١هـ، پوكالايديش، ناشر: کتب خانه آیة التدریشی

## ٦٧٧ - لباب النقول في اسباب النزول

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١١٩٦هـ)، تحقيق: احمد عبدالشالى، ناشر: دار الکتب  
العلمية، بيروت

## ٦٧٨ - لزوم ما لا يلزم (اللذ و مهات)

مؤلف: ابو العلاء المرى (متوفى ٩٢٩هـ)، من اشاعت: ١٣٠٣هـ، ناشر: دار بيروت، بيروت

## ٦٧٩ - لسان العرب

مؤلف: جمال الدين محمد بن مكرم بن منظور (متوفى ١١٤٢هـ)، تحقيق: على شيرى، من اشاعت:  
١٣٠٨هـ، پوكالايديش، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت

## ٦٨٠ - لسان الميزان

مؤلف: ابو الفضل احمد بن علي بن جعفر عقلاني (متوفى ٨٥٢هـ)، من اشاعت: ١٣٠١هـ، پوكالايديش،  
ناشر: دار الفكر، بيروت

- ٦٨١ - لطائف اخبار الاول فیین تصریف فی مصر من ارباب الدول  
مؤلف: محمد الحنفی بن ابی الحنفی بن احمد بن عبد الحنفی بن علی اسحاق (متوفی ١٠٩٢ھ)، من اشاعت: ١٣٠٣ھ، ناشر: المطبعة العارمة الشرقيه، مصر
- ٦٨٢ - لغت فامه  
مؤلف: علی اکبر دھندا (متوفی ١٣٣٢ھ، بھری شہی)، زیرنظر: داکٹر محمد محبیں، من اشاعت: ١٣٤٠ھ، ناشر: تهران یونیورسٹی بھری شہی، ناشر: تهران یونیورسٹی
- ٦٨٣ - اللمع  
مؤلف: ابونصر عبداللہ بن علی سراج طوی (متوفی ٣٧٨ھ)، تحقیق: عبدالحیم محمود اور طعبدالباقي سرور، من اشاعت: ١٣٨٠ھ مطابق ١٩٦١ء، ناشر: مطبعة السعادة، قاهرہ
- ٦٨٤ - لؤلؤة البحرين  
مؤلف: شیخ یوسف بن احمد بحرانی (متوفی ١١٨٦ھ)، تحقیق: محمد صادق بحرالعلوم، ناشر: مؤسسة آل البيت، قم
- ٦٨٥ - مائة مناقب من مذاهب امير المؤمنین علی بن ابی طالب والا  
ئمه من ولده  
مؤلف: ابوالحسن محمد بن احمد بن علی تی معروف به ابن شاذان (از بزرگان قرن چهارم)، تحقیق: نیل رضا علوان، من اشاعت: ١٣٠١ھ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: الدار الاسلامية، بیروت
- ٦٨٦ - ما هو نهج البلاغه  
مؤلف: سید محمد علی بن حسین بن حسن هبة الدین حسینی شهرستانی (متوفی ١٣٨٢ھ)، من اشاعت: ١٣٥٢ھ، ناشر: مطبعة العرفان، صیدا
- ٦٨٧ - المبسوط  
مؤلف: محمد بن احمد بن ابی هیل نرسی (متوفی ١٣٨٣ھ)، من اشاعت: ١٣٠٢ھ مطابق ١٩٨٦ء

ناشر: دار المعرفة، بیروت

#### ٦٨٨ - الميسو ط فی الفقه الا مامیہ

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن معروف بـ شیخ طوسی (متوفی ٣٢٥ھ)، تعلیق: محمد باقر بہودی، بن اشاعت: ١٣٨٤ھ، ناشر: مکتبۃ مرتضویہ، تهران

#### ٦٨٩ - مجا لس المومنین

مؤلف: قاضی فورالله شوشتری (معروف بـ شہید ثلاث، شہادت ٩١٠ھ)، بن اشاعت: ١٣٦٥ھ، ناشر: المکتبۃ الاسلامیۃ، تهران

#### ٦٩٠ - المجتنی

مؤلف: ابو یکرم محمد بن حسن بن داریلزاده (متوفی ٣٢٢ھ)، بن اشاعت: ١٣٨٢ھ مطابق ١٩٦٣م  
ناشر: دائرۃ المعارف الشیعیۃ، حیدر آباد هند

#### ٦٩١ - المجدی فی انساب الطالبین

مؤلف: ابو الحسن علی بن محمد بن علی عریۃ متوفی ٣٣٣ھ کے بعد تک زنده تھے)، تحقیق: ڈاکٹر احمد  
مہدوی دامغانی، بن اشاعت: ١٣٠٩ھ پہلائیش، ناشر: کتب خانہ آیۃ اللہ مرعشی، قم

#### ٦٩٢ - کتاب المجر و حین من المحدثین و الصنعا و المتروکین

مؤلف: محمد بن جبان بن احمد تجیی بستی (متوفی ٣٥٢ھ)، تحقیق: محمود ابراهیم زاید، ناشر: دارالباز  
مک،

#### ٦٩٣ - مجمع الا مثال

مؤلف: احمد بن محمد بن احمد میدانی (متوفی ١٥٥ھ)، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم، بن اشاعت:  
١٣٥٢ھ مطابق ١٩٨١ء، ناشر: دار الجلیل، بیروت

#### ٦٩٤ - مجمع بحار الا نوار فی غراءب التنزیل و لطائف الا خبار

مؤلف: شیخ محمد طاہر صدیقی فتحی (متوفی ٩٨١ھ)، بن اشاعت: ١٣٣١ھ، ناشر: نشیونل کشور، هند



٦٩٥ - مجمع البحرين

مؤلف: فخر الدين طرiki (متوفى ١٠٨٥هـ)، تحقيق: سيد احمد حسني، ناشر: مكتبة مرتضوية، تهران

٦٩٦ - مجمع البیان فی تفسیر القرآن

مؤلف: ابوالفضل بن حسن بن فضل طبری (متوفى ٤٣٨هـ)، من اشاعت ١٣٠٢هـ مطابق ١٩٨٢ء

پهلا یادی شن، ناشر: دارالعرفة، بيروت

٦٩٧ - مجمع الزوائد و منبع الفوائد

مؤلف: علي بن أبي بكر حستی (متوفى ٤٠٠هـ)، من اشاعت ١٣٠٨هـ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر:

دارالكتب العلمية، بيروت

٦٩٨ - مجمع الفصحاء

مؤلف: رضا قلی خان هدایت (متوفى ١٢٨٨هـ)، ناشر: مطبعه گیلان، ایران

٦٩٩ - المجموع

كتب خانه طاہرہ دمشق میں موجود چند کتابوں کا مجموعہ اب اس کتب خانہ کا نام کتب خانہ حافظ اسد

ہے

٧٠٠ - المجموع الراهن من از هار الحدائق

مؤلف: حبۃ اللہ بن ابی محمد حسن موسوی (متوفی ١٣٠٣ھ میں زندہ تھے)

٧٠١ - مجموعۃ المعانی

مؤلف: عبدالسلام ہارون، من اشاعت ١٣١٢هـ مطابق ١٩٩٢ء، ناشر: دارالجبل، بيروت

٧٠٢ - المجموعۃ النبهانیۃ فی المذایع النبویۃ

مؤلف: یوسف بن اسماعیل نجفی (متوفی ١٣٥٠هـ)، ناشر: دارالعرفة، بيروت

٧٠٣ - محاسن اصفهان

مؤلف: فضل بن سعد بن حسین ما فروعی (٩٣٥ھ میں زندہ تھے)، ناشر: مجلس ایران (پارلمان)

آف ایران) تهران

٤٧٠ . المحاسن والاصداد

مؤلف: عمرو بن جرالجاظ (متوفى ٢٥٢هـ)، تحقیق: فوزی عطوی، من اشاعت: ١٩٦٩ء، ناشر:

دار صعب، بیروت

٤٨٠ . المحاسن والمساوی

مؤلف: ابراهیم بن محمد یحیی (٣٣٢هـ سے پہلے زندہ تھے)، من اشاعت: ١٣٨٠هـ مطابق ١٩٦١ء

ناشر: دار صادر، بیروت

٤٩٠ . محاضرات الا دباء ومحاورات الشعراء والبلغاء

مؤلف: ابو القاسم حسین بن محمد معروف براغب اصفهانی (متوفی ٥٠٢هـ)

٥٠٠ . محاضرات الا واصل ومسامرة الا واخر

مؤلف: علاء الدین علی دوده بن مصطفیٰ سکواری (متوفی ١٤٠٠هـ)، من اشاعت: ١٤٣١هـ پہلا

ایڈیشن، ناشر: المطبعة العارمة الشرقيّة، مصر

٥١٠ . محاضرات تاریخ الامم الاسلامیة

مؤلف: محمد بن علی باجری معروف بـ شیخ خضری (متوفی ١٣٥١هـ)، ناشر: دار الفکر، بیروت

٥٢٠ . المحیر

مؤلف: ابو حضیر محمد بن حبیب (متوفی ٢٢٥هـ)، من اشاعت: ١٤٣٦هـ، ناشر: المکتب التجاری

بیروت، آفسٹ از مطبعہ الدارۃ، هند

٥٣٠ . محبوب القلوب

مؤلف: قطب الدین محمد بن علی بن عبد الوهاب الحکوری

اس کتاب کا عکسی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ مرعشی میں موجود ہے

٥٤٠ . المحسول فی علم الاصول

- مؤلف: فخر الدين محمد بن عمر بن حسین رازی (متوفی ٢٠٢ھ)، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
٧١٢. المحلی
- مؤلف: احمد بن سعید بن حزم (متوفی ٣٥٦ھ)، تحقیق: بجهة احیاء التراث العربي في دار الآفاق  
اجدبیه، بيروت
٧١٣. محمد رسول الله
- مؤلف: توفیق الحکیم، من اشاعت: ١٣٠٣ھ مطابق ١٩٨٣ء، دوسر الیش
٧١٤. مختار الاحادیث النبویة والحكم المحمدیة
- مؤلف: احمد بن ابراهیم مصطفی المخّانی (متوفی ١٣٢٢ھ)، ناشر: مطبعة الاستقامة قاهره، بارہوال  
ایش
٧١٥. مختصر بصائر الدرجات
- مؤلف: حسن بن سلیمان خالد حلی عاملی (متوفی ١٨٢٣ھ)، من اشاعت: ١٣٧٦ھ مطابق ١٩٥٥ء  
ناشر: المطبعة الحیدریة، نجف اشرف
٧١٦. مختصر تاریخ ابن عساکر
- مؤلف: محمد بن کرم معروف به ابن منظور (متوفی ١١٤٢ھ)، تحقیق: ریاض عبد الحمید اور روحیہ الشناس  
اور محمد مطیع، من اشاعت: ١٣٠٣ھ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: دار الفکر، بيروت
٧١٧. مختصر تذكرة الق القرطبی
- مؤلف: عبد الوهاب بن احمد بن علی شعرانی (متوفی ٣٧٩ھ)، ناشر: عبد الحمید خنفی مصر، پہلا  
ایش
٧١٨. مختصر جامع بیان العلم
- مؤلف: احمد بن عمر موصافی بیرونی (متوفی بعد از ١٣٣٩ھ)، تحقیق: حسن اسماعیل مرودہ، من  
اشاعت: ١٣١١ھ مطابق ١٩٩٢ء پہلا ایش، ناشر: دار الفکر، دمشق

٧١٩. مختصر طبقات الحنابلة

مؤلف: محمد بن عمر بغدادي معروف به ابن شطلي (متوفى ٩٢٧هـ)، نسخة اشاعت: ١٣٦٦هـ  
مطابق لـ ١٩٨٦هـ، ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت

٧٢٠. المختصر في أخبار البشر (تاريخ أبو الفداء)

مؤلف: عماد الدين اسماعيل ابوالفداء (متوفى ٣٣٧هـ)، نسخة اشاعت: ١٣٢٥هـ، ناشر: المطبعة الحسينية، مصر

٧٢١. المخصص

مؤلف: ابو الحسن علي بن اسماعيل اندربي معروف به ابن سيده (متوفى ٥٥٨هـ)، تحقيق: لجنة احياء التراث العربي، دار احياء التراث العربي، بيروت

٧٢٢. مدارج النبوة

مؤلف: عبدالحق بن سيف الدين بن سعد دلهوي (متوفى ٤٥١هـ)  
كتب خانۂ آیۃ اللہ مرعشی قم میں اس کا نسخہ موجود ہے

٧٢٣. المدخل

مؤلف: محمد بن محمد عبد معروف به ابن حاج (متوفى ٤٣٧هـ)، نسخة اشاعت: ١٣٣٦هـ مطابق لـ ١٩٢٩ء، ناشر: الازهر، مصر

٧٢٤. المدونة الكبرى

مؤلف: مالك بن انس الحنفي (متوفى ٩٣٤هـ)، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت

٧٢٥. مرآة الجنان و عبرة اليقظان

مؤلف: عبد الله بن اسعد بن علي يافعي يكنى (متوفى ٤٦٨هـ)، نسخة اشاعت: ١٣١٣هـ مطابق لـ ٩٩٣ء، ناشر: دار الكتاب الاسلامي، قاهرہ

٧٢٦. مرآة العقول في شرح اخبار الرسول

مؤلف: علام محمد باقر مجلسی (متوفی ١٤١١هـ)، کن اشاعت: ١٤٢٠هـ، ناشر: دارالكتب الاسلامية

تهران

٧٢٧- مراة المومنین فی مذاقب اهل بیت سید المومنین

مؤلف: ولی اللہ بن حبیب اللہ بن محبت اللہ کھنواری (متوفی ١٤٢٢هـ)

کتب خانہ آیۃ اللہ عرضی قم میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

#### ٧٢٨- المراجعتا

مؤلف: عبدالحسین شرف الدین (متوفی ١٤٣٠هـ)، تحقیق: حسین راضی، ناشر: دارالکتاب

الاسلامی، قاهرہ

٧٢٩- مراقب الا جماع فی العبادات والمعاملات والا عقدات

مؤلف: ابو محمد علی بن احمد بن سعد بن حزم (متوفی ١٤٣٥هـ)، ناشر: دارالکتاب العربي، بیروت

#### ٧٣٠- المراسيم فی الفقه الامامي

مؤلف: جعفر بن عبد العزیز دیلمی ملقب به سلار (متوفی ١٤٦٣هـ)، تحقیق: ڈاکٹر محمود بتانی، ناشر

: دارالزهراء، بیروت

#### ٧٣١- مراقب المفاتیح

٧٣٢- مراقب الفلاح شرح نور الا يضاح

مؤلف: حسین بن علی بن عمر بن ملای (متوفی ١٤٦٩هـ)، کن اشاعت: ١٤٣٣هـ مطابق ١٩٢٤ء

ناشر: مکتبۃ مصطفیٰ الباجی الحنفی، مصر

٧٣٣- مرقاۃ المفاتیح شرح مشککۃ المحسنا بیح

مؤلف: ملا علی قاری (متوفی ١٤١٣هـ)، تحقیق: صدقی محمد جیل عطار، کن اشاعت: ١٤٣٢هـ، ناشر

: دارالفکر، بیروت

٧٣٤- مرقاۃ الوصول لتوابیر الاصول، مطبوع برنسیل نوارد الاصول حکیم

- مؤلف: شیخ مصطفیٰ بن اسماعیل دمشقی (متوفی ١٢٩٣ھ میں زندہ تھے)، ناشر: دار صادر، بیروت
٧٣٥. المعرفات والمطریات
- مؤلف: علی بن موسیٰ بن سعید مغربی (متوفی ٦٨٥ھ)، من اشاعت: ١٩٧٣ء، ناشر: دار حمد و محب
٧٣٦. مروج الذهب
- مؤلف: علی بن الحسین بن علی مسعودی (متوفی ٣٣٦ھ)، تحقیق: عبدالامیر مہنا، من اشاعت: ١٣١٢ھ مطابق ١٩٩١ء پہلا یئش، ناشر: مؤسسه الاعلمی، بیروت
٧٣٧. الفزهری في علوم اللغة و انواعها
- مؤلف: جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ٩١١ھ)، ناشر: دار احیاء الکتب العربیة، مصر
٧٣٨. مسار الشیعة فی مختصر تواریخ الشریعة، مطبوع ضمن مصنفات شیخ مفید
- مؤلف: محمد بن نعماں معروف بـ شیخ مفید (متوفی ٣١٢ھ)، تحقیق: شیخ مهدی نجف، من اشاعت: ١٣١٤ھ پہلا یئش، ناشر: مطبعة مهر قم
٧٣٩. مسالك الافهام في شرح شرائع الاسلام
- مؤلف: زین الدین بن علی عاطی (متوفی ٩٦٦ھ)، ناشر: دارالحمد للطباعة والنشر قم
٧٤٠. مسالك الحنفی والدی المصطفی
- مؤلف: جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ٩١١ھ)، من اشاعت: ١٣٣٢ھ، دوسرا یئش، ناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية، حیدر آباد هند
٧٤١. مستدرکات علم رجال الحديث
- مؤلف: علی نمازی شاہرودی، من اشاعت: ١٣١٢ھ دور تهران
٧٤٢. المستدرک على الصحيحين
- مؤلف: محمد بن عبد اللہ معروف بـ حاکم نیشاپوری (متوفی ٩٣٦ھ)، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقدار عطا،

- ٢٤٣ . مستدرک معجم المؤلفین  
مؤلف: محمد رضا کماله، من اشاعت: ١٣٥٨ھ، ناشر: مؤسسه الرساله، بیروت
- ٢٤٤ . مستدرک الوسائل  
مؤلف: میرزا حسین نوری (متوفی ١٣٢٠ھ)، ناشر: مؤسسه اسماعیلیان، قم
- ٢٤٥ . المستر شد فی امامۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب  
مؤلف: ابو جعفر محمد بن جریر ابن رشم طبری امامی (متوفی ١٣١٠ھ)، ناشر: المطبعة الحیدریة، بجف
- اشرف
- ٢٤٦ . المستطرف فی کل فن مستظرف  
مؤلف: محمد بن احمد ابوالفتح الشیخی (متوفی ١٥٣٨ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت
- ٢٤٧ . المستقصی فی أمثال العرب  
مؤلف: جارالله محمد بن عمر ذخیری (متوفی ١٥٣٨ھ)، من اشاعت: ١٣٥٨ھ در بیروت، پهلا  
ایش
- ٢٤٨ . المسند  
مؤلف: ابو بکر عبد الله بن زیر حمیدی (متوفی ٢١٩ھ)، تحقیق: حبیب الرحمن عظی، ناشر: المکتبۃ  
السلفیۃ، مدینہ، منورہ
- ٢٤٩ . المسند  
مؤلف: الحشیم بن کلیب شاشی (متوفی ١٣٣٥ھ)، تحقیق: ڈاکٹر حفوظ الرحمن زین اللہ، من اشاعت:  
١٣١٠ھ پهلا ایش، ناشر: مکتبۃ العلوم والحكم، مدینہ منورہ
- ٢٥٠ . مسند ابی داقد طھالسی  
مؤلف: سلیمان بن راود بن جارود (متوفی ١٣٠٢ھ)، من اشاعت: ١٣٣١ھ، ناشر: دارالکتاب

اللبناني، وآفسٹ از دائرۃ المعارف الناظمية، حیدر آباد هند

٧٥١ . مسند ابی یعلی

مؤلف: احمد بن علی شیعی موصی (متوفی ۷۳۰ھ)، تحقیق: حسین سلیم اسد، کن اشاعت: ۱۴۲۲ھ  
مطابق ۱۹۹۱ء، ناشر: دار الثقافة العربية، دمشق

٧٥٢ . مسند احمد بن حنبل

مؤلف: احمد بن محمد بن حنبل (متوفی ۲۳۱ھ)، کن اشاعت: ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹۹۱ء، ناشر: دار  
احیاء التراث العربي، بیروت

٧٥٣ . مسند الامام الرضا ابی الحسن علی بن موسی (ع)

تحقیق: عزیز اللہ عطاواری خجوشانی، کن اشاعت: ۱۴۹۲ھ پہلا ایڈشن، ناشر: مکتبۃ الصدوق،  
تهران

٧٥٤ . مسند الاما م زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (ع)

کن اشاعت: ۱۹۶۶ء، ناشر: مکتبۃ الحیاة، بیروت

٧٥٥ . مسند البزار (البحر الزخار الجامع لمذاهب علماء الامصار)

مؤلف: ابوکبر احمد بن عمر والعمی البزار (متوفی ۲۹۲ھ)، تحقیق: ذاکر محفوظ الرحمن زین اللہ، ناشر:  
مکتبۃ العلوم والحكم مدینہ منورہ

٧٥٦ . مسند شمس الا خبار المنتقی من کلام النبی المختار

مؤلف: علی بن حمید قرشی (متوفی ۲۳۵ھ)، کن اشاعت: ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۷ء، ناشر:  
مؤسسة الاعلمی، بیروت

٧٥٧ . مسند فاطمه

مؤلف: جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)، تحقیق: عزیز بک، کن اشاعت: ۱۴۰۶ھ  
مطابق ۱۹۸۵ء، ناشر: المطبعة العزيرية، حیدر آباد

٧٥٨ - مشارق الانوار على صحاح الآثار

مؤلف: ابوالفضل عياض بن موسى بن عياض الحنفي (متوفى ٥٣٣هـ)

٧٥٩ - مشارق الانوار في فوائد الاعتبار

مؤلف: حسن العدواني الحزاوي (متوفى ١٢٣٢هـ)، ناشر: المطبعة الكشلية بالمرودة، تبررا

بيروت

٧٦٠ - مشا هير الشرق ، مطبوع در ضمن مؤلفات جرجي زيدان (ج ١٦)

مؤلف: جرجي زيدان (متوفى ١٣٣٢هـ) ، من اشاعت: ١٣٠٢هـ مطابق ١٩٨٢م ، ناشر:

دار الجليل، بيروت

٧٦١ - المشتبه في الرجال

مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان ذهبي (متوفى ٤٢٨هـ)، تحقيق: على محمد نجاوي، من اشاعت: ١٩٦٢م

پهلا ایندیش، ناشر: دار احياء الکتب العربية، عسکر البافی مصر

٧٦٢ - مشكاة المصا بيع

مؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب العراقي (متوفى ٥١٥هـ)، تحقيق: سعيد محمد العلام، من اشاعت: ١٣١١هـ

مطابق ١٩٩١م ، پهلا ایندیش، ناشر: دار الفكر، لبنان

٧٦٣ - مشكل الآثار

مؤلف: احمد بن محمد بن سلامة مصرى طحاوى (متوفى ٣٢٣هـ)، من اشاعت: ١٣٣٣هـ پهلا

ایندیش، ناشر: دائرة المعارف النظامية، حيدر آباد هند

٧٦٤ - مشيخة الفقيه

شرح وترجمة وتعليق: محمد جعفر شمس الدين، ناشر: دار التعارف، بيروت

٧٦٥ - مصا بيع السنة

مؤلف: حسين بن مسعود بن محمد فراء بنوي (متوفى ٥٢٦هـ)، تحقيق: داکتر يوسف عبدالرحمن عرضي

، من اشاعت: ١٢٠٠ هـ مطابق ١٩٨٤ء، ناشر: دار المعرفة، بيروت

#### ٧٦٦. المصباح

مؤلف: ابراهيم بن علي بن حسن عالي كشكحي (متوفى ١٩٥٠هـ)، ناشر: انتشارات رضي قم

#### ٧٦٧. مصباح الظلام وبهجة الاندام

مؤلف: محمد عبداللطيف جرداوي (متوفى ١٣٠٢هـ)، من اشاعت: ١٣١٢ هـ مطابق ١٩٩٢ء، پيلا

ايليش، ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت

#### ٧٦٨. مصباح المتهجد

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن معروف بشيخ طوى (متوفى ١٣٢٠هـ)، تحقيق: اسماعيل انصاری زنجانی

#### ٧٦٩. المصعد الاحدم في ختم مسند احمد

مؤلف: محمد بن محمد بن علي جزري (متوفى ١٣٨٣هـ)، من اشاعت: ١٣١٢ هـ مطابق ١٩٩٠ء، ناشر

مكتبة التوبه، المملكة العربية السعودية

#### ٧٧٠. المصنف

مؤلف: عبد الرزاق بن حام صناعي (متوفى ١٢١٢هـ)، تحقيق: شيخ حبيب الرحمن عظى، من

اشاعت: ١٣٩٥هـ، ناشر: مجلس لعلمي، هند

#### ٧٧١. المصنف في الاحاديث والآثار

مؤلف: عبدالله بن محمد بن ابي شيبة (متوفى ١٢٢٢هـ)، تحقيق: عمار احمد ندوی

یہی کتاب ١٣٠٩هـ میں سعید محمد حام کی تحقیق کے ساتھ دار الفکر بیروت سے شائع ہوئی تھی۔

#### ٧٧٢. المحنون الصغير، مطبوع برحاشیہ کتاب الانسان الكامل فی

معرفة الاخر والا وائل

مؤلف: ابو حامد محمد بن محمد غزالی (متوفى ٥٥٥هـ)، ناشر: مكتبة محمد على صبح داولاده، مصر

#### ٧٧٣. مطالب المسؤول في مناقب آل الرسول

- ٢٥٥
- مؤلف: كمال الدين محمد بن طلحه شافعی (متوفی ٦٥٣ھ)  
٤٠١٢ھ میں رضا و امتحانی معروف بے حاجی آخوند سرافراز نے اس کی کتابت کی تھی۔
٧٧٤. المطالب العالیة بزواته المسانید الثمانیة
- مؤلف: احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ٨٥٢ھ)، تحقیق: حبیب الرحمن عظیمی، بن اشاعت: ١٣٢٣ھ مطابق ١٩٩٣ء، ناشر: دار المعرفة، بیروت
٧٧٥. مطالع الانوار على طوال الا نوار (مطبوع بامتن طوال الانوار  
ریاضیاً)
- مؤلف: شمس الدین بن محمود بن عبدالرحمن اصفہانی (متوفی ٢٩٦ھ)
٧٧٦. مطالع البدور فی مذاکر السرور
- مؤلف: علاء الدین علی بن عبد اللہ بہائی (متوفی ٦٤١ھ)، بن اشاعت: ١٢٩٩ھ پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعة ادارۃ الوطن
٧٧٧. مطلع البدور و مجمع البحور
- مؤلف: احمد بن صالح زیدی سکنی (متوفی ١٠٨١ھ)، ناشر: جامعة الدول العربية، المکملة العربية  
للتربية والثقافة والعلوم
٧٧٨. مطلع الشمس
- مؤلف: محسن خان ضیع الدولة اعتماد السلطنة، بن اشاعت: ١٣٣١ھ تحریر شیخ در تهران، پہلا ایڈیشن
٧٧٩. المعارف
- مؤلف: ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتيبة (متوفی ٢٨٢ھ)، تحقیق: ذاکرثروت عکاش، بن اشاعت  
١٩٩٢ھ چھا ایڈیشن، ناشر: الحییۃ المصریۃ العاملۃ للكتاب
٧٨٠. معالم العلماء فی فهرست کتب الشیعۃ و اسماء المصنفین

مؤلف: محمد بن علي بن شهرآشوب (متوفى ٥٨٨هـ)، من اشاعت: ١٣٨٠هـ مطابق ١٩٦٤ء،  
ناشر: المطبعة الخيدرية، نجف اشرف

#### ٧٨١ . معانى القرآن

مؤلف: ابو ذكرياسیجی بن زیاد فرام (متوفى ٢٠٢هـ)، تحقیق: احمد یوسف نجاتی اور محمد علی نجار،  
ناشر: مکتبۃ ناصر خرو تهران، پہلا ایڈیشن

#### ٧٨٢ . معاہد التصیص علی شواهد التلخیص

مؤلف: عبدالرحیم بن احمد عباسی (متوفی ٩٢٣هـ)، تحقیق: محمد عسی الدین عبد الحمید، من اشاعت:  
١٣٦٢هـ مطابق ١٩٤٣ء، ناشر: عالم الکتب، بیروت

#### ٧٨٣ . المعتصر من المختصر من مشکل الآثار

مؤلف: ابوالمحاسن یوسف بن موسی خلقی (متوفی ٢٢٢هـ)، من اشاعت: ١٣٣١هـ، ناشر: عالم  
الكتب بیروت، آفسٹ از دارثرة المعارف العثمانیة حیدر آباد هند

#### ٧٨٤ . المعجم

مؤلف: احمد بن محمد بن زیاد، ابو سعید ابن الاعرابی (متوفی ٣٣٢هـ)، تحقیق: ڈاکٹر احمد بن میرین  
سیاولدیوشی، من اشاعت: ١٣٢٣هـ مطابق ١٩٩٢ء پہلا ایڈیشن، ناشر: مکتبۃ الکوثر، ریاض

#### ٧٨٥ . معجم الادباء

مؤلف: یاقوت بن عبد اللہ الجموی (متوفی ٤٢٦هـ)، من اشاعت: ١٣٠٠هـ مطابق ١٩٨٠ء،  
ناشر: دار الفکر، بیروت

#### ٧٨٦ . معجم الاطباء

مؤلف: ڈاکٹر احمد عسیٰ بک (متوفی ١٩٣١ء)، من اشاعت: ١٣١٣هـ مطابق ١٩٩٣ء، ناشر:  
مطبع فتح اللہ الیاس، مصر

#### ٧٨٧ . المعجم الاوسيط

- مؤلف: ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني (متوفى ٣٦٠هـ)، تحقيق: داكار محمود طحان، من اشاعت: ١٤٢٥هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: مكتبة المعارف، رياض
- ٧٨٨ - معجم البلدان
- مؤلف: ياقوت الحموي (متوفى ٢٢٣هـ)، من اشاعت: ١٤٩٣هـ مطابق ١٩٧٤ء، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت
- ٧٨٩ - معجم رجال الحديث
- مؤلف: ابوالقاسم الموسوي الحموي (متوفى ٣١٣هـ)، من اشاعت: ١٤٣٥هـ مطابق ١٩٨٣ء، دار  
بيروت، تيسرايليش
- ٧٩٠ - معجم الشعراء
- مؤلف: ابو عبد الله محمد بن عمران مرزباي (متوفى ٣٨٣هـ)، تحقيق: عبدالستار احمد فراج، ناشر:  
مكتبة النورى، دمشق
- ٧٩١ - معجم الشيوخ
- مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان ذهبى (متوفى ٣٧٨هـ)، تحقيق: محمد حبيب حلية، من اشاعت:  
١٤٣٠هـ مطابق ١٩٨٨ء، پهلايليشن، ناشر: مكتبة الصديق، طائف
- ٧٩٢ - المعجم الصغير
- مؤلف: ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني (متوفى ٣٦٠هـ)، من اشاعت: ١٤٣٠هـ مطابق ١٩٨٧ء  
دوسراليليشن، ناشر: دار الفكر، بيروت
- ٧٩٣ - المعجم (في اصحاب القاضي ابى على الصدفى)
- مؤلف: محمد بن عبد الله بن ابى بكر قناعى معروف به ابن البار (متوفى ٢٥٨هـ)، من اشاعت:  
١٤٣٨هـ مطابق ١٩٦٢ء، ناشر: دار الكتاب العربي، قاهره
- ٧٩٤ - المعجم الكبير

- مؤلف: ابو القاسم سليمان بن احمد طبراني (متوفى ٢٦٠ھ)، تحقيق: محمد عبد الجبار سلفي ، بن اشاعت: ١٤٠٢ھ مطابق ١٩٨٢ء، ناشر: دار احياء التراث العربي، بيروت
٧٩٥. المعجم المختص بالصحابيين
- مؤلف: محمد بن احمد عثمان ذهبي (متوفى ٢٣٨٧ھ)، تحقيق: داكن محمد جبیب حیله، بن اشاعت: ١٤٠٨ھ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: مكتبة الصديق، طائف
٧٩٦. معجم المطبوعات العربية والمعربة
- مؤلف: يوسف اليان سركيس (متوفى ١٣٥١ھ)، بن اشاعت: ١٤١٥ھ مطابق ١٩٥١ء، ناشر: كتب خانة آية اللهم عرش قم (آفث)
٧٩٧. معجم المؤلفين
- مؤلف: عمر رضا كحالة ، بن اشاعت: ١٤١٣ھ مطابق ١٩٥٤ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
٧٩٨. المعجم الموحد
- مؤلف: محمود رياض نجفي ، بن اشاعت: ١٤١٣ھ مطابق ١٩٥٣ء، ناشر: مجمع الفقرا الاسلامي قم
٧٩٩. معرفة الرجال
- مؤلف: ابو زكريا يحيى بن معين (متوفى ٢٢٣٢ھ)، بن اشاعت: ١٤٩٥ھ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: مجمع اللغة العربية، دمشق
٨٠٠. معرفة الصحابة
- مؤلف: ابو نعيم احمد بن عبد الله الص晦اني (متوفى ٢٣٣٢ھ)، تحقيق: داكن محمد راضي بن حاج عثمان ، بن اشاعت: ١٤٠٨ھ مطابق ١٩٨٨ء، ناشر: مكتبة الدار، مدينة منوره
٨٠١. معرفة القراء الكبار على الطبقات والاعصار
- مؤلف: محمد بن احمد ذهبي (متوفى ٢٣٨٧ھ)، تحقيق: بشار عواد وشیعیب ارتاؤط، بن اشاعت: ١٤٠٣ھ مطابق ١٩٨٣ء، ناشر: مؤسسة الرسال، بيروت

٨٠٢ . معين الحكم فيما يتردد بين الخصمين من الاحكام

مؤلف: علاء الدين ابو الحسن علي بن خليل طرابلسى حنفى (متوفى ١٤٣٣هـ)

٨٠٣ . المغازى

مؤلف: محمد بن عمر بن واقد واقدى (متوفى ١٤٢٠هـ)، تحقیق: ذاکر مارسل جونس، ناشر: مؤسسة الالی، بیروت

٨٠٤ . المغنی

مؤلف: ابو محمد عبدالله بن احمد بن محمد بن قدامة (متوفى ١٤٢٥هـ)، ناشر: اشاعت: ١٣٣٧هـ  
دوسراً ایڈیشن، ناشر: دارالكتاب العربي، بیروت

٨٠٥ . المغنی في ابواب التوحيد والعدل

مؤلف: ابو الحسن عبد الجبار بن احمد بن عبد الجبار اسد آبادی (متوفى ١٤٢٥هـ)، تحقیق: ذاکر عبد الحکیم محمود، ناشر: الدارالامصریة للتألیف والترجمة

٨٠٦ . مغنی المحتاج الى معرفة الفاظ المنهاج

مؤلف: شیخ محمد بن احمد شربینی (متوفی ١٤٢٩هـ)، ناشر: اشاعت: ١٤٣٧هـ مطابق ١٩٥٨ء، ناشر: دار احیاء ارث العربی، بیروت

٨٠٧ . مفاتیح الا عجاز

مؤلف: میرزا محمد بن سعیدی نور جنگی (متوفی ١٤٩٣هـ)، ناشر: اشاعت: ١٤١٢هـ، ناشر: مکتبہ حیدری، حیدر آباد، هند

٨٠٨ . مفتاح السعادة و مصباح السيادة

مؤلف: احمد بن مصطفی معرف بـ طاش کبری ازاده (متوفی ١٤٩٦هـ)، ناشر: دارالكتاب العلمی، بیروت

٨٠٩ . مفتاح النجاح في مناقب آل العبا

مؤلف: محمد بن رشيم خان بدخشی (متوفی ٩٢٢ھ)

١٢٨٢ھ کا قلمی نسخہ کتب آیۃ اللہ عرضی قم میں موجود ہے۔

#### ٨١٠. المفردات فی غریب القرآن

مؤلف: حسین بن محمد بن منظور معروف بدراغب اصفهانی (متوفی ٩٥٢ھ)، بن اشاعت: ١٣٠١ھ  
دوسرا یہ شیش، ناشر: مکتب نشر الکتاب، ایران

#### ٨١١. مقائل الطالبین

مؤلف: ابو الفرج علی بن الحسین بن محمد اصفهانی (متوفی ٦٥٣ھ)، تحقیق: احمد صقر، بن اشاعت:  
١٣٥٨ھ مطابق ١٩٨٢ء دوسرا یہ شیش، ناشر: مؤسسة الاعلی، بیروت

#### ٨١٢. المقاصد الحسنة

مؤلف: محمد بن الرحمن شمس الدین سقاوی (متوفی ٩٠٢ھ)، تحقیق: محمد عثمان الخط، بن اشاعت:  
١٣١٣ھ مطابق ١٩٩٣ء دوسرا یہ شیش، ناشر: دارالكتب العربي، بیروت

#### ٨١٣. المقاصد المسند سیہ فی النسبۃ المصطفیۃ

مؤلف: جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ٩١١ھ)، بن اشاعت: ١٣٣٢ھ دوسرا یہ شیش،  
ناشر: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد صندر

#### ٨١٤. مقتضف الاثر فی النص علی الائمه الائٹی عشر

مؤلف: احمد بن عبد اللہ بن عیاش جوہری (متوفی ١٠٣٢ھ)، ناشر: مکتبۃ الطہائی طبائی، قم

#### ٨١٥. مقتل الحسين

مؤلف: سوقی بن احمد کی اخطب خوارزم (متوفی ٩٦٨ھ)، تعلیق: محمد ساوی، بن اشاعت:  
١٣١٣ھ، ناشر: مکتبۃ المفید قم، آفسٹ ازطبع نجف

#### ٨١٦. مقدمات ابن رشد، مطبوع در حصن کتاب المدونة الکبری

لمالك ابن انس

مؤلف: محمد بن احمد ابن رشد (متوفى ٥٢٠ هـ)، من اشاعت: ١٣١٢ هـ مطابق ١٩٩١ء، ناشر:

دار الفکر، بيروت

#### ٨١٧- مقدمة في اصول التفسير

مؤلف: احمد بن عبدالظيم بن تيمية (متوفى ٢٤٢ هـ)، ناشر: دار مكتبة الحياة، بيروت

#### ٨١٨- المقنع في الامامة

مؤلف: عبد الله بن عبد الله الس آبادى (متوفى بعد اذ وفات سيد المرتضى متوفى ١٣٣٦ هـ)، تحقيق:

شاكربيغ، من اشاعت: ١٣١٣ هـ پهلا ایڈیشن، ناشر: جامعه مدرسین، قم

#### ٨١٩- المقنع والهداية

مؤلف: محمد بن علي بن حسن بن بايوي معروف بشيخ صدوق (متوفى ٤٨٣ هـ)، من اشاعت:

١٣١٣ هـ مطابق ١٩٩٣ء پهلا ایڈیشن، ناشر: دار الحجۃ، بيروت

#### ٨٢٠- المقنعة، مطبوع در حنمن مؤلفات شیخ مفید

مؤلف: محمد بن محمد نعیان معروف بشیخ مفید (متوفى ٣١٣ هـ)، من اشاعت: ١٣١٤ هـ، ناشر:

جامعه مدرسین، قم

#### ٨٢١- الملاح و الفتن

مؤلف: علي بن موسى بن جعفر بن طاؤس (متوفى ٢٦٣ هـ)، من اشاعت: ١٣١٤ هـ، ناشر:

المطبعة الخيرية، نجف اشرف

#### ٨٢٢- الملل والنحل

مؤلف: ابوالفتح محمد بن عبد الکریم شهرستانی (متوفى ٥٣٥ هـ)، من اشاعت: ١٩٨١ء پهلا ایڈیشن،

ناشر: مؤسسه ناصر للثقافة، بيروت

#### ٨٢٣- من لا يحضره الفقيه

مؤلف: ابو جعفر محمد بن علي بن بايوي معروف بشیخ صدوق (متوفى ٤٨١ هـ)، من اشاعت: ١٣٠٣هـ

دوسراييشن، ناشر: جامعه درسيں، قم

٨٤ - مذاقب المهاضر للمعاصر الحاضر

مؤلف: المحمد الفرنسي دمشق در اخبار الدراسات الشرقية مجلد ١٦، سن اشاعت ١٩٦١ء

٨٥ - مذاقب خوارزمی

مؤلف: موفق بن احمد بن محمد خوارزمی (متوفی ٥٦٨ھ)، تحقیق: مالک محمودی، سن اشاعت ١٣١١ھ  
دوسرایيشن، ناشر: جامعه درسيں، قم

٨٦ - مذاقب آل ابیطالب

مؤلف: ابو جعفر محمد بن علی بن شهر آشوب سروی (متوفی ٥٨٨ھ)، تحقیق: یوسف بقائی، سن  
اشاعت ١٣١٢ھ مطابق ١٩٩١ء دوسراييشن، ناشر: دارالا ضوابط، بیروت

٨٧ - مذاقب ابی حنیفہ، مطبوع در ذیل کتاب مذاقب ابی حنیفہ کر

دری

مؤلف: موفق بن احمد کل خوارزمی (متوفی ٥٦٨ھ)، سن اشاعت ١٣٢١ھ پہلاييشن

٨٨ - مذاقب ابی حنیفہ

مؤلف: محمد بن محمد شہاب کر دری (متوفی ٤٢٠ھ)، سن اشاعت ١٣٢١ھ پہلاييشن، ناشر  
مجلس وزارت المعارف النظامیہ، حیدر آباد هند

٨٩ - مذاقب احمد بن حنبل

مؤلف: ابو الفرج عبد الرحمن ابن جوزی (متوفی ٤٩٥ھ)، تحقیق: عبد اللہ بن عبد الحسن ترکی،  
سن اشاعت ١٣٠٩ھ مطابق ١٩٨٨ء دوسراييشن، ناشر: دار مجرابجیز، مصر

٩٠ - مذاقب امیر المؤمنین

مؤلف: احمد بن حنبل (متوفی ٤٢١ھ)، تحقیق: سید عبدالعزیز طباطبائی

٩١ - المذاقب الثلاثة لللاما م على و نجلیه الحسن و الحسین

سن اشاعت: ١٣٥٢هـ، ناشر: المطبعة اليوسفية، مصر

٨٣٢ . مذاقب الشافعى

مؤلف: احمد بن حسین بن هبیت (متوفى ٢٥٨هـ)، تحقیق: احمد صقر، ناشر: مکتبة دار التراث، قاهره

٨٣٣ . مذاقب الشافعیہ

مؤلف: حسین بن سعوی بغوی (متوفى ١٥٦هـ)، تحقیق: احمد صقر، ناشر: مکتبة دار التراث، قاهره

٨٣٤ . مذاقب علی بن ابی طالب

مؤلف: علی بن محمد بن محمد معروف به ابن مغازلی (متوفى ٣٨٣هـ)، سن اشاعت: ١٣٩٣هـ، ناشر

: المکتبة الاسلامیة، تهران

٨٣٥ . المنتخب

مؤلف: فخر الدین بن محمد علی بن احمد طریحی (متوفی ٥٠٨هـ)، ناشر: مکتبه ارمومیہ، قم

٨٣٦ . منتخب کنز العمال فی سذن الاقوال والاعوال

مؤلف: حسام الدین بن علی ابن الملك (متوفی ٥٤٩هـ)، سن اشاعت: ١٣١٥هـ مطابق ١٩٩٠

پہلا ایڈیشن، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت

٨٣٧ . منتخب المختار (تاریخ علماء، بغداد)

مؤلف: محمد بن رافع هجرس السلامی (متوفی ٣٧٤هـ)، تحقیق: عباس عزازوی، سن اشاعت: ١٣٥١هـ

مطابق ١٩٣٢ء، ناشر: مطبعة الاحمال، بغداد

٨٣٨ . المنتظم فی تاریخ الملوك والا مم

مؤلف: عبد الرحمن بن علی معروف به ابن جوزی (متوفی ٤٩٥هـ)، تحقیق: محمد عبدالقدار عطا اور

مصطفی عبدالقدار عطا، سن اشاعت: ١٣١٢هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت

٨٣٩ . منتهی الكلام

مؤلف: حیدر علی بن محمد فیض آبادی (متوفی ١٢٥٠هـ)، سن اشاعت: ١٢٨٢هـ، ناشر: مطبعة غلام

٨٤٠. منتهی المدارک (شرح ذاتیہ ابن القارض)  
مؤلف: سعید الدین فرغانی (متوفی ۱۹۹ھ)، نسخہ اشاعت: ۱۲۹۳ھ، ناشر: مطبعة الصنائع، استنبول
٨٤١. منتهی المقال (فهرست شیعیخ ابو علی)  
مؤلف: ابو علی محمد بن اسماعیل حارثی (متوفی ۱۲۱۵ھ، ۱۲۱۶ھ)
٨٤٢. منع المنة فی التمسک باشریعة والسنۃ  
مؤلف: عبد الوهاب بن احمد بن علی شعرانی (متوفی ۱۷۹ھ)، ناشر: المکتبۃ الحمدیۃ، مصر
٨٤٣. من درحمن فی شرح المنظومة  
مؤلف: شیخ محمد بهاء الدین حارثی (متوفی ۱۰۳۰ھ)، نسخہ اشاعت: ۱۳۲۳ھ، ناشر: المطبعة الحیدریۃ، بجف اشرف
٨٤٤. المنهاج، مطبوع باکتاب مفہومي المحتاج شریعتی  
مؤلف: ابو ذکر یاسکی بن اشرف الدین بن مری نووی (متوفی ۱۷۲ھ)، نسخہ اشاعت: ۱۳۷۷ھ، مطابق ۱۹۵۸ء، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت
٨٤٥. منهاج البراعة فی شرح ذهیج البلاعه  
مؤلف: میرزا حبیب اللہ بن محمد باسم موسی خوئی (متوفی ۱۳۲۲ھ)، نسخہ اشاعت: ۱۴۰۰ھ، ناشر: المکتبۃ الاسلامیۃ، تہران
٨٤٦. منهاج السنۃ النبویة  
مؤلف: احمد بن عبد الجلیم بن تیمیۃ (متوفی ۱۷۸ھ)، نسخہ اشاعت: ۱۳۲۲ھ، ناشر: دارالكتب العلمیۃ، بیروت، آفسٹ ازمطبعة الکبری الامیریۃ، مصر
٨٤٧. منهاج الشريعة فی الرد علی ابن تیمیۃ

مؤلف: سید محمد مهدی ابن سید صالح کاظمی قزوینی (متوفی ١٣٥٨ھ)، نشر اشاعت: ١٣٧٦ھ،  
ناشر: المطبعة العلوية، بحف اشرف

#### ٨٤٨- المنهاج فی شعب الایمان

مؤلف: ابو عبد الله حسین بن حسن حلی (متوفی ١٣٠٣ھ)، تحقیق: علی محفوظه، نشر اشاعت: ١٣٩٩ھ،  
پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الفکر، بیروت

#### ٨٤٩- منهج المقال فی تحقیق احوال الرجال (چاپ سنگی)

مؤلف: میرزا محمد استر آبادی (متوفی ١٤٠٢ھ)

#### ٨٥٠- المهدب فی الفقه

مؤلف: ابراہیم بن علی یوسف فیروزآبادی شیرازی (متوفی ١٤٢٢ھ)، ناشر: مطبعة عیسیی البانی  
الخلی، مصر

#### ٨٥١- للمنهل ایصافی والمستو فی بعده لوا فی

مؤلف: یوسف بن تخری برودی الاتا کی جمال الدین ابی الحسان (متوفی ١٤٨٥ھ)، تحقیق: محمد محمد  
امین، نشر اشاعت: ١٩٨٣ء، ناشر: الحیة المصرية للکتاب

#### ٨٥٢- المؤطف والمختلف

مؤلف: ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی (متوفی ١٣٨٥ھ)، نشر اشاعت: ١٣٠٢ھ مطابق ١٩٨٢ء،  
پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الغرب الاسلامی

#### ٨٥٣- موارد الظمامان الی زوائد ابن حبان

مؤلف: نور الدین علی بن ابی بکر عیشی (متوفی ١٤٨٠ھ)، تحقیق: محمد عبد الرزاق حمزه، ناشر:  
دار الکتب العلمیة، بیروت

#### ٨٥٤- الموافقات فی اصول الشریعه

مؤلف: ابراہیم بن موسی اللخی الشاطبی (متوفی ١٤٥٠ھ)، شارح: شیخ عبد اللہ دراز، ناشر:

دار المعرفة، بیروت

٨٥٥ - المواقف فی علم الكلام

مؤلف: عبدالرحمن بن احمد بن عبد الغفار اسجی (متوفی ۱۵۶ھ)، ناشر: عالم الکتب، بیروت

٨٥٦ - الموهاب اللدنیہ

مؤلف: احمد بن محمد قطلانی (متوفی ۹۲۳ھ)، تحقیق: صالح احمد شاہی، سن اشاعت: ۱۴۱۲ھ  
مطابق ۱۹۹۱ء، ناشر: المکتب الاسلامی، بیروت

٨٥٧ - مواهب الواہب

مؤلف: جعفر بن محمد بن نقدی (متوفی ۹۳۳ھ)، تحقیق: داکٹر محمد ہادی امینی، سن اشاعت: ۱۴۱۳ھ  
مطابق ۱۹۹۳ء، ناشر: شرکتہ لکھنی، بیروت

٨٥٨ - الموهودۃ فی القریبی

مؤلف: علی بن شہاب الدین حمدانی (متوفی ۸۸۴ھ)، سن اشاعت: ۱۹۹۰ء، ناشر: مجلہ  
الموسم شمارہ (۸) ارنسٹوں کلکٹر ہند

٨٥٩ - موضع اوہام الجمع و التفرق

مؤلف: احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (متوفی ۲۶۲ھ)، سن اشاعت: ۱۴۱۳ھ مطابق  
۱۹۵۹ء، سن اشاعت: ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۶ء، ناشر: دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ہند، دار الفکر بیروت

٨٦٠ - الموضوعات

مؤلف: ابو الفرج عبدالرحمن بن علی معروف بابن جوزی (متوفی ۷۹۵ھ)، تحقیق: عبدالرحمن  
محمد عثمان، سن اشاعت: ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۹۰۶ء، ناشر: المکتبۃ السلفیۃ، مدینہ، منورہ

٨٦١ - الموضوعات الكبرى

مؤلف: علی قاری ہروی حنفی، سن اشاعت: ۱۳۲۶ھ، ناشر: مطبعة مجتبائی، حملہ ہند

٨٦٢ - الموطا

مؤلف: مالك بن أنس (متوفى 95 هـ)، تحقيق: محمد فواد عبد البال尼، من اشاعت: ١٣٠٦هـ مطابق ١٩٨٥ء، ناشر: دار إحياء التراث العربي

#### ٨٦٣- ميزان الاعدال في نقد الرجال

مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان ذيبي (متوفى ٢٨٧هـ)، تحقيق: محمد بجاوى، ناشر: دار الفكر، بيروت

#### ٨٦٤- الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم

مؤلف: محمد بن اسمايل صفار معروف بـ أبي جعفر نحاس (متوفى ٤٣٣هـ)، من اشاعت: ١٣٠٩هـ

مطابق ١٩٨٩ء پہلائیش، ناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت

#### ٨٦٥- فامہ دا نشور ان فا صرى

مؤلف: گروہ علماء، ناشر: مؤسسة مطبوعات دار الفکر، قم

#### ٨٦٦- نثر الدرر

مؤلف: مصوّر بن حسین آبی (متوفى ٣٢٢هـ)

اس کا عکسی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ مرعشی میں موجود ہے۔

#### ٨٦٧- النجوم الظاهرة في ملوك مصر والقاهرة

مؤلف: يوسف بن تغزی بردوی اتابکی (متوفى ٢٧٨هـ)، ناشر: دار الكتب، مصر

#### ٨٦٨- النزاع والخاصم فيما بين بدئية و بدئي هاشم

مؤلف: تقى الدين مقرئی (متوفى ٦٧٥هـ)، تحقيق: داکٹر حسین موسى، ناشر: انتشارات رضی

تم

#### ٨٦٩- نزل البار

مؤلف: محمد بن معتمد خان بدشانی (متوفى ١٢٢هـ)، تحقيق: محمد باودی المکنی، من اشاعت: ١٣١٣هـ

مطابق ١٩٩٣ء، ناشر: شرکة لكتقی، بيروت

#### ٨٧٠- نزهة الأرواح

مؤلف: احمد بن علي تلمذاني (متوفى ١٣٠٤هـ)، تحقيق: يوسف بقاعي، ناشر: دار الفكر، بيروت

٨٨٧. نفع القوت المفتدى على صحيح الترمذى

مؤلف: علي بن سليمان بجموعي المغربي المالكي (متوفى ١٣٠٤هـ)، من اشاعت: ١٢٩٨هـ، ناشر

المطبعة الوبية

٨٨٨. نفحات الازهار في خلاصة عبقات الانوار مير حامد حسين

هندي

تحقيق: سيد علي ميلاني، من اشاعت: ١٣١٣هـ پہلائیشن، ناشر: مطبع مهر قم

٨٨٩. النكت العصرية في اخبار الوزارة المصرية

مؤلف: عمارة بن علي الحكيم البصري (متوفى ١٣٦٥هـ)، ناشر: مكتبة المشيشي، بغداد

٨٩٠. نكت الهميان في نكت العميان

مؤلف: خليل بن ابيك صندي (متوفى ١٣٤٢هـ)، من اشاعت: ١٣٢٩هـ مطابق لـ ١٩١٤ء، ناشر

المطبعة الجمالية، مصر

٨٩١. نهاية الارب في فنون الادب

مؤلف: احمد بن عبد الوهاب نويري (متوفى ١٣٣٧هـ)، ناشر: المؤسسة المصرية العامة، وزارة

الثقافة والارشاد القوى، مصر

٨٩٢. نهاية الاقدام في علم الكلام

مؤلف: محمد بن عبد الكريم شهرستانی (متوفى ١٣٥٨هـ)، ناشر: دار الكتاب، بيروت

٨٩٣. النهاية في غريب الحديث

مؤلف: مبارك بن محمد جزری معروف به ابن اثیر (متوفى ١٣١٠هـ)، من اشاعت: ١٩٥٦ء چوچغا

ایڈیشن در قاهره

٨٩٤. النهاية ونكتتها

مؤلف: ابو حضير محمد بن حسن بن علي معروف برشح طوسی (متوفی ٣٦٠ھ)، ناشر: جامع مدرسین، قم

٨٩٥- فتح البلاغة

تحقيق وتعليق: داکٹر گنجی صالح، بن اشاعت: ١٣٨٢ھ در بیروت

٨٩٦- فتح الحق وكشف الصدق

مؤلف: حسن بن يوسف بن مطهر معروف بعلامہ علی (متوفی ٤٢١ھ)، بن اشاعت: ١٣٥٠ھ

ناشر: مؤسسه دارالعلم البحیرۃ

٨٩٧- نوادر الا صول

مؤلف: محمد بن علي بن حسن حکیم ترمذی (متوفی بعد از ٣١٨ھ)، بن اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق

١٩٩٢ء، ناشر: دارالكتب العلمية، بیروت

٨٩٨- النواقض للرواوض

مؤلف: محمد بن عبد الرسول بربجی (متوفی ١٠٣٠ھ)

اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ عرضی میں موجود ہے

٨٩٩- نور الابصار

مؤلف: شیخ موسی بن حسن بن موسی شبلنجی (متوفی بعد از ١٣٥١ھ)، بن اشاعت: ١٣٥٩ھ

مطابق ١٩٨٩ء، ناشر: دارالمحلی، بیروت

٩٠٠- النور الساری

مؤلف: حسن عدوی حمزاوی (متوفی ١٣٥٣ھ)، بن اشاعت: ١٢٦٤ھ در مصر

٩٠١- النور السار عن اخبا القرن العاشر

مؤلف عبد القادر بن شیخ بن عبد اللہ العیدروس (متوفی ١٥٣٨ھ)، بن اشاعت: ١٣٥٥ھ

مطابق ١٩٨٥ء پہلا ایڈیشن، ناشر: دارالكتب العلمية، بیروت

٩٠٢- نور الكريمتين

مؤلف: مالك بن أنس (متوفي ٩٣٤هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، من إشاعت: ١٣٠٦هـ مطابق ١٩٨٥هـ، ناشر: دار أحياء التراث العربي

٨٦٣- ميزان الاعتدال في نقد الرجال

مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان ذهبي (متوفي ٢٨٣٤هـ)، تحقيق: محمد بجاوى، ناشر: دار الفکر، بيروت

٨٦٤- الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم

مؤلف: محمد بن اساعيل صفار معروف بابي جعفر محاس (متوفي ٣٢٨هـ)، من إشاعت: ١٣٠٩هـ

مطابق ١٩٨٩هـ پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت

٨٦٥- ثامنہ دا نشور ان ناصری

مؤلف: گروہ علماء، ناشر: مؤسسة مطبوعات دار الفکر، قم

٨٦٦- نظر الدرر

مؤلف: منصور بن حسين آبی (متوفي ٣٢٢هـ)

اس کا عکسی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ عرضی میں موجود ہے۔

٨٦٧- النجوم الظاهرة في ملوك مصر والقاهرة

مؤلف: يوسف بن تغري بردي ابا الحکیم (متوفي ٨٢٣هـ)، ناشر: دار الكتب، مصر

٨٦٨- النزاع والخلاف فيما بين بنى امية و بنى هاشم

مؤلف: تقى الدین مقریزی (متوفي ٨٢٥هـ)، تحقيق: ذاکر حسین بوسن، ناشر: انتشارات رضی

قم

٨٦٩- نزل الا برار

مؤلف: محمد بن معتمد خان بدخشانی (متوفي ١١٢٦هـ)، تحقيق: محمد باودی امینی، من إشاعت: ١٣١٣هـ

مطابق ١٩٩٣هـ، ناشر: شرکت کتبی لئنی، بيروت

٨٧٠- نزهة الا رواح

مؤلف: امیر حسینی غوری هروی (متوفی ١٤١٨ھ)، ناشر: انتشارات زوار، کامل

٨٧١. نزهۃ الالباء فی طبقات الادباء

مؤلف: عبدالرحمن بن محمد انباری (متوفی ١٤٢٥ھ)، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراهیم، ناشر: دار

نحوۃ مصر، قاهرہ

٨٧٢. نزهۃ الجلیس و منسیة الادیب الانیس

مؤلف: عباس بن علی بن نور الدین حسینی (از بزرگان قرن ١٢)، ناشر: اشاعت: ١٣٢٨ھ، ناشر

:المطبعة الحیدریة، نجف اشرف

٨٧٣. نزهۃ الخواطرو بهجة المسامع و النوااظر

مؤلف: عبدالحکیم فخر الدین حسینی کسنؤ (متوفی ١٣٢٣ھ)، ناشر: اشاعت: ١٣٨٢ھ مطابق ١٩٦٣ء

دوسرالیشیش در حیدرآباد هند

٨٧٤. نزهۃ المجالس و منتخب النفائس

مؤلف: عبدالرحمن صفوری (متوفی ١٤٩٣ھ)، ناشر: دارالایمان، دمشق

٨٧٥. نزهۃ المحبین فی فضائل امیر المؤمنین

مؤلف: شیخ جعفر بن محمد نقدي (متوفی ١٤٣٦ھ)، ناشر: اشاعت: ١٤٠٢ھ مطابق ١٩٥٣ء، ناشر

:المطبعة العلمية، نجف اشرف

٨٧٦. نسمة السحر فی من تشیع و شعر

مؤلف: یوسف بن سعیدی بیانی ضعائی (متوفی ١٤٢١ھ)

اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آیت اللہ عزیزی میں موجود ہے

٨٧٧. نسیم الرياض فی شرح الشفا للقا ضی عیاض

مؤلف: احمد بن محمد شہاب الدین خاجی (متوفی ١٤٠٩ھ)، ناشر: دارالفکر، بیروت

٨٧٨. نشر العلمین فی احیا ، الابوین

مؤلف: جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (متوفى ١١٩٦هـ)، نشر: دار إحياء المدارس العلوية، بيروت، تأليف: محسن بن علي تنوني (متوفى ٢٨٣٢هـ)، تحقيق: عبود شاهين

٨٧٩. نشوء المحاضرة و أخبار المذاكرة

مؤلف: محسن بن علي تنوني (متوفى ٢٨٣٢هـ)، تحقيق: عبود شاهين

٨٨٠. نشوء السلافة ومحل الاضافة

مؤلف: محمد بن بشارة آل موجي الخنثاني (متوفى ١٢٥٢هـ)، نشر: مكتبة آية الله الحكيم، نجف اشرف

٨٨١. النصائح الكافية لمن يتولى معاوية

مؤلف: محمد بن عقيل بن عبد الله العلوى (متوفى ١٣٥٤هـ)، نشر: دار إحياء التراث العالى، بيروت، تأليف: محسن بن علي تنوني (متوفى ٢٨٣٢هـ)، تحقيق: عبود شاهين

٨٨٢. نصب الراية

مؤلف: عبد الله بن يوسف زيلعي (متوفى ٢٢٨٢هـ)، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

٨٨٣. الفضرة في حرب البصرة

مؤلف: محمد بن محمد بن نعيمان معروف برشح مفید (متوفى ٢٣٣٢هـ)، نشر: مكتبة الدار الورى، قم

٨٨٤. نظم الدرر في تناسب الآيات والسور (تفسير بقاعي)

مؤلف: برهان الدين أبي الحسين بن عمر البقاعي (متوفى ٥٨٨هـ)، تحقيق: عبد الرزاق غالب المحمدي، نشر: دار الكتب العلمية، بيروت، تأليف: محمد بن يوسف زيلعي (متوفى ٢٢٨٢هـ)، تحقيق: عبود شاهين

٨٨٥. نظم درر السمعطين

مؤلف: محمد بن يوسف زرندي (متوفى ٥٥٠هـ)، تحقيق: داکٹر محمد باودی ایمنی، نشر: مكتبة نينوى الحديدة، تهران

٨٨٦. فتح الطيب

مؤلف: احمد بن علي تمساني (متوفى ١٠٣١هـ)، تحقيق: يوسف بقائى، ناشر: دار الفرق، بيروت

٨٨٧. نفح القوت المفتدى على صحيح الترمذى

مؤلف: علي بن سليمان الجموعى المغربى المالكى (متوفى ١٣٠٦هـ)، من اشاعت: ١٢٩٨هـ، ناشر

:المطبعة الوصيية

٨٨٨. نفحات الازهار فى خلاصة عبقات الانوار مير حامد حسين

هندى

لتلخيص: سيد على ميلاني، من اشاعت: ١٣١٣هـ پيلا ايليش، ناشر: مطبعة مهر قم

٨٨٩. النكت العصرية فى اخبار الوزارة المصرية

مؤلف: عمارة بن علي الحكيم اليمينى (متوفى ٩٦٥هـ)، ناشر: مكتبة المنشى، بغداد

٨٩٠. نكت الهميان فى نكت العميان

مؤلف: ظليل بن ابيك صندى (متوفى ١٢٢٧هـ)، من اشاعت: ١٣٢٩هـ مطابق لـ ١٩١٤ء، ناشر

:المطبعة الجمالية، مصر

٨٩١. نهاية الارب فى فنون الادب

مؤلف: احمد بن عبد الوهاب نويرى (متوفى ١٣٣٧هـ)، ناشر: المؤسسة المصرية العامة، وزارة

الثقافة والارشاد القومى، مصر

٨٩٢. نهاية الاقدام فى علم الكلام

مؤلف: محمد بن عبد الكريم شهرستانى (متوفى ١٥٣٨هـ)، ناشر: دار الكتاب، بيروت

٨٩٣. النهاية فى غريب الحديث

مؤلف: مبارك بن محمد جزري معروف بـ ابن اثير (متوفى ١٤٦٠هـ)، من اشاعت: ١٩٥١ء، طبعها

ايثيرشن درقاہرہ

٨٩٤. النهاية ونكتتها

مؤلف: ابو جعفر محمد بن حسن بن علي معروف بشيخ طوي (متوفى ٢٦٥ھ)، ناشر: جامع مدرسين، قم

#### ٨٩٥- فتح البلاغة

تحقيق وتعليق: داکٹر سعید صالح، نسخہ اشاعت: ١٣٨٤ھ در بیروت

#### ٨٩٦- فتح الحق و كشف المصدق

مؤلف: حسن بن يوسف بن مطهر معروف به علامہ حلی (متوفی ٢١٧ھ)، نسخہ اشاعت: ١٣٥٠ھ

ناشر: مؤسسة دار الحجر

#### ٨٩٧- نوادر الا صول

مؤلف: محمد بن علي بن حسن حکیم ترمذی (متوفی بعد از ٣١٨ھ)، نسخہ اشاعت: ١٣١٣ھ مطابق

١٩٩٢ء، ناشر: دار الكتب العلمية، بیروت

#### ٨٩٨- النواقض للرواقض

مؤلف: محمد بن عبد الرسول بربنی (متوفی ١٠٣٠ھ)

اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ عرضی میں موجود ہے

#### ٨٩٩- نور الابصار

مؤلف: شیخ موسی بن حسن بن موسی فیضی (متوفی بعد از ١٣٠٩ھ)، نسخہ اشاعت: ١٣٥٩ھ

مطابق ١٩٨٩ء، ناشر: دار الجليل، بیروت

#### ٩٠٠- النور الساری

مؤلف: حسن عدوی حمزاوي (متوفی ١٣٠٣ھ)، نسخہ اشاعت: ١٢٧٢ھ در مصر

#### ٩٠١- النور السافر عن اخبا القرن العاشر

مؤلف: عبد القادر بن شیخ بن عبد اللہ العیدروس (متوفی ١٠٣٨ھ)، نسخہ اشاعت: ١٣٥٣ھ

مطابق ١٩٨٥ء پہلا ایڈیشن، ناشر: دار الكتب العلمية، بیروت

#### ٩٠٢- نور الكريمتين

مؤلف: قمر الدین بن فیض حسینی اور مگ آبادی (متوفی ١٩٢٦ھ)، من اشاعت: ١٣٠٤ھ، ناشر: مطبوعہ نظامی، هند.

٩٠٣ - النور المشتعل المقتبس من كتاب ما نزل من القرآن في على

مؤلف: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (متوفی ٢٣٠٢ھ)، تحقیق: محمد باقر محمودی، من اشاعت: ١٣٠٦ھ، ناشر: وزارت ارشاد اسلامی، تهران.

٩٠٤ - نيل الاوطار

مؤلف: محمد بن علی بن محمد شوکانی (متوفی ١٢٥٢ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربي، بیروت.

٩٠٥ - الهدایة مطبوع بالمقعد

مؤلف: شیخ صدق (متوفی ١٣٨٢ھ)، من اشاعت: ١٣١٣ھ، ناشر: دار الحجۃ البیهیاء، بیروت.

٩٠٦ - هدایة المحدثین (معروف به مشعر کات الکاظمی الى طریقة  
المحمدین)

مؤلف: محمد امین ابن محمد علی کاظمی (متوفی ١٨٠٤ھ)، من اشاعت: ١٣٠٥ھ، ناشر: کتب خانہ آیۃ  
الله عرشی، قم.

٩٠٧ - هدایة المرتاب فی فضائل الاصحاب

مؤلف: احمد بن مصطفی القادین خانی (متوفی ١٣٠٦ھ)، من اشاعت: ١٢٩٢ھ

٩٠٨ - هدیۃ الاحبای فی ذکر المعروفین بالکنی والالقاب والانساب

مؤلف: شیخ عباس قمی (متوفی ١٣٥٩ھ)، ناشر: پہلائیہ لیشن در تهران

٩٠٩ - هدیۃ العارفین

مؤلف: اسماعیل پاشا بندادی، من اشاعت: ١٩٥١م، ناشر: دار احیاء التراث العربي بیروت.

آفسٹ از المطبعة الھمیہ استنبول

٩١٠ - الواقی

مؤلف: محمد بن مرتضى معروف به لما فيض كاشانى (متوفى ١٩٠٩هـ)، ناشر: كتب خانة أمير المؤمنين

اصفهان

٩١١. الواقى بالوفيات

مؤلف: خليل بن ابيك صندى (متوفى ٢٣٧٤هـ)، من اشاعت: ١٣٨٢هـ مطابق ١٩٦٢ء، ناشر

: دار النشر فرازشتاين، فيساوان

٩١٢. الوجيز، مطبوع ببر حاشيه تفسير نوى

مؤلف: علي بن احمد واحدى (متوفى ٢٣٦٨هـ)، ناشر: دار احياء الكتب العربية، مصر

٩١٣. الوزراء و الكتاب

مؤلف: محمد بن عبدوس الجهمي (متوفى ١٣٣٣هـ)، من اشاعت: ١٣٥٣هـ مطابق ١٩٣٨ء

پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعة مصطفى الباجي الحلى واولاده قاهره

٩١٤. الوسط فى الادب العربى و تاريخه

مؤلف: احمد على اسكندرى (متوفى ١٩٣٨هـ) مصطفى عتاني (متوفى ١٩٣٣هـ)، ناشر: دار المعارف

مصر، اخبار هواں ایڈیشن

٩١٥. الوسيط فى تفسير القرآن المجيد

مؤلف: علي بن احمد واحدى (متوفى ٢٣٨٢هـ)، من اشاعت: ١٣١٥هـ مطابق ١٩٩٣ء پہلا

ایڈیشن، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٩١٦. الوسيلة الى نيل الفضيلة

مؤلف: محمد بن علي طوى معروف به ابن حزره (از بزرگان قرن ششم)، من اشاعت: ١٣٠٨هـ پہلا

ایڈیشن، ناشر: كتب خانة آیة اللہ مرعشی، قم

٩١٧. وسيلة العمال فى عدة مناقب الآل

مؤلف: احمد بن فضل بن محمد باكير حضرى ثانوى (متوفى ١٤٠٢هـ)

مکہ میں ۱۲۸۰ھ کے قلمی نسخے کا عکسی نسخہ کتب خانہ آیۃ اللہ عزیزی قم میں موجود ہے

#### ٩١٨۔ و سیلۃ النجاة

مؤلف: محمد بنین صاحب حنفی (متوفی ۱۳۲۵ھ)، ناشر: مطبعہ گلشن، هند

#### ٩١٩۔ الوضیعۃ فی نقص عقائد الشیعۃ

مؤلف: موسی جارالله (متوفی ۱۳۶۹ھ)، ناشر: مکتبۃ التاجی، مصر

#### ٩٢٠۔ الوفا بہ حوال المصطفیٰ

مؤلف: عبدالرحمٰن بن علی معروف بابن جوزی (متوفی ۱۹۵۵ھ)، من اشاعت: ۱۴۰۸ھ مطابق

۱۹۸۸ء، ناشر: دارالكتب العلمية، بیروت

#### ٩٢١۔ وفا الوفا بہ خبار دار المصطفیٰ

مؤلف: علی بن عبد اللہ حسین شافعی سہودی (متوفی ۱۹۱۱ھ)، تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید، ناشر: دارالباز، مکتبۃ المکرمة

#### ٩٢٢۔ وفيات الاعیان

مؤلف: احمد بن ابی بکر بن خلکان (متوفی ۱۸۱ھ)، تحقیق: احسان عباس، من اشاعت: ۱۹۷۴ء  
ناشر: دارالثقافت بیروت، آفسٹ ازدار صادر

#### ٩٢٣۔ وقائع الایام

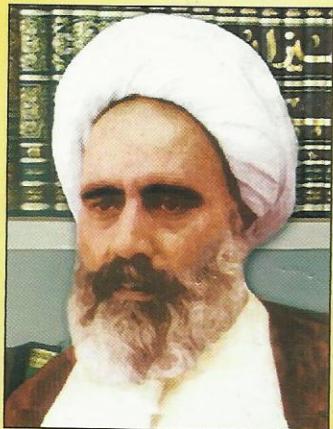
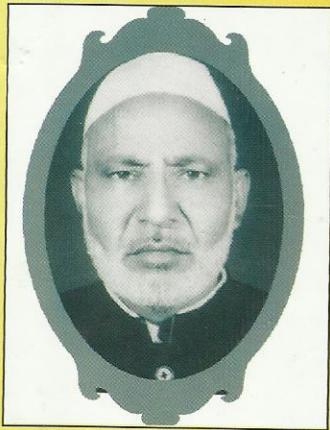
مؤلف: ملا علی الواعظ ایمن عبد العظیم تبریزی (۱۳۲۳ھ میں زندہ تھے)، من اشاعت: ۱۳۳۰ھ در تبریز

#### ٩٢٤۔ وقعة صفين

مؤلف: نصر مراجم مقری (متوفی ۱۴۲۲ھ)، تحقیق: عبد السلام ہارون، من اشاعت: ۱۳۸۲ھ تیرا ایڈیشن، ناشر: المؤسسة العربية الخديوية، قاهرہ

#### ٩٢٥۔ بیتمة الدهر فی محاسن اهل العصر

- مؤلف: ابو منصور عبد الملک بن محمد بن اسما علی شعابی نیشاپوری (متوفی ٣٢٩ھ)، تحقیق: ڈاکٹر مفید محمد قمی، کتابخانہ پہلا ایڈیشن، ناشر: دارالكتب العلمیة، بیروت
- ٩٢٦ - اليقین فی امرۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب
- مؤلف: رضی الدین ابی القاسم علی بن موسی بن جعفر بن محمد طاؤس (متوفی ٦٦٣ھ)، کتابخانہ پہلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسة الشفیعین ودارالعلم، بیروت
- ٩٢٧ - بیان بیع المودة
- مؤلف: شیخ سلیمان بن ابراہیم حسینی بلخی قندوزی حنفی (متوفی ١٢١ھ)، ناشر: مؤسسة الاعلمی بیروت، پہلا ایڈیشن ۰
- ٩٢٨ - الیو اقیت والجو اهرفی بیان عقائد الاقا ابر
- مؤلف: عبدالوهاب (متوفی ٣٧٩ھ)، کتابخانہ پہلا ایڈیشن، ناشر: مطبعة مصطفی البابی الحنفی، مصر



**ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری مرحوم**

ولادت: ۱۹۲۴ھ

وفات: ۱۴۲۲ھ/۱۹۰۲ء براطیش، انگریزی

کتاب "الغدیر" زمانہ طالب علیہ سے مولانا مرحوم کی توجہات کا مرکز رہی ہے، آپ کے دل میں اسی وقت یہ جذبہ مدد و ہزار بیدار کرنے لگا تھا کہ اس علیٰ اور تحقیقی کتاب کو ارادہ جسمی ترقی یافتہ زبان میں ضرور منتقل ہونا چاہئے لیکن ہندوستان کے حالات اور طباعت کی گنجائی کے پیش نظر خاموشی پیدھر ہے۔

۱۹۹۰ء میں جب مولانا مرحوم مولانا سید نیاز علی رضوی بھیک پوری کی زحمت و مشقت اور کوششوں کے دریم مرح عالی قادر آیہ اللہ العظیم ناصر مکار شیرازی دامت برکات کی وجوہ پر ایران آئے تو مظہر نے بر صیر کے حاس موضوع کو منظر کھٹھ کھٹھ ہوئے تھوڑی تھیس کے ساتھ "الغدیر" کا ترجمہ کرنے کو کہا، اہم کتاب اور حاس موضوع کے دیکھتے ہوئے "منیں" کہنے کی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ فوراً ثابت جواب دے دیا اور ترجمہ میں مشغول ہو گئے۔

یہ بات یقیناً حیرت انگیز ہے کہ مولانا مرحوم نے آج سے تقریباً پندرہ سال قل، دیہات کی زندگی میں مسالک و آسائش حیات کی کمی کے باوجود الغدیر کی تمام جملوں کا ترجمہ کر کذا الاتھا جس کی ایک جلد ۱۹۹۳ھ میں مختصر عام پر آچکی ہے، لیکن پھر حالات نامساعد ہوتے چلتے گئے اور دوسروں جملوں کی طباعت کی نوبت نہ اسکی نیزرو جملوں (چھٹی اور گیارہوں) حالات کی ستم ظرفی کی نذر ہو گئیں، جس کی تجھیں کافر پیشان کے فرزند "مولانا سید شاہد بمال رضوی" نے نکسن و خوبی انجام دیا ہے۔ (ناشر)

**حضرت علامہ عبدالحسین الائمی النجفی (طاب ثراه)**

ولادت: ۱۳۲۵ھ

وفات: ۱۴۲۹ھ/۱۹۰۹ء

"الغدیر" گیارہ جملوں پر مشتمل یہ کتاب اگل بھگ ۱۳۲۵ صفحات پر پھیلی ہوئی تحقیقی تصنیف کی داد دیتی ہے، یقول شہید مرتضی مطہری: "یہ کتاب تمام زیر آگیں پر دیکھنے کے برخلاف، یہ ثابت کرتی ہے کہ شیعیت قرآن و سنت کی مطلق پر استوار ہے، تثیق پر لگائے گئے تمام اعتمادات پر اور بے بنیاد ہیں، اس کتاب نے حضرت علیؑ اور تمام آئین طاہر (علیهم السلام) کی مظلومیت کو حساس ترین میانیاں کیا ہے۔ یہے پڑھنے کے بعد ہر شخص اعزاز حق پر بمحروم جاتا ہے۔"

ای لئے کتاب کی اشاعت کے بعد عالم اسلام کے نامور علماء و محققین نے اس کتاب سے متعلق احساس قدر دانی اگیز کر کے اپنے بہترین خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمن کیلائی طلبی کہتے ہیں: ہر مسلمان کے پاس یہ کتاب رہنا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد غلام مصري کہتے ہیں: یہ کتاب صاحبان تحقیق کی آرزو ہے۔

یہ عظیم کتاب اتنی قدر دانی کی تصنیف کیوں نہ ہو جب کی علامہ میں نے اس کی تالیف و تحقیق میں رسول رحمتیں بروادشت کی ہیں اور صرف تحقیق موافق اہم کرنے کے لئے ہندوستان، مصر، شام کے علاوہ کئی ملکوں کا چکر لگایا ہے۔ ان پر غلوص کا وصول کا نتیجہ ہے کہ آج شیعی دائرۃ المعارف کی تیشیت سے "کتاب الغدیر" افیشیت پر چھائی ہوئی ہے۔ (ناشر)

**کلِستاراہ ۷۷ پبلی کیشنر لاہور**